

تاریخ فرخ آباد

Tarikh-e-
Farrukhshah

by
William Irvine

ہندوستان مین دست اندازی کی اُسوقت جسقدر ریاستہاے اسلامیہ موجود تھین اون سب کی اُسی زمانہ سے بنیاد پڑی تھی۔ بنگال کے نواب ناظم۔ صوبہ دار علی وردی خان کے خاندان مین ہین جسنے کہ ۱۷۵۶ء مین وفات پائی۔ نظام حیدرآباد۔ نظام الملک آصف جاہ کے جو ۱۷۱۳ء سے لغایت ۱۷۴۸ء صوبہ دار دکھن رہا جانشین ہین۔ شاہان اودہ سعادت خان برہان الملک کی نسل مین ہین جوکہ ۱۷۲۲ء مین صوبہ دار اودہ مقرر ہوا تھا۔ روہیلہ محمد شاہ کے عہد حکومت مین خود مختار بن بیٹھے تھے۔ اور بھرت پور کے جاٹون کی اُس زمانہ مین ترقی ہوئی جبکہ چوڑامن محمد شاہ کے باغی وزیر عبد اللہ خان قطب الملک نامی کا شریک تھا۔ خاندان بنگش نے بھی جس نے کہ شہر فرخ آباد کی بنا ڈالی اور جسکی تحت تصرف مین اراضی وسیع وسط دواب مین تھی اسی زمانہ مین ہمچو دیگران عروج حاصل کیا اور اگرچہ آخر مین اِس خاندان کا زمانہ بہت بگڑ گیا مگر ایک وقت ایسا تھا کہ اِس خاندان کی صورت حال سے امید ہوتی تھی کہ اِسکی ترقی آیندہ اور ریاستون سے کسیطرح کم نہوگی جب محمد خان نے ۱۷۴۳ء مین وفات پائی تو اُسوقت یہہ کوئی نہین سمجھتا تھا کہ محمد خان کے جانشین ایسے جلد کمزور ہو جاوینگے کوئی اُوسکا جانشین بدتدبیر ونا عاقبت اندیش اور کوئی بیعقل وپست حوصلہ ہوا علاوہ ازین اُنکا ملک بالکل غیر محفوظ تھا اور افواج غنیم کے آنے کے واسطے شمال وجنوب ومغرب سے برابر راہین کشادہ تھین ان سب وجوہات سے ریاست فرخ آباد بالکل ناچیز وبیقدر ہو گئی۔ لیکن اس امر سے انکار نہیں ہوسکتا کہ مورخون نے نوابان بنگش کی واجبی داد نہین دی ہے کسی جگہہ اُنکی تاریخ میں سلسلہ وار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ نوابان بنگش شہر فرخ آباد

از ابتدائے ۱۷۱۳ء لغایت ۱۸۵۷ء مؤلفہ ولیم آروین
سی ایس کلکٹر فتحگڑہ ممالک مغربی وشمالی

حصہ اول

۱۷۱۳ء مین فرخ سیر کے تخت نشینی کے زمانے سے سلطنت مغلیہ کی عالیشان عمارت گرچلی ضعیف العقل اور آوارہ مزاج بادشاہون کے ہاتھہ مین جو خود غرض اور نالایق مصاحبون سے گھرے رہتے تھے سلطنت کو بہت جلد زوال آگیا۔ جون جون دباؤ کم ہوتا گیا صوبہ دارون نے حقوق شاہی پر درحقیقت اپنا تصرف کرلیا اور اُنکے عہدہ واختیارات اُنہین کے ورثا کو برابر ملتے چلے آئے اور اس امر مین تا برادر اکبر کے جانشینون کی منظوری برائے نام ہوتی تھی۔ جسوقت انگریزون نے معاملات ملکی

مین ٹری تھی اور عرصہ سے ایک بند درجہ مین بوجہہ نمی اور کیڑون کے بالکل مٹی
ہوگئی تھی - اس کی کوئی اور نقل موجود نہین معلوم ہوتی - خاندانی حال صاحب رائے
کا جہانتک کہ پرچون سے جو اوس کی کتاب کے آخر مین بچ رہے تھے دریافت ہوسکا
یون ہی - کہ اوسکا دادا منوہر داس سرکار گوالیار کے اضلاع بہٹ - سابنہ - اتری
اور دیگر مقامات مین پیشکار رہا وہ گوالیار مین رہتا تھا اور وہان اُس کا ایک پختہ مکان
تھا - بعد وفات منوہر داس اُسکا بیٹا دوارکا داس بتلاش روزگار شاہجہان آباد گیا
اور وہان پہاڑ گنج خرد مین سکونت گزین ہوا - وہان اوسکو بذریعہ لالہ گاج سنگہ پیشکار
خالصہ شریفہ کے جو اُوسکا دوست تھا کوئی جگہہ مل گئی - دوارکا داس دو بیٹے چھوڑکر
مرا ایک ڈالچند دوسرا صاحب رائے - ڈالچند نواب سعادت خان کے پاس تھا
اور خطوط کی نقل کیا کرتا تھا اور نیز نواب کے خرچ کا حساب اوس کے پاس رہتا تھا
صاحب رائے کو اوس کے بھائی نے تعلیم دلوائی اور فرخ سیر کے عہد حکومت مین ۱۷۱۲ع
سے لغایت ۱۷۱۹ع صاحب رائے نواب محمد خان کی سرکار مین بعہدہ سکرٹری یعنی منشی گری
ممتاز رہا - یہہ معلوم نہین کہ صاحب رائے نے کب وفات پائی صاحبرائے کے بعد اوسکے
پوتے دلیپ رائے کو یہہ جگہہ ملی اور وہ نواب مظفر جنگ کے زمانے مین ۱۷۸۰ع سے لغایت
۱۷۹۶ع اور نواب ناصر جنگ کے عہد مین ۱۷۹۶ع سے ۱۸۱۳ع تک بڑا مشہور و معروف رہا -
سید حسام الدین شاہ گوالیاری کی تاریخ بخیال قدامت و عمدگی دوم درجہ کی ہی - حسام الدین شاہ
کا دادا ابو الحسن ولی محمد غوث گوالیاری کا بھانجہ اور نیز داماد تھا - حسام الدین قبل از ۱۷۲۲ع

حالات بیان نہین ہوئے ہین اور اکثر واقعات جنمین بنگشون نے بڑے بڑے کارنمایان کئے ہین قلم انداز ہوگئے ہین یا اون کامون کے غلط طور پر روایت کی گئی ہے۔ اِس کتاب کی تالیف سے اصلی مدعا یہہ ہے کہ اس نقص کی اصلاح ہو۔ اور مجھے یقین ہے کہ بلحاظ مقام یہہ اول مرتبہ ہے کہ نوابان بنگش کی تاریخ لکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

بیان اون کتابون کا جن سے کہ تاریخ ہذا تالیف کی گئی

چونکہ اکثر کتابین جنکا مین نے استعمال کیا ہے قلمی ہین اور اس ضلع کے حدود کے باہر کوئی اُنسے واقف نہین لہذا مناسب معلوم ہوا کہ اون کتابون اور اونکے مصنفون کے حال سے ابتدا کیجاوے۔ انمین سے سب سے قدیم اور معتبر ایک مجموعہ خطوط ہے جس مین خطوط منجانب محمد خان و نیز بنام محمد خان ہیں۔ یہہ مکتوب منشی صاحب رائے نے ۱۱۵۹ہجری مین (مطابق جنوری ۱۷۴۶ء لغایت جنوری ۱۷۴۷ء) جمع کیا تھا اور اُوسکا نام تاریخی خجستہ کلام ہے۔ اسمین ۲۰۶ خط منجانب محمد خان اور ۹۰ بنام محمد خان ہین۔ اور ہر چند کہ اِس مکتوب مین اُس زمانے کے سب بڑے بڑے آدمیون کے خط ہین مگر بالخصوص۔ بادشاہ۔ وزیر قمر الدین خان نظام الملک۔ خان دوران خان امیر الامرا۔ اور روشن الدولہ کے نام کے خطوط بکثرت ہین۔ اور یہہ خطوط بہت اکثر ۱۱۳۸ہجری سے لغایت ۱۱۵۶ہجری کے لکھے گئے ہین۔ یہہ مکتوب طول مین ۱۰ انچھہ اور عرض مین ۶ انچھہ ہے اس مین ۱۵۲ ورق اور ہر صفحہ مین ۱۵ سطرین ہین لیکن آخر مین دو تین ورق کم ہین۔ یہہ کتاب صاحب رائے کے پرپوتے مسمی بھوانی پرشاد کے وارث سے حاصل ہوئی تھی ردی کواغذ کے انبار

مین کرلینا صفحہ ۲۴۹ سے ۲۶۴ تک - احمدخان اور راجہ مین ملاقات ہونا پھر وزیر کا صلح
کرلینا اور نواب کے لڑکے کو اپنے ساتھ لکھنؤ کی طرف لیجانا صفحہ ۲۶۴ سے ۳۱۲ تک -
احمدخان کا معہ سرداران روہیلیون کے ہمراہ مورچون پر سے کوچ کرنا اور پھر احمد خان کا
فرخ آباد آنا صفحہ ۳۱۲ سے نغایت ۳۴۰ - مظفر جنگ کی شادی کا حال صفحہ ۳۴۰ سے لغایت
۳۵۲ - وزیر کا شاہ عالم بادشاہ کو احمد خان پر چڑھالانا صفحہ ۳۵۲ سے لغایت صفحہ ۳۹۲ -
تاریخ مذکورہ کے بعد مفتی ولی اللہ کی تاریخ فرخ آباد ہے جو ۱۲۴۵ ہجری (مطابق جولائی ۱۸۲۹ع
نغایت جون ۱۸۳۰ع) کے قریب لکھی گئی ہے - سید ولی اللہ ولد سید احمد علی مقام ساندی سرکار
خیر آباد مین ۱۱ شوال ۱۱۶۵ ہجری کو مطابق ۲۶ اگست ۱۷۵۲ع پیدا ہوئے تھے (اونکے باپ
سید احمد علی ۱۱۸۵ ہجری مین مطابق ۱۷۷۲ع کے اکیاون برس کی عمر مین مرے تھے - اس
خاندان کی دس پشت سے ساندی مین بود و باش تھی مقام ساندی فرخ آباد سے ۲۶ میل
کے فاصلہ پر گنگا پار دکھن پورب کے کونے مین واقع ہے - اور اس سے پیشتر اس خاندان کے
لوگ دس پشت تک وائی پور مین رہے تھے جو کہ قنوج کی پورب مین گنگا کی متصل ہے لوگ
کہتے ہین کہ یہان آبادی کی بنیاد ڈالنے والا لاہور سے آیا تھا - ولی اللہ نو برس کی عمر مین
اپنے والد کے ساتھہ فرخ آباد مین آیا - اوسنے فرخ آباد قنوج اور بریلی مین تحصیل علم کی اور
عبدالواسط قنوجی سے تکمیل حاصل کی - ۱۱۸۹ ہجری مین (مطابق مارچ ۱۷۷۵ع لغایت
فروری ۱۷۷۶ع) وہ مکہ کی راہ مین شہر رحمت آباد دیکھنے کو گیا وہان خواجہ رحمت اللہ
سے اوس نے مسایل نقشبندیہ اور مسایل قادریہ مین تعلیم پائی ۱۱۹۰ ہجری میں مطابق

محمد خان کے عہد مین فرخ آباد مین آیا اور رکیون مین مقرر ہو گیا - وہ محاصرہ الہ آباد (اکتوبر ۱۷۵۰ء لغایت اپریل ۱۷۵۱ء) اور محاصرہ فتحگڑھ (بماہ اپریل و مئی ۱۷۵۱ء) اور جنگ روہیلکھنڈ (بماہ اکتوبر ۱۷۵۱ء سے اپریل ۱۷۵۲ء تک) کے موقعون پر موجود تھا - آخر مین وہ نعتبر ہو گیا اور سنہ ۱۲۱۰ ہجری مین (مطابق جولائی ۱۷۹۵ء لغایت جولائی ۱۷۹۶ء) وفات پائی -

یہہ کتاب نومبر ۱۷۴۹ء کی لڑائی کے بیان تک جسمین کہ قایم خان مقتول ہوا کچھہ عمدہ نہین ہی مگر پھر اِس زمانہ سے لغایت وفات احمد خان ۱۷۷۱ء مین حالات بہت مفصل اور دلچسپ ہین - عبارت بہت سلیس اور معہ تصاویر ہی اور بہت عبارت آرائی نہین کی گئی ہی - میری رائے مین مصنف اِس کتاب کا اوس تعریف کے لائق ہی جو کہ مفتی ولی اللہ نے اوسکی معتبری کی ہی - یہہ تاریخ قلمی مجھے میر فضل علی نے مفتی ولی اللہ کے مدرسہ کے کتب خانہ مین سے مستعار دی تھی - اِسکا طول ۱۰ انچہہ اور عرض ۵ انچہہ ہی اور ۲۹۳ صفحہ اور ہر صفحہ مین ۱۱ سطرین ہین - حالات کی حسب ذیل پیشانیان ہین - محمد خان اور قایم جنگ کا حال صفحہ ۴ سے ۴۵ تک - امام خان کا جانشین ہونا اور بادشاہ کو تاوان ملجانا پھر امام خان کا مقید ہونا اور بی بی صاحبہ کا نکل جانا صفحہ ۴۵ سے لغایت ۸۹ - احمد خان کا حال پھر نول رائے کی وفات وزیر کی شکست اور محاصرہ الہ آباد کا بیان صفحہ ۸۹ سے ۱۵۰ تک - وزیر کا بار دگر آنا اور احمد خان کا روہیلکھنڈ کو جانا صفحہ ۱۵۰ سے ۲۲۶ تک - احمد خان کا پہاڑون پر بھاگ کر جانا اور الموڑہ کے راجہ سے مدد حاصل کرنا صفحہ ۲۲۶ سے لغایت ۲۴۹ - وزیر کا مرہٹون کے ساتھ آنا اور احمد خان کو محاصرہ

چہارم مین شعرا کا تذکرہ ہی۔ فصل پنجم مین مصنف نے اپنا حال تحریر کیا ہی۔ تواریخی حصہ مین کچھ تفصیل وار حالات نہین ہین اور بہت کچھہ کتاب سیر المتاخرین وغیرہ سے نقل کیا گیا ہی لیکن بعض بعض حالات ذاتی علم یا دریافت سے بڑہائے گئے ہیں۔ سب سے عمدہ وہ حصہ کتاب ہی جس مین بنگش پٹھانون کی بنیاد کی روایت ہی۔ قریب دو حصہ کے اس کتاب مین اون غیر مشہور مسلمانون کے سوانح عمری کا انتخاب ہی جو کہ فرخ آباد مین رہتے تھے یا یہان بطور سیر آئے تھے لوح تاریخ ایک اردو کی کتاب ہی جو کہ اپنی شکل موجودہ مین سنہ ۱۲۵۵ ہجری مطابق مارچ سنہ ۱۸۳۹ء لغایت مارچ سنہ ۱۸۴۰ء کے قریب لکھی گئی تھی۔ میر بہادر علی کی کاپی جو کہ اوسکے بھتیجے سلامت علی نے مجھے مستعار دی تھی ۹ انچہ طول میں اور ۶ انچہ عرض مین ہی اسمیں ۴۹۵ صفحہ ہین اور فی صفحہ ۱۶ سے ۱۸ تک سطرین ہیں۔ عبارت روزمرہ سلیس ہی اور اگرچہ حالات تاریخی اس مین کم ہین اور سلسلہ بھی اچھا نہین ہی تاہم اسمین ایسے بہت سی دلچسپ روایات ہین کہ اگر اس کتاب مین وہ درج نہوتین تو ضائع ہوجاتین۔ اس تاریخ کی بنیاد کا یہہ حال ہی کہ سنہ ۱۲۴۸ ہجری مین مطابق مئی سنہ ۱۸۳۲ء لغایت مئی سنہ ۱۸۳۳ء بخشی منور علیخان نے جو کہ محمد خان کے لڑکے دولت خاتون کا پوتا تھا ایک تاریخ شہر فرخ آباد اور یہان کے نوابون کی تیار کرنا شروع کی۔ یہہ کتاب اوسنے مفتی ولی اللہ کی تاریخ اور دیگر کتب مثل خلاصہ بنگش وغیرہ کی مدد سے تالیف کی لیکن اسمین منور علیخان نے ایک بزرگ آدمی الہ داد خان نامی والد مقیم خان جیلہ سے بہت سے حالات زبانی دریافت کرکے لکھے ہین۔ ایک جلد اس کتاب کی نواب دلاور جنگ والد نواب حسین علیخان کو اور

فروری ۱۷۹۶ء لغایت فروری ۱۷۹۷ء) اُسنے چھہ ماہ مقامات متبرکہ کی زیارت مین صرف کئے - اور آخرکار ۱۲۱۱ ہجری مین (مطابق دسمبر ۱۷۹۶ء لغایت دسمبر ۱۷۹۷ء) ہندوستان کو واپس آیا اور شہر فرخ آباد مین سکونت اختیار کی - جو کچھہ صرف سے پس انداز ہوا اوس کو ولی اللہ نے جمع کر کے چند قطعہ مکانات خریدے اور اون سب کو ملا کر ایک مدرسہ تعمیر کرایا اور اُسکا نام فخر المرابع وربیع المفاخر رکھا - اِس نام سے ۱۲۲۴ ہجری (مطابق فروری ۱۸۰۹ء لغایت ۱۸۱۰ء) برآمد ہوتے ہین - ولی اللہ کا کتب خانہ ابھی مدرسہ مین موجود ہی لیکن اب کوئی طالب علم ہی نہ وہان کچھہ تعلیم ہوتی ہی ۲۹ - اگست ۱۸۰۵ء کو ولی اللہ مفتی شہر مقرر ہوئے اور یہہ عہدہ اُن کے نام ۱۳ - اکتوبر ۱۸۲۶ء تک اونکے نام رہا - بعد اونکے اونکے رشتہ دار ولایت علی مفتی ہوئے - مفتی ولی اللہ نے ۵ - جمادی الثانی ۱۲۴۹ ہجری کو مطابق ۱۰ - نومبر ۱۸۳۳ء کو وفات پائی - ذیل کی تاریخون سے اونکا سال وفات برآمد ہوتا ہی -

گنج معنی برفت زیر زمین ؎ دفن کردند گنج علم بخاک

تاریخ اول سید بہادر علی کی کہی ہوئی ہی - اِس تاریخ کی ایک جلد جو مجھے میر فضل علی نے مستعار دی تھی طول مین ۱۰ انچھہ اور عرض مین ساڑھے چھہ انچھہ ہی اِسمین ۲۷۳ صفحہ مین فی صفحہ سطرون کا شمار مختلف ہی - اِس کتاب کے دو حصہ ہین - حصہ اول مین تاریخ فرخ آباد اور خاندان بنگش کا حال ہی اور ۱۶۰ صفحہ ہین جنمین ایک دیباچہ اور ۸ فصلین ہین - حصہ اول مین ۵ باب ہین - حصہ دوم مین پانچ فصلین ہین - فصل اول مین مشہور و معروف اشخاص کا حال ہی - فصل دوم مین شیخوں سیدون اور فقرا کا بیان ہی فصل سوم مین علما کا - اور فصل

تمام اپنی ریاست و جاگیر وغیرہ سرفراز محل بیوہ ناصر جنگ کے نام کردی لیکن سرفراز محل
منور علیخان کو دوسو روپیہ سالانہ دیتی رہین - منور علیخان نے سیزدہم شعبان ۱۲۸۰ھ ہجری
مین مطابق ۲۴ - اگست ۱۸۶۳ع وفات پائی میر بہادر علی چھبرامؤ کے سید تھے چھبرامؤ ایک
چھوٹا سا قصبہ ہی اور شہر فرخ آباد سے بفاصلہ ۱۸ میل لب سڑک واقع ہی - میر بہادر علی اپنے
تئین زین العابدین خان کے فرزند اکبر کی نسل مین سے بتلاتا ہی - زین العابدین مدینہ سے
آکر ترمز مین بسا تھا اور کچھہ لوگ اوسکی اولاد مین سے عرصہ دراز تک لاہور کے قریب بالکہ
مگر بعد اسکے رفتہ رفتہ پورب کی طرف بڑھتے آئے اور قصبہ چھبرامؤ سرکار قنوج صوبہ اکبر آباد
مین اکر بسے اِسبات کو قریب پانسو برس کے عرصہ گذرا - لکھا ہی کہ ایک زمانہ مین نشتر سے اسّی
تک سیدون کے گھر چھبرامؤ مین موجود تھے اور تین محلوں میں آباد تھے لیکن دو یا تین سو
برس سے کوئی نہین رہا اب صرف ایک محلہ مین پانچ سات گھر سادات کے ہین مغلون کے
عہد حکومت مین اِن گھرانون کے مرد دہلی مین تلاش روزگار کرتے تھے اور اکثر عہدون پر
مثل قاضی - مفتی - دیوان - محرر - تحصیلدار وغیرہ کے ممتاز تھے - اپنی تاریخ مین شجرہ
خاندانی لگانے سے بہادر علی معذور رہا ہی - کیونکہ اُس بدانتظامی کے زمانہ مین یعنی گنوارگردی
مین جبکہ مرہٹے سب گاؤن وغیرہ کو تاخت تاراج کرتے رہتے تھے سب کاغذ جنمیں بہادر علی کے
بزرگون کے حالات تھے ضائع ہو گئے - بالفعل جو کتابین اوسکے پاس موجود ہیں اونسے
دستخطون کے ذریعہ سے خاندان کا چھہ پشت تک پتا چلتا ہی - بہادر علی کا باپ اور دادا کہا
کرتا تھا کہ چھبرامؤ کے سادات سید کمال کی اولاد مین ہیں - سید کمال لاہور سے آیا تھا اور

دوسری دھرم داس کایتھ کھتر داکو دی گئی تھی لیکن اِن دونون جلدون مین سے باوجود تلاش کوئی دستیاب نہیں ہوئی۔ منور علی لکھتا ہی کہ چونکہ مجھہ کو زبان اردو مین بہت مہارت نہ تھی اور نہ انشا پردازی کا ربط تھا لہذا مین نے اپنی تاریخ میر بہادر علی کو دیدی تاکہ وہ اوسکی ایک صورت قایم کردیں۔ ۱۲۵۵ھ ہجری میں مطابق مارچ ۱۸۳۹ء لغایت مارچ ۱۸۴۰ء عیسوی بہادر علی نے کتاب مذکور درست کرکے واپس کردی اور کچھہ حالات جو اُنہین معلوم تھے وہ اُس مین اضافہ کردیے۔ اور اُوسکا نام عنوان خاندان بنگش یا لوح تاریخ رکھا گیا۔ تاریخ ذیل سے ۱۲۵۵ھ ہجری برآمد ہوتے ہیں ؞

کیا بنی ہی میان یہہ خوب کتاب

اِس کتاب کے علاوہ دیباچہ کے آٹھہ حصّہ ہین۔ حصّہ اول مین نواب محمد خان غضنفر جنگ اور حصّہ دوم مین نواب قایم خان۔ اور حصّہ سوم مین نواب احمد خان غالب جنگ۔ اور حصّہ چہارم مین نواب دلیر ہمت خان مظفر جنگ۔ اور حصّہ پنجم مین نواب امداد حسین خان ناصر جنگ اور حصّہ ششم مین نواب خادم حسین خان شوکت جنگ۔ اور حصّہ ہفتم مین نواب تجمل حسینخان ظفر جنگ کے حالات ہین۔ حصّہ ہشتم کے دو باب ہین۔ باب اول مین منور علی خان نے اور باب دوم مین میر بہادر علی نے اپنی سوانح عمری تحریر کی ہین منور علیخان ولد سرفراز علیخان قوم اشترزی کارلانی پٹھان ۱۷۹۹ء مین پیدا ہوا تھا۔ منور علی کے پردادا مسمی خداداد خان کی دولت خاتون سے شادی ہوئی تھی۔ یہہ دولت خاتون نواب محمد خان غضنفر جنگ کی نوبیا بیٹی تھی جب ۱۸۰۹ء میں منور علی خان کے دادے نے وفات پائی تو سرفراز علی خان نے

چراغ علی ۱۱۵۰ھ الہجری مین مطابق فروری ۱۷۳۷ء لغایت جنوری ۱۷۳۸ء پیدا ہوا تھا چہیں
برس کی عمر مین اوسکی آنکھین جاتی رہین لیکن اُسکی جسمانی قوت بدستور تھی اور سمجھ نہایت تیز
تھی اور بہت حاضر جواب تھا اور اوسکی قوت لامسہ ایسی تیز تھی کہ وہ روپیہ سیدھا اولٹا
بتلا دیتا تھا اوسکو نقشۂ عمارت بنانے کی بہت عمدہ لیاقت تھی اور حکمت بھی کیا کرتا تھا
اور یہہ فن حکمت اوسنے اپنے والد غلام حسین سے سیکھا تھا ۔ اوسکا حافظہ نہایت عمدہ تھا
اور ہر شخص کے خاندانی حالات جو چھبرامئو کے گرد نواح مین رہے اوسے مفصل یاد تھے
چراغ علی نے ۱۴ رمضان ۱۲۴۷ الہجری کو مطابق ششم فروری ۱۸۳۲ء وفات پائی ۔
بہادر علی کا ننہال بھوگام مین تھا یہہ ایک قصبہ لب سڑک ضلع مین پوری مین چھبرامئو
سے پچھان کی طرف بفاصلہ ۲ میل واقع ہے ۔ بہادر علی کی والدہ شیخ خلیل الرحمان خاطب
ولد شیخ خیراللہ خان خاطب کی دوسری بیٹی تھی ۔ بہادر علی ۲۰ شوال ۱۱۹۵ الہجری کو
مطابق ۹ اکتوبر ۱۷۸۱ء پیدا ہوا ۔ ۱۲۰۱ الہجری مین مطابق ۱۷۸۷ء بہادر علی کا دادا اُسکو
شہر فرخ آباد مین لایا اور نواب دائم خان چیلہ کے پھاٹک مین سکونت اختیار کی یہان بہادر علی
نے چھہ سال تعلیم پائی وہ معمولی درسی کتابین فارسی کی پڑھتا تھا اور روزمرہ ایک مسودہ
لکھکر اُسپر اپنے اُستاد سے اصلاح لیتا تھا میر مکھو فقیر اوسے خوشنویسی سکھانے پر مقرر تھا
بہادر علی نے کچھہ علم ہندسہ اور چند کتابین صرف و نحو اور علم طب کی بھی پڑھی تھین اور
کل کلام مجید پڑھا تھا اوسکی عادت تھی کہ اوسوقت کے جو متقی اور دیندار آدمی تھے جنکا اونسے
نام بھی لکھا ہے اونکی خدمتمین اکثر جایا کرتا تھا اور ایک مرتبہ حافظ غلام محمد نے ایک باب

اوس کی ایک لڑکی نے جسکا نام علی امجد تھا قصبہ چھبرامؤ مین سکونت اختیار کی تھی اور لڑکے
مقامات سمدھن پرگنہ تالگرام متصل قنوج اور خاص تالگرام اور سانڈی اور مارہرہ اور سکیت پور
مین بود و باش کرتے تھے — بہادر علی کے سب بزرگ بعض علانیہ اور بعض مخفی
طور پر شیعہ مذہب کے پیرو تھے۔ بہادر علی کا دادا غلام حسین سنہ ۱۱۰۱ ہجری مین مطابق اکتوبر سنہ ۱۶۸۹ع
لغایت ستمبر سنہ ۱۶۹۰ع پیدا ہوا تھا اور سنہ ۱۲۲۶ ہجری مین مطابق جنوری سنہ ۱۸۱۱ع لغایت جنوری
سنہ ۱۸۱۲ع فوت ہوا۔ غلام حسین کے حشمت علی اور چراغ علی دو بیٹے تھے غلام حسین ایک
زمانہ مین نجیب خان اور شجاع الدولہ کی سرکارون مین رہا پہلی جگہہ سے ماہ اور دوسری
جگہہ سے سو [۱۰۰] روپیہ ماہواری پاتا تھا۔ پھر چالیس برس تک اُس نے نواب دایم خان جلیہ
نواب احمد خان کی ملازمت کی اول مشاہرہ اسی [۸۰] روپیہ ماہوار فوجدار اور پھر مشاہرہ پچاس [۵۰]
روپیہ ماہوار حکیم رہا اور پھر بیس [۲۰] روپیہ ماہوار پنشن پاتا تھا اور آخر کو مشاہرہ دس [۱۰] روپیہ ماہوار
نواب کے بیٹون اور بیوی کے پڑھانے پر مقرر رہا۔ اپنی وفات کے قریب تک وہ شہر
فرخ آباد مین دایم خان کے مکان کے پھاٹک مین رہا۔ مرنے سے پانچ چھہ سال پیشتر جبکہ
وہ بہت ضعیف ہو گیا تھا اوسکے بیٹے اور پوتے سمجھا کر اوسے چھبرامؤ لیگئے وہان اوسنے
۲۴ رمضان سنہ ۱۲۲۶ ہجری کو دوالی کے دن انتقال کیا۔ بہادر علی کو اپنے دادا کی نسبت
یقین تھا کہ اُسے معجزہ کرنیکی قدرت تھی اور روایت کرتا ہی کہ اُسکا دادا ایک شخص کو جو بہت
بیمار تھا خواب مین دکھلائی دیا اور اُس سے کہا کہ میری قبر سے گھاس اوکھیڑ کر اوسکو
اپنے سینہ پر ضماد کر۔ اُس بیمار نے ایسا ہی کیا اور فی الفور چنگا ہو گیا۔ بہادر علی کا والد

اور سعادت علیخان کے عہد مین فوج مین ملازم رہا جب سرکار انگریزی نے شہر فرخ اباد لے لیا تب بہادر علی ۱۲۱۸ ہجری کے آخر مین اپنے گھر آیا اور بہت عرصہ تک معلمی کے ذریعہ سے اپنی بسر اوقات کی آخر کو وہ راجہ جسونت سنگہ بگھیلہ ٹھاکر تروا کا معلم مقرر ہوا تروا ضلع فرخ اباد مین جنوب اور مشرق کے کونے مین ہی یہان اوسکے آٹھ روپیہ ماہوار اور روپیٹی علاوہ نذر کے مقرر ہوگئے پھر راجہ کی سفارش سے اوسکو چھبرامئو کی تھانہ داری ملگئی اور دو برس تک تھانہ دار رہا بعد ازین حسب درخواست راجہ مذکور کے بہادر علی اضلاع مین پوری بریلی اور فتحگڑہ مین عدالتہاے کلکٹری اور مال اور دیوانی اور نیز عدالت اپیل مین راجہ تروا اور اوسکے بھائی کنور پتیم سنگہ کی طرف سے وکیل رہا جب راجہ کے انتقال پر بہادر علی کی نوکری جاتی رہی تو وہ فرخ آباد آیا یہان کئی برس وہ لالہ دلیر سنگہ کایستہ سری باستبھ چھاونی والہ کے لڑکون کو پڑہاتا کیا اور آخر میں چند سال رای چندی پرشاد کایتہ سکسینہ ساکن محلہ سدھواڑہ کے یہان ملازم رہا دو برس تک وہ مسٹر مارٹن تاجر نیل کے پاس شمس آباد کی کوٹھی مین پندرہ روپیہ ماہواری کا پروانہ نویس اور پھر ڈیڑہ سال تک جائنٹ مجسٹریٹ سدہ پورہ ضلع ایٹہ کے کچہری مین منشی ظہور علی عباسی شیخپوری کی سفارش سے بیس روپیہ ماہوار کا ملازم رہا جب یہہ محکمہ شکست ہوگیا تو بہادر علی تین برس لکھنؤ میں جاکر رہا وہان وہ تھوڑے دن دریاباد کے تھانہ میں جو لکھنؤ سے ۴۲ میل کے فاصلہ پر مشرق مین واقع ہی محرر اور پھر کچھہ عرصہ تک ایک سوداگر کے پاس حساب نویسی پر ملازم رہا اور بعد ازان معلمی کے ذریعہ سے بسر اوقات کرتا رہا جب لکھنؤ سے فرخ آباد کو واپس آیا

قران کا اوس سے پڑھا یا تھا جب بہادر علی بارہ برس کا ہوا تو اوسکا چچا حشمت علی لکھنؤ سے اپنے
گھر آیا حشمت علی پندرہ برس تک لکھنؤ مین رہا تھا اور وہان لالہ لچھمن سنگھ اور لالہ بدھ سنگھ
کے یہان لڑکون کو پڑھانے پر مقرر تھا یہہ دونوں صاحب سارست برہمن تھے اور راجہ
ٹکیت راے نایب کے ملازم تھے ۱۲۰۰ھ ہجری مین حشمت علی لکھنو کو واپس گیا اور بہادر علی
کو بھی اپنے ہمراہ لیگیا وہان حشمت علی نے بہادر علی کو تعلیم کیواسطے میر ساجد علی کے سپرد کیا
ساجد علی حشمت علی کا بڑا دوست تھا اور معلمی کا پیشہ کرتا تھا بعد ایک سال کے بہادر علی مولوی
کمال الدین شاہجہانپوری کے پاس صرف ونحو پڑھنے کیواسطے بھیجا گیا شعرا سے راہ ورسم
اور واقفیت پیدا کرنے کی غرض سے وہ اکثر مولوی میر علی رسولپوری کے مکان پر جایا کرتا
تھا اول کچھہ قلیل عرصہ تک بہادر علی مولوی غلام محمد فایق کا شاگرد رہا اور نور تخلص
کرتا تھا لیکن جب شعر گوئی کا اوسکو بہت شوق بڑھا تب اوسنے اپنے چچا سے درخواست کی
کہ میان غلام ہمدانی مصحفی سے میری ملاقات کرا دو پھر چند سال تک اوس نے مصحفی کی
شاگردی کی اور گردش اور وامق تخلص کرتا رہا اوسی زمانہ مین اوسنے ایک دیوان فارسی
جوالہ عشق تصنیف کیا وہ سب شاعرون مین جو میان جرأت انشاء اللہ خان میر تقی
میان مصحفی شہزادہ سلیمان شکوہ میان منتظر اور اور لوگون کے مکان پر پندرھوین دن ہوا
کرتے تھے برابر شریک ہوتا تھا اور فارسی اور اردو مین غزلین گردش اور وامق کے تخلص
سے پڑھا کرتا تھا جب تک کہ بہادر علی لکھنؤ مین رہا یعنے گیارہ برس ۱۲۱۱ھ ہجری تک وہ
وہان چند جگہہ معلم رہا اور یہی اوسکی معاش تھی کچھہ عرصہ تک وہ نواب وزیر کے یہان آصف الدولہ

اور تعلیم دی اور اشعار کے پڑھنے اور کتابین تصنیف کرنے مین صرف کیا کرتا تھا اور ہمیشہ خدا کی عنایات کا شکریہ ادا کرتا تھا اُسکا مقولہ تھا مصرعہ کہ ہرچہ ساقئ ما ریخت عین الطاف است ۔ اُسنے علاوہ چھوٹے چھوٹے قصّون کے تیرہ کتابین تصنیف کی ہین تیرہوین کتاب تاریخ فرخ آباد ہی جس کا نام عنوان خاندان بنگش یا لوح تاریخ ہی سنہ ۱۸۳۲ع یا سنہ ۱۸۱۹ع کے قریب سے وہ اپنا تخلص سید کرنے لگا اُسنے ہندی بھاکھا مین بھی کچھہ لکھا ہی اور اُسی مین نام (یعنے تخلص) منہی رکھا ہی۔ بہادر علی نے لکھا ہی کہ مینے کتابین اِس غرض سے تصنیف کی ہین کہ بجائے اولاد کے بعد مرگ میری یادگار رہین اِن کتابون کے لکھنے مین اُسکا وقت بہت خوشی سے کٹتا تھا وہ دعوی کرتا ہی کہ جسدن سے مین نے کتابون کا لکھنا شروع کیا کبھی کسی امیر آدمی کی تعریف مین کچھہ نہ لکھا اور نہ اُنکی عنایت کا خواستگار ہوا جب کبھی کوئی صاحبزادون مین سے شہر کے اُسکو بلواتا تھا وہ جانے سے انکار کرتا تھا اُسکا قول تھا کہ دنیا مین دو باتین ہین قاعدہ یا فائدہ اور جس شخص کو دونون مین سے کسیکی خواہش نہین ہی وہ کیون بڑے آدمیون کی خوشامد کرنے لگا وہ دعا مانگتا تھا کہ خدا مجھے باقی زندگی مین بھی ایسی ہی آزادی عنایت کرے شروع سنہ ۱۲۲۵ ہجری سے (مطابق فروری سنہ ۱۸۱۰ع لغایت جنوری سنہ ۱۸۱۱ع) بہادر علی اپنے بھائی محمد علی کی مدد سے تعزیہ داری سالانا کیا کرتا تھا کیونکہ وہ شیعہ تھا چونکہ اُس کے مکان مین گنجائش حسب دلخواہ نہ تھی اُسنے دروازے کے نزدیک قریب دو بیگہ کے زمین بایین ارادہ خریدی کہ اُس مین ایک امام باڑہ اور رہنے کے لئے ایک مکان بنواے اُسنے ایک چھوٹا مکان

تو یہان پھر وہی اپنا پیشہ معلمی کا کرنے لگا ۱۲۳۹ھ مین جب اُسنے اپنی کتاب تصنیف کی تو
چند سال پیشتر سے وہ لالہ دلسکھہ رای ولد لالہ شنکر پرشاد نبیرہ دیوان دیی داس متوفی کے
پھاٹک مین رہتا تھا اس زمانہ میں سیکڑون چھوٹے بڑے آدمی اُسکے شاگرد ہوئے تھے لیکن
کسی شاگرد نے اُسکی کبھی کسیطرح کی خدمت نہ کی نہ کچھہ محبت ظاہر کی اور نہ کوئی اُسکا دوست
صادق نکلا اور جنھوں نے کہ اُس سے بڑے بڑے وعدے کئے تھے ایک بھی وفا نکیا
بہادر علی نے لکھا ہے کہ مجھے کسی پر کچھہ دعوی نہین نہ میرا کسی طرح کا حق ہے اور نہ مجھہ کو کسی
سے کچھہ شکایت ہے وہ جس گلی مین کہ ایسے ناشکر گذار اور احسان فراموش آدمی رہتے تھے
اُس راہ سے کبھی نہ نکلتا تھا ۲۲ ذوالحجہ ۱۲۰۰ہجری کو مطابق ۲۰ فروری ۱۷۸۶ع کی بہادر علی
کی شادی شیخ کرم اللہ شمس آبادی ولد اسد اللہ فاروقی کے بیٹی کے ساتھہ ہوئی ان لوگون
کے پاس کچھہ زمینداری اور باغات وغیرہ تھے جو بادشاہ کی سرکار سے بطور جاگیر مرحمت
ہوئے تھے اور کچھہ آمدنی سالانہ اور روزانہ بھی تھے لیکن چونکہ اُس زمانے مین نہایت بد
انتظامی تھی اسوجہہ سے اس سب جائداد پر تہور علی قباہی نے ناجایز طور سے قبضہ کر لیا
بہادر علی کے خسر اور اُسکے چچا صفت اللہ اور ایک اور رشتہ دار خوب اللہ نامے نے
حتی الوسع اپنی جائداد پانے کے واسطے کوشش اور چارہ جوئی کی لیکن بہ سبب ناانصافی
حاکمان فرخ آباد کے اپنے داد اور حق کو نہ پہنچے اِس خاندان کے لوگ تالگرام سکہاوہ اور
چھبرامؤ میں پھیل کر بسے بہادر علی کی کچھہ اولاد نہ تھی لیکن اُسکا بیان ہے کہ چونکہ یہہ امر انسان
کا اختیاری نہین لہذا اب مجھے اولاد نہ ہونے کا کچھہ رنج نہین ہے وہ اپنی اوقات مطالعہ کتب

ہین شروع کے نواوراق اور کچھہ اوراق آخر مین کم ہین خلاصہ بنگش کا حوالہ جو محمد خان بنگش کے عہد مین لکھے گئے (جو عہد شروع سنہ ۱۷۱۳ء سے لغایت سنہ ۱۷۴۳ء تک رہا) لوح تاریخ مین دیا ہوا ہی نہ خلاصہ بنگش سے اور نہ مجموعہ خطوط سے جنہین منشی صاحبراے کے پوتے منشی ولیپت راى نے (بتاریخ ۲۰ - مارچ سنہ ۱۸۷۲ء مین) لکھا ہی مجھے کچھہ پتا ملتا ہی دیگر کتب سے جو مدد لیگئی وہ اظہر من الشمس ہی علی الخصوص سیر المتاخرین تاریخ مظفری خزانہ عامرہ عماد السعادت سوانح عمری حافظ رحمت خان فتحگڑہ نامہ کرزون کا ترجمہ بلونت نامہ مفتاح التواریخ (مطبوعہ سنہ ۱۸۴۹ء) سے مدد لی گئی ہی کتاب ماثر الامرا مین (باب موسوم بہ عبد المنصور خان مین) جب قایم خان کے وفات کا ذکر ہی لکھا ہی کہ شرح احوال اُسکے وفات کا اُسکے والد محمد خان بنگش کے احوال کے شمول مین دیکھنا چاہیے مگر مین نے اُس کتاب مین محمد خان کی سوانح عمری نپائے حدیقۃ الاقالیم مصنفہ مرتضی حسین سے بھی مین نے کچھہ انتخاب کیا ہی ٭

احوال نواب محمد خان بنگش غضنفر جنگ

بنیاد خاندان محمد خان کرلانی کا غرغشتی فرقہ کا بنگش تھا ملک قیس عبد الرشید کی جو سب پٹھانون کا جد امجد تھا تین لڑکے تھے سربن بٹن گہر گشت دوسرے لڑکے نے جسکا نام شیخ حیات تھا یہ لقب بوجہہ صلح کاری اور پرہیزگاری کے حاصل کیا تھا کیونکہ اُن کی زبان مین لفظ بٹن کے معنی ہین پاک بٹن کے تین لڑکے تھے اسمعیل شیون کاجین اور ایک لڑکی بھی تھی جسکا نام متو تھا بٹن کی بیٹیون کے جانشین بیشتر بٹن کہلاتے ہین اولاد متو کے اُس کے

تیار کرا لیا اور بتاریخ ۱۲ محرم ۱۲۴۱ھ ہجری مطابق ۳۰ اگست ۱۸۲۵ع امام باڑہ کی پختہ نیو پڑی
مگر بوجہہ افلاس کے وہ اُسکو اختتام کو نہ پہنچا سکا بہادر علی لکھتا ہی کہ مجھے امید ہی کہ امام باڑہ
قبل میری وفات کے تیار ہو جاویگا تاکہ میری روح اُس قبر مین آرام سے رہے بہادر علی
کا باپ مطابق اپنی درخواست کے ایک کچی قبر مین امام باڑہ کے اندر دفن کیا گیا تھا بہادر علی
نے ۲۲ شعبان ۱۲۷۱ھ ہجری مین (مطابق مئی ۱۸۵۵ع) انتقال کیا ایک کتاب ہی موسوم
بہ محاربات مغلیہ بہ افاغنہ جس کی ایک جلد مولوی منظور احمد ڈپٹی کلکٹر نے مجھے تلاش
کر دی تھی انہین صاحب کا مین مشکور ہون کہ انہون نے مجھے لوح تاریخ پیشتر منگوا دی تھی
اس کتاب مین اکثر جگہہ تو نظم ہی اور باقی بھی اسقدر رنگین اور مبالغہ کی عبارت مین درج
ہی کہ تتمہ واقعات بہت کم رہگیا ہی تاریخ اس نسخہ کی جنوری ۱۸۳۲ع ہی مگر نام مصنف اور
نیز مالک کتاب کا بالکل محکوک ہی میری رائے مین یہہ کتاب تاریخ متذکرہ بالا سے بہت
قبل تصنیف کی گئی ہی یا دیگر کتب سے اسمین مدد لیگئی ہی کیونکہ اس کتاب مین اکثر ایسے
واقعات ہین جو اور کسی کتاب مین نہین پائے جاتے ہین یہہ کتاب قلمی سوانحجہہ طول
مین اور سواچھہ انچہہ عرض مین ہی اور کل (۱۰۱) اوراق ہین اور فی صفحہ ۱۴ سطور ہین مینے
۲۶ اوراق ایک مجموعہ رپورٹ کے جسے ایک لکھنؤ کے عامل نے شروع ۱۱۶۲ھ ہجری سے
تا غایت ۱۱۶۹ھ ہجری تک لکھے ہین انتخاب کئے ہین اُنکو دیکھکر مین سمجھتا ہون کہ اُس کا
راقم نواب بقاءاللہ خان خانعالم فوجدار کوڑہ ہی اُن خطوط کے دیکھنے سے کچھہ حالات بابت
وفات نول رائے اور کچھہ واقعات جو بعد وفات نول رائے کے ہوئے دریافت ہوتے

وہ لڑکا کاغ زی کہلانے لگا لفظ بنگش کے لغوی معنے ہین پہاڑی ملک کچھ عرصہ کے
بعد اسکے معنی ہوے باشندے پہاڑی ملک کے جو لوگ بلند پہاڑیون پر رہتے تھے بالا بنگش
کہلاتے تھے اور جو پہاڑیونکے نیچے کے ملک مین سکونت گزین تھے یعنے کوہاٹ مین پائین بنگش
مشہور تھے اب قوم بنگش کوہاٹ مین بہت کثرت سے ہے اور باقی لوگ اُسکے جانب مغرب کرم
اور شلوزام مین بود و باش رکھتے ہین بنگش کی وادی پہاڑیوں سے محیط ہے سب سے زیادہ لمبائی
مشرق سے جانب مغرب ہے اور مشرق اور گوشہ جنوب و مشرق مین قوم خٹک خٹکانکی
پہاڑیونمین پائی جاتی ہے شمال مین عرق زئی ہین اور گوشہ جنوب و مغرب مین وزیرس کی
سرحد ہے اور جانب مغرب ملک کرم واقع ہے وہ بنگش جو کرم اور پیوار مین رہتی ہین توری کی
زیر حکومت مین اور جو شلوزام مین بود و باش رکھتے ہیں خود مختار ہین اور باشندگان
کوہاٹ رعایای سرکار انگشیہ مین ان سب مقامون مین بنگش قریب اٹھارہ ہزار گھر کے ہین
کئی سال بعد پہلے بود و باش کے بہت سردانیون نے بالا بنگش کی سکونت ترک کردی اور اُسوقت
سے کاغزائی کہلانے لگے اور جو لوگ اپنے جاے قدیم مقیم رہے سردانی ہی کہلاتے رہے
بعد ازان ایک جماعت کرلانیون کی کہ جس نے سردانی کاغزائی کے قرب مین بالا بنگش
مین مسکن مقرر کیا تھا کاغذی کہلانے لگے ہر چند کہ وہ لوگ درحقیقت نہ سردانی ہی تھے
اور نہ کاغ کی نسل سے تھے القصہ کاغذئی کے دو اقسام ہین (۱) کرلانی کاغذئی (۲)
سردانی کاغذائی عہد سلطنت اورنگ زیب عالمگیر مین (من ابتدائے ۱۶۵۸ء لغایت
۱۷۰۷ء) ملک عین خان کرلانی کاغذائی اپنے وطن کو بارادہ ہندوستان مرشدآباد مین آیا

خاوند شاہ حسین ولد معز الدین سے غلزئی لودی اور سروانی کہلاتی ہے قیس کے بڑے بیٹے سربن کے ۲ لڑکے تھے اور ان میں سے بڑے بیٹے شرف الدین نامے کے پانچ بیٹے تھے جن میں سے سب سے چھوٹا امیر الدین تھا ایکروز جب امیر الدین شکار کھیلنے گیا تھا ایک بڑا ؤ پڑا سنے ایک سید کے لڑکے کو پسند کیا اور اُس کا کرلانی نام رکھا جب وہ لڑکا جوان ہوا اُس کی شادی اُسی فرقہ کی ایک عورت کے ساتھ ہوئی اور اُسکی نسل کرلانی کہلائی کرلانیون کے درمیان بھی چار فرقہ ہین ولازاک آفریدی خٹک ملک میری باعتبار صحت روایت مذکور کے قوم کرلانی اپنے تئین سید خیال کرتی ہے چونکہ کرلانی نے اور میر ولد امیر الدین کے یہان پرورش پائی اُسکے جانشین فرقہ سربنہ مین شمار کیے جاتے ہین وجہ تسمیہ کا غذائی کی لشرح ذیل ہے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ شیخ حیات عرف بٹن نے اپنی لڑکی متو کی شادی شاہ حسین ولد معز الدین محمود کے ساتھ کرنا چاہی۔ معز الدین جمال الدین حسین کا لڑکا تھا اور جمال الدین سلطان بہرام کا جس نے اپنے ملک گور کو بوجہہ تباہی کے جو حملہ اول اہل اسلام ہوئے تھے چھوڑ دیا تھا۔ بنابران ایک شخص از قوم کاغ یعنے مطرب گور میں جو وطن شاہ حسین کا تھا بھیجا گیا تاکہ شاہ حسین کا حسب نسب دریافت کرے واپس آنے پر مطرب نے شاہ حسین کو دھمکایا اور کہا کہ تم میری لڑکی سے شادی کرلو ورنہ مین مشہور کر دونگا کہ مجھے شاہ حسین کے عالی خاندان ہونے مین شک ہے تب شاہ حسین نے اُس کی بیٹی مسماۃ ہے سے جو نیز سرو کہلاتی تھی نکاح کر لیا چونکہ اس لڑکے کی کوئی اولاد نہوئی اُس نے اپنی سوت متو کے ایک بیٹے کو متبنی کیا اور اُسکا نام سروانی رکھا بوجہہ اس تبنیت کے

ہوا کہ نواب کے کتون کو گیدڑون نے بھگا دیا تھا تب نواب نے عالم تحیر مین یہہ نتیجہ نکالا
کہ یہان کی زمین مین ایسے بہادر اور مضبوط آدمی پیدا ہونگے کہ ایسے کہیں نہونگے ؛

بیان محمد خان کے ایام خورد سالی کا

یسین خان کی شادی مؤ مین ہوئی بعد مرگ اُسکے دو بیٹے رہے ہمت خان سیزدہ سالہ اور محمد خان یازدہ سالہ چونکہ محمد خان نے ماہ دسمبر ۱۷۴۳ء مین بعمر ہشتاد سالگی بحساب سالہای قمری وفات پائی اسوجہہ سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ ۱۶۶۵ء مین تولد ہوا تھا روایت ہی کہ ایکدن محمد خان اپنے بڑے بھائی کے گھوڑے پر سوار ہوکر کنارے دریا کے گیا تھا اور واپس آنے پر گھوڑا بالکل پسینہ مین غرق تھا ہمت خان نے اس خوف سے کہ مبادا اس گھوڑیکو کسیدن ڈالدے کہ خود بھی مضروب ہو کچھہ اُسکو سخت سُست کہا محمد خان ناخوش ہوکر ایک فقیر کی جھونپڑی مین بھاگ گیا اُس فقیر نے اُس کی دلجوئی کے لئے پیشگوئی کی کہ تو ایکدن باون ہزاری ہوگا جس کے معنی ہین سپہ سالار باون ہزار پر اس عرصہ مین اُسکے بڑے بھائی ہمت خان نے دکن مین نوکری کی اور وہین وہ فوت ہوگیا اُسکی لاش مؤ مین شیر محمد خان کے باغمین دفن کی گئی جو عہد نواب رشید خان مین لگایا گیا تھا ہمت خان ایک لڑکی مسماۃ بی بی فاطمہ چھوڑ گیا تھا جو عنایت علی خان بنگش کاغزائی سے منسوب ہوئی جب محمد خان کا سن بیس برس کا ہوا (یعنے قریب ۱۶۸۵ء کے) اُس نے یسین خان بنگش کی جو اُسوقت مین مؤ کے پٹھانون مین نامور سردار تھا نوکری کی ماہ اکتوبر مین ہر سال یسین خان چار پانچ ہزار سوار پیادہ لیکر مؤ سے جمنا پار جایا کرتا تھا اُن دنون مین راجگان بندیل کھنڈ مین باہم شورا شوری جنگ و جدال ہا

اور عین خان سروانی کی سوارون مین جو اسوقت خان زادہ خاندان کی خدمت مین ممتاز تھا
نوکر ہوا ملک عین خان ولد گوہر خان ولد سبزہ خان ولد جہان خان ولد سارنگ خان ہریا خیل
کے فرقہ شامل زئی و شامل زئی کے فرقہ دولت خیل سے تعلق رکھتا تھا جو دولت خان عرف
حاجی بہادر کے جانشین مین اِس حاجی بہادر کو وہ حاجی بہادر کوہاٹی نہ سمجھنا چاہیے جو
شیخ آدم بنوری کے خاندان سے تھا قصبہ محمد رشید آباد اب برای نام رہگیا ہے اِس موقع پر ایک
بہت بڑا تنباکو کا کھیت ہوتا ہی یہہ قصبہ قریب بلند کنارہ دریاے گنگ کے واقع ہی جہانسے
گنگا کی پرانی دھار اور سبز زمین نشیب کی جو درمیان پرانی اور نئی دھار گنگا کے ہی نظر پڑتی
ہی یہہ قصبہ فرخ آباد سے ۱۲ میل جانب مغرب اور قصبہ قدیم شمس آباد خورسی پانچ میل جانب
مغرب اور جدید اور سر سبز قصبہ قائمگنج سے ایک میل جانب گوشہ شمال و مشرق کے واقع
ہی ہر چند کہ سُو مین اب تھوڑے باشندہ ہین مگر اسکے گرد و نواح کے قصبہ جات مین مثل رای پور
پتھورا اور عطائی پور کے بہت پٹھان دیگر مقامات سے آکر بسے ہین جن سے وہان بڑی رونق
ہی ان سب مقامات مذکورہ بالا کے باشندہ ضلع کے باہر مُوپٹھان کہلاتے ہین یہہ لوگ
ہمارے ہندوستانی سوارونمین بہت ہین اور انہون نے مثل سپاہیون کے بڑے بڑے کار
نمایان کئے ہین بنیاد محمد رشید آباد کے جسکو پیشتر مُوتھوریا کہتے تھے عہد سلطنت جہانگیر مین
۱۰۲۵ھ مطابق ۱۶۱۶ء نواب رشید خان جاگیر دار شمس آباد نے از سرِ نو ڈالی ہی چند
اشخاص اُسکے جانشینونمین سے جو خانزادہ مشہور ہین ابھی زندہ ہین مگر مصیبت زدہ اور
مفلس ہین وجہہ نواب کے جاے مذکور لبِ بند کرنیکی یورپ مین اسطور پر مشہور ہی کہ ایکبار ایسا

پٹھان محمد خان کی فوج مین شامل ہوگئے اُن دنون مین مئو کے پٹھان کبھی ایک راجہ
کی نوکری چھوڑکر دوسرے راجہ کی خدمت اختیار کرتے تھے اور اسی طرح سے کئی سال
دکن اور بندیل کھنڈ میں رہتے رہتے گذر گئے بندیل کھنڈ کے معاملات ملکی ۱۷۰۷ء
کے بعد سے غایت درجہ ابتر تھے مین اسباب کو اور کتابون سے پایہ ثبوت کو نہین
پہونچا سکتا ہون صرف ایک یا دو روایات لکھنا کافی ہے جنسے محمد خان کی اوایل عمر کا
حال جو تواریخی سرگذشت کے طور پر ہے ظاہر ہوتا ہے ایک روایت یہہ ہے کہ جب راجہ
دتیا نے وفات پائی اُسکا بڑا بیٹا پرتھی سنگہ اُس کا جانشین ہوا اُس شخص نے
تخت پر بیٹھتے ہی فوراً اپنے بھائی رامچند کو نکال دینے کا ارادہ کیا رامچند نے
محمد خان کو با قرار ادائے نقد کثیر اپنے ملک پر بلایا اور محمد خان کی معاونت سے
پرتھی سنگہ شکست کھاکر خاص محمد خان کے ہاتھہ سے قتل ہوا پٹھان لوگ مئو مین
ہنوز پہونچنے بھی نہین پائے تھے کہ ایک سرگرم پیغام مدد رسانی کا مدارشاہ والی
سیہری اور جالون کی طرف سے پہونچا اُسنے یہہ خبر دی کہ محمد امین خان پچاس ہزار
سے زیادہ فوج شاہی ہمراہ لیکر مجھے دبانے آیا ہے تب محمد خان نے سب فوج جمع کرکے
بہت جلد راجہ کی امداد کو کوچ کیا مگر اُسکے پہونچنے سے کچھہ پیشتر راجہ کو بھاگ جانے
ہی مین امن معلوم ہوئی تاہم محمد خان اور محمد امین خان کے درمیان کئی لڑائیان ہوئین
آخر کار صلح ہوگئی معمولی قاعدہ اِس لوٹ مار کا یہہ تھا کہ افسر پانچ سو آدمیون سے لیکر ہزار
آدمیون تک اپنے اور دوسرے فرقہ کے رکھتا تھا محمد خان نے اپنی دلیری سے ایسی شہرت

کرتے تھے اور سپاہی آدمی کا روزگار چمکا ہوا تھا جب کوئی راجہ جسکو اپنے کسی ماتحت باغی
سے مقابلہ کرنا ہوتا تھا یسین خان کی آمد سنتا تھا تو اپنا وکیل بدین غرض اُس کے پاس
بھیجتا تھا کہ اُس باغی کو سزای اعمال دے شرط یہہ تھی کہ جو کچھہ لوٹ مین مال و اسباب
آوے چہارم اُسکا یسین خان کو دیا جاوے جب اِس شرط کے لکھنے کی نوبت پہونچے
تو نصف روپیہ بطور اُجرت یعنے پیشگی کے یسین خان نے طلب کیا یہہ روپیہ کل فوج
مین کیا سوار اور کیا پیادہ برابر تقسیم ہو گیا بعد ازان کوچ کیا گیا ایک جگہہ نامزد کی گئی اور
پھر اُسیجگہہ کا محاصرہ کیا گیا اگر باشندہ وہان کے لڑائی پر آمادہ ہوئے تو افواج کا خوب
مقابلہ ہوا اگر عہد و پیمان کی خواستگاری ہوئی تو صلح ہو گئی جو کچھہ روپیہ دستیاب ہوا بعد
وضع کرنے مقدار مناسب کے راجہ کے پیش کیا گیا جو کچھہ فوج کو ملا باہم منقسم ہو گیا اور حصہ
سپاہی مقتول کا علٰحدہ کر کے اُسکی بیوہ کے پاس بھیجدیا گیا ایکہفتہ تک یہہ غارتگری
ہوتی رہی اور ماہ جون مین سب لوگ مئو کو لوٹے بوجہہ مرتبہ خاندان بھی خان اور نیز بسبب رشتہ کے
جو اِس خاندان سے تھا یسین خان محمد خان سے بہت محبت رکھتا تھا یسین خان متوطن مئو
استرائی بنگش تھا اور محمد خان کی والدہ کا رشتہ دار تھا ایک روز یسین خان ارچھا کا
محاصرہ کئے پڑا تھا جو سرحد دتیا پر واقع ہے ایک گنوار نے بندوق چلا کر اُسکو مار ڈالا تب
پٹھانون نے محمد خان کے ماموں شادی خان بنگش ساکن مئو کو اپنا سردار بنایا کچھہ
عرصہ کے بعد محمد خان اور شادیخان مین باہم تکرار ہوئی اور محمد خان نے معہ سترہ ساتھیون
کے شادی خان کو چھوڑ کر اپنی راہ لئے اور نوکری تلاش کرلی رفتہ رفتہ سب مئو کے

کانون سے بہت خون جاری تھا جب اُس نے آدھا دھڑ چھت سے باہر نکال لیا تو راجہ کی مستورات نے جو بہت قریب اپنے اپنے کمرون مین تھین موسل اور پیتل کے برتن اُسپر کھینچکر مارے اِس ضرب سے محمد خان اور بھی بے دم ہو گیا مگر عورتون کو علیحدہ کر کے چھت پر سے درخت کی مدد سے دیوار کے نیچے کود پڑا اور پھر اُس جھیل کو تیر کے اپنے لشکر مین پہونچا دوسرے دن صبحکو زمینداروں نے قلعہ کو خالی کر دیا اور روپیہ ادا کر دیا بلکہ نذر گذرانی اور محمد خان کے قدم چھو کر یہ بات کہی (خان جیو تم تو منئی نہین دیوتا ہو تمہارے سنمکہ یعنے مقابلہ کے ہم نہین ہین نواب محمد خان پیرانہ سالی مین یہہ احوال لوگون سے کہا کرتا تھا کہ اگرچہ مین بارہا زخمی ہوا مگر کبھی مجھکو ایسی تکلیف نہین ہوئی جیسی کہ اُس چھت کے تختے کے اُکھاڑنے سے ہوئی یہانتک کہ جب پُروا چلتی ہی تو اب تک درد ستاتا ہی اِسوقت تک یعنے پیتالیس برس کے سِن تک محمد خان قزاقی کرتا رہا اور بہر صورت معلوم ہوتا تھا کہ اغلباً باقی عمر بھی وہ اسی پر بسر کریگا مگر قسمت سے اُسکو اعلیٰ درجہ کی عزت ملی جسکا احوال ہم آگے لکھتے ہین +

محمد خان کا خدمت سلطانی مین ممتاز ہونا

ماہ فروری ۱۷۱۲ء مین (مطابق ماہ محرم ۱۱۲۴ھ) بہادر شاہ جانشین عالمگیر اورنگ زیب بعد تحمل پنج سالہ کے جان بحق تسلیم ہوا اُسکے لڑکون کے درمیان نسبت مسند نشینی کے لڑائی ہوئی مگر اُن مین سے معز الدین فتحیاب ہو کر جون ۱۷۱۲ء مین بہ لقب جہاندار شاہ ملقب ہو کر تخت پر بیٹھا ایک بھائی عظیم الشان تخت کے لئیے جہاندار شاہ سے لڑکر اور

حاصل کی تھی کہ اُس ملک کے تمام راجہ اُسکے نام سے کانپتے تھے جب محمد خان کسی شہر یا قصبہ کو کافی طور سے محفوظ نہیں پاتا تھا اُسکا فوراً محاصرہ کرکے وہاں کے افسر سے نذرانہ منگواتا تھا اگر ایک یا دو ہزار روپیہ پیش کئے گئے تو خیر ورنہ اسجگہ پر حملہ کرکے اُسکو لوٹ لیتا تھا بعض مرتبہ ایسے مواقع پر سخت لڑائی ہوتی تھی اور روایت ہی کہ ایکبار ۲۲ آدمی خاص محمد خان کے ہاتھ سے ایک قلعہ پر حملہ کرتے وقت قتل ہوئے کبھی چار پانچ لاکھ روپیہ کا مال لوٹ مین اُسکو ملجاتا تھا اسعرصہ مین ایکبار محمد خان نے تین سو سواروں سے ایک راجہ کے کہنے سے کسی قلعہ پر یورش کیا پہلے بار حملہ مین قاصر رہکر اُسکا محاصرہ کرلیا مگر پھر بھی کچھ نتیجہ نہ نکلا محصوران قلعہ نے خوب بہادری سے مقابلہ کیا قلعہ کے ایک طرف خوب عمیق پانی بھرا تھا جسجگہ کو راجہ نے بدین خیال غیر محفوظ چھوڑ دیا تھا کہ اُدھر سے کوئی حملہ نہیں کرسکتا ہی ایک شب کو محمد خان نے آدھی رات کو اپنے ساتھ چند آدمی مسلح اور چست و چالاک لیکر اُس چشمہ کے اندر گیا اور اُسکو عبور کرکے فصیل قلعہ کے نیچے پہونچکر ایکدرخت کے سہارے سے اُوپر چڑھکر قلعہ کے اندر کود پڑا راجہ وہین پر سو رہا تھا اِن لوگوں کے پہنچتے ہی بیدار ہوکر بھاگا اور اپنے ساتھیون کو اپنی امداد کے لئے پکارا راجہ اپنی جان بچاکر ایک کوٹھری میں بھاگا مگر محمد خان نے اُسکا تعاقب کرکے اُس کوٹھری ہی میں اُسکو تمام کیا اتنے ہی میں اِس کثرت سے زمیندار جمع ہوگئے کہ محمد خان کے سب ہمراہی مقتول ہوئے اور دروازہ اُس کمرہ کا بند کردیا گیا تب محمد خان نے اپنے تئیں خدا کے سپرد کرکے اپنی سپر کو تختہ مین جماکر ایک شہتیر اپنا سر لگا کر اُکھاڑ لیا اب اُسکو کچھ ہوا لگی مگر اُسکے

مقام کھجوے سے خطوط اطراف و جوانب مین بنام اکثر ملک مشہور اور عظیم الشان سردارون کو
بھیجے گئے منجملہ اُن کے ایک شاہی نوشتہ اور ایک خط سید بھائیون کیطرف سے بنام محمد خان بھی
جو اُن دنون مین گوڑہ کے علاقہ مین آٹھہ یا نو ہزار آدمی لئے پڑا تھا بھیجا گیا صاحبرای کی کایست
جو ۱۱۰۵ھ سے (مطابق ماہ اگست ۱۶۹۳ء لغایت اگست ۱۶۹۴ء) محمد خان کا میر منشی تھا
بدین غرض محمد خان کیطرف سے بھیجا گیا کہ معلوم کرے کہ کونسا فریق غالباً فتحیاب ہوگا مگر جبر
پانے خبر مرسلہ صاحبرای کے محمد خان نے کوچ کیا اور بارہ ہزار فوج سے کھجوا مین فرخ سیر
سے جا ملا آخر کار سموگر کے میدان مین جو پرگنہ فتح آباد مین نو میل مشرق طرف آگرہ کی واقع ہی
ان بادشاہون کا باہم مقابلہ ہوا اِس مقام پر آخر لڑائی چہاردہم ذی الحجہ ۱۱۲۴ھ (مطابق یکم
جنوری ۱۷۱۳ء ہوئی اگرچہ ذکر محمد خان کا کسی معتبر تواریخ سے مثل سیر المتاخرین وغیرہ کے
نہیں پایا جاتا ہی مگر اِس مین کوئی شک نہین ہی کہ محمد خان میدان جنگ مین بہادرانہ سب سے
پیش قدم تھا اور یہہ بات سید عبد اللہ خان نی بچشم خود دیکھی ایک افغان شیر محمد خان نامی
محمد خان کا جان بحق تسلیم ہوا جہاندار شاہ نے قریب غروب آفتاب میدان چھوڑ دیا اور کچھ
دیر کے بعد اُسکا خاص معاون ذوالفقار خان بھی پسپا ہو گیا فتح و ظفر فرخ سیر کے حصہ مین
آئی تاریخ پانزدہم ذی الحجہ یعنی جنگ کے دوسرے روز سید عبد اللہ خان نے عبد الصمد خان
چین قلیچ خان اور محمد امین خان ان سبکو فرخ سیر کے حضور مین لا کر حاضر کیا اور سبھون نے اطاعت
قبول کی عبد اللہ خان اور لطف اللہ خان معہ دیگر ارکان دولت کے دہلی کو راہ درست کرنے
کے لئے روانہ کئے گئے بعد ایک ہفتہ کے فرخ سیر بھی اپنی دار السلطنت کو روانہ ہوا بتاریخ

اور شکست کھا کر بھاگا اور دریاے راوی میں غرق ہوا عظیم الشان جب اپنے گورمنٹ
بنگال سے روانہ ہوا تھا ایک لڑکا اسمی مرزا جلال الدین فرخ سیر راج محل میں چھوڑ
آیا تھا اس لڑکے نے اپنے باپ کا عیوض لینا چاہا تو پہلے اسنے حسین علیخان صوبہ دار بہار
کو معاونت پر اپنے راضی کر لیا بعد ازان عبد اللہ خان بڑا بھائی حسین علی خان کا جو
صوبہ الہ آباد پر قابض تھا اسکا شریک ہو گیا حسین علی خان اور فرخ سیر ہنوز پٹنہ
عظیم آباد سے کوچ کر کے الہ آباد بہو پچنے نہین پائے تھے کہ سید عبد الغفار خان گردیزی
نے جو جہاندار شاہ کی طرف سے بافسری دس بارہ ہزار سپاہی کے بھیجا گیا تھا عبد اللہ
خان پر الہ آباد کے نزدیک حملہ کیا عبد اللہ خان قلعہ گیر ہوا اور اپنے ایک چھوٹے
بھائی کو مقابلہ میں جنگ میں بھیجا ناگاہ غل مچا کہ عبد الغفار خان مارا گیا یہہ سنتے
ہی اُس کی فوج بھاگ اُٹھی اِس خبر کے مسموع ہونے پر جہاندار شاہ نے اپنے
بیٹے عزیز الدین کو بہمرہی پچاس ہزار فوج بسرکردگی خواجہ احسان خان روانہ کیا عزیز الدین
مقام آگرہ سے کوچ کر کے کھجوا تک پہنچ گیا تھا مگر یہہ سنکر کہ حسین علیخان اور فرخ سیر
عبد اللہ خان بہی متفق ہو گئے ہیں ٹھہر گیا اور مورچہ بندی کی فرخ سیر معہ عبد اللہ خان
کے آگے بڑھا اور صفیں آراستہ ہوئیں اور وقت غروب آفتاب سے رات کے تین
بجے تک توپ چلتی رہی طلوع آفتاب سے کچھہ قبل عزیز الدین اور اُسکا کمانڈر انچیف
(یعنے سپہ سالار) بیدل ہو کر بھاگے اور فوج بھی سرداروں کی علحدگی سے پریشان
ہو گئی سب ہمسگرین اور اسباب وغیرہ فرخ سیر کے ہاتھہ لگا ؎

میں تعداد میں دس ہزار تین سو تئیس تھی اور نیز یہاں تحصیل کا صدر مقام ہی اور فرخ آباد سے
اکیس میل جانب شمال و مغرب کے واقع ہی اُسی سال قلعہ و قصبہ محمد آباد کی بنیاد فرخ آباد
سے ۱۴ میل جانب گوشۂ جنوب و مغرب حصص پانچ دیہات یعنی کلمّا پور کبیر پور
روہیلہ محمد پور نقی پور کی لیکر ڈالی گئی روایات سے وجہ پسند کرنے اسجگہ کی بشرح ذیل
ہی بیشتر حملہ اول اہل اسلام کی ستائیس گانوں راجہ کھورنی دکھور کو اب شمس آباد کہتے ہیں
کہروا کالستون کو جو اُس کے نوکر تھے دیدیئے تھے محمد خان نے بیشتر اپنے زمانہ ترقی کے
جبکہ وہ صرف سواروں میں نوکر تھا ہر پرشاد قانون گو کو بہت ترغیب دی کہ مجھے بطور جاگیر دار
ایک گانوں کے جو کالی ندی پر پٹنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ میں واقع ہی درج کاغذات
کردی مگر اُس قانون گو نے بحکم اپنے افسر اعلی کے اسباب سے قطعی انکار کیا جب
محمد خان ذی اقتدار ہوا اُسکو یہہ بات یاد آئی اور اُسی کایست کی زمین میں ایک پشتہ
بلند پر جو موسوم بہ کل کا کھیڑا ہی قلعہ محمد آباد کا تعمیر کرایا ایک برج میں جو ہنوز رای صاحب
کا برج کہلاتا ہی ہر پرشاد قانون گو زندہ چن دیا گیا وہ قلعہ قدیم چھوڑا ہوا اور نیز وہ تحصیل
جو زیر قلعہ ہی سنہ ۱۸۵۸ء تک نواب رئیس کے قبضہ میں رہی محمد آباد قائم گنج سے چھوٹا ہی مگر
تھانہ پولیس کا صدر مقام ہی اور فرخ آباد سے مین پوری جاتے ہوئے پہلا پڑاؤ ہی برم نگر
صدر مقام پرگنہ برم نگر کو جو ضلع فرخ آباد میں جانب چپ دریای گنگ کے واقع ہی
بعض مرتبہ محمد گنج نام پر نواب محمد خان کے کہتے ہیں لیکن اسکی تاریخ بنیاد معلوم نہیں ہی

چہاردہم محرم ۱۱۲۵ھ مطابق ۳۰ جنوری ۱۷۱۳ء بادشاہ بارہ پل کے نزدیک قریب شہر دہلی کے
قیام پذیر ہوا انعام و اکرام تقسیم ہوئی منجملہ اوروں کے محمد خان کو خلعت عنایت ہوا اور ایک
ہاتھی ایک گھوڑا ایک پالکی ایک سپر ایک تلوار مرصع قبضہ کی ایک مرصع بگلہ ایک جھنڈا جسپر
شکل مچھلی کی نمود اتھی نقارے اور نشان علاوہ نقد روپیہ کے مرحمت ہوئے اور اُسوقت
چار ہزار فوج کا افسر کیا گیا اور نواب بھی اوسی دنسے کہلایا پرگنہ جات مفصلہ ذیل جو ب
بندیل کھنڈ میں ہیں محمد خان کو اپنی افواج کی پرورش کیواسطے بطور جاگیر دی گئی ارچ
بھاندیر کالپی کونچ سیانڈھا موندھا سیری جالون اشخاص ذیل برای انتظام محال
مذکورہ صدر مقرر ہوئے - دلیر خان چیلہ کونچ اور موندھا اور سیانڈھا کو بھیجے گئے احمد خان
دارک زئی کی ایچ اور بھاندیر سپرد ہوی - پیر خان چچا بی بی صاحبہ زوجہ خاص نواب
محمد خان کا کالپی کی طرف اور شجاعت خان علزئی سیری اور جالون کو روانہ کیا گیا +

نواب محمد خان کا قائمگنج محمد آباد فرخ آباد کی بنیاد ڈالنا

پہلی سال میں عہد فرخ سیر کے محمد خان دو مہمات پر بمقابلہ راجہ انوپ شہر اور راجہ سیدا نکے
بھیجا گیا تھا راجہ انوپ شہر تو فوراً تابع فرمان ہوا مگر راجہ سیدا مقید ہو کر بدست داؤد خان
چیلہ بادشاہ کے پاس بھیجا گیا - بعد ازان محمد خان نے اپنے وطن جانے کے لئے رخصت
حاصل کی اور گھر پہنچکر ایک قصبہ کی بنیاد مؤ سے جانب گوشہ جنوب و مغرب کے اندر حدود
چلولی مور شید آباد خیر پور اور سبحان پور کی ڈالی اور اُس قصبہ کا نام اپنے فرزند اکبر قائم خان
کے نام پر قائمگنج رکھا یہہ قصبہ اب بڑی تجارت کا مقام ہے باشندے یہان کے ۱۸۲۳ء

ہمراہیوں نے بڑی بہادری سے اپنی حفاظت کی مگر آخر کار مغلوب ہوکر مقتول ہوی قاسم خان
جہان مارا گیا وہین مدفون ہوا اُس کی قبر کا ایک محراب وسط میں ایک حاطہ کے جو تاڑ کے
درختون سے محیط ہی اب تک قایم ہی ایک باغ آم کا اُس قبر کی مغرب طرف ڈالا گیا اور نام
اُس گانون کا جمال پور سے مبدل بہ اسم قاسم باغ ہوا اور یہی نام کاغذات مالگذاری مین
درج رہا جب تک وہ فتحگڑہ کی چھاونی کی حدود کی اندر لیلیا گیا جو قاسم خان کے ساتھیوں
میں سے زندہ بچے دوسرے دن مٔو مین داخل ہوے محمد خان اپنی بی بی کی دلجوئی کے
لئے دہلی کو روانہ ہوا وہان شہنشاہ فرخ سیر نے اُسکی بڑی خاطر و تواضع کی اور بی بی صاحبہ
کو بطور اُس کے باپ کے خونبہا کے تمام و کمال باون گانون بم ٹیلوں کی دیدئے محمد خان
کو خلعت ہوا بلکہ لوگ مشہور کرتے ہیں کہ وہ ناظم گوالیار مقرر کیا گیا مگر اِس بیان کی صداقت
مین نہایت شک ہی بادشاہ نے اپنی مرضی ظاہر کی کہ ایک شہر میرے نام سے آباد ہونا چاہئے
اُس موقع پر جہاں پرکہ قاسم خان مارا گیا اور کل باون گاٗون بم ٹیلون کے اُسکے حدود کے
اندر شامل رہیں۔ اِسجگہ سے جو محمد خان نے پسند کی کوئی دوسری بہتر جگہ اس شہر کے
لئے نہین ملسکتی تھی یہہ قطعہ زمین دست راست کنارہ گنگا کے کمپل سے قنوج تک نہایت
درجہ آباد اور زرخیز کل شمالی ہندوستان میں ہی یہاں پانی کی بہت کثرت ہی اور چونکہ نیچے
زمین سخت تھی اسوجہہ سے کنوئین مطابق مرضی کے ہرجگہہ کھُد سکتے ہین اور ہندوستانی
کہاوت راست اور بلا مبالغہ ہی کہ فرخ آباد مین گھر گھر کنوان ہی روایت ہی کہ پیشتر اس شہر کی بنیاد
پڑنے کی نواب حسب اتفاق اُس بلند پشتہ پر جو جگہہ چھوڑی ہوئی گانون کی ہی اور جس مقام پر

شہر فرخ آباد

نواب محمد خان کا اب قصد جداگانہ طریق پر تھا اُسنے ایک شہر کی بنیاد ڈالنا چاہی جو اپنی موجودہ تباہ حالت میں بھی شمالی ہندوستان کے صدر مقامات سے شمار کیا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ نواب کے پسند خاطر سکونت مئو کی نہ تھی پٹھان لوگ اُسکو اندر گلی کوچوں کی ہاتھی پر سوار نہیں ہونے دیتے تھے اسلئے کہ اُونکی مستورات کی بے پردگی ہوتی تھی اقوام آفریدی طوریا اور خانزادے کثیر الجماعت تھے مگر بنگش لوگ قلیل المقدار تھے جب نواب گھر سے باہر نکلتا تھا تو آفریدی لڑکے اُسپر مٹی کے غلیلے پھینکا کرتے تھے اسوجہہ سے محمد خان قصبہ کے باہر جاکر رحمت خان شہید کی قبر کے نزدیک ہاتھی پر سوار ہوا کرتا تھا اکثر اوقات نواب بی بی صاحبہ سے پٹھانوں کی بدسلوکی کی شکایت کیا کرتا تھا ۞

اب موقع حصول زمین کا واسطے ایک مقام کے باجازت بادشاہ محمد خان کے ہاتھ لگا قاسم خان بنگش والد بی بی صاحبہ کا جو محمد خان کی خاص زوجہ تھی ایک خوش تقدیر سپاہی آدمی تھا جو دکن کے کسی راجہ کی خدمت میں تین سو آدمیوں پر افسر ہو گیا تھا ۱۱۲۶ھ میں (مطابق ۶ جنوری ۱۷۱۴ء لغایت ۲۷ دسمبر ۱۷۱۴ء) قاسم خان معہ اپنے کل مال ومتاع کے اپنے وطن یعنے مئو کو جاتا تھا کہ اُسمقام پر جہاں کہ اب ہندوستانی پیادوں کی لین اور گورا بارگ بنی ہوئی ہیں اور جسجگہہ پر اُسوقت میں جنگل تھا ایک ٹھاکر راجہ قوم بمہٹیلہ نے جسکے گانوں محمد آباد کے راستہ میں تھے اُسکو آکر گھیر لیا سیکڑوں آدمی طریق غارتگری میں کنارہ لگا اور مئو تک اس راجہ کے ہمراہ تھے قاسم خان اور اسکے

۱۲۶۰ھ مین (مطابق ۶ جنوری ۱۸۴۴ء لغایتہ ۲۷ دسمبر ۱۸۴۴ء) بنیاد شہر فرخ آباد
کی بنگرانی نیکنام خان ڈالی گئی اللہ غنی اُسکی تاریخ ہی یہہ الفاظ اُس خاندان مین
عموماً شروع مین نوشت وخواند کے استعمال ہوتے تھے کل عمارات فرخ آباد یا محمد آباد کی
آدم نامے ایک معمار کی حسن تدبیر اور نگرانی سے طیار ہوئیں جسکا نام قلعہ کی ایک دہلیز
کے جواب منہدم ہوگئی ہی کتابہ کے اوپر لکھا ہوا ہی ہمکو ایک خط بنام یعقوب خانسے جسمین
احوال سستی اور بی ایمانی ایک شخص محمد دانش کا لکھا ہوا تھا معلوم ہوا کہ اُن دنون
مزدورون کے دو فلوس اور کاریگر معمارون کے پانچ فلوس اور کم ہوشیار معمارون کے
چار فلوس روزانہ مقرر تھے اور ہر شخص کو ہر شب اُسکی محنت دیدیجاتی تھی +
بم ٹھیلون نے اپنی ملکیت سابقہ کو بی جنگ وجدل چھوڑا تعمیر شہر پناہ کی دن مین ہوا کرتی
تھی مگر بم ٹھیلے جو گردنواح مین رہتے تھے ہر شب کو کثیر الجماعت ہوکر آتے تھے او
دیوار گرا جاتے تھے اُن لوگون نے قلعہ کے اندر بھی کچھہ عمارت گرادی اِس خلش کے
اندفاع کے واسطے جو ٹھاکرون کی طرفسے تھی محمد خان نے فوج شاہی کو جو شہر کے
اطراف میں کچھہ فاصلہ سے مقیم تھی طلب کیا تب بم ٹھیلے قریب کے دیہات میں سے
نکالدیئے گئے اور گانون کے جس باشندے نے اُنکو مدد دی سزای اعمال کو پہنچا
فوج شاہی تا وقتیکہ شہر بالکل طیار ہوگیا وہیں رہی پھر نواب کے نوکر اُس فوج کی جگہہ
متعلق ہوئے +
گنگ نیز خیر خواہ راجاؤن سے لیگئی لوگ کہتے ہیں کہ ملک سنگھہ گور راجہ سردلی پرگنہ

اب شہر کا قلعہ بنا ہوا ہی چڑھا اُس زمانہ مین گنگا اب کی نسبت بہت قریب بہتی تھی اور ہر طرف
بفاصلہ چند میل بڑی بہار معلوم ہوتی تھی نواب نے یہہ جگہ پسند کی اور کہا کہ اگر یہان
رہنے کا مکان بنے تو بہت پُر فضا ہوگا ترائی مین پٹھان لوگ مگر اور گوہ کا شکار کھیلا کرتے
تھے یہان قاز اور شکار بہت تھے لوگ یہہ بھی کہتے ہین کہ یہانکی لمبی گھانس اور سینٹھو مین
چیتے اکثر چھپ رہتے ہیں اور کبھی کبھی آدمیونکو ہلاک کرتے ہین فی الحقیقت تمام ممالک
مغربی کے کسی میدان مین ایسی کیفیت اور بہار نہین مشاہدہ ہوتی ہی جیسے کہ قلعہ فرخ آباد
سے ہر موسم مین نظر پڑتی ہی منصف کی کچہری کے بنگلہ اور عمارت تحصیل کی رستہ سے آگے
بڑھکر باغ مین جو بالای قلعہ پر لوگ جاتے ہیں اور کچھہ توقف کرتے ہین اور مسٹر سی آر
لنڈسے کی کمیٹی گھر کی تعریف کرتے ہین جانب شمال نظر کرنے سے سب سے پیشتر بائین باغ
مین نواب کے عالیشان محل کے خرابہ پر نظر جاتی ہی اُس سے آگے کربلا کے بلند منارون
پر نگاہ کو تازگی حاصل ہوتی ہی اُس کے بعد نواب کا رمنا چلا گیا ہی جس مین ہنوز کچھہ درخت
کہین کہین موجود ہین سب کے بعد گنگا کی دھار مثل چاندی کے کنارہ آسمان سے ملی ہوئی
معلوم ہوتی ہی دست راست پر کچھہ پھرنے سے شہر پر نگاہ جاتی ہی جو سایہ دار نیم کے درختون کا
جنگل معلوم ہوتا ہی اور اون درختون کے درمیان سے یہان وہان بعض صاحبزادون اور
دولتمند رئیسون کی دو منزلی حویلیان دکھائی دیتی ہیں پیچھے پھر کر یعنے جانب مغرب
رُخ کرنے سے مقبرے نوابان سلف کے یعنے احمد خان کی قبر اندر چار دیواری بہشت
باغ کے اور محمد خان اور نیز قایم خان کی قبر آگے بڑھکر مئو دروازہ کے باہر مشاہدہ ہوتی ہین؛

عمدہ (بڑا دیوانخانہ کہلاتا تھا بڑا دیوانخانہ نواب مظفر جنگ نے جو ۱۷۸۰ء سے لغایت ۱۷۹۶ء نواب رہا) مسمار کرا دیا اور نواب ناصر جنگ نے جو ۱۷۹۶ء لغایت ۱۸۱۳ء نواب رہا ایک کوٹھی اُسی جگہہ پر بنوائی قلعہ کے اندر بہت دوکانین چھوٹے چھوٹے سوداگرون کی تھیں مگر اوایل مین کوئی دوسری عمارت سوای عمارت متذکرہ بالا کے نہ تھی بعد غدر نواب کا محل بالکل منہدم ہوگیا اور بجز ایک مسجد کے جو شاید وہی ہی جسکا اوپر بیان ہوچکا ہی کسی اور عمارت کا نشان بھی غدر کے ایام مین نہ تھا ❊

شہر کے بارہ دروازے تھے قطب[۱] دروازہ پائین[۲] دروازہ جسکو حسینی دروازہ بھی کہتے ہین گنگا[۳] دروازہ امیٹھی[۴] دروازہ قادری[۵] دروازہ لال[۶] دروازہ مدار[۷] دروازہ ڈھلاول[۸] دروازہ کھنڈیا[۹] دروازہ جسمی[۱۰] دروازہ ترائین[۱۱] دروازہ مئو[۱۲] دروازہ پہلا اور آٹھوان اور گیارہوان تینو دروازے اب بند ہوگئے ہین امیٹھی اور ڈھلاول اور جسمی یہہ نام اُن دیہات کے ہین جو ایک دوسرے کے متصل ہین دیگر اسما اپنی تشریح خود کرتے ہین سات دروازون پر سرائین بنوائی گئی تھین تاکہ جسطرف سے مسافر آوے عمدہ آرام کی جگہ پاوے مئو سرائے مئو دروازے کے قریب بی بی صاحبہ زوجہ نواب نے طیار کروائی تھی ایک سرائی جسمی دروازے کی نزدیک نصف طیار ہوکر گرادی گئی تب یہہ زمین نواب عظیم خان کے بیٹون کے تصرف میں رہے مدار دروازہ ایک پختہ سرائی تھی جہان کہ اب مدار باڑی کھڑی ہی جسکو نواب مظفر جنگ نے بنوایا اور جسمیں ۱۸۰۳ء میں دخل پسر محمد علیخان عرف بلاقی ولد دلدار خان اور برادر زادہ نواب مظفر جنگ کا تھا

شمش آباد کا جو بفاصلہ دس یا گیارہ میل فرخ آباد سے گوشہ جنوب و مغرب مین واقع ہی جب خود بوجہہ پیرانہ سالی کی نہ آسکا تو اُسنے اپنے بیٹے اکبر شاہ کو جو آخر مین چیلہ ہو کر بیردل خان کہلایا جس کا سن پندرہ یا سولہ برس کا تھا بسرکردگی سات سو سپاہ اپنے ہی فرقہ کے روانہ کیا یہہ لوگ مؤ دروازہ کے باہر جہانسے کہ بم ٹیلون کی بہت آمدرفت رہا کرتی تھی بھیجے گئے یہہ لوگ ایکہفتہ یا عشرہ وہان مقیم رہے تھے کہ بم ٹیلے حسب دستور دیوار کے نقصان رسانی کے لئے آپہنچے اسمرتبہ بم ٹیلے قطب دروازہ سے جو شہر کے شمالی رخ پر ہی گھوم کر آئے اور اندر داخل ہوئے اکبر شاہ گور نے بھی صف بندی کری اور خوب میدان کارزار گرم رہا بم ٹیلون کی طرف تین سو [۳۰۰] سپاہی اور اکبر شاہ کے پانچ سو آدمی کام آئے لعل شاہ افسر بم ٹیلون کا مجروح ہو کر مقید ہوا ÷

باوجود اِس خلش کے نیکنام خان چیلہ نے قلعہ طیار کر لیا اور اُس مین تین دروازے شمالی رخ پر قایم کئے تھے اُسنے نیز ایک خندق قدآدم عمیق کھدوائی اور بیس برج مٹی کے اُٹھائے تھے اُن بروج کا نشان ۱۸۳۹ع تک کچھہ معلوم ہوتا تھا اگرچہ اُسوقت مین بھی وہ بے مرمت پڑے ہوئے تھے اب ذرا بھی نشان اُنکا باقی نہین ہی اسی چیلہ نے ایک محل اور ایک مسجد اور ایک دیوان بنوایا تھا وہ محل بڑا محل کہاتا تھا ۱۸۳۹ع مین اُس محل کی بارہ دری چھوڑکر باقی جگہہ مین مختار محل بیوہ نواب شوکت جنگ مرحوم نے خانہ باغ ڈالا وہ مسجد بڑی مسجد کے نام سے مشہور تھی اور دیوان عام بعہ کونزہ

ماسوای حصص متفرق دیہات کی شہر پناہ کے اندر تھے اور ارادہ یہہ تھا کہ ہر قسم کی تجارت کا ایک جداگانہ بازار ہونا چاہیئے بنا بران قطعات شہر تجارت کے نام سے موسوم ہوئے - کسرہٹا کسیرون کے لئے + پسرہٹا پساریون کے لئے + صرافہ صرافون کے لئے + لوہائی آہن فروشون کے لئے + تونہائی نمک فروشون کے لئے + کھنڈیائی شکر فروشون کے لئے علی ہذالقیاس ہر محلہ علیحدہ قسم کی تجارت کیواسطے مقرر ہوا اور دیگر محلہ جات خاص خاص ذات کے لوگون کیواسطے مخصوص کئے گئے - کھترانہ کھتریون کیواسطے موچیانہ موچیون کے واسطے کولیانہ کولیون کے واسطے سدھواڑہ سادھون کیواسطے بہمن پوری برہمنونکے واسطے جولاہ پوری جولاہون کے واسطے مہاجن پورہ بنگش پورہ خٹک پورہ سید پورہ اور علی ہذالقیاس یہہ ترتیب زمانہ حال مین ابتر ہوگئی ہی اور اقوام باہم کم و بیش ملگئے ہین ہنوز کہین کہین وہ انتظام دیکھنے میں آتا ہی کیونکہ اسمین کچھہ شک نہین کہ کوئی سادھہ باہر سدھواڑہ اور صاحبگنج محلہ کے جو ایک شاخ سدھواڑہ کی ہی نہین رہتا ہی +

دو واقعات ۱۷۱۹ء سے لغایت ۱۷۳۲ء فرخ سیر کے وقت مین نواب محمد خان دربار مین بہت کم حاضر ہوا کرتا تھا کیونکہ اُسکو فرخ آباد کی بنیاد ڈالنے کے بسبب فرصت نہین ہوتی تھی اسعرصہ مین دہلی مین بڑے بڑے واقعات نظر آئے تاریخ ۹ ربیع الثانی ۱۱۳۱ ہجری کو مطابق ۱۸ فروری ۱۷۱۹ء سید بھائیون نے یعنے عبداللہ خان امیر حسین علیخان نے بادشاہ فرخ سیر کو تخت سے اُتار کر قید کردیا بعد حکومت دو لڑکون کے جو یکے بعد دیگرے تخت نشین ہوئے ابوالفتح ناصرالدین بہ لقب محمد شاہ ملقب ہوکر بتاریخ پانزدہم ذیقعدہ ۱۱۳۱ ہجری

ایک سرای پختہ امیٹھی دروازہ انگوری باغ کے مقابل تھی جسے نواب کے جانشینوں نے
کھُدواکر ملوہ اُسکا فروخت کرڈالا اور اب اُسیجگہ پر لکڑی اور پولا وغیرہ بکا کرتا ہی ایک بہت
مضبوط سرای لعل دروازہ بنی ہوئی تھی جسکو انگریزون نے گرواکر از سر نو انگریزی وضع پر
تعمیر کروایا ہر دروازے پر پانچ سو جوان مسلح متعین تھے اور دو توپین دونون طرف
رہتی تھین نواب کے لڑکے اور غلام یعنے خانہ زاد جن کے پاس فوجین تھین اُنکو باہر
شہر کے گرد رہنے کے لئے مکان دیدئے گئے تھے نواب کا ارادہ تھا کہ صرّاف
اور تجار اور دستکار آدمی درمیان مین رہین یہ کل جگہہ کچی چار دیواری سے محیط تھی
محمد خان نے اپنے بائیس لڑکون مین سے ہر ایک کے لئے ایک پختہ قلعہ اور مستورات کے
رہنے کے لئے مکان بنوادیئے تھے اور ہر گھر مین ایک خانہ باغ لگا دیا تھا۔

شہر پناہ کے گرد ایک کھائی تھی جسکے کنارے ڈھالو اور ہموار تھے اور پندرہ گز وسیع
اور بتیس فیٹ عمیق تھی حین حیات محمد خان کے وہ کھائی ہر روز صاف کیجاتی تھی اور
دروازون پر بڑی محافظت رہتی تھی قلعہ کے گرد چیلون کی مکانات تھی جو اپنے کام پر شب و روز
مستعد رہتے تھے باغات بکثرت ڈالی گئی تھی اونمین نولکھہ اور بہار باغ قابل دید تھی
جن مین انبہ کا درخت ایک بھی نہ تھا صرف امرود بیر شریفہ اور نارنگی کے درخت
تھے نواب کے بیٹون اور چیلونکو اجازت تھی کہ شہر کے باہر جہان مرضی ہو باغ لگائین یہان
کی زمین آم کے حق مین بہت اچھی تھی اور آم یہان بہت بڑا ہوتا ہی تربوز بھی یہان
بہت بڑا شیرین اور کثرت سے ہوتا ہی۔ تمام و کمال دو گانون یعنے بھیکم پورہ اور ڈیوڑھان

رونما شروع ہوا بمجرد استماع خبر وفات برادر کے عبد اللہ خان نے سلطان ابراہیم ولد رفیع القدر ولد بہادر شاہ کو مسند شاہی پر بٹھایا یہ واقعہ پانزدہم ذالحجہ ۱۱۳۲ھ ہجری کو مطابق ۵ اکتوبر ۱۷۲۰ء ظہور میں آیا جو کچھ لشکر اُسوقت جمع ہوسکا لیکر ۲۱ ذی الحجہ ۱۱۳۲ھ کو مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۷۲۰ء عبد اللہ خان دہلی سے روانہ ہوا اِس موقعہ پر محمد خان بعد بڑے غور اور تامل اور مشورہ دوستان یعنے شجاعت خان علزئی اور دیگر احباب کے بادشاہ کا شریک حال ہوا اور تین ہزار سپاہ سے جا کر ملا لوگ کہتے ہین کہ عبد اللہ خان نے محمد خان کو لکھا تھا کہ مین نے تمہارے ساتھ بڑے سلوک کئے ہین مجھے ایسے وقت نازک مین مدد دو اگر تمہارے ذریعہ سے ہم لوگ فتحیاب ہوئے تو مین تمکو کل اپنے قلمرو مین اعلیٰ ترین افسر بناؤنگا مگر ایک فرمان محمد شاہ کیطرف سے اور دوسرا اُسکی ما قدسیہ بیگم کی جانب سے اور خطوط دیگر امرا و ارکین کے اُسیوقت وصول ہوئے چونکہ کچھ اپنا فایدہ اور کچھ عزت بھی خاندان سلطانی کی مدنظر تھی اسوجہہ سے محمد خان بادشاہ کا طرفدار رہا +

جسوقت قطب الملک عبد اللہ خان بفاصلہ تین کوس بادشاہ کے لشکر سے حسین پور پہنچا تو وہان ٹھہر گیا اور بتاریخ دوازدہم محرم ۱۱۳۳ھ مطابق ۲ نومبر ۱۷۲۰ء اپنی فوج کی صف بندی کی ۴ نومبر کو صبح سے لڑائی شروع ہوئی اور تمام دن اور تمام رات ہوتی رہی پانچوین کو عبد اللہ خان ہاتھی پر سے پیادہ پا لڑنے کے واسطے نیچے اُترا اور پیشانی پر ایک تیر کھاکر زخمی ہوا حیدر قلی خان نے پہچانکر اُسکو معہ اُسکے بھائی نجم الدین علیخان کے مقید کرلیا اور پھر ہاتھی پر سوار کرکے بادشاہ کے پاس لیگیا شادیانے فتح و نصرت کی بجنے لگے

مطابق ۱۸ ستمبر ۱۷۱۹ء تخت جلوس پر جلوہ گر ہوا اِسکی تاریخ سلطنت اُسی دن سے شمار
کیجاتی ہے جسدن سے فرخ سیر تخت سے اُتارا گیا بعد جد وجہد اور تدابیر کے جو واسطے گھٹانے
طاقت سیدوں کے عمل میں آئین یہہ قرار پایا کہ حسینعلیخان ہمراہ بادشاہ کو دکن کے منحرف
صوبوں کو زیر کرنے کے لئے جاوے کوچ سید حسینعلیخان کا آخر شوال میں (مطابق آخر اگست
۱۷۲۰ء) شروع ہوا نہم ذیقعد ۱۱۳۲ ہجری کو (مطابق ۲ ستمبر ۱۷۲۰ء) بادشاہ کا پہلا کوچ
آگرہ سے تین کوس پر بہمراہی عبداللہ خان ہوا بادشاہ نے چاہا کہ ۱۵ تاریخ تک جو روز
سالگرہ تخت جلوس کا تھا وہیں قیام کرے مگر حسین علیخان نے آگے بڑھنے کی ترغیب دی
۱۴ تاریخ کو (مطابق ۷ ستمبر ۱۷۲۰ء) فوج نے فتحپور سیکری سے کچھ آگے کوچ کیا چار پانچ روز
کے بعد یہ لوگ جانب جنوب بڑھے عبداللہ خان پیچھے رہکر ۱۹ ذیقعد کو (مطابق ۱۲ ستمبر ۱۷۲۰ء)
دہلی کی جانب روانہ ہوا حال مفصلہ ذیل کتاب سیر المتاخرین میں پایا جاتا ہے جو محمد خان
کی نیکنامی میں دہبہ لگاتا ہے وہ یہہ ہے کہ دہلی جاتے ہوئے محمد خان بنگش عبداللہ خان کی ملاقات
کو آیا اور ظاہر کیا کہ میں حملہ دکن میں حسینعلیخان کا شریک ہونگا اگر کوئی وجہہ مانع نہ ہوئی عبداللہ
خان نے اُسکو پچاس ہزار روپیہ دیا اور کئی لاکھ روپیہ حسینعلیخان نے محمد خان کو پہلے دیا تھا
اِس غرض سے کہ محمد خان مدد دینے پر آمادہ ہو تب محمد خان جھوٹ بولا جو بظاہر سچ معلوم ہوا
کہ میں بادشاہ کے لشکر میں جاتا ہوں یہہ کہکر رخصت ہوا اور عبداللہ خان دہلی کی طرف چلا
تاریخ ۶ ذی الحجہ ۱۱۳۲ھ کو (مطابق ۳۰ ستمبر ۱۷۲۰ء) جب فتحپور سیکری سے پینتیس (۳۵) کوس
آگے پہونچے وہاں حسین علی خان بادشاہ کی رضا و رغبت سے مقتول ہوا اب تمام لشکر کا آگرہ کو

نواب امین الدولہ اُسکو اکثر سنگواتا تھا اور عنایت درجہ اعلیٰ لادری دیتا تھا جس لالا رجی سے وہ لیکتے تھے ÷

۱۹ محرم ۱۱۳۳ھ (مطابق ۹ نومبر ۱۷۲۰ء) بادشاہ محمد شاہ نے دہلی کی طرف عنان عزیمت پھیری اور بسرعت چلا ۱۹ کو (مطابق ۹ نومبر ۱۷۲۰ء) وہاں پہونچا دوروز تک وہان نزدیک مینار خواجہ نظام الدین کے خیمہ زن رہا جن لوگون نے کارنمایان کئے تھے وہ حاضر ہوئے اُسوقت محمد خان جو محمد شاہ کی تخت نشینی کے وقت چھہ ہزار فوج کا سردار کیا گیا تھا بدرجہ ہفت ہزاری یعنے بافسری سات ہزار سوار ممتاز ہوا ایک خلعت بھی معہ سات لاکھہ روپیہ نقد کے اُسکو عنایت ہوا اور خطاب غضنفر جنگ کا جسکے معنی ہیں شیر لڑائی کا محمد خان کو عطا کیا اور پرگنہ جات بھوجپور اور شمس آباد جو اب ضلع فرخ آباد مین شامل ہین بطور جاگیر اُسکو دی گئی تھوڑے عرصہ کے بعد محمد خان درمیان ۲۲ اکتوبر ۱۷۲۰ء اور ۱۱ اکتوبر ۱۷۲۱ء کے صوبہ دار الہ آباد مقرر ہوا اُسوقت مین اُسکے عامل یاماتحت حاکم اسطور پر تھے - الہ آباد کا حاکم بھور یخان چیلہ اُرچ بھانڈیر اور کالپی کا حاکم دلیر خان چیلہ سپری اور جالون کا کمال خان بھوجپور کا نیکنام خان چیلہ شمس آباد کا داؤد خان چیلہ بدآیوں اور سہوان یہہ دونون مقام اب ضلع بدایون مین ہین، اور مہر آباد کا (جواب شاہجہانپور کے ضلع میں ہے) حاکم شمشیر خان چیلہ تھا ÷

۱۱۳۵ھ میں (مطابق یکم اکتوبر ۱۷۲۲ء لغایت ۲۰ ستمبر ۱۷۲۳ء) صو

محمد خان اِس لڑائی میں قلب سپاہ میں لڑ رہا تھا صاحب رای کے کاغذات میں ایک خط از طرف
محمد خان بنام راجہ جی سنگھ سوائی ہے جسمیں احوال اِس جنگ کا مندرج ہے مگر اُس میں اُس کا
ذاتی حال کوئی نہیں پایا جاتا ہے محمد خان کو بجلدوی اِن خدمات کے چھ لاکھ روپیہ بنگالہ سے
خزانہ آجانے پر دینے کا وعدہ کیا گیا مگر روپیہ پھر دیا نہین گیا +

اگر اُسجگہ کی روایت پر یقین کیا جاوے تو محمد خان نے نسبت اُسکے جو تواریخ مین درج ہے
بہت زیادہ بہادرانہ طریق پر کار نمایاں کئے ہیں نقل ہے کہ محمد خان نے اپنے کُل سپاہ سے
عبداللہ خان پر حملہ کیا نواب کے ہاتھی پر پیچھے مقیم خان اور داؤد خان چیلے بیٹھے ہوئے تھے
جب نواب کا ہاتھی سید عبداللہ خان کے ہاتھی کے پاس پہونچا تو محمد خان نے کہا سلام علیکم
سید نے جواب دیا وعلیکم اور اپنا ہاتھ ہودے سے باہر نکالکر بڑھایا کہ محمد خان اُسے چومے
محمد خان نے اپنا ریشمی پٹکا ہاتھ پر ڈالدیا اور سید کو ہودے کے باہر کھینچ لیا اس جھٹکے
مین عبداللہ خان کی پگڑی گر پڑی تب محمد خان نے ایک کشمیری شال اُس کے پاس
پھینک دیا کہ اپنے سر سے باندھے سید نے اُسکے لینے سے انکار کرکے محمد خان کی طرف
دیکھکر تھوکا اتنے مین مقیم خان اور داؤد خان کود پڑے اور سید عبداللہ خان کو پکڑ کر مقیم خان
نے اُس کی سپر اور داؤد خان نے اُس کی تلوار چھین لی اُس کی رہائی کیواسطے کوشش
اُسکے فوج کی بفایدہ ظہور مین ائی قریب دوپہر نواب محمد خان اپنے لشکر معہ اپنے قیدی
عبداللہ خان کے پہونچا حسب الطلب بادشاہ کے سید کو بادشاہ کے حوالہ کر دیا وہ سپر الہ داد خان
ولد نواب مقیم خان تا زمانہ نواب شوکت جنگ (جو ۱۸۱۳ء لغایت ۱۸۲۳ء نواب رہا) رہے اور

کی تھی اور دوموسم تک دسمبر ۱۷۴۳ء سے لغایت ۱۷۴۶ء غارتگری کرکے خراج لیا تھا محمد خان پانچ ہزار سپاہ کا افسر ہوکر بھیجا گیا اور دو لاکھہ روپیہ ماہواری بابت تنخواہ سپاہ کے معین ہوئے محمد خان نے اکبرآباد مین روپیہ کے آنے کا انتظار کیا اور پھر اُسکو حکم ہوا کہ گوالیار کو جاوے وہاں محمد خان نے جاکر دس ہزار سوار رکھے اور سات مہینے تک بیکار پڑا رہا مہم مسطورہ صدر سے واپسی کیوقت خان دوران خان نے جس کی جاگیر مین پرگنہ جات بھونگام اور نالگرام تھے محمد خان سے درخواست کی کہ دو ہزار آدمیوں کو مہتیا سدا نندکی کمک پر واسطے سرکوبی جسونت سنگہ زمیندار مین پوری کی بھیجدو روایت اسطور پر ہے کہ چوہان راجہ دلیپ سنگہ نے نواب کی تعظیم کرنے مین غفلت کی تھی بنابران بھوریخان پانچ سو سوارون سے اُسکو حاضر کرنے کے واسطے بھیجا گیا تھا جب وہ راجہ نواب کے روبرو آیا تو اُس نے سلام کرنے مین درنگ کی تب بھوریخان نے اپنے ہاتھہ سے اُس کی گردن پکڑکر جھکائی راجہنے فوراً اپنے تئیں چھوڑاکر تلوار کھینچی وہین نواب محمد خان نے ایک ایسا تیر اُسکے سر مین مارا کہ راجہ اُسی جگہ پر نشانہ تیر قضا ہوا تب اُسکا لڑکا جسونت سنگہ جانشین ہوا اور نواب نے فرخ آباد کی راہ لی +

معاملات بندیل کھنڈ

یہ بات ظاہر ہوچکی ہے کہ جو جاگیرین محمد خان کو زمانہ فرخ سیر اور شروع حکومت محمد شاہ مین ملین اُنکا بڑا حصہ بندیل کھنڈ مین تھا فرخ سیر نے زمانہ سلطنت ۱۷۱۳ء سے لغایت ۱۷۱۹ء پرگنہ جات سیہنڈ اور مودھا جاگیر مین دیدیئے تھے یہہ دونون پرگنہ دلیرخان چیلہ کے

نے صوبہ آگرہ راجہ جیسنگہ سوائی کو دلوا دیا جی سنگہ کچھہ دنون بعد برای سرکوبی چوڑامن جاٹ روانہ ہوا اِس قصور پر کہ اُس نے وزیر عبداللہ خان کی طرفداری کی تھی محکم سنگہ ولد چوڑامن سر دربار اپنی باپ کو بہت سرزنش کی جب چوڑامن سے یہہ خفت و بیحرمتی برداشت نہ کی گئی تو اُسنے خودکشی کی بدن سنگہ برادرزادہ چوڑامن راجہ جی سنگہ کا مددگار ہوگیا قلعہ تھون کا نہم سفر ۱۱۳۵ھ کو (مطابق ۸ نومبر ۱۷۲۲ع) قبضہ میں آگیا اور بدن سنگہ باپ سورجمل کا اُسی ملک کا مالک ہوا اس مہم میں بھی محمد خان شریک تھا پانچویں برس (جنوری ۱۷۲۲ع سے لغایت دسمبر ۱۷۲۲ع) محمد خان ہمراہ فوج کی جو زیر حکم شرف الدولہ ارادتمند خان اور راجہ جی سنگہ کے جو جیت سنگہ راٹھور راجہ مارٹواڑ کی تنبیہہ کیواسطے بھیجے گئے تھے گیا تھا قبل اِس کے کہ سپاہ اُسکے ملک میں پہونچے اجیت سنگہ اپنے بیٹے بخت سنگہ کے ہاتھہ سے مارا گیا دھونکل سنگہ نے دیہ لقب ابھائی سنگہ ولد اجیت سنگہ کا تھا بوسالت محمد خان غاشیۂ اطاعت بادشاہ دوش دلپر رکھا محمد خان معہ ابھائی سنگ عرف دھونکل سنگہ کے میرٹھہ نہین پہونچنے پایا تھا کہ اتنے ہی مین محمد خان واپس بلایا گیا کہ بندیل کھنڈ کو قبضہ چہر سال سی باہر نکالے چھہ مہینے اِس مہم پر بھی گذرے تھے کہ بمجرد استماع اِس خبر کے کہ مبارز خان فوجدار برہانپور مارڈالا گیا اُسکو حکم ہوا کہ بندیل کھنڈ سے واپس و آب کو جاوے اور پھر وہاں سے اکبرآباد کے رستہ سے بغرض مقابلہ مرہٹون کے روانہ ہووے ❖

نے بندلے کے شمال میں سر اُٹھایا تھا اور گردھر بہادر بادشاہی حاکم مالوہ پر چڑھائی

بعدہ دلیر خان کی امداد کو طیار ہوا +

محمد خان نے بادشاہ سے کہا کہ اگر سزای باغیان بدل منظور نہین ہی تو فوج کا لوٹنا بہتر ہی
بادشاہ نے محمد خان کو تقویت وجرات دلائی اور لکھا کہ تم مستقل رہو مگر بسبب اُن خطوط کے
جو اُسکے دشمنون نے ہندو راجگان کو بھیجے تھے محمد خان کا دل ٹوٹ گیا اور اُسنے دلیر خان کو
متواتر لکھا کہ دشمنون کے قلعے اور گانون وغیرہ جو کچھہ کہ لیا ہی واپس کر دو کیونکہ زمانہ اب
نااتفاقی پر ہی اور ضرور ہی کہ میدان چھوڑ دیا جاوے برخلاف ان احکام کے دلیر خان اپنی
بہادری کے غرور مین آکر فوج عدو کی قوت کو غور نکر کے حملہ وغیرہ کرنے سے باز نرہا ۲۹ رجب
۱۰۳۳ھ (مطابق ۱۳ مئی ۱۶۲۴ع) جتر سال تیس ہزار سوار اور بیشمار توپ خانہ لیکر آگے بڑھا
دلیر خان چار ہزار سوار و پیادہ جو کچھہ کہ اُس کے پاس تھے لیکر حملہ کیواسطے طیار ہوا دلیر خان
نے معہ پانچ سو آدمیوں کے دشمن کی طرف باگ اُٹھائی اور سپاہ غنیم کو گھبرا دیا چونکہ تقدیر
موافق نہ تھی سوای زخم شمشیر و نیزہ کے دو گولیان کھائین ایک پیشانی پر دوسری سینہ پر
اور اُسی جگہ جان بحق تسلیم ہوا اُسکے پانچ سو سوار بعد ظہور عجیب وغریب مردانگی کے مارے گئے
بادشاہ نے دلیر خان کی موت کا حال سنکر محمد خان کو از راہ دلجوئی ایک مرصع تگلہ اور ایک
خلعت عطا کیا +

دلیر خان چیلہ ذات کا بندیلہ ٹھاکر تھا یہہ شخص جوانمردی میں شہرۂ آفاق تھا معلوم ہوتا ہی
کہ یہہ بہت عیاش اور فضول خرچ تھا اُسنے اپنے مالک کا محاصل ایک سال کا سترہ ہزار سوار
طیار کرنے میں صرف کر دیا تھا اور اُنکو عمدہ وردیان اور ہتھیار دیئے تھے ایک تربہ کا

سپرد ہوے محمد شاہ کی بادشاہت کے پہلی برس (فروری ۱۷۱۹ع سے لغایت فروری ۱۷۲۰ع
کالپی ایرج اور دیگر مقامات واقعہ بندیل کھنڈ تنخواہ مین محمد خان کو مرحمت ہوئے اُسی سال
(یعنے ۱۷۱۹ع سے لغایت ۱۷۲۰ع) یہہ خبر آئی کہ بندیلون نے کالپی کو لوٹ لیا اور
پیر علیخان عامل محمد خان کو معہ اُسکے بیٹے کے قتل کیا اِن لوگون نے معزز مسلمانون کی
عورات اور بال بچون کو گرفتار کر لیا اور اُن کے مکانات اور مساجد اور مقبرے وغیرہ سب
مسمار کر دیئے نواب برہان الملک نے چاہا کہ مغلون کو مقابلہ حملہ اوران بھیجنا چاہیے
مگر بادشاہ نے محمد خان کو اُن کی تنبیہہ کے لیے بھیجنا کافی سمجھا دلیر خان چیلہ سابقہ
سپاہ مناسب کے بھیجا گیا اور اُسنے بزودی روانہ ہوکر غنیم کے تھانون کو پرگنہ کالپی اور
جلال پور سے اُٹھا دیا تب باشندگان غارت شدہ قصبون مین لوٹے اسعرصہ مین نواب
امین الدین اعتماد الدولہ اِس ملکِ فنا سے راہی ملک بقا ہوا بعضے دشمنوں کا خیال ہے
کہ محمد خان پر وزیر مرحوم کی نظر عنایت تھی اُنہین دشمنون نے خطوط راجگان چندیری اور
ارچھا اور دیگر زمینداروں کو لکھوائے تھے جن مین اشارہ تھا کہ تم لوگ مقابلہ کرو ہندون
کی جماعت کثیر قریب بیس ہزار سوار کے جمع ہوگئے اور پیادے تو بیشمار تھے +
قایم خان ولد نواب محمد خان جو اُن دنون مین سرکار گھورے کا فوجدار تھا سال بھر سے
قصبہ ترہنوان مسکن پہاڑ سنگھ کو محاصرہ کئے پڑا تھا اس جگہ مین چار قلعے بہت مضبوط تھے
جنکے گرد جنگل اور عمیق گھاٹیان تھین اور بڑے دشوار گذار راستہ درمیان پہاڑیونکے تھے
قایم خان کے پاس دس ہزار سوار تھے مگر اُسنے جہد بلیغ کرکے اُستحکام کو لے لیا بعدہٗ

ہو دی کیطرف چلا مگر سینہ مین ایک زخم گولی کا کھا کر راہی ملک بقا ہوا تمام و کمال تین سو سوارون کا بھی اُسکے یہی حال ہوا دلیرخان کی فوج بمجرد استماع اس خبر کے راجہ چہترسال کے مقابلہ کیواسطے نکلے اور راجہ کو پسپا کر دیا دلیرخان موضع مودہا مین دفن کیا گیا اور تمام باشندگان بندیل کھنڈ نے اُسکے وفات پر کف افسوس ملی ہر پنجشنبہ کو شیرینی اُس کی قبر پر چڑھائی جاتی ہی ہر بندیلہ کا لڑکا جب بارہ برس کے سن کو پہنچتا ہی تو اُس کے والدین اُسکو مودھا لیجاتے ہین تلوار و سپر کو دلیرخان کی قبر پر رکھتے ہین اور نذر گذرانتے ہین پھر لڑکا تلوار کمر سے باندھتا ہی اور سپر ہاتھہ مین لیتا ہی اُسوقت والدین خدا سے دعا مانگتے ہین کہ یہہ لڑکا دلیرخان کے مثل بہادر ہووے +

نقارے برابر اُسکے مدفن پر بجا کرتے ہین دلیرخان کی وفات پر یعنے سنہ ۱۱۳۳ھ مطابق اکتوبر سنہ ۱۷۲۰ع (سنہ ۱۷۲۰ع لغایت اکتوبر سنہ ۱۷۲۱ع) محمد خان الہ باد کا گورنر مقرر ہوا مصنفان لوح کا یہہ قول ہی کہ سند الہ آباد کی امین الدولہ نبیرہ نواب محمد خان کے پاس جو ۱۷۴۸ع سے لغایت ۱۷۵۳ع نایب ہا کرتے تھے اور اسلام خان بخشی کے پاس اُس کی نقل رہتی تھی اب نہین معلوم کہ وہ سند اور نقل کیا ہوئی مالگذاری لوگ کہتے ہین کہ بیاسی لاکھہ روپیہ کی تھی ۱۷۲۲ع کے آخر مین جب محمد خان معہ ابھائی سنگہ ولد اجیت سنگہ والی مارہوار کے دربار جاتے ہوئے میرتھا پہنچا تو ایک فرمان معہ ایک حکم مُہری امیر الامرا (خاندوران خان) کے وصول ہوا جسمین تحریر تھا کہ چہترسال نے علاقہ کثیر بادشاہی مین اپنا تصرف کر لیا ہی اور یہہ کہ برہان الملک اُسکے مقابلہ کیواسطے بسرعت تمام بھیجا گیا ہی تم بھی بموجودی ہر چہ تمامتر وہین جاؤ +

کا ذکر ہو کہ محمد خان نے سخت احکام دلیر خان کو واسطے ادای مالگذاری کے بھیجے تب
دلیر خان اپنی کل جمعیتون کو لیکر آیا اور جہان پر اب پائین باغ زیر قلعہ ہی وہان ٹھہرا اور
دربار مین حاضر ہوکر اپنے ہر ایک آدمی سے ایک اشرفی نذر دلوائی اور پھر نواب
کی پاپوش اُٹھا کر پیچھے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ مین صرف آپ کی پاپوش برداری کے
لائق ہون آپ یہہ صوبہ کسی ایسے شخص کو جو آپکو روپیہ کا انبار دیا کرے دیدیوین میری مالگذاری
یہہ سترہ ہزار آدمی ہین جو آپ مجھہ سے لے سکتے ہین اسبات پر نواب کو تبسم ہوا دلیر خان کو
چھاتی سے لگایا اور اُسی کے ضلع میں اُسے واپس بھیجدیا دلیر خان ہر قریب کل لڑائیون مین
جو محمد خان لڑا شریک تھا پٹھان اور بندیلے بسبب جوانمردی کے دلیر خان کو سورمان کہتے
تھے جس کی علامت یہہ ہو کہ آدمی کے ہاتھہ اسقدر لنبے ہوں کہ جب سیدھا کھڑا ہو تو زانو تک
پہنچیں یہہ بات دلیر خان مین پائی جاتی تھی ❊

روایت دلیر خان کی موت کی بشرح ذیل ہی - ایکدن دلیر خان ہمراہ تین سو سوارون کے
شکار کھیلنے گیا تھا باقی فوج لشکرگاہ مین تھی ایک جاسوس نے اسبات کی خبر راجہ چھترسال
کو دی اور راجہ بہت سا لشکر لیکر نکلا طرفین سے گولہ بارانی شروع ہوئی نواب دلیر خان
کے ہمراہیون نے کہا کہ لوٹ چلنا مناسب ہی مگر دلیر خان نے یہہ بات نہ مانی اور کہا
کہ ہر شخص کی موت لابدی ہی خواہ آج آوے یا کل یہہ کہکر دعای آخر یعنی (فاتحہ) پڑھکر
گھوڑے کی باگ اُٹھائی اور سیدھا راجہ کی فوج میں گھسکر راہ مین آدمیون کو کاٹتا
چھانٹتا دوسری طرف پاک صاف نکل گیا بندیلوں کی جماعت کثیر کام آئی پھر راجہ کے

صوبہ عظیم آباد تک تخت و تاراج کر دیا تھا اور الہ آباد مین آگر آتش فتنہ و فساد مشتعل کی تھی نوین سال جلوس سے (یعنے ۱۱۳۹ھ سے لغایت ۱۱۴۰ھ) محمد خان کے پاس ایک فرمان پہنچا جسمین حکم تھا کہ اپنے صوبہ الہ آباد کا انتظام جا کر درست کرو اُن دنوں مین بندیل کھنڈ صوبہ الہ آباد کا ایک ماتحت حصہ تھا پہلے دو لاکھ روپیہ ماہواری محمد خان کا مقرر ہوا بعدہ روپیہ کے عوض مین کوڑے کا چکلہ دیدیا گیا تھا +

محمد خان نے الہ آباد پہنچکر فوج جمع کی سوار کی تنخواہ سترہ روپیہ اور جمعدار کے بیس روپیہ مقرر کیے ۱۲ جمادی الثانی ۱۱۴۱ھ کو (مطابق ۲۴ جنوری ۱۷۲۹ع) اکبر خان نواب کے تیسرے لڑکے نے فوج ہراول کا سردار مقرر ہوکر جمنا کو عبور کیا محمد خان اپنی کوچ کے خیمے جمنا پار بھیجکر خود بھی بہت جلد پندرہ یا سولہ ہزار سوار اور اُسیقدر پیادے لیکر پیچھے سے روانہ ہوا اُسوقت بندیلون نے بیس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادون سے کل بھاگل کھنڈ مین ٹپنہ تک اور ملک سنگرات اور نیز ماندومین (جسے مادھون بھی کہتے ہین) ہلدی تک دخل کر لیا صرف قلعہ بوبند (جسکو شاید بندیا پوبند کہتے ہیں) جسکا محاصرہ ہردی شاہ اور جگت راے نے بیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادون سے کیا تھا بچا ہوا رہا بمقابلہ اس زبردست سازش کے محمد خان نے وزیر سے درخواست کی کہ فوج امدادی اودیت سنگہ راجہ ارچھا و راجچند والی دتیا و برہمی سنگہ زمیندار سینڈا و درجن سنگہ زمیندار چندیری و راجہ جی سنگہ والی مودھا و کھانڈی مرام نرواری و راجہ گوپال سنگہ بھدوڑیا سے لینا چاہئے نیز بعضے فوجدارون سے یعنی سید نجم الدین علیخان و ثابت خان و جان نثار خان و ترک علیخان

بنظر تعمیل اس حکم کے محمد خان ساتوین سال دماہ دسمبر ۲۲ سنہ ۱۷۲۸ء سے نھایت دسمبر ۲۳ سنہ ۱۷۲۹ء جو بہ
الہ آباد کو معہ اپنے کل سرکارون کے حال مین اُسکو عطا ہوا تھا روانہ ہوا بسبب مقابلہ زمینداران کے
محمد خان کے نایب بندیلکھنڈ میں کامل طور سے قبضہ نکرسکے بعد قیام دو ماہ کے محمد خان الہ آباد
مین پندھرہ ہزار سوار جمعکر کے معہ اُنکے جمنا کے کنارون سے بھاگنی پور کی طرف آگے
بڑھا قبل ازین برہان الملک لوٹ آیا تھا اور اپنے صوبہ اودھ کو واپس گیا تھا +

متواتر احکام اس مضمون کے پہونچے کہ آگے بڑھنا چاہیے بنابران چند سردار جمنا پار
بھیجے گئے تب محمد خان نے بھی دریائے جمن کو عبور کیا چھ مہینے لڑکر محمد خان نے پرگنہ
سیہنڈا تک جو باندے کے جنوب میں واقع ہے عمل دخل کر لیا اُسوقت فرمان اور احکام
مرسلہ خان دوران بذریعہ آیا محل بدین مضمون صادر ہوئی کہ چونکہ مبارز خان مقتول ہوا ہے
لہذا چڑھائی ہندون پر ملتوی کی گئی اگرچہ دشمن مغلوب ہوتے آتے تھے مگر نواب محمد خان کو
مجبورانہ اس عمدہ موقعہ کو چھوڑ دینا پڑا دشمنون نے بہت سخت قسمین کھائین کہ ہم کبھی محمد خان
کی جاگیر کے اندر قدم نرکھین گے اور فوج اسلامیہ سے بفاصلہ تین کوچ گزبر کر گئے محمد خان
اُس ملک مین اپنے تھانے بٹھا کر لوٹ آیا چونکہ گوالیار پر مرہٹون کے حملے کا دغدغہ
تھا جسکا بیان اوپر ہو چکا ہے اسلیے محمد خان اُنکو روکنے کے لئے وہان بھیجا گیا اس کی
عدم موجودگی کو بندیلون نے مغتنمات سے سمجھ کر قسم وعہد وپیمان کو شکست کر کے بے ایمانی
پر کمر باندھی اور وصول مالگذاری مین سدراہ ہوئے +

اس عرصہ مین ہردی نراین اور دیگر پسران چتر سال نے تمام وکمال بھاگھل گھنڈ کو سرحد

ترہوان سے چودہ لاکھ روپیہ نقد آئے - قلعہ ترہوان مین جو صدر مقام پہار سنگہ کا تھا
تین کچے قلعے اور تین پختہ گڑہیان تھین جنکے گرد ایک وسیع جنگل تھا برسوں تک کسی مسلمان
حاکم نے اُس پر حملہ نہیں کیا تھا کئی مہینوں تک اُنہوں نے قلعہ کو خوب بچایا اہل قلعہ
سبھا سنگہ پسر ہردی نراین و نبیرہ چتر سال کے زیر حکم تھے اور نیز ہر سنس زمیندار برگدہ نے
معہ کچھہ مرہٹون یعنے برگی وغیرہ کی اُنکی امداد کی تھی تاریخ ۹ جمادی الاول ۱۱۶۳ھ کو
(مطابق ۲۱ اردسمبر ۱۷۵۰ع) بعد سخت لڑائی کے قایم خان نے ہاتھی سے پھاٹک توڑوا کر باہر کے
قلعہ میں دخل کر لیا ہندو لوگ کچھہ جد وجہد کے بعد دوسرے قلعہ سے بھی نکالدئے گئے
اور اُنکو مجبورانہ تیسرے قلعہ مین پناہ لینا پڑی قریب دو ہزار کے محصوران قلعہ تلف ہوئے
چوتھے قلعہ کی فصیلوں پر سے محصورین نے جلتی ہوئی اشیاء ڈالنا شروع کئے اور قریب بیس
گھنٹہ تک لڑائی برابر ہوتی رہی تین گھنٹہ قبل از طلوع آفتاب باقی ماندہ لوگوں نے بارادہ
گریز قلعہ سے خروج کیا اُسوقت تین سو آدمی اُن مین کام آئے اور اسیقدر دریا مین غرق ہوئے
تب قلعہ مین کامل طور سے دخل ہو گیا اِس محاصرہ مین عرصہ پانچ یا چھہ مہینے کا لگا بعد فتح و
ظفر کے قایم خان نے واسطے قلعہ کلیان سنگہ (جو آٹھہ کوس ترہوان سے ہی) اور محکم گڑہ
کے جو اُسی نواح مین ہی کوچ کیا +

جس عرصہ مین قایم خان ترہوان اور اُس کے ملک شرقی پر رجوع تھا اُس زمانے مین
محمد خان بینڈھا سے چلا تھا چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ایک مہینے اور اکیس دن برابر ہوتی رہین
غنیم نے اپنے مورچون کی خوب مضبوطی کی تھی جن پر سے دریا کی دھار اور گانون کا قلعہ

ونایب فوجدار جونپور سے محمد خان نے کمک چاہی مگر کسی شخص نے اُن میں سے بجز جی سنگہ
والی سودھا کے احکام دہلی کی تعمیل نہ کی ✣

پہلے بندیل کھنڈ کا شرقی حصہ دشمنون سے پاک کرنیکے لئے کارروائی کی گئی قلعات لوگ
وچوکھنڈے وگڈھہ کگرپلے ومُو واقعہ ملک سنگراٹ پر سنگ پور گے لے لئے گئے
رام نگر وقلعات کھتولی وصحرا وکلیاآن پور معہ سو کوس تک ملک متعلقہ ماندھو وباندہ
کے قبضہ مین آگئے کچھہ عرصہ تک افواج غنیم پہاڑیون پر نزدیک ترہوان کے سرگردان
رہین مابعد قلعہ گیر ہوئین خود چہتر سال نے بھاگنے میں سلامتی دیکھی محمد خان قایم خان کو محاصرہ
ترہوان کے لئے چھوڑکر خود سینڈا سے بفاصلہ چار کوس چلاگیا مگر دشمن پھر فرار کرگئی پرگنہ جات
بھنڈ وسودھا وپیلانی واگواسی وسموتی وگھاٹ پار اترنے کے خس وخاشاک دشمنون سے
پاک ہوگئے اِس جنگ مین اول قبضہ ترہوان تک دس مہینے یا ایک سال لگا قایم خان
فرزند اکبر نواب محمد خان معہ اپنے دوسرے بھائی ہادی داد خان کے بارہ ہزار سوار وبارہ ہزار
پیادوں سے محاصرہ ترہوان کے لئے پیچھے چھوڑا گیا اور بابو چتر سنگہ ولد راجہ جی سنگہ والی
سودھا معہ خانجہان وحلیم خان ومحمد ذوالفقار خان ورای ہر پرشاد اور دو زمینداروں
سادو وہر بنس کے قایم خان کے زیر حکم تھا سنگرام راو وانندی داس نے بھی اپنی فوج
سے شریک ہونے کا قایم خان سے اقرار کیا تھا قایم خان کی صلاح یہہ تھی کہ مقام مذکور جسقدر
جلد ممکن ہوے لیویں اور پھر محمد خان سے معہ توپخانہ وسیسہ وباروت وغیرہ کی جو اشیار
ترہوان وکلیان پور وکگروری میں ہاتھہ لگے تھے جا ملیں زمیندار لوگ خوش ہوئے کیونکہ

گھاٹیوں سے محیط تھی واقع تھا یہان چتر سال کا صدر مقام تھا اور دس ہزار سوار اور بیس ہزار
پیادے موجود تھے محمد خان نے دشمن کا تعاقب کرکے مارنا شروع کیا بجز کئی گھنٹہ کے بندیلوں نے
دریا کیطرف پھر کے رستہ سے جدھر بہت کھائیاں اور گرداب تھے بھاگ کر کھائیوں میں
آدھ کوس اپنے لشکر گاہ کے پیچھے پناہ لی یہان بھی جاے سلامت نہ دیکھکر چتر سال معہ اپنے
لڑکوں اور رشتہ داروں اور متعلقوں کے گھوڑے پر سوار ہوکر بارہ کوس پر جنگلوں مین فرار
کر گیا تمام سامان لشکر کا خیمے اور توپخانہ وغیرہ غازیوں کے ہاتھ لگا دو کوس تک مفرورین
کا تعاقب کیا گیا پھر مسلمان لوگ ٹھہر گئے اور خیمہ زن ہوے اب یہہ دریافت ہوا کہ بندیلے
سالھٹ و دمست وتھانہ لسپواڑہ کی نواح میں چلے گئے ہین ان مقامات مین بلند پہاڑ یا ان
عمیق جھیلین کھائیان اور بڑے بڑے پرخار جنگل تھے یہان پر بندیلہ سرداروں نے رستہ
پر لڑنے کیواسطے مورچہ بندی کی تھی خود چتر سال نے چند کوس جیت پور کے جنوب مین نزدیک
سورج مئو کے مورچہ لگایا تھا +

محمد خان نے نقصان اپنے فوج کا جنگ مذکور مین شمار کیا تو پانچہزار آدمی مقتول و مجروح پائے (چار)
پائے اور فوج غنیم مین بارہ تیرہ ہزار آدمی تلف ہوے فوج اسلامیہ میں چودہ یا پندرہ ہزار
سوار رہگئے اور پانی اور چارے کی نہایت قلت تھی کسی راجہ یا فوجدار نے محمد خان کی مدد
نہین کی تھی +

بندیلوں کی افواج امدادی مین (یعنے چالیس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے) فوجین راجہ
ماندو گھلوار جیجے پور دکھانڈی راو نروازی و زمینداران مالوہ و تمام دکھال کنڈ دانہ وبلگ گدھ

دونون معلوم ہوتے تھے روایت سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ جگہ اچولی ہی جہان پر یہہ جنگ عظیم واقع ہوئی شاید اُسی اچونی سے غرض ہی جو باندہ سے گیارہ میل پر دریاے سبانی پر واقع ہی اگرچہ یہہ جگہ مقام جنگ سے قریب ہی مگر باقی حالات کی تصدیق یہان نہین ہوتی اور نہ اِس ضلع مین کچھہ مسلمانون کی لڑائی کا ذکر ہی +

حدیقۃ الاقالیم میں اِس نام کو (یعنے اچولی کو) اَچونی یا اَچَولی لکھا ہی اور یہہ بھی تحریر ہی کہ یہہ مقام پرگنہ مہوبا میں ہی تاریخ جنگ مسطورہ بالا کی ۲ شوال ۱۱۳۹ھ (یعنے ۱۲ مئی ۱۷۲۷ع) ہی +

دو گھنٹہ بعد طلوع آفتاب کے پہلا مورچہ جہان پر ہردی نراین اور ہندو سنگہ چندیلہ مع بیس ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادون سے موجود تھے مسلمانوں نے جو انتظام اور آہستگی سے آگے بڑھے تھے فتح کرلیا اِس موقع پر بہوریخان و دلاور خان و امام خان و غلام محمد خان و عبد الرسول خان و محمد زمان خان کام آئے نیز اکبر خان پسر نواب محمد خان کے بھی ایک کمر در گولی کی رگڑ لگ گئی سید ظفر حسینخان و الہ یار خان و منگل خان مجروح ہوئے بندیلے ایک اور قلعہ مین جہان جگت رائی دوسرا بیٹا راجہ کا پناہ گیر تھا مع پندرہ ہزار سواروں کے چلے گئے پھر معرکہ آرائی ہوئی اس میں احمد خان و ارادت خان و سردار خان و حسین خان مقتول ہوئے اور رحمت خان مع کچھہ سوارون کے مجروح ہوا +

آخر کار ہردے نراین و جگت نراین و موہن سنگہ پسران چتر سال مع ہندو سنگہ چندیلہ کے تیسرے قلعہ مین بھاگ گئے یہہ قلعہ نزدیک ایک گانون کے بیچ اردھار جو دشوار گذار

کے بلند تھے ایکبارگی مسلمانون کو معلوم ہوا کہ دو بندیلے سوارون نے برچھی ہاتھہ مین لیکر
باگ اُٹھائی جب یہہ لوگ قریب لشکر اسلامیہ کے پہونچے تو کچھہ مقابلہ کسی سے نکیا آدمیون
سے روکے جانے پر جواب دیا کہ ہم کچھہ تمہارے نواب سے کہا چاہتے ہین ❊
آخر کار نواب کے ہاتھی کے قریب پہونچکر ٹھہر گئے ایک نے آئین سے اپنی کمر سے ٹوا نکالکر
تنبا کو کھائی پھر برچھی کو ہاتھہ مین مضبوط پکڑ کر پکارا کہ بنگش ہوشیار ہو مین آپہونچا یہہ
کہکر اُسنے گھوڑے کو ایسا دبایا کہ اُسنے اپنے دونون اگلے پاؤن ہاتھی کی مستک پر
رکھدیئے بندیلے نے برچھا مارا مگر نواب نے اُس ضرب کو بچا کر ایسا تیر مارا کہ وہ گھوڑے
پر سے مرکر گر پڑا اُسکے گھوڑی کو بھی ہاتھی نے مار ڈالا دوسرے بندیلے نے بھی پہلے
کی نقل کی مگر اُسی طرح بر نشانہ تیر قضا ہوا نواب نے منگل خان بسنگری سے کہا کہ یہہ
بندیلے کیسے بہادر تھے بھورے خان چیلہ چند بہادر پٹھانون کا سر گروہ ہو کر فوج اعدا
مین بارادہ قتل چھتر سال گھس گیا بھورے خان کام آیا اور نواب کے بیٹے اکبر خان کے ایک
گولی کا زخم لگا بھورے خان کی وفات پر نواب نے اشک حسرت بہائے اور عرصہ تک
بعد لڑائی کے نارنجی رنگ کا لباس زیب تن کیا جو علامت رنج و ماتم کی ہی اور کہتا تھا
کہ بھورے خان جو کچھہ مجھہ سے کہتا تھا وہ صحیح نکلا کہ مین تم سے پیشتر مر جاؤنگا غروب آفتاب
سے دو گھنٹہ قبل ہاتھی محمد خان اور راجہ چھتر سال کے مقابل ہوئے چھتر سال لوہی کی
عماری مین بیٹھا ہوا آخر حملہ کے لئے اپنی فوج کو ہمت دے رہا تھا نواب محمد خان نے فولادی
سانگ اُس عماری پر ایسے زور سے ماری کہ اُسکو توڑ کر ہاتھی پر ضرب پڑی چھتر سال کو بھی

کے معہ تمام گور اور پرہار لوگون کی جو گرد نواح ملک مین رہتے تھے شامل تھین +

ایک زبانی روایت سے اس لڑائی کا حال زیادہ عجیب طور پر ظاہر ہوتا ہی ایک روز قبل لڑائی

کے محمد خان نے نوے ہزار روپیہ اپنے لشکر مین تقسیم کیا نقیب نے خبر دی کہ کل کا دن اخیر

لڑائی کا مقرر ہوا ہی ہر ایک شخص مسلح آدھی رات سے طیار رہے دوسری طرف چھترسال نے

طیاریان کی تھیں چھترسال کے پاس اُسیوقت ایک لاکھ پیادے اور ستر ہزار سوار تھے علاوہ

ازین چند دیگر راجگان بھی اُسی کے شریک تھے صبح کی نماز کے وقت سے لڑائی شروع ہوئے

ایک طرف سے محمد خان دوسری طرف سے چھترسال ہاتھیون پر آہستگی کے ساتھ ایک دوسرے

کی طرف آگے بڑھا دونون طرف سے کچھ سپاہی نکلکر لڑنے لگے خلیفہ کہا کرتا تھا کہ ایکمرتبہ

کل تیر میرے ترکش کے خرچ ہو گئے اور اسقدر تیر چارون طرف سے پڑے ہوئے تھے کہ مین نے

زین کو پکڑ کر جھک کر ایک مٹھی مین اٹھارہ تیر اٹھالئے قریب دوپہر نواب کا ہاتھی منگل خان

مسبنگری کے ہاتھی سے لڑکر کچھہ دور تک اُسکا تعاقب کرتا چلا گیا چھترسال کی فوج نے

خیال کیا کہ محمد خان بھاگتا ہی بندیلوں نے ایک دل ہو کر چلا کر کہا کہ بنگش بھاگے یہہ شور

سُنکر محمد خان نے اپنا مُنہہ پیچھے ہودی کی طرف پھیر کر بآواز بلند کہا کہ بہادر وہی وقت

بہادری کا ہی اور فیلبان سے پوچھا کہ یہہ کیسی لڑائی ہوتی ہی ایسی بات تو کبھی نہین واقع ہوئی

تھی مہاوت نے جواب دیا کہ چھترسال کے ہاتھی سے لڑانے کے لئے مین نے اپنا ہاتھی بھی

بڑھایا ہی تب ہاتھی محمد خان کا بمقابلہ دشمنان پھیرا گیا +

محمد خان سر سے پانون تک لوہے مین غرق ہودے مین کھڑا ہوا تھا جس کے کنارے تیر نفنگ

(مطابق ۹ جون ۱۷۶۲ء) محمد خان اپنی فوج کے آگے ہو کر بڑھا پیشتر اُن لوگوں کے پہونچنے کے جو وقت کہ یہہ کوس بھر کے فاصلہ پر تھے دشمنوں نے مہوبا اور دیگر اطراف مین فرار کیا جنہوں نے بھاگنے مین درنگ کی مقتول ہوئے قلعات باری گدّہ مسکن خانجہان خواہر زادہ چنر سال کا اور لاہوری جھوم دستہ ہاے فوج نے جو بھیجی گئی تھی لے لئے فوج اسلامیہ مہوبا سے ایک کوس کے فاصلے پر خیمہ زن ہوئے مگر فوج غنیم سلہٹ کی پہاڑیون مین روپوش ہو گئی افواج طرفین کے درمیان فاصلہ دو کوس کا تھا پھر بوجہہ کثرت بارش کے محمد خان کے فوج کو آگے بڑھنے مین دیر ہوئی کیونکہ وہان کی زمین پر قدم رکھنا دشوار تھا +

یہان پر معلوم ہوتا ہی کہ پانچ یا چھہ مہینہ کا وقفہ لگا اور فوج آگے نہ بڑھ سکی - ۱۰ ربیع الثانی سنہ ۱۱۷۶ھ کو مطابق ۱۲ نومبر ۱۷۶۲ء فوج اسلامیہ سلہٹ کے قریب پہونچی اُسی دن ہردی شاہ جگت رائے کی مدد پر آپہونچا دشمنون نے جو دمس وغیرہ پہاڑیون پر بنائے تھے وہانسے دہ بندوقون کی باڑھ سر کرنے لگے اور تیر مارتے رہے دن بھر یہی ہوتا رہا اور عدو کی جانب ایک سو آدمی مقتول اور بہت سے مجروح ہوئے تھوڑے سے مسلمان بھی تلف ہوئے غروب آفتاب پر فوج غنیم کے پاؤں اُٹھ گئے جن میں سے جماعت کثیر توپوں کی باڑھ سے ضائع ہو گئی نصف جنگل اور پہاڑی پر قبضہ ہو گیا تب مسلمانوں نے جنگل کے کاٹنے اور راستہ کی طیار کرنے میں جہد بلیغ کی +

اب اور دیر چار مہینے کی لگی محمد خان کی شکایت یہہ تھی کہ دشمن تمام ملک مین مانند مور و ملخ کے پھیلے ہوئے ہین بغیر فوج کثیر کے یہان کچھ نہیں ہو سکتا ہی صرف اُسیقدر

بھی غش آگیا چتر سال کے ہاتھی پر جو لوگ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اُنہوں نے مہاوت سے کہا کہ ہاتھی بڑھاؤ اب کل لڑائی ہوگی ہاتھی بھی کئی میل تک بھاگا چلا گیا فوج چتر سال کی لوٹی اور آنی راؤ جو چتر سال کے بھانجون مین تھا کام آیا مسلمان لوگ اِدھر اُدھر مفرور بندیلوں کو مارتے پھرتے تھے بہت رات گئے چتر سال کو ہوش آیا تو پوچھنے لگا کہ کون جیتا اُسکے مصاحبین نے جواب دیا کہ فتحیاب کوئی نہین ہوا جسوقت ہم نے آپ کو بیخودی کے عالم مین دیکھا تب ہم بفاصلہ آٹھہ یا دس میل لوٹ آئے کل علی الصباح پھر لڑینگے چتر سال یہہ بات سُنکر اپنے بھائیوں بھتیجون پر غایت درجہ ناخوش ہوا اور کہنے لگا کہ میں محمد خان کے سامنے سے کبھی پیچھے قدم نہ رکھونگا تم مجھکو کیون یہاں لے آئے یا تو میں اُسکے مقابلہ کے واسطے لوٹ جاؤنگا ورنہ اپنے تئین ہلاک کرونگا اِن باتون پر چتر سال کے کسی نے کچھہ لحاظ نہ کیا +

بوجہہ خوف واپسی بندیلوں کے محمد خان کی تمام سپاہ میدان جنگ مین تمام شب مسلح رہی ایک فرد بشر نے بھی روٹی پانی کے لئے چھٹی نہ لی اُسمقام پر ایکدرخت بیر کا تھا جسمین تھوڑے سے کچے پھل لگے ہوئے تھے یہہ پھل تھوڑے سے لوگون نے کھائے اور نواب کے فیلبان نے ہاتھی کو درخت کے پاس لاکر تھوڑے سے بیر توڑے اور نواب کو بھی دئے +

بتاریخ ۲۰ شوال سنہ ۱۱۳۹ھ مطابق ۲۰ جون سنہ ۱۷۲۷ء ستائیس دن بعد پہلی لڑائی کے فوج شاہی نے دشمنون کے مورچہ کیطرف کوچ کیا پھر قبل از طلوع آفتاب بتاریخ یکم ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۹ھ

نے بہ ماتحتی اکبر خان ولد نواب کے سپاہ اعدا کو جلد باہر نکالدیا محمد خان بذات خاص اُسکی کمک
پر وہان آپہونچا سیکڑون سر دشمنون کے کٹکر حاضر کئے گئے اور بہت گھوڑے و اونٹ بار برداری
کے مال و اسباب سے لدے ہوئے فوج اسلامیہ کی لوٹ مین آئے مسلمانون نے کل
پہاڑ کے مقابل ڈیرے ڈالے اہتمام سے جیت پور دست راست پر اور کچھہ حصہ مند حاری بھی
اُسی طرف تھا پہاڑیان سلہٹ کی جنپر دشمن تھے دست چپ پر واقع تھیں جب محمد خان کی
فوج جنگل صاف کرتی جاتی تھی تب لڑائیان بندیلوں سے ہوا کرتی تھیں +

اب فوج عدو پہاڑیون پر اچھیتر کے جو بفاصلہ تین کوس جیت پور سے ہی اور سورج مئو
مین جو اسقدر فاصلہ پر مقام مذکور سے ہی جمع ہوئی مسلمانون کا کمپو پہاڑیوں پر جیت پور کے
اُسطرف چلا گیا اور پھر خاص جیت پور کا محاصرہ بجستی تمام کیا گیا بندیلون کو جانب مغرب مقام
اچھیتر تک بھگا دینے مین عرصہ بیس مہینے کا لگا یعنی مہینے ١٢ جمادی الثانی سنہ ١١٣٩ھ سے
(مطابق ٢٢ جنوری سنہ ١٧٢٧ع) جو تاریخ جمنا کے عبور کرنے کی ہی لغایت ماہ صفر سنہ ١١٤٠ھ (مطابق
ماہ اگست سنہ ١٧٢٧ع) ہوتے ہین موسم بارش مین (جولائی سے اکتوبر تک سنہ ١٧٢٧ع مین) کارروائی
محاصرہ مین درنگ کے ساتھہ ہوئی بوجہہ زیادتی نمی کے سُرنگ بعد کھودے جانے کے فوراً
مٹی سے بھر جاتی تھی قلعہ جیت پور کی ایک جانب بہت عمیق جھیل تھی جسکا پاٹ کوس بھر کا اور
لنبائی کئی کوس کی تھی یہہ قلعہ ایک پہاڑی پر بنایا گیا تھا اور دشمن اُسپر توپ و رہکلہ لیکر
چڑھگئے تھے چار مہینے یا کچھہ زیادہ عرصہ کے بعد یہہ مقام ہاتھہ لگا جسوقت یہہ مقام لیا گیا اُسوقت
بندیلون کے خلاف اِس چڑھائی کو عرصہ جو ٢٢ مہینے سے زیادہ گذر چکا تھا (یعنے جمادی الثانی

فوج ہی جسکو دو لاکھہ روپیہ ماہواری کفایت کرے باقی اور فوج لبر گردگی قایم خان محاصرہ ترھوان مین مصروف ہی ۶ رمضان سنہ ۱۲۴۴ھ کو (مطابق ۵ - اپریل سنہ ۱۸۲۹ء) فوج محمد خان کی اپنے لشکر گاہ مین درمیان سلہٹ وگل پہاڑ کے پہنچی ۲۰ رمضان (یعنے ۱۹ اپریل سنہ ۱۸۲۹ء) کو حملہ کیا گیا گل پہاڑ سے ایک کوس کے فاصلے پر کثرت سے بلند پہاڑیاں ہین جنپر بڑے پر خار جنگل ہین اِسی موقع پر بندیلون نے سات مورچے اور اُن کے مقابل بہت مضبوط دو دُھس بنائے تھے گرد اُس پہاڑی کے فصیلین اور کھائیان طیار کردی تھین چوٹی پر پہاڑیون کے بہترین حصہ فوج متعین تھا جنھون نے مسلمانون کو دیکھتے ہی اُنپر باڑھ مارنا شروع کی پہلے دیوارین گولون سے توڑکر حملہ کیا گیا بعدہ جب غنیم دوسرے دُھس مین بھاگ گئے تو پھر لڑائی ہوئی غرضکہ رفتہ رفتہ پہاڑی اور گل مورچے بندیلون کے خس وخاشاک دشمنان سے صاف کردئے گئے دوسرے دن قریب نصف شب کے ہردے نراین وجگت رائے وموہن سنگہ نے شبخون مارا مگر باوجود تین متفرق حملون کے کچھہ نتیجہ نہ پایا ✣

۲۱ رمضان سنہ ۱۲۴۴ھ (مطابق ۲۰ اپریل سنہ ۱۸۲۹ء) محمد خان بمقام مُندھاری کو روانہ ہوا جہان ایک قلعہ سنگین ایک پہاڑی پر جو وسیع جنگل سے محیط تھی بنا ہوا تھا باوصف گولہ بارانی اہل قلعہ کے محمد خان کی فوج نے چڑھکر قلعہ پر قبضہ کرلیا پھر فوج وہان ڈیرے ڈالکر آگے بڑھنے کے لئے طیار ہوئی سرداران سپاہ اعدا نے اپنی فوج پیادہ کو اُس جنگل مین جسکا عرض وطول کوسونکا تھا لاکر درختون کی پناہ سے تیر مارنا شروع کئے اور بارہ بنادق کی بھرکی بلمانیان

تعمیل احکام مسطورہ صدر کے بذریعہ امداد افواج بہدوریا کی گئی +

یہہ بات ملاحظہ ناظرین مین آچکی ہی کہ ترھوان پہلے قایم خان کی موجودگی میں جمادی الاول سنہ ۱۱۴۰ھ (مطابق دسمبر ۱۷۲۷ء) لے لیا گیا تھا پھر قایم خان بندیل کھنڈ کی مشرق کی پہاڑیوں کو دشمنون سے صاف کر کے سید عارف علیخان کو وہان چھوڑ کر اپنے باپ سے ملگیا تھا اور سدو زمیندار کو عارفعلیخان کی مدد پر کو دیدیا تھا اتنے مین خبر پہنچی کہ زمیندار برگڈھ و ہندو سنگہ باغواے پسران چہتر سال معہ پانچہزار سوار و دس ہزار پیادوں کے باغی ہو گئے قایم خان پانچہزار سوار و پانچ ہزار پیادون سے واپس بھیجا گیا جسوقت قایم خان ترہوان سے بارہ کوس پر تھا تب اُس کے جاسوسون نے خبر دی کہ غنیم نے حال مین پہلاؤ دھس قلعہ کا پھر لیلیا + یکم ربیع الاول سنہ ۱۱۴۱ھ (مطابق ۲۴ دسمبر ۱۷۲۸ء) سنہ جلوس مین جب محمد خان اجھیتر کے پہاڑیون بندیلون کا پیچھا کر رہا تھا اور محاصرہ جیت پور میں مصروف تھا اُسوقت قایم خان نے دوسری مرتبہ ترہوان پر حملہ کیا اِس مرتبہ بیرونی قلعہ صرف قبضہ مین آیا ایک مہینے سے کچھ زیادہ عرصہ کے بعد یعنے ۹ ربیع الثانی سنہ ۱۱۴۱ھ کو (مطابق یکم نومبر ۱۷۲۸ء) سنہ ۱۱ جلوس میں آخر حملہ کیا گیا ایک سُرنگ بھی ایک برج کے اندر لگا کر باروت سے بھر دی گئی تھی سرنگ کے اُڑتے ہی حملہ ہوا چھہ سو آدمی حملہ آورون مین سے اور اِس سے بھی زیادہ محصورین مین سے راہی ملک بقا ہوئے باقی ماندہ ترہٹ کی طرف فرار کر گئے فوج اسلامیہ نے اُنکا تعاقب کیا مظفر و منصور ہو کر قلعہ ترہوان مین دخل کر لیا قایم خان برابر فتحیاب ہوتا گیا اور میدان جنگ مین پانچ چھہ مرتبہ ہزیمت فوج اعدا کو دیکر اُسکو برگدہ مین

سنہ ۱۱۳۹ھ سے لغایت جمادی الاول سنہ ۱۱۴۲ھ مطابق ۲۶ جنوری سنہ ۱۷۲۷ء سے لغایت ۲۹ دسمبر سنہ ۱۷۲۹ء اسعرصہ مین محمد خان دربار کے طریق بدسلوکی کا نہایت شاکی تھا اُسکا قول ہی کہ مین نے شب و روز لڑکر سات آٹھہ آدمیون کا کام انجام دیا مگر کچھہ عزت و توقیر میری لڑکون اور رشتہ دارون کی نہ ہوئی اور نہ مقتولان جنگ کے لڑکے بالون کی پنشن مقرر ہوئی بالعوض انعام دینے کے جاگیرین میری ضبط کر لی گئین محمد خان کو اب بتایا گیا کہ پرگنہ شاہ پور تمکو ایک فصل کیواسطے عنایت کیا گیا تھا مگر درحقیقت بات یہہ تھی کہ پرگنہ مذکور بالعوض اداے دو لاکھہ دام کے محمد خان کو دیا گیا تھا اجیت سنگہ والی مارہواڑ کے معاملات مین تو لاکھون روپیہ دیئے گئے تھے مگر محمد خان تو ایک پرگنہ کی واپسی چاہتا تھا +

چھہ مہینے سے دشمنون نے پرگنہ بنواڑی مین مفسدہ برپا کر رکھا تھا درک سنگہ نامی چتر سال کے ایک رفیق نے دو ہزار سوار و پانچ ہزار پیادون سے قلعہ سہنڈی مین جگہ پکڑی تھی یہہ قلعہ کنارے پر ایک دریا کے تھا جسکا عبور نہایت درجہ دشوار تھا محمد بشارت خان حاکم راٹھہ کو حکم دیا گیا کہ درک سنگہ کی سرکوبی کر کے اُس کے قلعہ کو لے لیوے اِس شخص مین سرگرمی اور جرات بہت کم پائی گئی کیونکہ اِسنے عرصہ تک ضلع اوئی مین بحیلہ تالیف قلوب سپاہ قیام کیا پھر جلال پور مین درنگ کی جب بہت تیز احکام بدین مضمون پہونچے کہ اوئی راو رامچند کے حوالہ کردو تب بشارت محمد خان نے پرگنہ راٹھہ کو دشمنون سے صاف کیا نیز سردار خان معہ کنور پنچم سنگہ کے اِس غرض سے بھیجا گیا تھا کہ راو رامچند کی فوج کو قلعجات و تھانہ جات واقعہ ملک راجہ پرتمی سنگہ کے محاصرہ سے ہٹا دے

کردین عرصہ دراز تک کوئی معاملہ بندیلون کے ساتھہ طی نہ ہوا جب محمد خان نے درخواست
کی کہ ہماری جاگیرین ہمکو واپس کردو جو تم نے لے لین ہین تب اُنہوں نے جواب دیا کہ
ہمارے پاس سواے ہماری فوج کے اور کچھہ نہین ہی آخر کار وہ لوگ حکومت سلطانی کے
مطیع ہوئے ۔ اور قسمین جو ہندؤن مین پاک سمجھی جاتی ہین کھائین کہ اب کبھی دایرہ اطاعت
سے قدم باہر نہ رکھینگے بلکہ اسبات پر راضی ہوے کہ ہم سے کل مقامات منضبطہ واپس
لے لئے جاوین اور ہمارے ملک مین سلطانی تھانے وچوکیان بٹھادی جاوین +
دہلی سے کچھہ جواب نہ مرحمت ہوا اور عرصہ تین مہینے کا گذر گیا اس وقفہ کو بندیلوں
نے فور عظیم جانکر قاصدون کو پیغام دیکر برہان الملک کے پاس روانہ کیا برہان الملک نے
اُن کی خاطر و تواضع کی دربار سے خانگی خطوط بنام چہترسال آئے جس میں اغوا تھا
کہ کارروائی مخالفانہ پھر شروع کردو بندیلے اب تک یہہ سمجھتے تھے کہ محمد خانکے طرفدار
دربار میں بہت ہیں مگر ان خطوط سے ایکبارگی جرات پاکر اُنہوں نے مقابلہ پر کمر ہمت چست
باندھی جب اسطرح پر تین مہینے گذرے تو ہار ہولی کا آپہونچا چہترسال کو اسکے بیٹے مالکی
مین محمد خان کے پاس لائے اور بیانکیا کہ بوجہہ پیرانہ سالی و کمزوری و قید کے ہمارا باپ
سخت علیل ہی اگر یہہ لشکر مین مرگیا تو لوگ یہی کہینگے کہ کسی نے اسکو مار ڈالا غرضکہ ان
حیلون سے اُنہوں نے اجازت لیکر بوڑھے راجہ کو سورج مؤ بفاصلہ تین کوس لشکر اسلام
سے پہنچا دیا مسلمان اُسوقت پہاڑیون پر کچھہ فاصلہ پر جیت پور کے جنوب مین پڑے ہوئے
تھے جگت راے اور اُسکے بھائیوں کو اجازت ملی کہ ہولی کا تیوہار رچامین (فروری ۔ مارچ ۱۷۲۹ع)

ایسا دبایا کہ وے لوگ مطیع فرمان بخوشی ہوگئے اِن کارروائیون مین ضرور کئی مہینے کا عرصہ لگا ہوگا کیونکہ قایم خان کو حکم تھا کہ اپنے باپ سی فوراً ملجاوے اور قایم خان ابھی تک نہ ملسکا تھا یہانتک کہ مرہٹون نے (۲۱ مارچ ۱۷۲۸ء) کو خروج کیا تاکہ محمد خان سلسلہ فتح و نصرت میں خلل انداز ہو کہ شکست پر شکست دیویں +

جب جیت پور محاصرہ میں تھا محمد خان نے پہاڑیون کی طرف بڑھکر متواتر لڑائیان افواج چھتر سال و ہردے نراین و جگت رای سے لڑین آخرکار ہردی شاہ و جگت راے و موہن سنگہ و لچھمن سنگہ اور اور بیٹے و پوتے معہ قبائل کے حاضر ہوئے اور کچھہ عرصہ کے بعد چھتر سال نے بذات خود دس ہزار سوار و پندرہ ہزار پیادونسے بڑھکر اپنی رانی اور پوتون کو حاضر کیا تین یا چار مہینے تک (یعنے دسمبر ۱۷۲۸ء سے لغایت جنوری و فروری ۱۷۲۹ء) بندیلون نے نواب محمد خان کی رپورٹ کی جواب کا انتظار کیا یہہ رپورٹ محمد خان نے بادشاہ کو بھیجی تھی جسمین تحریر تھا کہ اگر اجازت ہو تو مین اسیران جنگ کو لیکر دربار میں حاضر ہوؤں +

باوجود جواب نہ آنے کے پیغام صلح جانبین سے جاری رہے علی الخصوص دیوان ہردی شاہ محمد خان سے بہت اُنسیت رکھتا تھا اکثر اوقات محمد خان و ہردے شاہ سیر کرنے اور شکار کھیلنے جایا کرتے تھے اور باہم گفتگو کرتے تھے کہ کہین چلکر ملک گیری کرین صرف سواری کی غایت درجہ ضرورت تھی اِسلئے محمد خان نے قایم خان سے درخواست کی تھی کہ یاقوت خان کو روپیہ اخراجات کے لئے اور سواری واسطے پندرہ ہزار سوارون کے دیکر روانہ کردو قایم خان اور اُس کی فوج کے آدمیون نے سواریان دستیاب کر کے روانہ

سیسہ اور ایکہزار من باروت اور دو بڑی توپین اور پچاس رہکلے بھیجنے کے لئی درخواست کی تھی
فوج مرہٹہ زیر حکم باجی راؤ دیوان راجہ ساہو و پیلیا جادون و دیگر سرداران کے بھی
جو کلہم بارہ سردار تھے بوقت روانگی سرداران مذکور کے فوج کی کچھہ تعداد نہیں معلوم ہو سکی
تھی مگر راستہ مین جماعت کثیر زمینداران شریر و مفسدہ انگیز کی بارادہ غارتگری و بربادی
علاقہ سلطانی کے اُنسے ملگئی تھی اِن لوگون کے ملجانے پر فوج مرہٹون مین ستر ہزار آدمی
ماسواے اِسقدر تعداد بندیلون کے ہو گئے بروز چہارشنبہ بتاریخ ۲۲ شعبان سنہ ۱۱۴۱ ہجری
(مطابق ۱۲ مارچ سنہ ۱۷۲۹ع) سنہ گیارہ جلوسی مین مرہٹون نے ایکدستہ فوج اچھتر کی
پہاڑیون پر بھیجا جسنے محمد خان کے خیمون سے بفاصلہ ایک کوس پہنچکر اُس موقع کی گرد اوری
کی یہہ لوگ لشکریون کے چوپاؤن پر گر پڑے مگر مسلمانون نے اُنکو ہٹا دیا اور تین آدمیون
کے سر کاٹ کر اور کچھہ گھوڑے لے آئے دوسرے روز قبل از طلوع آفتاب مرہٹون نے
دہنے بائین جانب سے فوج اسلامیہ کے پیچھے کے حصّہ کی طرف بڑھکر اونٹون اور دیگر
جانوران باربرداری کو جو گھاس کیواسطے گئے تھے روک رکھا تب مسلمانون کی طرفسے واسطے
رہائی جانوران کے کچھہ فوج بھیجی گئی اور دوپہر تک میدان کارزار گرم رہا ۲۴ شعبان کو
(مطابق ۱۴ مارچ سنہ ۱۷۲۹ع) پھر وہی جنگی کارروائی دشمنون کی طرف سے عمل مین آئی مگر پھر
ہزیمت ہوئی اور بیس سر دشمنون کے کٹکر حاضر کیئے گئے ۲۵ شعبان (مطابق ۱۵ مارچ سنہ ۱۷۲۹ع)
محمد خان نے حملہ کیا اور تمام دن دشمن پہاڑیون مین چھپے رہے قریب غروب آفتاب مرہٹے
یکایک نکلکر حملہ آور ہوئے مگر پسپا کر دیئے گئے اور پانچ آدمی و چار گھوڑے اُنکے مارے گئے

چونکہ محمد خان کے رفیقون کو ہر طرح سے امید تھی کہ یہہ چڑھائی جلد ختم ہو جائیگی اسوجہ سے
اپنے اپنے گھر واپس گئے تھے بہت سپاہی رضا پر گئے ہوئے تھے یا الہ آباد کو لوٹ آئے
تھے اور کچھہ جا بجا تھانون مین جو محمد خان نے بیٹھائے تھے متعین تھے کلھم قریب چار ہزار
سوارون کے محمد خان کے پاس موجود تھے اتنے مین افواہ ہوئی کہ مرہٹے جنھوں نے
گردھر بہادر نظام مالوہ کو شکست دیکر قتل کیا تھا بندیلون نے طلب کئے ہین مگر محمد خان
نے بندیلون کے عہد و پیمان کو معتبر سمجھہ کر ان اخبار کو بالکل جھوٹ خیال کیا اسی وجہہ
سے اُسنے نہ ضروری اشیا نہ رسد کا کچھہ اہتمام کیا تھا جب مرہٹے محمد خان کے لشکرگاہ
سے گیارہ کوس کے فاصلے کے اندر پہنچے تب محمد خان کو یقین کلی اُنکی آمد کا ہوا محمد خان نے
محنت شاقہ کرکے نو یا دس ہزار سوار اور اُسیقدر پیادے جمع کرکے اپنے لشکرگاہ کے گرد
ایک کھائی بنانے کی طیاری کی دیوان ہردے شاہ فرزند اکبر و ولیعہد چھتر سال وفاداری
پر کمر ہمت چست باندھکر اس حملہ مین بذات خاص شریک ہوا لیکن باقی سب مرہٹون سے متفق
ہوگئے محمد خان کا رفیق صرف راجہ جی سنگہ والی مو دہا تھا لیکن وہ بھی دل شکستہ تھا
کیونکہ اُسنے ایکہزار آدمی مین سے جو اُس کے زیر حکم تھے بہت سے موقوف کردئے تھے
اور اپنے پاس سو سوار اور سو پیادوں سے زیادہ نرکھے تھے کنور لچھمن سنگہ برادر راجہ اُچھا
کچھہ روز تک پانچ سو آدمیون سے شامل رہا مگر جلد وہ بھی کسی حیلہ سے دستبردار ہوگیا
محمد خان کو بوجہہ عدم موجودگی روپیہ کے سخت تکلیف تھی کیونکہ مالگذاری جیکلہ کوڑا کی وصول
نہوئی تھی نیز باروت و دیگر اشیا کی بھی ضرورت تھی محمد خان نے بادشاہ سے ایکہزار من

سمجھکر جیت کو راہی ہوے نواب کے پاس ایکہزار آدمی سے زیادہ نرہی بندیلون نے فوج
کے لوٹ جانے کا حال سنکر اجھیتر کی پہاڑیون سے خروج کیا محمد خان اُنکے مقابلہ کیواسطے
سوار ہوکر آگے بڑھا اور ایک فرد لشکر کو بھی پیچھے لشکر گاہ مین نچھوڑا شام سے غروب آفتاب
کے دو گھنٹہ کے بعد تک برچھی و تلوار و تیر و بندوق کی لڑائی ہوتی رہی آخر کار غنیم اجھیتر
کی پہاڑیون کی طرف سے پسپا کر دیے گئے محمد خان تین گھنٹہ اپنی جگہ پر قایم رہا اور اُس کے
سردار مفرورین کے جمع کرنے کے لیے روانہ ہوئے پیشتر پہونچنے سرداران مذکور کے مقام
جیت پور مین آدمی محمد خان کی کُل اطراف و جوانب مین منتشر ہو گئے تھے اُس کے ساتھیون
نے صلاح دی کہ لوٹ چلنا بہتر ہے اب تک محمد خان ثابت قدم رہا اور اُسنے ارادہ مصمم کیا
تھا کہ اپنے سپاہانہ نام کو قایم رکھے مگر سب کچھ عزتین اُسکو حاصل ہو چکی تھین اب اُس نے
چاہا کہ فوج مفرور کے جمع کرنیکے واسطے کوچ کرے محمد خان چاہتا تھا کہ موت سے اپنے نجات
پاوے مگر چونکہ پیمانۂ حیات مستعار ہنوز لبریز نہ ہوا تھا محمد خان آدمی رات تک ایسا لڑا کہ
کوئی کافر اُس کے چپ و راست نظر نہیں آتا تھا جیت پور پہنچکر محمد خان نے مورچون کا
استحکام کیا مگر سامان رسد کچھ بھی موجود نہ تھا نہ منگوانے کا وقت تھا مرہٹے قایم خان کو شکست
دیکر جلد لوٹے اور قصبۂ جیت پور اور اس کے قلعہ کو بھی جس مین محمد خان نے مع اپنی فوج کے
پناہ گیر ہو کر پھاٹک بند کر لئے تھے محاصرہ مین کر لیا طرفین سے گولہ باری شروع ہوئی
اکبر خان ولد نواب نے جو طاقت مین شہرۂ آفاق تھا بڑے بھاری پتھر فصیل قلعہ پر سے نیچے
ڈھلکا کر بہت سے مرہٹے کچلڈالے جب محاصرہ گیرون نے جانے مذکور کو حملہ سے لینا دشوار

پھر رات گئے جسوقت خوب تاریکی چھائی ہوئی تھی بازوی براہت پر لڑائی ہونے لگی اور ایسی آگ برستی تھی جیسے پتے درختون سے گرتے ہین چار سپاہی فوج اعدا کے کام آئے اور کچھہ گھوڑے اور اونٹ گرفتار کر لئے گئے اسوقت یہہ خبر دی گئی کہ باجی راؤ نے اپنے بھائی کو جوان دنون گوٹا و بوندی کی جوانب کو لوٹ مار کر رہا تھا طلب کیا ہی ٭

مرہٹون نے بتدریج مسلمانون کو چارون طرفسے گھیر لیا اور پیچھے فوج کے ناکے قایم کر کے وہانسے بڑی ہوشیاری کے ساتھہ اُنکے نگران رہے ہر طرف سے اُنکے رستہ بند کر دیئے نرخ غلہ گران ہوگیا منڈوا جوار ذی قسم کا اناج ہی بیس روپیہ کا سیر بھر ملتا تھا اور دوسرے قسم کا اناج بالکل دستیاب نہین ہوسکتا تھا فوج اسلامیہ مین سب امیر و غریب (۱۵ مارچ سے لغایت ۱۵ امئی ۱۷۲۹ء) تکالیف سخت گوارا کر کے گھوڑے و اونٹ و گائے کے گوشت پر بسر کرتے رہے کسیوقت دن و رات مین اُنکو آرام نہین ملتا تھا دن بھر مین اُنکو پانچ یا چھہ مرتبہ مقابلہ کرنا پڑتا تھا جسطرح پر ستارے طلوع آفتاب کے پیشتر نہان ہوجاتے ہیں اُسی طرحپر ہر روز دشمن کھائیون اور جوف مین پہاڑیون کے بھاگ جاتے تھے محمد خان کے پاس اسقدر فوج بھی نہتھی کہ کسیقدر سپاہ کو خیمون کی محافظت کے لئے چھوڑ کر باقی آدمیونسے دشمنون کی جائے پناہ پر حملہ آور ہووے یا یہہ کہ دشمنونکے بھاگنے پر اُنکا تعاقب کرے ٭

جب مرہٹون نے سُنا کہ قایم خان بیٹا نواب کا مقام سوپا میں چھہ کوس جیت پور کے دوسرطرف معہ سامان رسد و سپاہ امدادی کے آپہونچا تو اُس کے مقابلہ کے واسطے ادھر چلے محمد خان کی فوج چونکہ بوجہہ گرانی غلہ و عدم وصول تنخواہ کے عاجز آگئی تھی اِس موقع کو غنیمت

سرکاری توپ واپس کردو اور جاگیردن مین دست اندازی کرنے سے باز رہو ایک اور بھی
وعدہ تھا جسکا ایفا نہ ہوا تھا وہ یہہ تھا کہ جگت رای کے گماشتے آٹھہ لاکھہ روپیہ مالگذاری
سینڈا کی ادا کرینگے محمد خان ہردے ساہ کو یاد دلاتا ہی کہ وہ جاگیرین پچاس یا ساٹھہ لاکھہ
روپیہ سالانہ آمدنی کی ہین مین کبھی اپنے دعوے نہ بھولونگا وہ عہد صرف مصلحت وقت
دیکھکر کیا گیا تھا اب مین بعد خدا اپنے حق کا دعوی کرونگا جو اگر اپنے تئین تم دوست بناتے
ہو وہ جاگیرین اوروں کی دست برد مین جانے دوگے تو اسبات کے جواب دہ ہوگے
اُسی خط مین محمد خان لکھتا ہی کہ مین خوش ہون کہ تم نے پرگنہ جات اوکی وکھار درام دیر
وکونچ وغیرہ چھتر سنگہہ سے لے لئے ہین اور مجھے امید ہی کہ تم کالپی وجلال پور وسینڈا اد
موندھا کو بھی لے لوگے یہہ کل احکام بطور دہمکی کے سمجھے گئے جنکی تعمیل کبھی ممکن نہ تھی
محمد خان کو اب حکم ہوا کہ صرف پانچسو آدمی لیکر قایم خان کو باقی ماندہ فوج کا افسر کرکے
دربار مین حاضر ہو محمد خان نے جواب لکھا کہ مین گھر کو جاتے ہوئے جلال پور تک آپہونچا
ہون مگر میری فوج نے آمادہ فساد ہوکر مجھے روک رکھا ہی کیونکہ ایک کرور روپیہ سے زیادہ
اُنکو واجب الادا ہی جب لڑائی ہوتی تھی تب فوج کو سوائے جنگ وجدل ومقابلہ کے کچھہ
دوسری فکر نہ تھی مگر جب سے کہ بکیاو مالتہ میں آنا ہوا ہی اور قایم خان شریک ہوا ہی اُسی
دنسے فوج نے تنخواہ و خوراک کے تقاضے مین بہت زیادتی کی ہی یہہ لوگ صبح وشام
اور دن رات تقاضا کیا کرتے ہین یہانتک کہ مجھہ کو کھانا و سونا حرام ہوگیا ہی حقیقت مین محمد خان
کی عقل پریشان تھی اور اس زندگی سے اُسکو موت بہتر معلوم ہوتی تھی محمد خان نے بادشاہ

سمجھا تو آمادہ ہوئے کہ محصوران قلعہ کو بھوکوں مار ڈالیں محاصرہ جیت پور کئی مہینے تک رہا
یہانتک کہ غلہ کھانیکے واسطے بالکل نرہا تب سپاہیوں نے گھوڑے و بیل ذبح کرنا شروع کئے آٹا
سو روپیہ سیر بھی نہین دستیاب ہوتا تھا بعض مرہٹے شب کو آٹا لاتے تھے جسمین نصف آرد
استخوان ملا ہوتا تھا قلعہ کے اندر کے لوگ رسّی کے ذریعہ سے روپیہ نیچے اُتار دیتے تھے اور
آٹا سو روپیہ سیر کے نرخ سے لیکر اُسے رسّی سے اوپر کھینچ لیتے تھے بہت سپاہی فاقہ کشی
کرکے مرگئے اور بہت سے نواب کو چھوڑ کر قلعہ سے بھاگ نکلے باجی راؤ نے گارد کو حکم
دے رکھا تھا کہ جو کوئی آدمی محمد خان کا ہتھیار حوالے کردے اُسی پر قانع رہو محمد خان کو
یہہ معلوم نتھا کہ میرا بیٹا میری مدد پر آتا ہی جب محمد خان جیت پور سے کئی کوچ نکل آیا تب قایم خان
اُسکو ملا اور اُسنے یہہ صلاح دی کہ لوٹ کر پھر لڑنا چاہئے مگر محمد خان نے عہد شکنی کرنے سے
انکار کیا مصنف سیر المتاخرین بھی باوصف اسکے کہ بڑا نا آشنا مزاج اور قایم خان کے
خلاف ہی ایسے وقت نازک پر قایم خان کی اس عمدہ کارروائی کی تعریف مجبورانہ کرتا ہی ٭
محاصرہ جیت پور تین مہینے اور دس روز تک رہا (یعنے نصف مئی سے آخر اگست ۱۷۲۹ء تک
مطابق ماہ شوال ۱۱۴۱ھ سے لغایت صفر ۱۱۴۲ھ) محاصرہ اُٹھنے پر محمد خان کا تعلق اُس حصہ
ملک سے نرہا اپنے حین حیات بادشاہ اور اُس کے نارضامند وزیر کو اپنے نقصانات و
دعوی جتاتا رہا حدود بندیل کھنڈ مین جو جاگیرین برائے نام اب بھی اُس کی قبض اُنپر
نہ اُسکا کچھہ اختیار رہا نہ اُنکی مالگذاری اُسکو وصول ہوئی اگرچہ صرف جب محمد خان
مالوہ مین تھا اُسنے اپنے جعلی دوست ہردے شاہ کو لکھا کہ موافق عہد نامہ مقام کرلیہ کے

بعض آدمیون نے بھوک کی وجہہ سے ہتیار دیکر چلا جانا پسند کیا صرف قریب ایکہزار یا بارہ سو آدمیون کے نواب کے ساتھہ رہگئے ✣
جسوقت مرہٹے محمد خان کو گھیرے پڑے تھے اُسوقت قایم خان بہت دور پر ترہوان کے قریب تھا حسب الحکم اپنے باپ کے قایم خان اُس کی مدد کو بڑھا جب مقام سوبا پر چند میل کے فاصلہ پر جیت پور سے پہونچا تو وہان مرہٹون سے مقابلہ ہوا چونکہ قایم خان کے پاس ہزار آدمی سے زیادہ نہ تھے اِسوجہہ سے شکست کھائی بہت آدمی کام آئے اور رسد وغیرہ بھی جو ہمراہ تھی سب برباد ہوگئی اب قلعہ والون کی امید جلد نجات پانے کی بالکل منقطع ہوگئی صرف محمد خان کا بادشاہ و دیگر اُمرا اور راجگان سے ایسے وقت نازک مین اپنی رہائی کیواسطے مدد چاہنا باقی رہگیا مگر یہہ کوشش بھی سودمند نہ ہوئی باوصف اِسکے کہ اطراف وجوانب مین مدد رسانی کے لئے استدعا کی مگر ایک فرد بشر بھی دستگیری پر آمادہ نہ ہوا جب ایسی مصیبت مین کوئی فکر کام نہ آئی تو محمد خان نے اپنے بیٹے قایم خان کو لکھا کہ سعادت خان برہان الملک بہادر جنگ اور عبد المنصور خان کے پاس جاکر مدد طلب کرو محمد خان نے حکم دیا تھا کہ اُس فوج امدادی کو خود اپنی کمان مین لیکر مجھے مرہٹون کے جال سے خلاصی دو قایم خان فیض آباد کو پاس سعادت خان و عبد المنصور خان کے گیا سعادت خان کی لڑکی کے ساتھہ عبد المنصور خان نے شادی کرلی تھی اور نیز وہ سعادت خان کا بھانجا تھا ✣
امراے مذکور نے کچھہ فوج قایم خان کو دینا نہ چاہی بلکہ اُسے بھی شش و پنج مین

سے اسنادعالی تھی کہ جو دو لاکھ ماہواری کا وعدہ قبل عبور جمنا کے کیا گیا تھا اُس مین سے
کچھہ فوج کی رضامندی کے واسطے مرحمت ہو +

یا یہہ کہ ایک فرمان الہ آباد پر اُنکو عطا ہووے تاکہ اُنکی تنخواہ اُن محال سے جو دشمنون
سے بندیل کھنڈ مین واپس لے گئے ہین دیجاوے ایک سند بنام قایم خان واسطے
سرکار گھورے کے شروع ۱۷۲۱ء سے جبکہ سید عبد اللہ خان پر چڑھائی ہوئی تھی
اور جس زمانہ مین دلیر خان کی درخواست پر حکم عطای سرکار مذکور لکھا گیا تھا دیجاوے
اور نیز ایک سند بنام اکبر خان واسطے فوجداری پرگنہ ایرچ کے مرحمت ہووے +

اب محمد خان نے بادشاہ کو خبر بھیجی کہ میری کل فوج نے بٹوا کو عبور کیا اور بسرعت کالپی
پہونچکر جمنا کو عبور کر گئی جمنا پر سب چھوٹی بڑی سولہہ کشتیان موجود تھیں اس عرضداشت
مین محمد خان پھر سلسلہ شکایت جاری کرتا ہی وہ لکھتا ہی کہ درباریون نے مجھہ کو بیوفا
اور باغی مشہور کیا ہی اور باوجود احسن خدمات کے وہ ۲ لاکھہ روپیہ ماہواری بھی بند کیے
گئے ہیں +

قایم خان نے حال میں بہت فوج اکٹھا کی تھی بادشاہ نے یہہ سمجھا کہ روپیہ کہان سے آویگا
کیا بادشاہ یہہ سمجھتا تھا کہ قایم خان کو علم کیمیاگری ہی یا زمین سے دفینہ نکال سکتا ہی
اگر اور کسی شخص نے ایسے وقت مصیبت میں اسقدر سپاہ کثیر جمع کی ہوتی تو بڑا انعام پایا
ہوتا اُسوقت نواب کے سپاہیون کو معلوم ہوا کہ جو تنخواہ ہمکو فرخ سیر کے زمانہ مین ملا کرتی
تھی وہ اب بند ہو گئی - یہہ بات بڑی بے انصافی کی ہوئی اُسکو بلاتشدد چلا جانے دو

کے سعادت خان نے ایک ستر سوار کو واسطے لانے قایم خان کے بھیجا مگر نواب کے اِس
پیغام کا کچھہ لحاظ نہ کر کے قایم خان نے شاہجہانپور کی طرف راہ لی وہان اور لوگ بھی اُسکے
شریک ہو گئے پھر وہانسے مقام بنگ گڈھ مین جو علیمحمد خان روہیلہ کا مسکن تھا پہونچکر اور کمک
حاصل کی مئو پہونچنے پر بہت سے رنگروٹ اُسکے نوکر ہو گئے اب فوج قریب بیس ہزار کے جمع ہو گئی چونکہ
ہر شخص کی تنخواہ سو روپیہ ماہواری مقرر تھی اِسوجہہ سے صرف کثیر تھا قایم خان نے پہلے
کل مال و اسباب نواب کا اور بہت روپیہ صرافون سے قرض لیکر اُن لوگونکو دیدیا تھا تب اُن لوگون
نے اپنا نام لکھایا تھا اب آگے بڑھکر جمنا کو عبور کر کے بندیل کھنڈ مین گذر ہوا جب
بندیلون نے سنا کہ قایم خان فوج عظیم لیکر آتا ہی تو محمد خان سے جلد عہد و پیمان کر لیا
اُنھون نے محمد خان سے تحریری اقرار کرالیا کہ اب کبھی ہم پر چڑھائی نکرو بلکہ جو کچھہ
خراج قدیم سے مقرر ہی محمد خان بادشاہ کو لکھتا ہی کہ اگر آپ عنایات قدیم کو دو بالا
کرین تو مین خدمت مین بسر و چشم حاضر ہون ورنہ مین لباس فقیری پہنکر دنیوی امورات
کو چھوڑ دونگا یا برضای جناب زیارت مکّہ کے واسطے چلا جاؤنگا محمد خان غایت درجہ
متردد تھا جو کچھہ اُسنے لکھا فوج کی خاطر جمعی کے واسطے تھا جسکو سب خطوط دکھائی گئے
تھے اگرچہ اُن لوگون کی تنخواہ اسقدر باقی تھی مگر بوجہہ لحاظ ہمقومی کے اُنھون نے
محمد خان کو دربار جانے سے نہ روکا جب محمد خان نے سنا کہ دربار مین یہہ خبر مشہور
ہی کہ محمد خان حاضر نہین ہوا چاہتا ہی تو بہت متالم ہوا اور دعا مانگی کہ خدا کا قہر و غضب
اُس شخص پر نازل ہو جس نے یہہ بے بنیاد بات اُڑائی ہی پھر ایک حکم تازہ مشعر حاضری

ڈال رکھا ایکدن سعادت خان کی فوج کے ایک رسالدار قوم آفریدی نے جو بارہ سو سوار کا
افسر تھا قایم خان سے کہا کہ تمہیں نہ یہاں سے فوج ملیگی نہ تم خود یہاں سے جانے پاؤگے
اب تم کوئی اور تدبیر کرو قایم خان کی ماں بی بی صاحبہ نے جب دغابازی کا حال سُنا
تو نیکنام خان چیلہ کو فیض آباد کو روانہ کیا اس شخص نے وہاں پہونچتے ہی رسالدار موصوف
کے پاس جا کر اسکو معہ اُسکے پٹھانوں کے جو مؤ و فرخ آباد و شاہجہانپور و آنولہ کے
رہنیوالے تھے یقین کامل دلایا کہ محمد خان کو گرفتار کرا دینے کی نسبت تمہارے حق میں
یہہ بہتر ہوگا کہ اُس کی خلاصی کراو نیکنام خان نے اُن لوگون سے کہہ رکھا تھا کہ جسوقت
نقارے میرے لشکر میں بجیں اُسیوقت سب لوگ جمع ہو جاؤ اُسیدن قایم خان و نیکنام خان
عبد المنصور خان کی ملاقات کو گئے اور روانگی کے لئے رخصت چاہی عبد المنصور خان نے
جوابدیا کہ مین نے فوج طلب کی ہے وہ چند روز میں پہنچنے والی ہے اُسکا انتظار لازم ہے
نیکنام خان نے محمد خان کو زبردستی سے اُٹھایا اور سعادت خان کی طرف اشارہ کر کے
قایم خان سے کہا کہ تم محمد خان کو اُنکے ذریعہ سے رہائی نہیں دلا سکتے ہو یہہ کہکر
حالت غضبانی مین قایم خاں کو باہر دیوان عام کے ہاتھہ پکڑ کر نکال لایا امرائے مذکور
کے ساتھہ ساتھہ پٹھان زرہ بکتر پہنے ہوئے موجود تھے جنکو یہہ حکم تھا کہ اگر کوئی ہماری
طرف اُنگلی چھونے کے واسطے اُٹھائے تو اُسکو مار ڈالو جب قایم خان و نیکنام خان
لشکر میں پہونچے تو نقارے کوچ کے بجے اُن کی آواز سنتے ہی بارہ سو پٹھان جو
عبد المنصور خاں کے نوکر تھے اُسکو چھوڑ کر قایم خاں کے پیچھے ہوے بمجرد استماع اس خبر

(مطابق ۱۹ ستمبر ۱۷۲۹ع) سلطہ جلوسی مین ملی صوبہ الہ آباد کی علحدگی نسبت رنجش کے جو بادشاہ کو محمد خان کی کارروائی سے مقام مالوہ مین ہوئی ظہور مین آئی جہانکہ محمد خان اُسوقت موجود تھا ✣

ایک نقل جس سے حال اُسوقت کی کارروائی کا ظاہر ہوتا ہی شرایف عثمانی مین درج ہی کہ جب محمد خان بندیل کھنڈ سے واپسی پر قنوج پہونچا تو روح الامین خان بلگرامی جو قایم خان کی فوج مین بطور ایک افسر کے بھرتی ہوا تھا محمد خان کے پاس بلگرام کے ایک قاضی مسمی محمد احسان کو لایا جسکی جاگیرین برہان الملک نے ضبط کر لی تھین نواب نے اُس سے وعدہ کیا کہ مین بادشاہ سے تمہاری سفارش کرونگا وہ قاضی محمد خان کے ساتھہ دہلی کو روانہ ہوا - اُسوقت مین سلطنت کا ستارہ اوج پر تھا اور یہہ کہاوت درست تھی کہ ہندوستان کا بادشاہ ظل خدا کے زمین پر رہتا ہی ✣

دہلی پہونچنے پر محمد خان نے پہلے حضور سے صوبہ الہ آباد مانگا مگر بادشاہ نے یہہ حیلہ کیا کہ اب اُسکا دینا مصلحت نہین ہی بمجرد استماع اس جواب کے محمد خان نے ہاتھہ بڑھا کر خاص بادشاہ کے پاندان سے پان لئے اور جہان کھڑا تھا وہین بیٹھہ گیا صمصام الدولہ خان دوران خان اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ نواب غضنفر جنگ اس کے کیا معنی محمد خان نے جواب دیا کہ جب تک مین نوکر تھا کھڑا رہا اب میں خدمت سلطانی سے مستعفی ہوا ہون پھر کیون کھڑا ہوؤن بادشاہ نے محمد خان کو ٹھنڈا کرنا چاہا مگر کچھہ سودمند نہوا اُسی دن بادشاہ نے حکم دیا کہ محمد خان کی فوج کی تنخواہ

دربار کے وصول ہونے پر محمد خان حالات مصرحہ صدر کو پھر دوہراتا ہی +

بتاریخ ۱۱- ربیع الاول ۱۱۴۲ھ کو (مطابق ۲۳- ستمبر ۱۷۲۹ع) واپس آنے پر جمنا کا عبور ہوا دریا بہت طغیانی پر تھا اور فوج کشتیوں پر اُترنے کو تھی محمد خان کے اعلی افسرون کے پاس گھوڑے نہ تھے کیلئے کہ وہ بڑی چڑھائی سے لوٹے تھے اور جو گھوڑے خریدے تھے وہ ابھی تک نہ پہونچے تھے اسوجہہ سے یہہ لوگ سواری سے مجبور تھے دربار پہونچنے پر محمد خان کو امید تھی کہ روشن الدولہ میرا کفیل ہوگا اور مجھے اسناد واسطے زمینداری و فوجداری سرکار گھوڑا کے بنام قایم خان دلوادیگا پیر علیخان جو دربار میں محمد خان کا گماشتہ تھا اُوس کے پاس وہ حکم تھا جس سے کہ بادشاہ نے زمینداری و فوجداری سرکار گھوڑا کے دلیر خان کو دیدی تھی نہ کچھہ جواب درخواست عطاے فوجداری اُرچ پر مرحمت ہوا تھا القصہ محمد خان دربار پہونچا پہونچنے کے بعد گیارہ مہینے تک (اکتوبر ۱۷۲۹ع سے لغایت ستمبر ۱۷۳۰ع) محمد خان اُن بدسلوکیوں کا جو اُسکے ساتھہ کی گئیں بعض بیان کرتا رہا مصنّف سیر المتاخرین لکھتا ہی کہ بندیل کھنڈ مین ناکامیاب رہنے کے باعث صوبہ الہ آباد محمد خان سے لے لیا گیا تھا یہہ بات بالکل صحیح نہیں ہی کیونکہ اگر کتاب بصیرۃ الناظرین معتبر سمجھی جاوے تو اُس سے پایا جاتا ہی کہ صوبہ الہ آباد سربلند خان مبارز الملک کو ۱۱۴۲ھ تک (مطابق جولائی ۱۷۲۹ع سے لغایت جون ۱۷۳۰ع) عطا نہ ہوا تھا قبل اسکے محمد خان پر پھر نظر الطاف و کرم مبذول ہوگئی تھی اور اُسے ایک سند واسطے نظامت مالوہ کے ۱۰- ربیع الاول ۱۱۴۳ھ کو

جو بچا علاقہ تھا اُسکو نہ ملا صرف صوبہ مالوہ پر جسے مرہٹون نے تخت و تاراج کیا تھا اور جسمین اب بھی ہر وقت اُن کی حملہ آوری کا دغدغہ تھا قناعت کی سند تقرری مالوہ کی رقم زدہ ۰۱ ربیع الاول سنہ ۱۲ جلوس ہجری مطابق ۱۱۴۲ھ -- ۱۹ ستمبر ۱۷۲۹ع الفاظ سند کے یہہ ہین بشرط بدستور معمول حسب الضمن ؞

روشن الدولہ کے ذریعہ سے یہہ صوبہ حاصل ہوا تھا اور ایک لاکھ روپیہ جو خزانہ سے ملا تھا روشن الدولہ نے اپنے تصرف مین کیا دو ہزار روپیہ اُسمیں سے بطور رشوت فیلخانہ کے نوکرون کو دیا گیا تا کہ اُن سے چار ہاتھی بآسانی ملجاوین باقی روپیہ روشن الدولہ نے لینے تصرف مین کر لیا ایک لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کوکہ جیو سے کیا گیا تا کہ دعوی جاگیرات کا جلد تر تصفیہ ہوجاوے خزانہ شاہی سے پہلے تو ساٹھ لاکھ بعدہ پچاس لاکھ روپیہ مقرر ہوا تھا مگر بتدریج تعداد انعام کی بہت حقیر رکھی حالانکہ راجہ جیسنگہ سوائی کو دو مہینے کی مہم کی بابت بتیس ۳۲ لاکھ روپیہ عنایت ہوا جسوقت محمد خان دہلی سے روانہ ہوا تب امیر الامرا خاندوران خان و روشن الدولہ نے یہہ اقرار محمد خان سے کیا تھا کہ تمہارے متہرا یا اکبر آباد پہونچنے پر دوستون کیواسطے جاگیرین اور سند واسطے فوجداری گوالیار کے تمکو دیجاویگی محمد خان گوالیار پہونچ گیا مگر ابھی تک کچھہ انعام و اکرام نہ آیا منگل خان بوجہہ نہ ایفا ہونے اُن وعدون کے دربار مین ابھی تک ٹھہرا ہوا تھا منگل خان کی جاگیرین پرگنہ جات مورا نوہ و سبز سندی ورہلی کی اور نیز معافی نیم کھاری کی روشن الدولہ نے بہت عرصہ سے اپنے قبضہ مین

بیباق کردو نواب محمد خان اور روح الامین خان کے درمیان بابت بقایا ایک لاکھ روپیہ
کے جو روح الامین خان سے واجب الادا تھے اور جسے وہ دینے سے انکار کرتا تھا جھگڑا
ہوا قاضی مذکور کا مددگار جھوٹ گیا اور محمد خان نے فرخ آباد کی راہ لی *

انشار یار محمد مین ایک جگہ لکھا ہی کہ اسوقت مین اکبر خان نواب کا بیٹا الہ آباد مین بطور
نایت کے محمد خان کا کام کرتا تھا اپنے سوانح عمری کی طویل بیان مین یار محمد نے یہہ
بھی لکھا ہی کہ مین بھگونت راے کو چھوڑ کر بارادہ لینے ایک قلعہ کے نول سنگہ سے متفق
ہوگیا تھا جب یہہ دونوں اپنے مقصد میں ناکامیاب رہے تو پھر الہ آباد کو گئے نول سنگہ
اکبر خان کا نوکر ہوگیا اور یار محمد نے بھی اپنے ساتھیوں کو موقوف کرکے ایک عارف
مسمی خوب اللہ کے مکان میں پناہ لی اکبر خان نے ایک عصا بردار اُس کے لانیکے
واسطے بھیجا مگر چونکہ یار محمد کا لڑکا نو مہینے کا اُسی دن مرگیا اِسوجہہ سے اُس نے
جانے سے انکار کیا اسبات پر فساد ہوا اکبر خان نے زیادتی کرنا چاہی مگر بھائیون نے
کہا کہ ہم عارف کے مکانپر کبھی حملہ نکرینگے وجہہ اکبر خان کے دخل دینے کی یہہ تھی کہ
سعادت خان برہان الملک نے استدعا کی تھی کہ یار محمد فراری کو گرفتار کرکے بھیجدو
غرضکہ اکبر خان اُسکو گرفتار نہ کرسکا بعد ایک ہفتہ کے ایک سند سربلند خان صوبہ دار
حال کیطرف سے آئے جس مین تحریر تھا کہ روشن خان ترا ہی میرا نایب مقرر ہوا *

مہم مالوہ

سنہ ۱۷۲۹ء کے آخر مین دہلی پہونچکر محمد خان نے عرصہ دراز تک پیغام رسانی کی صوبہ الہ آباد

لیکن اُنہوں نے شکستہ اور ناقص توپین حوالے کی من جملہ تین صرف تین فلوس کے
وزن کی گولی جاسکتی ہی اور اُنکا پلہ بھی بہت کم ہی مع اُنکی عوض مین خرابل لے لونگا
اُن مین نہ گاڑی نہ بیل وغیرہ تھے اور محمد خان کو مجبورانہ جیسی کہ وہ تھیں لے لینا پڑین
محمد خان کے گماشتہ سے کہا گیا کہ میر آتش کا حکم نسبت سپردگی اُن اتواپ کی جنمین
ایک سیر سے تین سیر تک وزن کا گولہ پڑسکے حاصل کرو محمد خان کا ارادہ ہوا کہ جسقدر
توپ مہیا ہوسکین لیکر روانہ ہووے چونکہ وہ بڑی توپ جو بادشاہ نے دی تھی اُسکا
پیالہ خراب ہوگیا تھا اور دوسری جو پیشتر نجابت علیخان کے پاس تھی دربار کو
واپس کردی گئی تھی لہذا ایک بڑی توپ کے واسطے جسمین چودہ سیر سے پندرہ سیر
تک کا گولہ پڑسکے اور نیز دو کسیقدر چھوٹی توپوں کیواسطے استدعا کی گئی یہ توپین قلعجات
اکبرآباد و گوالیار سے جہان بڑی بڑی توپین سلح خانہ مین موجود تھیں ملسکتی تھیں +
اکبرآباد مین تین چارسو سوارون نے ہر روز اپنے گھوڑے دغوانے کے لئے حاضر کئے
حاضری پر پندرہ یوم کی تنخواہ اور کچھہ واسطے ضروریات کے ہر فرد بشر کو پیشگی دیا گیا
محمد خان نے آٹھہ ہزار دوسو سوار اور دو ہزار پانچسو پیادے جمع کئے یہہ فوج بطریق
ذیل جمع ہوئی تھی +

پانچسو سوار اور ایکہزار پیادے زیر حکم مقیم خان کے تھے - چارسو سوار اور سات سو پیادے
داؤد خان کے زیر کمان تھے - چھہ سو سوار اور چھہ سو پیادے ماتحتی مین سعادتخان
کے - دو سو پیادے بختاور خان کی کمان مین - الہ یار خان اور دھولپور بارے کے

گرالی ہتھین اس دعوی کے تصفیہ کے لئے منگل خان نے اصرار کیا تاکہ جاگیردار اپنی طیاری کا سامان مہیا کر سکے دیگر جاگیرات مطلوبہ محمد خان حسب ذیل ہیں +
دس لاکھہ دام واسطے منگل خان کے اُس کے وطن قصار کی مالگذاری سے۔ بیس لاکھہ دام واسطے عبدالنبی خان کے پرگنہ اونٹہ سے جو اُس کے باپ کے قبضہ میں بطور جاگیر رہا تھا۔ دس لاکھہ دام واسطے شیخ بیچی کے پرگنہ جات شیرگڈہ وتھانہ کی آمدنی سے جو اُسکی خاندان کی جاگیر تھی۔ پانچ لاکھہ دام واسطے سید شرف علیخان کے اُسکے وطن قنوج کی آمدنی سے۔ ~~پندرہ لاکھہ دام واسطے سید شرف علیخان کے اُس کے وطن قنوج کی آمدنی سے~~۔ پندرہ لاکھہ دام واسطے سید جعفر حسین خان کی مالگذاری شاہ پور سے۔ دس لاکھہ دام واسطے کالیخان وشجاعت خان کے بدایون سے۔ پانچ لاکھہ دام واسطے دلاور علی خان اور رنگ آبادی کے مالگذاری کرنال سے جو قدیم الایام میں اُسکے آباواجداد کی جاگیر میں تھا۔ پانچ لاکھہ دام واسطے مصطفی خاں کے مصطفی آباد سے پانچ لاکھہ جہوسی سے اور پانچ لاکھہ جائل سے واسطے صداقت خان کے۔ پانچ لاکھہ دام واسطے حیدر علی خان کے پرگنہ اکبرآباد سے۔ نواب کے کارندون کو ہدایت ہوئی تھی کہ ان معافی کے روپیوں کا سیاہہ نہ لیوین اگر وہ مشروط بہ ادائی باقی نہوں +
تاریخ پنجم جمادی الاول ۱۱۶۳ھ جلوسی کو مطابق ۱۱۶۴ھ۔ ۵ نومبر ۱۷۵۰ع محمد خان نے آگرہ سے لکھا کہ منجملہ اُن ساٹھہ توپوں کے جنکی سپردگی کا حکم ہوا تھا قلعہ دار نے صرف اونتیس ضرب توپ حوالے کی ہیں باانیہمہ کہ دو ہزار توپ سلحخانہ میں ہیں

فوج نے کوچ کرکے دھولپور سے کچھ فاصلے پر پہونچ کرکے قیام کیا مقیم خان و داؤد خان
و سعادت خان نے معہ توپ خانہ کے عبور کیا مگر آٹھوین کو باقی فوج دریاے چمبل سے
پار ہو سکی کیونکہ اُسوقت مین دریا پایاب نہ تھا اور کشتیان بھی چھوٹی اور تعداد مین کم تھین
نوین کو محمد خان بھی پار ہوا اور لشکر بھی اُس کے پیچھے روانہ ہوا وہان سے ایک رات
بیچ کرکے یہہ لوگ گوالیار داخل ہوئے محمد خان نے گوالیار پہونچکر مکرر درخواست واسطے
فوجداری گوالیار کے کی کیونکہ بغیر ایسے دباؤ کے راجگان و دیگر افسران زیرکمان
محمد خان سے دلی مدد کی کچھہ امید نہین ہو سکتی تھی محمد خان کے دہلی چھوڑنے کے پیشتر
وزرا نے فوجداری دینے کا وعدہ کیا تھا مگر جب اسے دہلی سے نکال دیا تو پھر اُسکی
عرایض پر کچھہ توجہ نکی چترسنگہ والی شیوپوری و کلارس نے یہہ سنکر کہ سند واسطے گوالیار
کے نہیں پہونچی فوج جمع کرکے گنسنڈی رام سے جسے کہ اُس نے قلعہ بجور سے نکال دیا تھا
جنگ شروع کردی کرایہ کی فوج کو اپنے گھرون کے پاس نوکریان ملگئین اور جاکر انمین
کے شریک ہوگئے اگر راجگان و فوج زرآشنا کو یہہ معلوم ہو جاتا کہ محمد خان فوجدار گوالیار
مقرر ہو گیا تو کبھی سواے ریاست اپنے ملک کے اور کہین نوکری کی تلاش نہیں کرتے
راجہ اودیت سنگہ والی اُرچھا اور اسکے بیٹے کنور پہاڑ اور راو رام چند راجہ دتیا و چترسنگہ
حاکم شیوپوری و کلارس و بہدوریا راجہ و درجن سنگہ راجہ چندیری وغیرہ کے لیے دہلی
سے احکام آئے کہ بموجب حکم محمد خان کے کارروائی کرو سید نجابت علی خان فوجدار ارچ
کو بھی حکم روانگی آیا منجانب مہاراجہ بھائی سنگہ والی مارواڑ جسنگہ و مانسنگہ راٹھور

دلاژاک دو ہزار سوار سے زیادہ لائے تھے - پانچسو سوار زیر حکم شایستہ خان و مصری خان و خداداد خان و محمد خان و دیگر سرداروں کے جو کاہم سات سردار فیروز آباد و شکوہ آباد کے تھے - فتح خان یوسف زئی و عبرت خان و دیگر سردار دو سو سواروں کے ساتھ آئے تھے اور اُسیقدر سوار رای ہرپرشاد عامل راجہ جیسنگہ سوائی نے بھی زیر حکم متھرا کے چوبون کے روانہ کئے تھے - ماسوائے اُن افواج کے مئو و شاہجہانپور و شاہ آباد و کٹھر سے قریب دو ہزار سوار کے آئے تھے نیز کچھ سپاہ شاہجہان آباد سے آکر ملگئی تھی نواب روشن الدولہ نے بھی پانچسو سوار و ایکہزار پیادے رومیوں و عرب و حبشیوں میں سے جو اُسکے نوکر تھے دینے کا وعدہ کیا تھا عمر خان و دلیر خان و یار محمد خان ولد دوست محمد خان و دیگر اعلی سپاہیان اوجین و نرور و دستروبخ نے خبر دی کہ ہم لوگوں کے پاس بیس ہزار سے زیادہ سپاہ طیار ہی حکم ہوا کہ ہم سے مقام نرور کالاباغ مین ملجاؤ اگر یہہ لوگ گوالیار کو طلب کئے جاتے تو دو مہینے کی تنخواہ پیشگی مانگتی اور روپیہ انعام کا خزانہ سلطانی سے بیشتر گوالیار چھوڑنے کے صرف ہو جاتا محمد خان نے کوشش بلیغ کی کہ روپیہ تا پہونچنے اوجین کے یعنے دو ماہ آیندہ تک کفایت کرے

القصہ بتاریخ ۹ جمادی الاول ۱۲۱۸ھ مطابق ۶ نومبر ۱۸۰۳ع فوج کا کوچ ہوا اور اکبر آباد کو چھوڑ کر اس سے اونیس میل کے فاصلہ پر جانب جنوب مقام جاجو جو دریائے بان یا اوٹنگن پر واقع ہی خیمہ زن ہوئی دوسری صبح کو یعنے ۱۰ ماہ روان کو مطابق ...

(مطابق ۵ ار جنوری ۱۸۲۱ء) سارنگ پور مین جو بفاصلہ پچاس میل اوجین سے ہے داخل
ہوا اسکے آمد کا حال سنکر ملھار ہولکر نے جو بیس ہزار آدمیون سے گرد نواح سارنگ کو
تباہ کر رہا تھا اپنا سب اسباب و رسد وغیرہ نربدا کے پار بھیجدیا اور ہلکے سامان سے
شاہجہانپور کا محاصرہ کر رہا جو سارنگ پور سے قریب گیارہ میل کے جانب گوشہ جنوب
و مغرب کے اور اوجین سے قریب اکیس میل کے جانب گوشہ شمال و مشرق کے واقع ہے
جسدن مسلمان سارنگ پور کے قریب پہنچے اور فوج ابھی کوچ کرتی چلی آتی تھی کہ ایک
گھنٹہ قبل از غروب آفتاب یکایک دشمنوں نے نکلکر مقابلہ کیا محمد خان عماری ہاتھون
پر سے علیحدہ کروا کر پالکی مین سوار ہوا اور کچھ فوج اپنی کمان مین لیکر آگے بڑھا فوج
اعدا حسب دستور پھیل کر چارونطرف سے حملہ آور ہوئی مگر بہت جلد مثل کوون کے
غلیل کے دیکھنے پر گریز کر گئے چھ آدمی غنیم کے فنا ہوئے انکے سر حاضر کئے گئے اور انکے
گھوڑے بھی گرفتار ہو گئے چونکہ رات آگئی تھی اسوجہ سے مفرورین کا تعاقب نکیا گیا
بتاریخ ۱۹ رجب ۱۲۳۶ھ (مطابق ۱۰ ار جنوری ۱۸۲۱ء) فوج اسلامیہ سارنگ پور سے
شاہجہانپور پہنچے دوسرے دن قریب دیہہ تلوری کے مقام کیا سہ پہر کو جب دشمنون
نے صورت دکھائی تو چند دستہ ہاے سپاہ انکے مقابلہ کیواسطے آگے بڑھی محمد خان کے
بڑھنے پر مخالفون کے پاؤن اٹھ گئے تین کوس تک انکا پیچھا کیا گیا ستر آدمی تلوار و
برچھی سے مارے گئے مقتولین کے سر اور گھوڑے معہ چھ یا سات قیدیوں کے حاضر
کئے گئے پہر رات گذرنے پر تعاقب موقوف کیا گیا اور فوج اسلامیہ لشکرگاہ کو واپس آئی

حاکم رتلام بھیجے گئے مہارانہ اُدے پور نے خبر دی کہ میینی راو مکراج دھابائی کو معہ فوج وتوپخانہ کے مندشوار کی جانب بھیجدیا ہی؀

جبکہ محمد خان گوالیار ہی مین تھا ایک تاکیدی خط مرسلہ خاندوران خان بدین مضمون وصول ہوا کہ چونکہ مرہٹون نے دریاے نربدا کو عبور کرنے کا ارادہ کیا ہی لہذا ضرور ہی کہ تم بیدرنگ وتساہل کوچ کرکے بغیر قیام کرنیکے سرونج مین آگے بڑھو اور بوقت عبور دریا دشمنون سے مقابلہ کرو اسعرصہ تک چار مہینے ضایع ہو چکے تھے بمجرد صدور احکام مذکور کے مقیم خان آگے روانہ کردیا گیا اور بعد کچھہ مقاتلہ اور مجادلہ کے سرونج تک بآرام تمام پہنچگیا سعادت خان مندشوار کو اور داود خان سارنگپور کو بھیجا گیا جب محمد خان مقام سدھوری مین جو اٹھارہ میل طرف جنوب کے سرانو کے اسطرف اوجین کی جانب واقع ہی پہنچا تب ایک خط رقمزدہ جمادی الثانی سنہ ۱۱۴۳ھ (مطابق دسمبر سنہ ۱۷۳۰ء) مرسلہ آصف جاہ نظام الملک وصول ہوا اس امیر نے محمد خان کی تقرر کی مبارکباد دیکر یہہ تحریر کیا تھا کہ دریاے نربدا پر ہم تم ملین تاکہ مخالفان اہل اسلام کے خلاف کارروائی کرنے کا مشورہ کیا جاوے نظام الملک نے نزدیک فروان پور کے عبور کیا تاکہ فتنہ و فساد مقام خلانا کو فرو کرے کیونکہ اسنے خیال کیا کہ ایسا موقع پھر کبھی مجھے نہ ملیگا اسوجہہ سے کہ اس صوبہ مین بہت کم جایا کرتا ہون محمد خان نے نظام الملک کی اس راے کو پسند کیا اور سمجھا کہ چونکہ مرہٹون نے باغواے ہندوان ارادہ غارتگری مالوہ کیا ہی تو نظام الملک حامی دین اسلام ہوکر انکو نربدا ہی پر روک دیگا تبتاریخ ۱۰ رجب سنہ ۱۱۴۳ھ کو

روانہ ہوئے یہہ بات کہ مرہٹوں نے چند تجار کو قصبہ اندرو کے نزدیک تعلقہ سند لعل
سندیوی میں لوٹا غلط تھے ؛

اس عرصہ میں محمد خاں مقام دھار پر ۱۰ شعبان ۱۱۴۳ھ کو (مطابق ۱۲ فروری ۱۷۳۱ء) پہنچگیا تھا - ۲۲ ماہ رواں کو (یعنے ۱۹ فروری ۱۷۳۱ء) علی الصباح مرہٹے دھار کے قرب و جوار میں نمودار ہوئے مسلمانوں نے چند کو قتل کر کے اُن کے سر کاٹ کر معہ اُن کے گھوڑوں کے حاضر کئے سہ پہر کو لڑائی بند ہوئی دوسرے دن بوقت صبح ہلکر نے معہ فوج کے روبرو آکر سلیمان خان پر جو تین ہزار سوار و نگا افسر تھا پہلا حملہ کیا لیکن پس پا کر دیا گیا معزم خان ایکہزار سوار کمان میں لیکر دست راست پر اور محمد عمر خان فوجدار مانڈو دست چپ پر بسرعت آگے بڑھے محمد خان نے بزودی آگے بڑھکر فوج خصم کو ہزیمت دی ماسوا مجروحوں کے چند سردار بچاس ترکسوار میدان جنگ میں چھوڑ دیئے گئے مسلمانوں کی طرف بارہ آدمی کھیت رہے دو کوس تک دشمنوں کا تعاقب کیا گیا بعد پہر رات آنے کے غازی اپنے خیموں کیطرف واپس آئے دس روز تک یعنے آخر ماہ شعبان تک (مطابق ۲۶ فروری سنہ ۱۷۳۱ء) بازار جدال و قتال گرم رہا ؛

کچھ عرصہ تک کوئی خبر نظام الملک کے روانگی کی برہان پور سے سُننے میں نہیں آئی آخر کار ۲۸ شعبان یعنے (مطابق ۲۵ فروری ۱۷۳۱ء) کو ایک خط آیا اور محمد خان نے قصد روانگی بسوی نربدا کیا اس سے پیشتر کچھ درنگ بوجہ عدم رسیدگی دلیر خان کے ظہور میں آئی تھی دلیر خان نے محمد خان کو اب لکھا کہ یار محمد ہمراہی کچھ فوج و چند [illegible]

باشندگان ملک اسقدر خوف زدہ تھے کہ مرہٹے صرف ایک ترک سوار ایک شہر یا گاؤں میں خراج جمع کرنے کیواسطے چھوڑ گئے تھے بعد محمد خان کی آمد اور اپنی شکست کے مرہٹے نربدا کے اُسطرف بخوشی چلے گئے ۲۴ رجب ۱۱۴۳ھ (مطابق ۲۰ جنوری ۱۷۳۱ء) اوجین یعنے دار الفتح میں محمد خان کا لشکر وارد ہوا ❊

جاسوسوں نے خبر دی کہ مرہٹے اپنا اسباب نربدا کے اُسطرف چھوڑ کر بارادہ غارتگری قصبہ جات و دیہات مالوہ پار اترتے ہیں اور یہہ بھی اطلاع دی کہ اُنھوں نے قصبہ بولائی کا محاصرہ کر لیا ہے بنابران بتاریخ یازدہم شعبان ۱۱۴۳ھ (مطابق ۸ فروری ۱۷۳۱ء) محمد خان نے اپنے خیمے نصب کرکے پھر دھار کی طرف بڑھکر میدان پکڑا کل افواج امدادی میں سے کنور بہادر والی اُرچھا کی کمکی فوج پہنچی تھی ❊

جب محمد خان دھار کیطرف گیا تو اُسنے اپنے بیٹے احمد خان کو معہ عظیم خان و یار محمد خان و دلیر خاں کی سرکردگی بارہ ہزار سوار و بیس ہزار پیادوں کے جانب سارنگ پور و شاہجہانپور بمقابلہ ہلکر روانہ کیا مخالف بعد تباہ کرنے پرگنہ بولائی کے مندسور کیطرف پس پا کردئے گئے یار محمد نے ملہار ہلکر سے خفیہ دوستی پیدا کر لی اور دونوں سرداروں نے پگڑیاں تبدیل کیں حیلتاً یار محمد نے فوج کو مہد پور کیطرف بڑھایا اس نمکحرام یعنے یار محمد نے ہلکر سے کہا کہ ملک اوجین غیر محفوظ ہے اُسکو لوٹو اگر نا کامیاب ہو تو وہاں سے محمد خان پر دھار کیطرف حملہ کرو ملہار نے بتحریک یار محمد اوجین پہنچکر رکاب گنج میں دو یا تین مکانات پھونکدی نایب معظم خاں بمقابلہ مرہٹان نکلا اور بعد کچھ جنگ و جدل کے مرہٹے محمد خان کیطرف

دی تھی کہ اُنکے پیغام قبول کرکے اُنکو اپنی جانب متفق کرلو ؎

۲۰ رجب (مطابق ۱۸ جنوری ۱۷۳۱ء) کو نظام الملک نے پھر مقام گالنہ سے محمد خان کو لکھا کہ ۱۰ رجب یعنے ۱۵ جنوری ۱۷۳۱ء کو بمجرد دیکھنے تمہارے خط کے مین برہانپور روانہ ہوا۔ نظام الملک کو یقین تھا کہ محمد خان بالکل تساہل نکریگا اور ہم دونون ملکر نسبت تدابیر کے گفتگو کرینگے بقول شخصیکہ دولت ہم از اتفاق خیزد پھر ایک نامہ محمد خان کو اطلاع دیتا ہے کہ راجہ ابھائی سنگہ باجی راؤ سے صلح کیا چاہتا ہے پیلاجی گائیکوار و کنٹہ باندوا و داجی پنوار و انند راو نے نظام الملک کے ساتھہ عقد دوستی مستحکم باندھا تھا اور ترنبک راو بہاڑیہ جو حال مین اپنے باپ کا جانشین ہوا تھا اِن لوگون کے ساتھہ کارروائی کر رہا تھا اِن رفقا کی فوج قریب بیس ہزار سوار کے ہوگئے چمنا برادر باجی راؤ کے پاس نو ہزار سوار تھے اور وہ نانا باری کی گھاٹی سے جو گجرات کی طرف سے بڑھا چاہتا تھا باجی راؤ کی کمان مین تین یا چار ہزار سوار تھے ملکر تین ہزار سپاہ لیکر مالوہ کی جانب گیا تھا روز جمعہ بتاریخ یکم شعبان ۱۱۴۳ھ (مطابق ۲۹ جنوری ۱۷۳۱ء) نظام الملک نے جو قریب دھامن گانون کے تھا محمد خان کے خط کا جسمین اُسنے لکھا تھا کہ مین مقام سدھوڑے میں پہونچا جواب لکھا چونکہ دھامن گانون برہانپور سے تیس کوس پر شمار کیا جاتا تھا اِسوجہہ سے نظام الملک کو جلد نربدا پر پہونچنے کی امید تھی ؎

نظام الملک نے بہت عجلت نہ کی کیونکہ وہ بروز یکشنبہ یعنے ۱۰ شعبان ۱۱۴۳ھ

اپنے گھر چلا گیا ہے اور میرا بھی ارادہ شریک ہونے کا ہے آپ میرا انتظار کریں غرضکہ ۲۸ ماہ
کو دلیر خان آپہونچا اور ۲۹ ماہ شعبان مطابق ۲۶ ماہ فروری ۱۷۳۱ع کو دونوں سرداروں نے
ڈبل کوچ کرتے ہوئے نربدا کی طرف راہ لی دیگر اسباب تاخیر کی شاید یہہ بھی کہ محمد خان
بغیر امداد کے کوچ کرنے کے قابل نہ تھا یا یہہ کہ بوجہہ اپنی شان کے اُسنے چاہا کہ ملاقات
کیجائے مقررہ کو جانی کیواسطے حد سے زیادہ عجلت نہ کرے مرہٹے اوجین اور مندسور دہار و
دیپال پور سے کچھہ عرصہ کے لئے نکالدئے گئے اور اُن کے قلعجات نئے نربدا بر مسمار کردئے گئے +
دوسرا خط مرسلہ نظام الملک وصول ہوا جسمیں درج تھا کہ ہم نے دریا کو نزدیک فردان پور
کے بتاریخ ۲۰ جمادی الثانی ۱۱۴۳ھ مطابق ۲۰ ماہ دسمبر ۱۷۳۰ع برای اطفای نائرہ فتنہ
و فساد ضلع بگلانہ عبور کیا ہم سُنتے ہین کہ باجی راو گجرات جاتے ہوئے سلطانپور و
نندربار بیچ گیا ہے مین خیال کرتا ہون کہ کنہیا باندو پیلاجی گائکوار بابت چوتھہ صوبہ گجرات
کے میرے خلاف ہے مین ضرور اُنہیں نکالدونگا اور چونکہ اُن مین جھگڑا و فساد باہمی ہے تو وہ خود
مالوہ پر حملہ کرنے کا موقع نپاوینگے +

جاسوسون نے خبر دی کہ باجی راو کا بھائی نوا پورہ کے راستہ سے سورت و گجرات کیطرف
کوچ کرتا ہے اسعرصہ مین باجی راو سلطانپور و نندربار کو چھوڑکر گھر گھس ہوتا ہوا مالوہ کو جاویگا
اُسکا بھائی دوہلہ کی راہ سے اُسکا شریک ہوجاوے گا اور دونوں (یعنے باجی راو اور
اُسکا بھائی)، ملکر کنہیاجی و پیلاجی گائکوار کی تھانی مالوہ سے اُٹھا دینگے کنہیاجی و پیلاجی
گائکوار و اودا جی پوار نظام الملک سے گفتگو شروع کی تھی اور محمد خان کو نظام الملک نے صلاح

محمد خان نے اخیر مرتبہ اکبرپور کو بتاریخ یکم شوال ۱۱۴۳ھ (مطابق ۲۹ مارچ ۱۷۳۱ء) چھوڑا تھا
نظام الملک اکبرپور سے قلعات راجور و بداوانی کے فتح کرنے کو جو گھاٹ کی دوسری طرف
واقع تھی اور جہان موہن سنگھ رہتا تھا روانہ ہوا ہے ۳ شوال (مطابق یکم اپریل ۱۷۳۱ء)
سے محصوران قلعہ صلح کے واسطے بعجز و الحاح ملتمس ہوئے اور تجویز کی کہ قلعہ خالی کرکے
نظام الملک کے ایلچیون کو حوالہ کیا جاوے اس امیر کو ایک مہم تازہ خطرناک درپیش ہوئی
جس وجہہ سے اُسکو ملک کی اوس نواح سے چلے جانے مین عجلت کرنا پڑی یعنی اُس نے
یہہ سُنا کہ باجی راو نربدا کو چھوڑکر سورت و نریورہ کی جانب گیا ہے اسوجہہ سے ضرور ہوا
کہ نظام الملک بھی بغیر درنگ ایک لمحہ کے اورنگ آباد و دیگر پرگنہ جات و قلعات ضروری
کی محافظت کی فکر کرے اُس کے مخبرون نے بھی خبر مسطور کی تصدیق اسطور پر کی کہ ملوک
جس رات کو چلے تھے اُسکے دوسرے روز باجی راو کوچ کرنے کو تھا جمناجی دامودر رہا
ہوکر بڑودہ سے بیس میل برجانب گوشہ جنوب و مشرق بمقام ڈھوئی مین پہنچ گیا ہے اور
اُسنے اپنے لڑکے کو لکھا ہے کہ باجی راو کوچ کرکے نانا بیاری کے گھاٹ کیجانب گیا ہے
وجہہ نظام الملک کے تردد و عجلت کی یہہ تھی کہ اُسنے سُنا تھا کہ میرے رفقا یعنی پیلاجی
گائیکوار وغیرہ نے بتاریخ یکم اپریل ۱۷۳۱ء درمیان بڑودہ و مقام ڈہوئی واقعہ گجرات کے
شکست کھائی اوداجی و جمناجی پنڈت مقید ہوگئے اس شکست سے کل معاملات عہد و پیمان
فیمابین ہر دو سردار یعنے نظام الملک و محمد خان کے بے سود ہوگئے محمد خان کو کچھ نہ
فائدہ پہنچا کیونکہ نظام الملک کو مجبورانہ بمقابلہ باجی راو میدان پکڑنا پڑا اور اسیوجہہ سے

مطابق ۱۴ر فروری ۱۷۳۱ء اپنی بنادیق کلان و توپ خانہ اور بھاری سامان کو پیچھے چھوڑ کر
برہانپور کو روانہ ہوا ۲۲ر کو (یعنے ۱۹ر فروری ۱۷۳۱ء) مقام سال گانوں میں جو برہانپور
سے بائیس کوس کی مسافت پر ہی پہنچکر ارادہ کیا کہ کھرگھن کی راہ سے نربدا کو جاوے
محمد خان سے استدعا کی گئی کہ توبہرا کی گھاٹی سے جو معمولی راستہ تھا آوے روز شنبہ
تاریخ ۲۳ کو نظام الملک بیس کوس پر گہاٹ سے اکبر پور کی جو نربدا پر واقع ہی پہنچا پیش
خیمے دوسرے دن جانے کو تھے اور ۲۵ر (یعنے ۲۲ر فروری ۱۷۳۱ء) کو امید اکبر پور پر
پہنچنے کی تھی نظام الملک کے داروغہ نے بوقت واپسی خبر دی کہ محمد خان ہنوز اکبر پور
کے گھاٹ کے قریب پڑا ہوا ہی اگرچہ ملاقات کا بہت اشتیاق تھا مگر نظام الملک نے
خیال کیا کہ بوجہہ شان و شوکت کے محمد خان باقی ماندہ مسافت دو کوچ مین طی کریگا
محمد خان بجواب ایک خط منجملہ دیگر خطوط کے شکایت کرتا ہی کہ کنہیاجی و جمناجی و دیگر
مددگاران نے کچھہ فوج بھی میری کمک پر نہیں بھیجی نظام الملک اُس کی دلجمعی کرتا ہی
کہ یہہ لوگ بہت دور پر نزدیک مانڈوی کے ضلع سورت مین ہین کچھہ عرصہ نظام الملک
کے ایک قلعہ کے لینے مین صرف ہوا اور عرصہ تک ملاقات مقررہ اسیوجہہ سے ظہور مین
نہ آئی ہمکو خبر اُن حالات کی جو وقوع مین آئے نہیں معلوم ہوئی ہی بجز اسکے کہ دونون صوبہ
دارون نے (یعنے نظام الملک و محمد خان) بالاتفاق مرہٹون کی سرکوبی کے واسطے
کارروائی کی محمد خان نے جو رپورٹ خدمت بادشاہ میں ارسال کی اسمین نظام الملک
کی غایت درجہ تعریف لکھی کہ یہہ بڑا نمک حلال و فرمانبردار رعایاے سرکار دولتمدار مین سے

راہ گم کی تھی اب ہماری فوج سمندر کے خلیج کے کنارون پر آئی ٭

بیشتر ہماری فوج درمیان جنگلون اور ممالک غیر متصرفہ خاندیس و سورت و کوکن کی گذری جہان بوجہہ کثرت اشجار کے راہ ملنا ممکنات سے نتھا جب یہہ لوگ سورت مین داخل ہوئے مخالف دشمن کیجانب جو قلعہ وانگریزی مین تھی ہٹا دئے گئے اور پھر وہانسے بھی کوکن کی طرف جو دکن کی مغربی حد ہے پس پا کردئے گئے تب اعدا ایک مقام پر جہان سے کہ تل کوکن سے گھاٹ کے قریب کے ملک مین جانے کا راستہ ہے پکڑ لئے گئے شکر ہے خدائے ذو الجلال کا کہ صوبہ گجرات باجی راؤ کے دست برد سے امن و امان مین رہا مالوہ کو بھی کچھہ مقام خوف و خطر نہین ہے اور قلعہ سورت جو خانہ خدا یعنے مکہ کا دروازہ ہے کافران بدکیش کے قبضہ سے نکال لیا گیا ٭

جب محمد خان نظام الملک سے ملنے گیا تھا اسوقت اُس نے اپنے بیٹے احمد خان کو بہمری مقیم خان واسطے فتح کرنے قلعات کالکلی و جھکلدہ کے جو نربدا کے دست راست پر واقع ہے اور جو اودا نوار کے صدر مقامات تھے بھیجا تھا ہر دو مقامات مذکورہ صدر مضبوطی مین مشہور تھے خصوصاً جھکلدہ جسمین چار قلعات و عمیق کھائیان تھین اور تین طرف جنگل چوتھے جانب دریاے نربدا تھا چونکہ اُن قلعہ جات کی افواج نے مقابلہ سخت کیا اسوجہہ سے محمد خان نے ارادہ کیا کہ خود اپنے لڑکے کی کمک پر جاوے اور بتاریخ یکم شوال سنہ ۱۱۴۳ھ (مطابق ۲۹ مارچ سنہ ۱۷۳۱ع) کو اکبرپور چھوڑکر دو روز مین نزدیک کالکلی کے جا پہنچا ایک حملہ مین اُس قلعہ کو لیکر پھر یہہ لوگ دوسرے دن جھکلدہ کے محاصرہ کے واسطے آگے بڑھے

مالوہ کچھہ عرصہ تک غارتگری مرہٹان سے پناہ مین رہا باجی راؤ دکن مین لڑائی مین اپنا بچاؤ کرتا رہا +

گرانٹ ڈف لکھتے ہین کہ کوئی بڑی لڑائی درمیان باجی راؤ و نظام الملک کے اپریل سنہ ۱۷۳۱ع تا وقوع صلح باہمی (یعنے لغایت ماہ اگست سنہ رواں) نہین ہوئی نظام الملک اخیر خط مین محمد خان کو حال فتحیابی باجی راؤ پر بطریق ذیل لکھتا ہی کہ باجی راؤ نے بڑودہ کا محاصرہ کرلیا تھا جہانکہ اُسی کے قوم کے لوگ رہتے تھے مگر فوج اسلامیہ کی آمد کی خبر سُنکر مرہٹون نے محاصرہ اُٹھاکر سورت کی طرف راہ لی اور بخیال خاصلہ کے اپنے آپ کو امین سمجھکر پرگنہ لکلا کو تاراج کرنے کیواسطے لوٹ پڑے +

یہہ خبر سُنتے ہی نظام الملک لکھتا ہی کہ مین نے اکبر پور کے گھاٹ کو چھوڑ کر مانڈو کے قلعہ کے نزدیک سے گذر کیا اور اپنا بھاری ساز و سامان و بڑی توپین برہانپور روانہ کردین کوچ بر کوچ کرتا ہوا مین دریا پر پہونچا اور چونکہ توپون کا پار اترنا بہت دشوار تھا اُنہین پیچھے ہی چھوڑ دیا بعدہٗ بشتابی ہرچہ تمامتر بندر سورت مین پہونچا اور تیسری مرتبہ مالوہ مین بھاری اسباب جو مانع عجلت تھا چھوڑ دیا اگرچہ بھوک اور پیاس سے عاجز آگئے تھے مگر ہماری فوج آگے بڑھتی گئی سواری کا ملنا بہت دشوار ہوگیا دو تین روز تک بہت کثرت سے آدمی ضائع ہوئے بہت عرصہ تک جنگل و بیابان مین گذر ہوا اور بعد عبور گھاٹ کے ہماری فوج نے دشمنون کے قریب پہنچکر یکایک اونپر حملہ کیا فوج غنیم کے پانون اوکھڑ گئے قوم بھیل و کولی نے جماعت کثیر مفرورین کو قید کرلیا علی الخصوص رات کو جب دشمنون نے

اور بادشاہ کے مشیر تو بالکل ان معاملات کو نہیں سمجھتے ہین چونکہ کم اپریل ۱۷۳۱ء کی شکست
سے اتفاق درمیان نظام الملک اور محمد خان کے ٹوٹ گیا تھا اس سبب سے یہہ شکایتیں
بے سود تھیں اور قبل پہونچنے خط کے قلعجات لیلئے گئے تھے اور زمین کے برابر کردئیے
گئے تھے +

محمد خان قلعہ کونسی کے لینے کیواسطے روانہ ہوا جو ماوائے بھیلان کا رہنے کا مقام تھا
اس قلعہ میں چار گڑھیان تھین اور اُنکے گرد ایک عمیق خندق پانی سے بھرا ہوا تھا
ہر طرف سے ڈھالو پہاڑیان اور دشوار گذار راستے تھے شب و روز بندوق و بان
وغیرہ و تیر و رہکلہ و توپ کی لڑائی ہوتی رہی پہلا مورچہ چھین لینے پر اہل قلعہ عہد و
و پیمان کے واسطے درخواست کی اور اُنکی درخواست منظور ہوئی یہہ قلعہ توڑا نہ گیا کیونکہ
مرہٹون کی دست برد و غارتگری سے اسکی وجہہ سے پناہ رہا کرتی تھی جب محمد خان
ان قلعجات کے لینے مین مصروف تھا اُسنے سُنا کہ ملہار ہلکر ممالک رہپورہ و مندسور
میں لوٹ مار کر رہا ہے فوج شاہی نے قرب و جوار مین سارنگ پور و شاہجہانپور و دھار
کے اُسکا مقابلہ کیا تھا تب وہ تھوڑے عرصہ کیواسطے علاقہ جے پور مین چلا گیا تھا
اُسوقت مین تہو ایک مرہٹہ سردار نے کانتھہ کے گردپیش کے دیہات کو غارت
کیا یہہ دونون سردار (یعنے ملہار و تہو) متفق ہوگئے کہ شاہجہانپور
و دیرات کے درمیان کی راہ کو لوٹ مار کرین اطلاع ان واقعات کی شیخ امان اللہ مہتمم
شاہجہانپور جاگیر نظام الملک و نیز داؤد خان حلیہ نایب فوجدار سارنگ پور کی جانب سے

بعد چھہ گھنٹے کے جنگ سخت کے محصوران قلعہ یہانتک مغلوب ہو کر عاجز آگئے کہ صلح کے
خواستگار ہوئے تین ہزار آدمی زن و مرد مطیع فرمان ہوئے اور رہا کر دیئے گئے فصیل
و خندق و بروج قلعہ مسمار کر دیئے گئے اور کنجیان سونے کی بطور علامت فتح و ظفر کے
بادشاہ کے روبرو حاضر کی گئین جب مسلمان نزدیک جھیکلدھ کے پڑے ہوئے تھے
اُسوقت مین باجی راو مقام جھابوہ کی طرف لوٹ مار کر رہا تھا اور راجہ ابھائی سنگہ
اُسکا مقابلہ کر رہا تھا محمد خان چاہتا تھا کہ بعد صاف کرنے اُن مقامات و منہدم کرنے
قلعات کے اوسطرف کی راہ لی ❊

اوداجی کے قلعون پر دخل کرنے سے نظام الملک نے شکایات کا دفتر کھولا اوس نے
پیشتر محمد خاں کو لکھہ بھیجا تھا کہ اوداجی اور اُس کے دوست باجی راو کے دشمن ہین اور
اونکے ساتھہ سلسلہ پیغام جاری کرنے مین لحاظ کی کارروائی کرنا چاہیئے اگر کوئی
آدمی ہلکر کا قلعون مین ہووے تو اُسکو گرفتار کرنا چاہیئے ورنہ حملہ وغیرہ ملتوی رکھنا
چاہیئے کیونکہ اُن شخصون کو (یعنے اوداجی وغیرہ کو) ذراسی بات کے لئے ناراض کرنا
کسیطرح بھی قابل تحسین نہیں ہے قبل ازین یکسال راجہ ادھراج (یعنے راجہ جیسنگہ سوائی
والی جیپور) نے اُن قلعون کو خالی کر لیا تھا مگر وہ بھی قایم نرہا پھر مالکان قدیم اُن پر
مسلط ہوئے اگلے نظامون نے اُس مقام کے واسطے جو اُجین سے کچھہ فاصلہ پر ایک
گوشہ مین واقعہ ہے اپنے آپ کو تکلیف نہ دی اُنپر دخل کرنے سے تکلیف تو بہت بڑی
اور فائدہ بہت کم ہے علاوہ اِن باتون کے ایسے وقت مین انپر دست اندازی بکر باد اجی کی

لیکن دوسرے دن جب نواب شاہجہانپور داخل ہوا تو داؤد خان نائب سارنگ پور نے اطلاع دی کہ اگر آپ بہت جلد میری امداد نکرینگے تو ملہار مجھے تنگ کریگا فی الفور باستماع اس خبر کے آدھی رات کو مہاراو اور کنور بہادر اور پسران راجہ چندیری فوج ہراول کے کمان پر متعین کیے گئے اور سپاہ روانہ ہوکر سارنگ پور مین جو شمالی رخ پر انیس ۱۹ میل کے فاصلہ پر شاہجہانپور سے واقع ہی غروب آفتاب کے یکنیم گھنٹہ بعد داخل ہوئے افواج ہنوز کوچ کررہی تھین یا عبور دریا مین مصروف تھیں کہ ناگاہ ہلکر اور انتھو معہ دیگر مرہٹوں کے نمودار ہوئے مسلمان لوگ فوراً برسر مقابلہ ہوئے اور غروب آفتاب کے ایک گھنٹہ بیشتر تک لڑائی ہوتی رہی مرہٹے بھاگ اٹھے اور افواج اسلامیہ نے چار میل تک انکا تعاقب کرکے بہت سے مار لئے محمد خان معہ سپاہ کے آدھی رات میدان جنگ مین رہکر اپنے آدمیون کو تعاقب کے لئے ہدایت کرتا رہا اور خیمے اور ساز وسامان اعدا کا جسکو مرہٹی زبان مین ڈیراو کہتے ہین لوٹتا رہا جب متعاقبین مقام سندرسے کے نزدیک جو قریب ۲۴ میل کے جنوبی رخ سارنگ پور کے واقعہ ہی پہنچے تو ایک مخبر نے آکر خبر دی کہ دشمنون نے میدان جنگ سے گریز کرکے تھوڑی دیر تک یہان دم لیکر پھر اپنی راہ پکڑی اور نربدا کی جانب گئے ہین غالباً ابتک ۱۵ یا ۲۰ کوس نکل گئے ہونگے ؛

تب مسلمان بعد تعاقب دس بارہ کوس کے اپنے لشکرگاہ کو پھرے ؛

محمد خان کے پاس بیس ہزار سوار اور بیس ہزار پیادے تھے شب و روز مخالفین کے دفع کرنے میں وہ جہد بلیغ کیا کرتا تھا علاوہ اسکے ناظم گجرات نے دشاید حمید خان نامی نے

آ چکے تھے اُسوقت مین بھی فتحسنگہ داول بانسی و دیگر مرہٹان نے نربدا کو عبور کیا تھا کیجگہ پر ہندوستانی افواج نے اُنکا مقابلہ نہ کیا تھا اور یہہ لوگ ملک مانڈو کو غارت کرتے ہوئے باری گڈھہ کے راستہ سے اپنے وطن کو چلے گئے تھے ÷

محمد خان لوٹ کر بتاریخ ۱۲ ذیقعدہ ۱۳ جلوسی کو (مطابق ۹ مئی ۱۷۳۱ع) اوجین پہنچا محمد خان شکایت کرتا ہی کہ میرے سوا اور کوئی شخص دیسی خواستگار مرہٹون کی شکست کا نہین ہی سب سے بڑی مصیبت یہہ تھی کہ محمد خان کی فوج نے بغاوت کر کے اپنی تنخواہ کی بقایا طلب کی اُسوقت محمد خان نے اُنکو کسی نہ کسی طرح سے رضامند کر لیا پھر راجہ کشور سنگہ ولد راجہ اجیت سنگہ پرگنہ محمد پور کو اور سید فتحعلیخان بارہ پرگنہ بھداور کو بدین غرض بھیجے گئے کہ اِن مقامات کو مخالفون سے محفوظ رکھیں اور اُن کی راہ آنکی بند کردیں انور خان اوجین ہی میں چھوڑا گیا اور مقیم خان کو حکم ہوا کہ جو کوئی دشمن اوجین میں آوے اُسے نکالدو بعد اِس انتظام کرنیکے محمد خان نے ۱۹ ذیقعدہ (یعنے ۵ امئی ۱۷۳۱ع) اوجین کو چھوڑا اہمارا و درجن سال حاکم کوٹہ و کنور بہادر والی ارچھا و پسران راجہ چندیری سے درخواست کی گئی کہ محمد خان کی مع فوج اپنے زیر کمان لیکر انتھو پر (جو اُسوقت مین کانتہ کے نزدیک ایک ہزار فوج سے پڑا ہوا تھا) اور ملیار پر (جسنے پھر گردونواح سارنگ پور میں سرشوریش اُٹھایا تھا) چڑھائی کرو یہہ بات سرداران مذکور الصدر نے نامنظور کی ÷

۸ ماہ ذوالحجہ کو (مطابق ۳ جون ۱۷۳۱ع) محمد خان کانتہ کے نزدیک پہنچگیا انتھو ہٹ گیا

محمد خان نے استدعا کی تھی کہ اُسکو لقب سہ ہزاری عنایت کیا جاوے اور اُس کی زمینداری اُسکو واپس دیجاوے اگر ہندوستان سنگہ مالوہ کو بھیجدیا جاتا تو بھدوریا راجہ کو کوئی عذر قنوج مین دیر لگانے کا نہ ہوتا جہانکہ (یعنے قنوج میں) وہ فوجدار کے عہدہ پر مامور تھا۔ بعد ملہار راو نے انھوں کے پھر نربدا کو عبور کرنیکے محمد خان ایک شخص ادمان نامی سے مالگذاری جبراً وصول کرنے کے واسطے گیا اور دو کوچ مین راجگڈھ پہنچکر زمیندار مذکور کو شکست دی اور اُسکے ساتھہ معاملہ کر لیا پھر محمد خان سرونج کو لوٹا اِس مقام کو جو قریب ایک سو چھتیس ۱۳۶ میل کے اُوجین سے جانب گوشہ شمال و مشرق کے اور قریب ایکسو پچاس ۱۵۰ میل کے گوالیار سے جنوب کی طرف واقع ہے محمد خان نے اپنا صدر مقام بنایا وجہہ اِسکی یہہ تھی کہ یہہ مقام اوجین کی نسبت نربدا سے زیادہ فاصلہ پر تھا اور یہاں سے گوالیار سے راستہ واپسی ہندوستان کو نزدیک تھا مالوہ میں اُسکا قیام ایسا بے ثبات تھا کہ اُسکو خطرہ گھر جانے کا اور علیحدہ رہجانے کا بالکل نہ تھا معلوم ہوتا ہے کہ محمد خان سنہ ۱۷۳۱ع کے موسم بارش میں سرونج میں رہا۔

حالت اس صوبہ کی (یعنے مالوہ کی) غایت درجہ قابل افسوس تھی تمام ملک کو ناظم نے تباہ کیا تھا اور مرہٹوں نے لوٹا تھا اراضی زراعت سے خارج تھی اور ملک بے چراغ تھا کہیں فصل غلہ کی سوائے سوکھی گھانس کے نظر نہیں آتی تھی دیہات جو آباد تھے اُنکو ٹھاکروں نے لوٹ لیا تھا اور جلا کر خاک سیاہ کر دیا تھا غرض کہ دست برد کافران نے ملک کو ویران کر دیا تھا صرف پانچ ہزار روپیہ مند سُور سے اور چار ہزار روپیہ بھیلسا سے

زرنقد و جواہرات و ہاتھی و گھوڑے باجی راؤ کو دیئے تھے مگر بھانڈیر کا ٹنبا اور اُدا نیوار کے قبضے مین تھے ناظم اپنے شہر سے ایک کوس بھی باہر نہ نکلا تھا ناظم اور مبارز الملک و سر بلند خان ، کی لڑائی کے درمیان محمد خان نے سُنا کہ پہلے ہی مقابلہ مین مبارز الملک غالب رہا مگر بوجہہ رات آجانے کے تعاقب موقوف کیا گیا اور دوسرے دن باہم صلح ہوگئی +

راجگان موصوف الصدر نے یعنے مہاراو درجن سال وغیرہ ، محمد خان کی مدد پر رہنے مین بہت بے پرواہی ظاہر کی صرف کنور بہادر والی اُرچھا نے کامل طور سے خدمتگذاری کی تھی مہاراؤ درجن سال حاکم کوٹہ اور راو ستوارہ نے گھر جانے کے واسطے اجازت چاہی بلکہ ظاہر کیا کہ درصورت عدم حصول رخصت کے ہم بے اجازت ہی چلے جاوینگے اُنہوں نے فوج کو ۲۲ محرم ۱۱۴۳ھ مطابق ۱۶ جولائی ۱۷۳۱ء چھوڑ دیا اس نظر انحراف سے دیگر سردار بھی بیدل ہوگئے اور چند روز بعد کنور بہادر والی اُرچھا چار پانچ ہزار سوار نے اور جوگ راج ولد راجہ جیسنگہ حاکم چندیری چالیس پچاس سواروں سے اپنے اپنے گھر کو پھرے اگرچہ بقول محمد خان موجودگی و عدم موجودگی جوگراج کے برابر تھے تاہم اس برگشتگی سے بڑی دلشکنی ہوتی تھی دیگر راجگان یعنی اودیت سنگہ راجہ ارچھا اور امچند والی دتیا و چتر سنگہ حاکم شاہ آباد دربھدوریا راجہ نے جو احکام و ایلچی خطرات از جانب بادشاہ آئے اُنپر کچھہ توجہہ نہ کی نہ کچھہ توجہہ دربار سے محمد خان کی سفارش پر جو اُسنے ہندو سنگہ چندیلہ کی نسبت کی تھی مبذول فرمائی گئی اس شخص کی نسبت

یہان پناہ لی اور فوج اسکے پیچھے بھیجی گئی تو یہہ لوگ کہتے تھے کہ ہمارے پرگنوں میں کوئی بھاگ کر نہیں آیا ہے اور اگر فوج اُنکے علاقون مین چلی آئی تو وے اپنے حرجہ کی بڑی شکایتیں کرتے تھے اسیطرح ہر ایک معاملہ حالت ابتری مین چھوڑ دینا پڑتا تھا اور ملک کا از سر نو انتظام غیر ممکن تھا *

رام پورہ کے زمیندار ملہار ملکر سے سازش رکھتے تھے اور ملک کی غارتگری میں موید و معاون تھے جب فوج شاہی اُنکا تعاقب کرتی تھی تو راجہ جیسنگہ سوائی دربار مین دادخواہ ہوتا تھا اور محمد خان پر چشم نمائی ہوتی تھی محمد خان اپنے بچاؤ کے لئے جو کچھہ ہوا تھا اوسکا بیان کرتا ہے *

سیتارام ناگر زمینداران رامپورہ کا خاص محرر تھا تاوقتیکہ راج ادھراج نے فیصلہ کیا تھا یہہ شخص مقیم خان کی رجمنٹ مین جمعدار ہوگیا ایک ٹانگ کے ٹوٹ جانے پر وہ مقیم خان کے ہاتھی پر چڑھا دیا گیا اور جسدن فوج نے مقام نیلا کو چھوڑا وہ اپنے گھر کو بھری بچپس ساٹھ آدمیوں کے روانہ ہوا راجہ جیسنگہ سوائی کے آدمی رامپورہ سے سات آٹھہ کوس کے فاصلہ پر کمیں گاہ میں پڑے ہوئے تھے جب سیتارام ناگر وہاں ہوکر گذرا اُنہوں نے اُسکو ٹھہرا کر اُسکا ہاتھی پکڑ لیا اور نہ ہاتھی واپس دیا نہ نواب کے قاصدون کو ملاقات کرنیکی اجازت دی محمد خان بڑے شد و مد سے بیان کرتا ہے کہ یہہ بات بہت دشوار ہے کہ راج ادھراج جو اکبرآباد و اجمیر پر قابض ہے اور جسکو حال مین پرگنے گرد نواح دارالسلطنت کے ملے ہیں صوبہ مالوہ پر دست اندازی کرنے کی کوشش کرے اور کافران بدکیش سے سازش رکھے *

وصول ہوی تھی سنہ ۱۲۳۶ء موسم برشگال مین محمد خان نے متواتر رپورٹ مین نسبت ان واقعات کے کہین جنمین درج تھا کہ مجھکو روپیہ کی ضرورت ہی اور میری فوج کے طور وطریق باغیانہ ہین اور مالوہ سے وصول مالگذاری غیر ممکن الوقوع ہی آپ میری روپیہ اور نیز فوج سے امداد کرین مگر کچھہ جواب اِن ضروری عرائض کا مرحمت نہ ہوا ÷

محمد خان کی مشکلات اِسوجہہ سے اور بھی زیادہ ہوگئی تھین کہ صوبہ مالوہ تمام وکمال جاگیر دارون کی تنخواہ مین مرحمت کردیا گیا تھا جنگی خان دوران خان روشن الدولہ ساعی تھے یہہ جاگیر دار ادنی سی دست اندازیون کی بھی شکایت دربار مین کرتے تھے مگر ذرا بھی مدد نہ کرتے تھے اسقدر زمین بھی صوبہ دار کے واسطے نہ بچی تھی کہ اپنا پانوں رکھے اور سیرگاہ یا شکارگاہ کے لایق ہو نیکا تو کیا ذکر ہی ایک سمت میں ایک تالاب سے جو اجین سے ڈھائی کوس پر ہی برہان الملک اور اور لوگون کی جاگیر تھی اور دوسری سمت مین فتح آباد سے چار یا پانچ کوس پر شہر سے پرگنہ جات و دیہات سب جاگیر مین تھے رامپورہ پر راجہ جینسنگہ سوائی کا قبضہ تھا حیف علیخان کی جاگیر کنکرال تھی راجہ مول راج کے قبضہ مین کدروالا تھا جو دھامونی میں ہی دیگر حصص اُس صوبہ کے نظام الملک آصف جاہ و نواب قدسیہ و حافظ خدمتگار خان و مقرب الحضرت خاقان و میر حسینخان کوکہ سعادتخان بہادر میر آتش و علی احمد خان اور خواجہ سراون کو بادشاہ کی دے دی گئی تھی اکثر گماشتون نے اِن جاگیرداروں کی اپنے علاقون کو مرہٹون کی آمد و رفت کی جگہہ بنادیا تھا اور وہیں علاقہ شاہین کی لوٹ کا مال جمع ہوتا تھا جب کسی مرہٹے نے ان کارندون کے

اور کچھہ وصول نہ ہو سکا آخر کار اِسنے سید عتیق اللہ خان کو گھیر لیا اور اُس کی رسد بند کر دی چونکہ
چتر سنگھ محمد خان کے ہندوستان مین آمد و رفت کے راستہ میں تھا اِسوجہ سے وہ محمد خان
کو بہت ستاتا تھا تروار جو بطور ایک دروازہ کے ایک وقت مین ایک آدمی کی گذر کے لائق ہی
کھلا ہوا راستہ رنگروٹون کے واسطے تھا بعد اوسے جو راستہ تھا اُسے بھی دربار راجہ نے
بندکر دیا تھا سات یا آٹھہ مرتبہ چتر سنگھ کے آدمیون نے قاصدون کو تروار کی گھاٹی مین
مارڈالا تھا اور اُن کے خطوط لے لئے تھے صرف دو قاصد بعد دے دینے خطوط کے
اپنی جان بچا کر بھاگ گئے تھے اِس تکلیف کے رفع کرنیکے واسطے محمد خان نے پھر درخواست
کی کہ میرا لڑکا اکبر خان فوجدار تروار وبعد اور مقرر کیا جاوے یا اگر یہہ ناپسند ہووے تو
کوئی شخص مغل کی قوم کا متعین کیا جاوے کہ راستہ آمد رفت کا برابر کھولدے یہہ عرضداشت
بدین وجہہ نامنظور ہوئی کہ شاہ آباد حال میں راجہ چتر سنگھ سے لے لیا گیا ہی اور اب اُوسکا
وطن تروار بغیر کسی قصور کے نہیں لیا جا سکتا ہی بطور دوسری تجویز کے نواب نے اصرار کیا
کہ چتر سنگھ کی جاگیر و منصب چھین لینا چاہئے تاکہ اور لوگ اِس بات سے سبق حاصل کرکے
آیندہ نافرمانی حکم سلطانی مین نہ کرین بعد کئی مرتبہ لکھنے کے جو بالکل بیفایدہ تھا محمد خان نے
آخر کار چتر سنگھ کے مقابلہ کے واسطے جنگی کارروائی کرنے کا مصمم قصد کیا ❊

مالوہ مین آنے کے دوسری سال کے شروع میں (اکتوبر - نومبر ۱۸۳۱ع) محمد خان نے سرائے
نو کو کوچ کیا جو قریب پچاس میل کے شمال مین سرونج کی ہی اور ظاہر یہہ کیا کہ مین دربار کو
جاتا ہون بتاریخ ۳ رجمادی الاول ۱۲۴۷ھ مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۸۳۱ع کو فوج نے دیہہ

حصیف علی خان کی جاگیر کی کیفیت یہہ کہ زمیندار گنگرال کا دستور تھا کہ اگلے نظامون کو پیشکش ادا کیا کرتا تھا ایک لاکھہ روپیہ راجہ گردھر بہادر کو علاوہ چار ہاتھیون کے ادا کیا گیا تھا محمد خان نے بالعوض نقصان رسانی کے اُس جاگیر دار کو فایدہ پہنچایا جب معتیم خان وہان گیا تو اُس نے زمینداروں پر لگان اضافہ کیا اور روپیہ وصول کر کے جاگیر دار کو دیدیا عامل اِس جاگیر دار کا (یعنے حصیف علیخان کا) جاگیرات عبدالرزاق خان و خواجہ منیر خان و گھاٹی رام پر قابض تھا بعد بندوبست اوجین کے محمد خان کا ارادہ ہوا کہ دھمونی کو جا کر راجہ مولراج کی جاگیر چھوڑا دے جب محمد خان نے دیکھا کہ کوئی میرے بیانات پر حضور دربار مین لحاظ نہین کرتا ہے تو ایک نایب اپنی جگہ پر چھوڑ کر دربار کو روانہ ہوا راستہ میں اُسنے ارادہ کیا کہ کہ شاہ آباد و رانودہ مین بھی جسکی فوجداری راجہ چتر سنگہ نے ابھی تک نہیں چھوڑی تھی اور جسنے عتیق اللہ خان نایب محمد خان سے بدسلوکی کی تھی بندوبست کرے اس مہم سے نواب کی بدعملیان غایت درجہ کو پہنچ گئیں اور کچھہ شک نہیں ہے کہ اِسوجہہ سے محمد خان یکایک واپس بلایا گیا۔

راجہ چتر سنگہ نرواری جسکی سفارش حافظ خدمتگاران نے محمد خان سے کی تھی کہ یہہ میرا دوست اور ساتھی ہے سرکار شاہ آباد و رانودہ پر قابض تھا جسکا محمد خان فوجدار مقرر ہوا تھا اسکی موروثی جائداد شیوپوری و کلاری میں تھی اور اسکا علاقہ سرونج کے قریب تک پھیلا ہوا تھا تروار بھی اِسیکے پاس تھا جو سات سو برس سے کبھی ہندؤن کے قبضہ میں نرہا تھا اگرچہ اِسے حکم شریک ہونے کے واسطے ہوا تھا مگر اُسنے کچھہ اِس حکم پر لحاظ نہ کیا نہ اپنی سرکارین چھوڑین

محمد خان نے سوای سرونج کو لوٹنے کے کوئی چارہ نہ دیکھا ✣
خبر تھی کہ مرہٹے دیہات کھیجن واومان و سوتی مین کثیر التعداد تھے اگرچہ دکھن مین یہہ لوگ
چوتھہ یعنے چہارم ہی کہا کرتے تھے مگر اُنھوں نے مالوہ و گجرات کے قصبہ جات و دیہات
مین تین حصون سے بھی زیادہ لئے چونکہ اس سال (یعنے ۱۱۴۲ھ) اُنہون نے اپنی تئین
جانب گجرات بالکل سلامتی مین سمجھا تو ایک لاکھہ سوار مالوہ مین لائے فتح سنگہ کار زندہ ساہو
و پیلاجا دون و انندراو برادر او دانپوار و شاماجی و دیگران نے معہ تیس ہزار سے زیادہ سوارون کے
کھملاسا کے قریب مشرقی رخ پر شہر سرونج سے جانب چندیری بفاصلہ سات کوس سرونج سے
مقام کیا جمنا برادر باجی راؤ و ملہار و دیگران معہ فوج تیس ہزار سوارونکے قصبہ امتوارہ مین پڑے
ہوئے تھے اور بھی فوج قریب بارہ ہزار کے تھی جسنے نربدا کو عبور نہین کیا تھا دوسری فوج
جو دس سے بارہ ہزار تک خیال کیجاتی تھی مالوہ کی جانب گڈہ کے راستہ سے
بڑہ رہی تھی اسطرح سے کل افواج اعدا اسّی یا نوّے ہزار چہار طرف سے بڑھتی آتی تھیں ✣
جسوقت مرہٹون نے نربدا کو عبور کیا تو زمینداروں نے اپنے گماشتے بھیجے کہ تعداد
کھنڈلی کی جو لگائی جاویگی مقرر کرلیویں تب روپیہ ادا کر دیا گیا اور پھر یہہ راجہ اپنی علاقون
کی طرف سے مطمئن ہو کر اپنے گھرون مین ٹھیرے زمیندار شیوپوری و کلارس و دیگران
نے کفیل ای کہ ہم برابر سالانہ خراج ادا کرتے رہینگے راجہ ارچھا دھندیا راجہ و سپران
چتر سال و راجہ دتیا نے جسقدر خراج اُنکو دینا تھا اُسکا مقدار معین کرلیا زمینداران
مالوہ نے مرہٹون کے ساتھہ پگڑی بدلی اور اتحاد کرلیا ✣

لیکاراکا محاصرہ کرلیا گاؤں والون نے اپنے قلعہ کی طاقت پر بھروسا کرکے مقابلہ کیا اور تین پھر تک لڑے آخرکار بھاگ اُٹھے اور وہ چھوٹا قلعہ سبر سواری لے لیا گیا فوج قلعہ مین جماعت کثیر کام آئی یا بہت سے نیم بسمل سمجھکر چھوڑ دیے گئے دوسرے دن چاندور پر جہان ایک مضبوط قلعہ تھا اور جہان کے زمیندار شرارت مین مشہور تھے حملہ کیا گیا تمام دن لڑائی ہوتی رہی انجام کار یہہ قلعہ بھی قبضہ مین آگیا اور جانبین سے بہت سی جانین تلف ہوئیں +

مسلمان لوگ بھیرجرگون کی طرف گئے یہہ قلعہ ایک بلند پہاڑی پر واقعہ تھا اور ایک جنگل اور متعدد دُھسون سے محیط تھا قلعہ کے محافظ اپنی تعداد پر بھروسا کرکے اُن جھاڑیون اور گھاٹیون مین چلے گئے چوبیس دن تک صبح شام لڑائی ہوتی رہی یہانتک کہ دشمن صلح کے خواستگار ہوئے اور صلح ہو گئی تب فوج شاہی بھاندور کو جو کہری سنگہ نبیرہ چتیر سنگہ کا مضبوط قلعہ تھا پھری کہری سنگہ رات کو بھاگ گیا اور اُسکا قلعہ لے لیا گیا دو یا تین اور قلعات اِسطرح پر حیطہ تصرف مین آئے +

شاہ آباد مسکن چتیر سنگہ پر سب سے پیچھے حملہ کیا گیا لوگ بیان کرتے تھے (شاید کچھہ مبالغہ ہو) کہ یہہ قلعہ مثل قلعہ گوالیار کے مضبوط ہی بعد تھوڑے عرصہ کے چتیر سنگہ نے مقابلہ کرنا چاہا اور محمد خان نے اوسکو بلا لینے کی کوشش کی یہہ بات قرار پائی کہ چتیر سنگہ محمد خان کی فوج کا شریک ہووے اتنے مین خبر پہونچے کہ باجی راؤ نے ایک تازہ حملہ کیا ایک رات پیشتر اُس دن کے جو کوچ کے لئے مقرر ہوا تھا چتیر سنگہ نے اپنی تنخواہ کا دعوی ایش کیا یہہ بھی منظور کیا گیا لیکن رات کو چتیر سنگہ روپوش ہو گیا اور اپنے مُلک کو چلدیا چونکہ خطرہ بڑھتا گیا

اور دربار کو لکھا تھا کہ اگر حکم واسطے مقابلہ مرہٹون کے صادر ہو تو ضرور فوج اور روپیہ بھی بھیجا جاوے اور اگر صلح منظور ہووے تو مین اُسی کی مطابق عمل کرون ✦

محمد خان نے ۱۷۳۱ء کے موسم برشگال مین سرونج مین بود و باش رکھی اور اپنی اوقات فرصت میں دہلی کو واسطے مدد ہی کے لکھا کرتا تھا وہ پیشین گوئی کرتا ہی کہ اگر مرہٹے نہ روکے گئے تو دوسری سال نربدا کے کنارون سے اکبرآباد و الہ آباد و قریب علاقہ بہار تک پھیل جاوینگے اور آخر کار اجمیر پر آگرینگے صوبہ مالوہ کی آمدنی فوج کی تنخواہ کے لئے بھی کفایت نہین کرسکتی ہی بیس برس مین نے خاندان سلطانی کی خدمت کی لیکن جو کچھ مین نے پس انداز کیا تھا سب خرچ ہوگیا ہی میری جاگیرین بھی بندیلون کے ہاتھ مین ہین جب میں مالوہ کو بھیجا گیا تھا تو وزرا نے مجھ سے سخت قسمیں لی تھین کہ جب تک صوبہ مذکور کا انتظام نہ ہو جاوے تب تک اپنی جاگیرون کے چھوڑانے کی کوشش نہ کرنا اعرصہ مین جان نثار خان فوجدار کوڑا نے عرصہ تین برس سے سہنڈا سے زر کثیر وصول کیا اور دیگر پرگنہ جات اندی سنگرام کو لبطور امانت سپرد کردی گئی بغیر چالیس ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادون کے انتظام نہین ہوسکتا ہی اور میرے پاس اسقدر روپیہ بھی نہین ہی کہ دو ہزار سوارون کی تنخواہ ادا کرسکون بدین وجہہ مین ۵ لاکھہ روپیہ ماہواری اور زبردست فوج مغل اور نیز فوج امدادی کا رفیق راجگان سے طالب ہون مرہٹون کے پاس چار یا پانچ افواج ہین جو ایک دوسرے سے پانچ یا چھہ میل کے فاصلہ سے پڑی ہوئی مین اور یہی انتظام فوج شاہی کا بھی ہونا چاہئے اگر میری بات مین شک معلوم ہو اور میری تحریرات مین طولانی

محمد خان نے ساہو راجہ پونا کو خط راست پیغام رسانی کی کوشش کی مگر جواب آیا کہ باجی راؤ پنڈت پردھان جو میری ریاست مین اعلیٰ درجہ کا مرتبہ و قدرت رکھتا ہی میرے ہر معاملہ مین مشیر ہی اپنا جو مدعا ہو اُسکو لکھہ بھیجنا چاہیے پیلا جادون و ملہار ملکر پنڈت پردہان کے ماتحت ہین وے ضرور اُس کی مرضی کے مطابق عمل کرینگے *

جب محمد خان نے سُنا کہ دشمن کھملاسا کی جانب بڑھتی جاتی ہین تو لودہ ڈنگر کو چھوڑ کر تین روز برابر شب و روز کوچ کر کے سرونج پہنچا یہہ قرار پایا کہ کل علی الصباح دشمنون پر حملہ کرینگے جن کی نسبت خبر تھی کہ تعداد مین تیس ہزار تھے تب یہہ خبر ملی کہ ملہار نے استوارہ کو چھوڑ دیا اور پچاس ہزار سوار کے ساتھہ روانہ ہو کر مہارا وکوٹہ سے کھنڈلی ٹھہر اکر سرونج سے ۱۵ یا ۱۶ میل کے اندر آپہنچا ہی بیس ہزار آدمی مندسور دارجین و شاہجہانپور مین جانب جنوب و مغرب سرونج کی پھیلی ہوئی ہی *

یہہ صریح بات تھی کہ اگر محمد خان کھملاسا کو جاتا تو دشمنون کو شکست دینے اور انکا تعاقب کرنے مین دس سے پندرہ دن تک صرف ہوتی اور اُس کی عدم موجودگی مین کوئی اور مرہٹا سردار سرونج و بھیلسا و دیگر قصبہ جات کو لوٹتا محمد خان نے اُسوقت دب جانا بہتر سمجھا اور مرہٹا سرداروں کو بلوا کر بطور خلعت کے وتحایف و گھوڑے اور ایک ہاتھی دیا بعد عہد و پیمان ہو جانے کے مرہٹی گڈھہ کے راستہ سے چلے گئے اور نربدا کو کشتیون کے ذریعہ سے عبور کیا ان لوگون نے حسب دستور مرہٹون کے محمد خان سے تحریری عہدنامہ مانگا تھا مگر محمد خان نے بغیر اجازت بادشاہ کے اُسکے دینے سے انکار کیا تھا اور

نے اُنکے ہمراہ ہوکر اُنکو مناسب راستے بتلائے اُس مین یہہ بھی لکھا تھا کہ دشمنوں کا ارچھا در تروار مین پہنچ جانا تمہارے گماشتون کی سازش سے ہوا خاندوران خان لکھتا ہی کہ مین نے بڑی سعی و کوشش سے پرگنہ اکبر پور کا عطیہ ۱۱۲۶ فصلی سے از سرِ نو حاصل کیا ہی حالانکہ حضور فرماتے تھے کہ چند سال ہوئے کہ یہہ پرگنہ صرف ایک فصل کیواسطے عطا کیا گیا تھا اور افسران دیوانی بھی اعتراض کرتے تھے کہ وہ خالصہ بھی دوسرے خط جو اُسیوقت مین لکھا گیا تھا خان دوران خان بڑے شد و مد سے اپنی دیانتداری کا بیان کرتا ہی اور کہتا ہی کہ سوائے اُس جاگیر اضافہ شدہ کے جسکی قیمت ایک کڑور دام تھے اور جو سیدون کی عملداری مین ۱۷۱۳ء لغایت ۱۷۲۰ء مجھکو عطا ہوئی تھی مین نے کچھہ نہین پایا ہی علاوہ اِسکے اور کوئی چیز مجھکو حرام کے برابر ہی پھر مجھہ کو موقوفیون اور اسامیون اور جاگیرون پر تقرر کرانے سے کیا ملیگا جب تم مالوہ پر متعین ہوئے تھے تو بوجہہ دوستی کے مینے اپنے ایک خاص رشتہ دار کو جسکو پہلے وہ جگہ نامزد ہوئی تھی بڑی مشکلوں سے علیحدہ کرایا تھا ؀

جلد ایک فرمان خاص دستخطی بادشاہ سرونج مین پہنچا جسمین محمد خان کو اطلاع دی گئی تھی کہ راجہ جیسنگہ سوائی تمہارا جانشین مقرر ہوا تم مستقر الخلافت اکبر آباد مین حاضر ہو وہان مابدولت بھی بعد شکار کھیلنے کے محفوظ جنگلات شیولی مین جو نزدیک دہلی کے ہی تشریف بری کا قصد کرنے مین اطلاع اپنی برطرفی کی کچھہ پیشتر تاریخ ۴ جمادی الاول (مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۷۳۲ء) محمد خان کو بذریعہ خطوط مرسلہ قایم خان اسپر خود و خطوط مرسلہ منگل خان

ومبالغہ سمجھا جاوے تو کوئی ایسا شخص بھیجا جاوے جس کے لکھنے پر اعتماد ہووے اور جو اس طولانی کو کم کر سکے مین بخوشی اُس کی ماتحتی مین کام کرونگا اگلے زمانہ مین دکن مین بہات بادشاہ تھے مگر شاہان سلف نے اُنکو فتح کیا بمقابلہ اسکے کیسا آسان ہے کہ اس طائفہ دزدان سے ملک کے ایک گوشہ کو نجات حاصل ہووے اگر حضور شاہجہان آباد چھوڑ کر مالوہ مین فوج لاوین اگر یہہ معاملات اسطرح پر چند روز اور چلے گئے تو یہہ مفسدہ بہت جلد ہندوستان تک پھیل جاویگا بدین وجہہ یہہ بہتر ہے کہ مرہٹون کی دست اندازیان ایکبارگی ردکدیجاویں شعر سرِ چشمہ باید گرفتن بہ میل ✣ چو پر شد نہ شاید گزشتن بہ پیل ✣ بالعوض کمک رسانی کے خطوط دربار سے بنام چند زمینداران کے بدین ایما آئے کہ ایک نیا نظام مقرر ہوا چاہتا ہے تم لوگ اُسکی آمد کا انتظار کرو اور محمد خان سے مت متفق ہو اسیطرح کی جرات انگیز خطوط مرہٹون کو بھیجے گئے اگرچہ نظام الملک سے مدد کیواسطے محمد خان نے عرض کی تھی مگر اُس نے بھی کچھہ اشارہ نہ کیا اب کچھہ فاصلہ سے مدد حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ازروے ایک پروانہ مورخہ ۲۰ رمضان (مطابق ۶ مارچ سنہ ۱۷۳۲ء) سنہ ۱۴ جلوس میں نواب نے سترہ ہزار روپیہ لاہور کے صرافوں پر ہنڈی کرا کر سرداران (تمنداران) افاغنہ کو کابل میں رہتے تھے بھیجی اُنسے درخواست کی گئی تھی کہ رنگروٹ بھرتی کرو مگر کوئی شخص بھرتی ہونے نہ آیا ✣

محمد خان نے عرائض کے جواب مین دربار سے ایک ملامت آمیز خط مرسلہ خاندوران خان بدین مضمون آیا کہ تم نے مرہٹون کو تمام ملک مین پھیل جانے دیا اور تمہارے کارندون

سنہ ۱۵ جلوسی مین (مطابق ستمبر ۱۷۳۲ء لغایت اگست ۱۷۳۳ء) جب محمد خان اکبر آباد پہنچا تو کچھ عرصے کے بعد اُس کے پاس ایک فرمان مرسلہ بادشاہ بدین مضمون پہنچا کہ خبر ہی کہ مرہٹے سرونج و نروار کے درمیان مین ہین اور زمینداران فرقہ اسبت کے لوٹنے مین مصروف ہین جمدۃ الملک اعتماد الدولہ قمر الدین خان اُنکے مقابلہ کے واسطے مقرر کیا گیا ہی اور تم بھی اُنکے شریک ہو۔ اعتماد الدولہ نے بھی ایک خط اسی مضمون کا محمد خان کو لکھا تھا +

قمر الدین خان وزیر الممالک کے ہمراہ ظہیر الدولہ مجاہد جنگ معہ بھائی کے اور خان فیروز جنگ ولد آصف جاہ نظام الملک اور داماد وزیر کے آئے اور جب اکبر آباد پہونچے تو محمد خان اُنسے ملنے اور اُنکا استقبال کرنیکے واسطے نکلا دوسرے دن وزیر نواب کے گھر آیا اور مصر ہوا کہ اِس مہم مین شریک ہو محمد خان اِس جنگ کو بطور جہاد کے سمجھکر شریک ہونے پر رضامند ہوا تب ہمرہی خان فیروز جنگ و مجاہد جنگ کے محمد خان نروار کے اُسطرف مقام بودہ ڈانگر کی طرف جو کلارس کی جنوبی طرف واقع ہی بڑھا وہان سُنا کہ کافرون نے نربدا کو عبور کیا ہی لیکن راجہ جیسنگہ سوائی نے اِسوجہہ سے کہ اُنکی راہ مسدود نکر سکا اپنا اسباب بکمال براپنی ملک کو روانہ کر دیا اور خود بھی ایک منزل اُسطرف کو روانہ ہو چکا ہی وزیر نے جسکے پاس ایک خط راجہ جیسنگہ سوائی کا آچکا تھا محمد خان کو اِسوجہہ سے کہ موسم بارش قریب آگیا ہی اور اسوقت کچھ اور نہین ہو سکتا ہی تاکیداً واپس آنے کو لکھا محمد خان بمطابقت حکم مذکور لوٹ پڑا اور شیوپری مین وزیر سے پھر مل گیا۔

پھر اُنہون نے واسطے سرکوبی لیسر اُدارو کے کوچ کیا جس کے اغوا سے جان نثار خان فوجدار

سے جو دہلی کو بغرض جمع کرنے سپاہ اور روپیہ کے گیا تھا اور نیز خطوط مرسلہ پیر علیخان سے جو دربار مین محمد خان کا قایم مقام تھا پہنچ گئے تھے احکام مقیم خان کے نام جاری ہوئے کہ قصبہ اوجین و دیگر مقامات کو راج ادھراج کے نوکرون کے حوالے کرکے محمد خان کے پاس حاضر ہو ۶ ماہ روان کو (مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۷۳۲ء) نواب کا خاندان و متعلقین اپنے گھر کو روانہ ہوئے منگل خان نے جو آدمی جمع کئے تھے وہ برضای بادشاہ راج ادھراج (جی سنگہ سوای) کے نائبون کے حوالے کردیئے گئے تب محمد خان مالوہ کو چھوڑکر اکبرآباد مین بتاریخ ۲۹ جمادی الثانی (مطابق ۶ دسمبر ۱۷۳۲ء) پہنچا جہان کہ دو برس سے نہ گیا تھا +

علاوہ روپیہ کے تنگی اور فوج کی تمام ناکامیابی کی تین وجوہ تھے جو محمد خان کی موقوفی کا باعث تھی (۱) شکایتیں جاگیرداروں کی جو محل مین رسوخ رکھتی تھی (۲) جملہ جی سنگہ نروازی پر جسکا معاون اُسکا دوست حافظ خدمتگار خان اور دیگر اشخاص تھی (۳) دوستی درمیان محمد خان و نظام الملک کے جس کے افعال پر چند ذی اختیار شخصون کا مجمع بڑے حسد سے نظر رکھتا تھا بعدہ مرہٹون کا جلد بڑھنا محمد خان کی بیانات کی صداقت کرتا ہی اور یہہ ظاہر ہی کہ محمد خان نے قلیل سپاہ و روپیہ سے اگر زیادہ نہین تو اُسیقدر کر دکھایا جتنا کہ وزیر اور امیر الامرا نے بعد کل فوج سلطانی کے انجام کو پہنچایا +

مہمات بمقابلہ مرہٹان

(۱۱۳۵ھ لغایت ۱۱۴۹ھ مطابق ۱۷۲۳ء لغایت ۱۷۳۶ء)

لوگ کوڑا کالپی اٹاوہ کو لوٹینگے سربلند خان مبارز الملک کے نام اُن کے روکنے کے لئے
احکام صادر ہوے اور محمد خان کو لکھا گیا کہ وہ خاموش نہ بیٹھے بلکہ گوالیار کی جانب روانہ
ہووے اور بادشاہ کا ارادہ ہوا کہ بنفس نفیس الہ آباد کو جاوے - محمد خان نے اس حکم
کے جواب مین یہہ تحریر کیا کہ میرے ذمہ مالوہ کی مہم کی بابت ابتک ایک سال کی تنخواہ
فوج کی باقی ہے اسیوجہہ سے فوج کی بھرتی سے معذور ہون اور اس شکستہ حالی کے ساتھ
مین گوالیار جانا مناسب نہین جانتا اسکے علاوہ مین بیمار بھی ہون لیکن میرا بیٹا اکبر خان
اگر گوالیار کا فوجدار مقرر کیا جاوے تو بہتر ہے +

محمد خان نے ایک خط مین وزیر کو ظاہر کیا کہ تنہا بلا رفقا کے دربار مین مجھے حاضر ہونے مین
تامل ہے اور اُسنے اپنے بیٹا قایم خان کو معہ اسقدر فوج کے جو اُسکے پاس موجود تھی بھیجا
اور یہہ ظاہر کیا کہ اگر عہدہ صوبہ داری اور دس کڑور دام مجھکو عطا فرماے جاوین تو مین جسقدر
فوج مطلوب ہے مہیا کر سکتا ہون غنیم کے مقابلہ کے لئے پچاس ہزار فوج درکار ہے اور محاصل
ایک صوبہ کا اس مین صرف ہو جاویگا اور بلا کافی فوج کے گوالیار جانے اور وہان ہاتھ پیر
سکوڑ کے بیٹھے رہنے سے بجز اسکے کہ دشمن کو مقابلہ کی جرأت زیادہ ہو اور کوئی فائدہ نہین
ادھر خان دوران خان امیر الامرا نے محمد خان کو دو خط بھیجے جنکا یہہ مضمون تھا کہ سنا گیا ہے کہ جمنا جو
راجہ جیسنگھ کو مالوہ سے نکالتا ہوا براہ سرونج اور بندیل کھنڈ کے گوالیار سے آگے بڑھ آیا اور اُس ملک
کو لوٹ لیا لہذا آپکو چاہیے کہ ایک بھاری فوج اکبر آباد کی نواح سے مرتب کرکے روپیہ مدد دیجاویگی
برہان الملک بھی اکبر آباد کی جانب حسب الحکم روزانہ کوچ کرتا ہوا جا رہا ہے - فخر الدولہ برادر خاندوران خان

گوڑہ جو وزیر کا داماد تھا قتل ہوا تھا ۹ محرم ۱۱۴۶ھ (مطابق ۱۱ جون ۱۷۳۳ء) یہہ لوگ غازیپور پہنچے راجہ کے قلعہ پر طلوع آفتاب کے ۲ گھنٹہ بعد سے بہت رات تک گولہ اندازی ہوتی رہی دن مین قلعہ کے خندق کے نزدیک جو مکانون کے گرد تھے توپخانے قایم کردے گئے بھگونت تاریکی مین بھاگ گیا اور سوتھر مین جو ایک مضبوط جگہ اُسی کے قبضہ مین تھی پناہ گیر ہوا تب محمد خان دریائے جمن پر نزدیک گھاٹ چارکھاجری کے خیمہ زن ہوا اور فوج مفرورین کے تعاقب مین گئی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ محمد خان نے کچھہ روپیہ لیکر اس معاملہ کو طی کرلیا لیکن خاص اُسکے خطوط مین کچھہ بیان نہین ہی کہ یہہ معاملہ کیسے انجام کو پہنچا معلوم ہوتا ہی کہ محمد خان مظفر خان کی مہم مین جو ۱۶ سنہ جلوسی مین (مطابق ۱۱۴۶ھ ۔ ۱۱۴۷ھ ستمبر ۱۷۳۳ء ستمبر ۱۷۳۴ء) ہوئی شریک نہ تھا اور نہ مہم قمرالدینخان مین جو ۱۷ سنہ جلوسی مین (مطابق ۱۱۴۷ھ ۔ ۱۱۴۸ھ) ہوئی شرکت رکھتا تھا اُسوقت مین محمد خان کو ایک خطرناک مرض پیدا ہوا یہانتک کہ چودہ روز تک اُسنے سوائے آب رنج کے نہ کچھہ کھایا نہ پیا ٭

۱۱۴۸ھ مین (مطابق مئی ۱۷۳۵ء ۔ مئی ۱۷۳۶ء) یا ۱۱۴۹ھ مین (مطابق مئی ۱۷۳۶ء ۔ ۱۷۳۷ء) محمد خان نے بادشاہ کو خبر دی کہ پیر باجی راو معہ دیگر افسران کے بندیل گھنڈ مین ہی اور کچھہ لوگ معہ ۲ یا ۳ سو سوارون کے جمنا کے کنارون پر آئے تھے اور بہت سے مقامات تحقیق کیئے جہانپر کہ دریا پایاب تھا اور یہہ بھی افواہ ہی کہ یہہ لوگ دواب مین اُتر آنے کا قصد رکھتے ہین بجواب اِسکے بادشاہ نے تحریر فرمایا کہ پیران چتر سال دشمنون سے سازش رکھتے مین اور اُنہون نے دشمنون کو راہ دی ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وے

موضع اوریا اور سراے اجیت مل واقع ضلع اٹاوہ کے مقابل کے گھاٹون سے دریاے جمنا کو
عبور کر کر خانپور، دیرآپور، منگل پور، سکندرہ اور شیوگن پور کو تخت و تاراج کر چکے تھے علاوہ
اسکے انکی تحصیل کرنیوالے لوگ دواب کے زمیدارون اور فوجدارون سے کعنہ بٹی وصول
کر چکے تھے اور انکی کچھہ جماعتین ملک گوالیار مین پھیل گئی تھیں اور موضع بچی پور کا بھی
محاصرہ کرلیا گیا تھا اور موضع اتری کے باشندوں نے جنکی نسبت یہہ بھی اشتباہ تھا
کہ وہ دشمنون سے ملے ہوئے ہین گوالیار مین پناہ لی تھی اور شاید زمیداران راٹھ شکست
پا چکے تھے ...

۷- رمضان ۱۱۴۸ ہجری مطابق ۱۰ جنوری ۱۷۳۶ء کو نواب محمد خان کی فوج نے دریاے
جمنا کا عبور شروع کیا محمد خان نے اپنی روانگی کی تاریخ ۱۴ شوال مقرر کی تھی لیکن چونکہ یہہ
خبر معلوم ہوئی کہ مرہٹے دہلی کے قریب ہونچ گئے اس سبب سے باشندگان اکبرآباد و نیز
اے شیوداس نایب خایف ہو گئے دشمن کی فوج جو بھداور مین ہے شاید کسیوقت موقع پاوے
اور دریا اتر کر شہر کا محاصرہ کرلے۔

پے درپے خبرین پہنچین کہ مرہٹے نورآباد سے گذر کر اکبرآباد کی طرف چلے آرہے ہین اور ایک
گروہ انکا موضع اتری ملک بھداور مین ہے چنانچہ ۱۲ رمضان ۱۱۴۸ ہجری مطابق ۲۴ جنوری ۱۷۳۶ء
کو ایک دستہ دوہزار سوار اور دوہزار پیدل کا زبردست خان و رسول خان وغیرہ کی کمان مین اس
غرض سے دھولپور بھیجا گیا کہ وہ دریاے چمبل کے گھاٹون کی حفاظت کرے زمیداران اقوام
وندونہ و سنگروار ددوار و نونپوری اور گوجر کو خلعت عطا ہو کر ناکہ بندی کی واسطے جابجا متعین

بھی ایک فوج جرار کے ساتھہ راہ مین ہی راو بدن سنگہ جاٹ بھی عنقریب الہ آباد پہونچیگا یہہ سب شہر کی حفاظت مین مدد کرینگے ۔

نصرت یار خان اور رای شیوداس راجہ جیسنگہ سوائی ناظم کے دونو نائبون سے بھی مدد ملیگی اس تمام اہتمام سے اصلی غرض یہہ ہی کہ اُس صوبہ کا بچاو کیا جاوے اور شہر مین امن و امان اور ہندوستان کا جو شہرہ اور نام ہی وہ بحالہا قایم رہے مبارز الملک عنقریب گوالیار پہونچیگا اور راجہ بھدوریا نے اگر اپنے خانگی تردد ات سے نجات پائی تو وہ بھی شریک ہوگا راجہ جی سنگہ سوائی نے بھی محمد خان کے ساتھہ باب مراسلت وا کیا اور اُسکو نقل و حرکت پر ترغیب دی اول تو محمد خان نے جی سنگہ کے جواب مین طعن و تشنیع پر ٹالا اور یہہ کہا کہ آپ کے پاس علاوہ آپ کے وطن کی ریاست کی جس کی آمدنی ایک صوبہ کے برابر ہی ایک ثلث مالوہ اور ایک چہارم صوبہ دہلی اور تمام نظامت اکبر آباد کی ہی ۔

ملک جی پور کے مرہٹہ اقوام راجپوت و بوندیلا کے ساتھہ موافقت ظاہر کرتے ہین لیکن یہہ صرف اُن کی فیلسوفی ہی خدا جانے وہ کہانتک کی خبر لینگے ایک ہندوستان ہی مین کیا وہ تمام بنگالہ میں پھیلے ہوئے ہین اِس امر کا غالباً آپ کو یقین واثق ہوگا کہ جب کبھی اُنہون نے کہین محفوظ مقام پالیا تو وے آپ کو گدی سے اُتار دینگے اور جن مقامات کی حفاظت کا اِسوقت اقرار کرتے ہیں اُنہیں پر قبضہ کرنے کا قصد کرینگے ۔

محمد خان کو جو دوبارہ ملازمت قبول کرنے سے اِنکار تھا وہ راجہ جی سنگہ کی بذل و عطاء زر نقد و جاگیرات کی وجہہ سے رفع ہو گیا لیکن قبل اسکے کہ محمد خان میدان مین پہنچے مرہٹے

پسران چتر سال اور بھگونت ساکن غازیپور ضلع فتحپور نے انکو لاکھون روپے دیے اور کرورن روپیہ اُس ملک سے اُنکے واسطے تحصیل کروا دینے کا اقرار کر لیا تھا۔

دیگر راجگان قوم ہندو اور زمینداران انسوی دریاے جمنا و چمبل نے اپنے کان کھڑے کر لئے تھے بلکہ مالوہ کے کچھ مسلمان بھی اُنکے ملازم ہو گئے تھے راجہ بھدوریہ بھی اورون کی طرح باغیون کے ساتھہ موافق ہو گیا تھا باجی راؤ نے کسی حال میں راجہ ساہو کی ملازمت ترک نہین کی نہ مرہٹون نے شاہی ملک کا لوٹنا چھوڑا۔

نواب محمد خان کی کچھ سمجھ مین نہین آتا تھا کہ ایسے نازک وقت مین برہان الملک کیون اپنے صوبہ کو بھیجا گیا اور راجہ ابھی سنگہ والی مارواڑ کو کیون گھر جانے کی اجازت دیگئی۔

راجہ جیسنگہ سوائی کی بعض تحریرون سے معلوم ہوتا ہے کہ آخرکار آٹھوین ربیع الاول ۱۱۴۹ ہجری مطابق ۵ جولائی ۱۷۳۶ء کو باجی راؤ اور اُسکی ہیٹی نے شاہی اطاعت قبول کی باجی راؤ نے رانوجی سندیا اور ملہار ہلکر اور بسونت رائے پورا اور دوسرے رفقا کے ساتھہ راجہ جیسنگہ سوائی سے بمقام دھولپور ملاقات چاہی اور ایک اقرارنامہ مہرے دستخطی اس مضمون کا تحریر کیا کہ مین خلاف اپنے عہد و پیمان کے کوئی فعل نہ کرونگا۔

باجی راؤ ۱۳ ماہ مذکور کو روانہ ہوا اور راجہ جی سنگہ صوبہ اجمیر کی جانب بڑھا جہان کہ راٹھورون نے مفسدہ برپا کر رکھا تھا ظاہرا یہی زمانہ تھا کہ باجی راؤ کو نایب نظامت مالوہ کی ملی۔

اُسی سال تھوڑے عرصہ کے بعد مرہٹے دوآب مین اُتر آئے اور فیروزآباد و اعتماد پور جلیسر کو لوٹ لیا برہان الملک نے کچھ انتظار بقیہ فوج شاہی کا نہین کیا اور انپر حملہ کر کے جلیسر

ہوئے اگرچہ نایب فوجدار دھولپور کا بھاگ گیا تھا تاہم انصرام اس کام کا حسب دلخواہ ہو گیا ایک جماعت غنیم کی نورآباد پہونچکر روزانہ گھاٹو پر آئی لیکن اُسکو عبور ممکن نہ ہوا اور محمد خان نے بھی اسیطرح کی خبرداری اکبر آباد مین رکھی آخر کو مرہٹے بعد اور واپس گئے اور اپنی فوج مین جا ملے عمر خان معہ دو ہزار سو کے اور ایک ہزار خاص گوالیار کے آدمیون کی جو زیر حکم کالیخان خٹک اور شیر خان ورکزئی اور احمد خان آفریدی کی تھی گوالیار پر قبضہ کئے ہوئے تھا۔ پر وہی شکایتین محتاج کی شروع ہوئین اور فوج کی تنخواہوں کے لالے پڑے یاقوت خان بہادر پانچ لاکھ روپیہ لانے کے غرض سے گھر بھیجا گیا لیکن نہایت دشواری سے ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ اُسکو بہم پہنچا یہہ گویا ایک قطرہ پانی کا تھا کہ جلتی آگ مین بوجھانے کے لئے ڈالا جاوے محمد خان اگرچہ بہت مستعد اور خوشدل تھا لیکن روپیہ اُسکے پاس نہ تھا تو کیا کرتا ایک سال تک بحالت انتظار امروز فردا کے وعدون پر اکبر آباد مین مقیم رہا۔

محمد خان کی کوششین اس سبب سے اور بھی بیکار تھیں کہ دربار کی مصلحت ملکی کا مطلب اُس کی سمجھہ مین نہین آتا تھا اُسکا بیان ہے کہ اس چیستان کا مطلب اُسکی سمجھ مین نہیں آیا کہ وہ تو دھولپور پر فوج کشی کے حکم کا منتظر تھا اور مخالفین نے دہلی مین پہنچکر بادشاہ کی حضور مین بار بار یا دے موافق کئے گئے اور اُنکو انعام عطا ہوئے اگر وہ دھولپور جاتا اور دشمن سے لڑتا تو شاید وزرا یہہ کہتے کہ امن مین خلل ڈالا گیا اور خرخشہ پیدا کیا گیا۔

محمد خان کہتا ہے کہ باجی راؤ کے ایک لاکھہ سوار بوندیل کھنڈ دھبد اور گوالیار مین تھے اُن مین سے کچھہ بارادہ لوٹنے کوڑا کے کالپی کی طرف گئے تھے۔

نہیں ہوئی تب الہ آباد کی درخواست کی گئی برہان الملک بھی اُسی صوبہ کا خواستگار تھا اور برہان الملک ہر طرح محمد خان سے باعتبار ترقّہ اور وقعت کے زیادہ تھا برہان الملک نے پندرہ لاکھ روپیہ پیشکش کیئے مگر محمد خان کے استحقاق پر کسیقدر لحاظ ہوا اُس کی شرطین یہہ تھیں کہ مجھکو صوبہ الہ آباد تمام دست اندازیون سے بری کر کے بشمول جونپور و غازیپور و کہنہ سرائے و بنارس و حادہ و مانکپور و گھوڑا و کانجر وغیرہ کے دیا جاوے اور کوڑا اور قنوج بھی میرے تابع رہیں اور سرکار گوالیار خضر خان کو بطور صوبہ کے عطا ہو کر نظامت وہان کی میرے نام زد ہو بغیر داخل ہونے کوڑا کے پسران چترسال اور بھگونت کی مین راہ بند نہیں کرسکتا ہون اور اگر میری حکومت وہان نہ رہیگی تو میری دست اندازی سے ہمیشہ مفاسد برپا ہوتے رہینگے قنوج جو بعدور یہ راجہ ایک اجنبی شخص کے قبضہ مین ہی میرا وطن ہی اور جب تک وہ میرے قبضہ مین نہ ہو مجھکو الہ آباد کے قیام کی حالت مین اطمینان نہیں رہیگا آخر کو فرمان تقرر بتوسط قمر الدین خان جبیں اعتماد الدولہ وزیر کے بھیجا گیا اور محمد خان کو حکم ہوا کہ وہ فی الفور معہ پانچ سو سوار کے دربار مین حاضر ہو شروع رجب ۱۱۴۸ ہجری مطابق نومبر و دسمبر ۱۷۳۵ء مین صوبہ الہ آباد محمد خان کو عطا ہوا چند ماہ کے بعد یعنے ۴ محرم ۱۱۴۹ ہجری مطابق ۴ مئی ۱۷۳۶ء کو سربلند خان پھر بحال کیا گیا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بعد اُسکے محمد خان سے پھر وعدے بحالی کے ہوئے تھے لیکن اُسکے استحقاقون پر امیر خان عمدة الملک کو ترجیح دیگئی اور ۱۷۲۹ء مین صوبہ الہ آباد پر نامبردہ مامور ہوا امیر خان کے قتل پر ۱۱۴۹ ہجری مطابق جنوری ۱۷۳۶ء لغایت جنوری ۱۷۳۷ء مین صوبہ الہ آباد عبد المنصور خان صفدر جنگ کو پہنچا سربلند خان کو حکومت تفویض کرنے پر نواب محمد خان نے راجہ جسونت سنگہ بھدولی

کے قریب اُنکو شکست دی تب خاندوران خان بھی دہلی سے فوج کثیر ہمراہ لیکر روانہ ہوا
محمد خان بھی معہ بارہ ہزار فوج کے اُسکے ساتھ تھا۔
شروع ذالحجہ ۱۱۴۹ ہجری مطابق مارچ و اپریل ۱۷۳۷ء کو خاندوران خان اور محمد خان کی متھرا
کے قریب برہان الملک سے ملاقات ہوئی ہنگام مراجعت انکے بجانب دہلی کے موضع سترل
کے جاٹ موضع کودل اور پلول کی درمیان مین اُنپر آگری اور مال و اسباب لوٹ کر لیگئے
بعد اُسکے بموجب فرمان بادشاہ کے محمد خان اکبرآباد کی حفاظت کے لئے لوٹا۔

محمد خان کا بنگال اور پٹنہ کی درخواست کرنا اور الہ آباد اُسکو ملنا

قایم خان اس عرصہ مین حاضر دربار تھا اُسی کی سعی اور تحریک سے بادشاہ نے محمد خان
کو پٹنہ اور بنگالہ دینے کا وعدہ کیا لیکن اس نظر سے کہ مہابت جنگ سے جو اُسوقت
صوبہ دار بنگال کا تھا یہہ امر پوشیدہ رکھا جاوے کوئی سند عطاے صوبہ کی تحریر
نہین ہوئی بلکہ صرف ایک تحریر دستخطی بادشاہ کی بعوض سند کے حاصل کر لی گئی محمد شاہ
کے مزاج مین استقلال نہ تھا اسوجہہ سے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اُسکو ترددات
پیدا ہونے لگے تب محمد خان نے چاہا کہ قایم خان میرا بیٹا عظیم آباد و پٹنہ کا ناظم مقرر
ہو جاوے اور ولی عہد بہادر کو صوبہ بنگال عطا ہو کر مین نایب اُنکا مقرر کیا جاؤن ہر چند
کہ محمد خان نے تمام جائداد ضبط علی وردی خان کے حضور مین بھیجا اور دس یا پندرہ
گونہ اُس محاصل کا جو سرفراز خان نے بھیجا تھا دینے کا وعدہ اور نیز ہر قسم کی ذمہ داری بابت
جو مطلوب ہو عہد نامہ تحریر کر دینے کا اقرار کیا لیکن باانیہمہ اُس کی یہہ استدعا قبول

اونکا توپ خانہ اور نشان بردار ہاتھی لے لیا گیا اس عرصہ مین شیخ الہ یار پہونچ گیا اور شاہنواز خان نے بائین طرف سے دشمن کا مقابلہ کیا غنیم کی فوج کے سوار یہہ خیال کرکر کہ فتح حاصل ہو چکی ہے گھوڑون سے اوتر کر ایک خشک تالاب کی آڑ مین بیٹھے ہوئے تھے جب اہل اسلام قریب پہونچ گئے سائیس بھاگ گئے صرف لعل بکرماجیت اور جسونت سنگہ اپنے گھوڑون پر سوار ہو پائے بقیہ آدمی پیدل بھاگ کر ادہر ادہر چھپتے پھرتے تھے اور شیخ الہ یار کی فوج اونکے تعاقب مین تھی بہت سے گھوڑے بسبب ناہمواری زمین تالاب کے گر پڑے اور اپنے سوارون کو بھی گرا دیا شیخ دین محمد بلگرامی کو بسبب اس کے کہ زرہ بکتر کے بوجھہ مین دبا ہوا تھا اور گھوڑا بھی اوسکا تھا سینہ نہ تھا ایک گروہ نے دس راجپوتون کے آگھیرا اور گھوڑے پر سے اوسکو کھینچ لیا اسپر بھی اوس نے دو آدمیون کے سر کاٹ ڈالے اور تیسرے پر اوسکی تلوار ٹوٹ گئی باقی ماندہ سات مین سے ایک آدمی نے چاہا کہ شیخ دین محمد کے ساتھہ کشتی کرے کہ اس عرصے مین سید محمد ملازم شیخ الہ یار اپنے گھوڑے پر سوار آ پہونچا اور اوسکو چھوڑانا چاہا لیکن دین محمد نے اوسکو منع کیا اور کہا کہ تم مت بولو حملہ کرنیوالون مین سے دو شخص بھاگ گئے اور ایک شخص ٹھوکر کھا کر گر پڑا اور دین محمد نے اوسکے ایک ایسا گرز مارا کہ وہ مرگیا باقی ایک راجپوت کو سید محمد نے زخمی کیا اوس راجپوت نے اپنی تلوار ڈال کر جان بخشی چاہی۔

شیخ الہ یار جسکی عمر اوس زمانہ مین پندرہ یا سولہ برس کی تھی اپنے ہاتھی پر سے اوس معرکہ کو دیکھہ رہا تھا تین کوس تک برابر تعاقب کیا گیا یہانتک کہ وہ لوگ بیجاپور کے پہاڑون تک بھگا دیے گئے صبح کو [١٧٢٠] سترہ سو بیس نعش شمار کی گئیں شاہنواز خان کی جانب ترآسی آدمی زخمی ہوئے تھے اور سات آدمی

والے کے بارہ مین بہت سعی اور سفارش کی جسکو کہ دربار مین منصب سہ ہزاری کا معہ دو ہزار سوار
اور خطاب راجہ اور نشان نقارہ کے عطا ہوا تھا راجہ جسونت سنگھ کو خدمت راہداری کی بنارس سے
الہ آباد تک مفوض ہوئی اور اُسنے راہون کے مامون رکھنے کی خدمت کو بہت اچھی طرح انجام دیا مگر
موہا کے راجہ جی سنگھ نے دست اندازی کرکر پرگنہ بھدوہی سے بہت سا روپیہ تحصیل کر لیا
محمد خان نے چاہا کہ جسونت سنگھ آیندہ ظلم سے محفوظ کیا جاوے - محمد خان کو راجہ جسونت سنگھ
کی طرفداری اِسوجہہ سے منظور تھی کہ راجہ کی ایک لڑکی اُسکے عقد مین تھی اور راجہ جسونت سنگھ
ایک مرتبہ محمد خان کی طرف ہو کر لڑا بھی تھا یعنے سنہ ۱۱۴۸ ہجری مین جب محمد خان دوبارہ الہ آباد
کے صوبہ پر مقرر ہوا سربلند خان نے اپنے نایب شاہ نواز خان کو جو اُسکا لڑکا بھی تھا خفیہ طور پر
شاہجہان آباد سے یہہ لکھا کہ صوبہ دار جدید یعنے محمد خان کے آنے مین تعرض کرنا چاہیے
اُدھر جسونت سنگھ محمد خان کی تحریک پر دو ہزار سوار بیس ہزار بندوقچی لیکر بھدوہی سے
اریل کی طرف روانہ ہوا اور راہ مین لعل بکرماجیت سپر جوگراج گھلوار راجہ بجے پور ادر کشیٹ
اُسکے ساتھ ہوا اِن دونو کی یہہ رائے ہوئی کہ سید محمد خان حاکم اریل پر حملہ کرنا چاہیے اِس ہنگامہ
کا حال سنکر شاہ نواز خان بمعیت ایکہزار سوار کے جو زیر حکم شیخ الہ یار مصنف کتاب حدیقۃ الاقالیم
کی بھی قلعہ لالجاوہ پرگنہ سنگرور سے روانہ ہوا اور تمام رات چلکر کسوندہن کے گھاٹ دریاے
گنگا کا عبور کیا قبل اِس کے قبل اسکے کہ وہ پہونچین راجہ جسونت سنگھ سید محمد خان پر حملہ کرکر
اُسکے بہت سے آدمیون کو بھگا چکا تھا باوجودیکہ سید محمد خان بذات خود معہ ایک دستہ
فوج کے جنکی تعداد کوئی تخمیناً بیس ہوگی ایک آم کے درخت کے نیچے جا گزین تھا لیکن تاہم

نہ کوئی رئیس اور سپاہی کا زیور ہتھیار ہی نادرشاہ نے حکم دیا کہ محمد خان کو ہتھیار بند حاضر ہونے
کی اجازت ہی جب محمد خان روبرو حاضر ہوا پہلے اپنے بادشاہ کو آداب بجا لایا اور بعد اُسکے نادرشاہ
کی طرف پھر کر اپنا خنجر بطور نذر پیش کیا نادرشاہ نے اُسپر ہاتھ رکھکر واپس کیا تب محمد خان
محمد شاہ کے داہنی طرف جا کر کھڑا ہوا نادرشاہ نے کہا کہ بھائی میرا محمد بیگ تمہارے تین ملازم
بڑے وفادار ہین باقی سب غدار ہین یہہ ہین ناصر خان خاندوران خان اور محمد خان ان لوگون
کی جانب سے کوئی خط میرے پاس نہین پہونچا باقی سبھون نے تمہارے ملک پر حملہ کرنے کے بذریعہ
تحریرات کی مجھکو تحریک کی فقط یہہ سُنکر محمد خان نے جان بخشی چاہکر دست بستہ عرض کیا کہ مجھ سے زیادہ
بیوفا کوئی نہ ہوگا کیونکہ اگر مین مضبوط ہوتا تو حضور بے کھٹکے یہانتک نہ پہنچ جاتے اور مجھکو افسوس ہے
کہ مین فوج کی کمان پر نہین بھیجا گیا نادرشاہ نے اسکا کچھ جواب نہین دیا تھوڑی دیر کے بعد ایک خلعت
اورون کو جو دیگئی تھی اُس سے بہت زیادہ گران بہا اُسکو عطا ہوا خلعت کو پہنکر محمد خان آداب
بجا لایا لیکن نذر پیش نہین کی یہہ امر نادرشاہ کے وزیر کو ناگوار گذرا اُسنے اُسکا سبب دریافت
کیا محمد خان نے جواب دیا کہ سونا چاندی پیش کرنا سپاہی کا کام نہین یہہ کام امیرون اور وزیرون
کا ہی مین صرف ایک سپاہی ہون اور میرا سر میری جانب سے نذر ہی۔ تھوڑے عرصہ کے بعد محمد خان
ایک مرتبہ پھر دربار مین حاضر ہوا دونون بادشاہ اُسی طرح بیٹھے ہوئے تھے اور ولایتی ننگی تلوارین
لیے ہوئے دائین بائین کھڑے تھے نادرشاہ کی فارسی فوج اور چند آدمی محمد شاہ کے میدان مین
بُلائے گئے ایک شیخ زادہ شیخوپٹھ کا رہنیوالا محمد خان کے ہمراہ تھا یہہ شخص نہایت تیز و چالاک تھا
لیکن بہت ہی دُبلا پتلا اور پستہ قد تھا تیر اندازی کے فن مین بہت ماہر تھا اور ہر قسم کے تیر اُسکے پاس

جان سے مارے گئے تھے -

نادر شاہ کا حملہ

جب نادر شاہ نے فروری ۱۷۳۹ع مطابق ۱۱۵۱ہجری مین ہندوستان پر حملہ کرکر کرنال کی قریب بادشاہی فوج کو شکست دی لڑائی سے ایک روز پیشتر محمد شاہ بادشاہ نے نواب محمد خان کو ڈیوڑھی کی خدمت سپرد کی تھی یہہ امر بڑائی کے ساتھہ ذکر کیا گیا ہی کہ محمد شاہ میدان جنگ مین نہین آیا نواب محمد خان کو بادشاہ کے شریک جنگ نہونے کا نہایت ملال ہوا اُسی رنج کی حالت مین نواب محمد خان اپنے گھر بنگش گھاٹ متصل جمنا کے چلا گیا بہت عرصہ کے بعد نادر شاہ نے اپنے دوست محمد خان کو یاد کیا بادشاہ نے آدمی بلانے کو بھیجا لیکن محمد خان نے کہلا بھیجا کہ مین بیمار ہون قاصد کئی مرتبہ آیا گیا آخر کار نادر شاہ کے دو بھتیجے محمد شاہ کی خواص کے بھیجے گئے تب محمد خان نے کوئی صورت مفر کی نہ دیکھکر اپنے رفقا سے کہا کہ یہہ میرا آخر وقت ہی زرہ اور بکتر اور چار آئینہ اور خود اور دستانہ پہنکر اور ڈھال تلوار پیش قبض لگاکر دربار شاہی کو روانہ ہوا محمد خان کا بیٹا احمد خان بھی اپنے باپ کے ہمراہ تھا محمد خان نے اپنے بیٹے کو اس غرض سے ساتھہ لیا تھا کہ محمد خان محض ایک سپاہی آدمی تھا اور فارسی یا ترکی یا پشتو کا ایک لفظ نہین سمجھ سکتا تھا اور احمد خان اوسکا بیٹا تینون زبانین جانتا تھا جب محمد خان پہونچا نادر شاہ اور محمد شاہ کرسیون پر بیٹھے تھے نادر شاہ کے داہنے اور بائین دو دو سو ولایتی ننگی تلوارین لئے ہوئے کھڑے تھے عرض بیگی نے محمد خان کے حاضر ہونی کی اطلاع کی اور یہہ بھی عرض کیا کہ محمد خان مسلح ہی اور تلوار باہر دروازہ پر چھوڑنے سے انکار کرتا ہی اور کہتا ہی کہ مین ایک سپاہی ہون

سے یہ سالار مطلوب ہو اگر محمد خان مقرر کیا جاوے تو ہم نادر شاہ کا مقابلہ کریں جب محمد خان نے بادشاہ سے اس بارہ مین گفتگو کی تو اول تو درخواست منظور کی گئی لیکن پھر نامنظور ہوئی - جب باجی راؤ نے نادر شاہ کے چلے جانے کے بعد تمام ارکین کو واسطے برہمی تدابیر خاندان تموریہ کے متفق الرائے کرنا چاہا تو محمد خان بھی منجملہ اُن ارکین کے تھا جنکے نام تحریرین بھیجی گئین نواب محمد خان نے بہت معقول جواب دیا اگرچہ خود اُسکو اعتراف تھا کہ دنیاوی امور مین اُسکو بہت کم حظ حاصل ہو - دنیا نقشے ہست برآب وزیادہ از سراب نیست جسکے ترجمہ مین ایک شعر شاعر کا جسکا نام یہیہ ہے سرفرانسس بیکن لارڈ ویرولم - صادق ہو - یہہ زمانہ عالم خواب ہو پئے تشنہ مثل سراب ہے جو مکین ہو نقش برآب ہو جو مکان ہو مثل حباب ہو ۱۷۴۰ع میں باجی راو کے مرنے پر ان سب تدابیر کا خاتمہ ہو گیا

اکبر خان کی وفات

قریباً اسی وقت کے (۱۱۵۳ ہجری مطابق ۱۷۴۰ع) نظام الملک اور غازی الدینخان اوسکا بڑا بیٹا مدار المہام مقرر ہوا اور محمد خان کو صوبہ الہ آباد پر بحال کردینے کا وعدہ کیا لیکن خلاف اپنے وعدہ کے صوبہ الہ آباد امیر خان عمدۃ الملک کو دیدیا اسوجہہ سے محمد خان کو نظام الملک اور اُسکے بیٹے سے رنج پیدا ہو گیا محمد خان بلا حصول اجازت دربار چھوڑ کر اپنی ریاست کو چلا آیا شیر زمان خان اور ابو صمد خان فوج کثیر کے ساتھ اس حکم سے بھیجے گئے کہ محمد خان کو اُسکی ریاست سے نکالدین نواب محمد خان چونکہ خود بیمار تھا اس سبب سے اُسنے اکبر خان و احمد خان اپنے بیٹون کو مقابلہ کے لئے بھیجا اکبر خان کے ساتھ دس ہزار سوار تھے اور احمد خان کے ساتھ پانسو سوار اور ایک سو زنبورک تھین علاوہ اسکے سپاہی بھی بہت کثرت سے تھے سکندرہ راہو ضلع علیگڈہ

موجود تھے نادر شاہ نے ایک پہلوان کو بلایا جو بڑا قد آور جوان تھا اور محمد شاہ سے کہا کہ اُس کے ساتھ
کون کشتی لڑے گا محمد خان نے اُسکے ساتھ لڑنے کا قصد کیا لیکن شیخ زادہ نے کہا کہ مین لڑون
تو محمد خان نے اُسپر ہنس کر کہا کہ مین نہین چاہتا کہ فوج کی ہنسی ہو لیکن شیخ زادہ نے ایک نہ سُنی محمد خان
کو اِس امر سے بہت تردد ہوا اور پسینہ اُسکے بدن سے ٹپکنے لگا اور اُس نے جناب باری مین دعا کی اپنے
جوڑ کو دیکھکر فارسی جوان نے کہا کہ مین اُسکو اپنے نیزے کی نوک پر اُٹھا کر پھینکدونگا۔ دونون پہلوانون
نے ایک دوسرے پر گھوڑے دوڑائے فارسی پہلوان نے کئی دفعہ قصد کیا مگر شیخ کو نہ چھو سکا آخر کو اسکا
بھالا شیخ کے جوشن مین گھس گیا اور فارسی نے اُسکو گھوڑے کی پیٹھ پر سے اپنے نیزہ کی نوک پر مثل
ایک منٹ کے اُٹھا لیا اور کسیقدر خون اُس کے بدن سے نکل آیا نادر شاہ ہنسنے لگا اور دوسری جانب
والون کے چہرون پر آثار خجالت کے نمایان ہوئے تب اُسنے زخمی ہونے کی حالت مین سوار کے سر پر
ایک تیر چلایا جو اُس کے خود اور اُسکی زرہ سے گذرتا ہوا اُس کے گھوڑے کی پیٹھ سے گذر کر زمین پر
گرا فارسی جوان ایک منٹ تک اُسطرح نیزہ کو ہاتھ مین لئے ہوئے گھوڑے پر ٹھہرا رہا شیخ نے اُسی
حال مین کہ نیزہ اُسکے بدن مین چبھا ہوا تھا آواز بلند کہا کہ آؤ اور اِس شخص کو ہٹاؤ کیونکہ یہہ مردہ ہے
نادر شاہ نے شیخ کی نہایت تعریف کی اور اُسکو ایک خلعت عطا فرمایا۔ ساتوین صفر سنہ ۱۱۵۲ ہجری مطابق
۵ مئی ۱۷۳۹ء کو نادر شاہ تمام مال و اسباب غنیمت لیکر دہلی سے روانہ ہوا محمد خان کے خطوط مین
نادر شاہ کے حملے کا حال بہت کم بلکہ نہین ہے غالباً اِسوجہہ سے کہ وہ اُس زمانہ مین دار الحکومت مین
حاضر رہا اور خطوط کے لکھنے کا موقع اُسکو بہت کم ملا صرف ایک تحریر مین جو باجی راؤ کے نام تھی وہ
لکھتا ہے کہ جب نادر شاہ نے قندھار پر حملہ کیا تو کابل کے افغانون نے یہہ لکھا کہ ہم کو صرف ایک

نواب محمد خان سے استعانت چاہی اور اِس امر کی درخواست کی کہ نواب محمد خان علی محمد خان اور راجہ ہرنند کے درمیان مین پڑکر تصفیہ کرا دے کیونکہ اگرچہ ہرنند نے حریف تاک کی فارغخطی اُسکو دیدی تھی لیکن تاہم انداز دشمنی کے نمایان تھے نواب محمد خان نے قمر الدین خان وزیر کو علی محمد روہیلہ کی سفارش مین خط لکھا اور یہہ درخواست کی کہ آپ اپنے بیٹے معین الدینخان کو اب راجہ ہرنند کی مدد کے لئے نہ بھیجین اور یہہ بھی لکھا کہ علیمحمد خان بادشاہ کا مطیع فرمان ہے اور ہر سال دربار مین حاضر ہوتا ہے اور سنہ ۱۷۲۶ء مین جب عظیم اللہ خان ظہیر الدولہ آپ کے بھائی نے سادات بارہہ پر چڑھائی کی تھی اُسوقت مین یہہ روہیلہ معہ اپنی فوج کے شریک ہوا تھا اور خدمت نمایان اُس سے ظاہر ہوئی تھی جس شخص کی جانب سے ایسی خدمات ظہور مین آئی ہین وہ تھوڑے سے قصور پر تباہ کیا جانا نچاہیے خاصکر ایسے وقت مین کہ باغی لوگ یعنی مرہٹے نہایت زور پر ہین اگر بالفرض اُس سے کوئی قصور بھی سرزد ہوا ہے تو معاف کیا جانا چاہیے محمد خان نے ایک خط اپنے بیٹے قایم خان کو بھی بھیجا اور اُسکو لکھا کہ زبانی بھی وزیر سے اِس بارہ مین اصرار کرنا لیکن ۲ محرم سنہ ۱۱۵۵ ہجری مطابق ۱۱ مارچ سنہ ۱۷۴۲ء کو قایم خان کے خطوط اِس مضمون کے پہنچے کہ وزیر کو اصرار ہے کہ مین اپنے بیٹے میر معین الدینخان کو بادشاہ کی حضور مین اس التجا سے پیش کرونگا کہ وہ راجہ ہرنند کی کمک کے لئے مقرر ہو کر بھیجا جاوے ؞

قبل اِسکے کہ قایم خان کے خطوط جواب مین پہونچین محمد خان رحمت خان اور شاہ ضیار کو راجہ ہرنند کے پاس سفارش کرنے کی غرض سے بھیج چکا تھا رحمت خان نے اثنای راہ سے شاہ ضیار کو یہہ پیام لیکر واپس بھیجا کہ دو شخص قابل اطمینان اور مطلوب ہین چنانچہ مقیم خان و عبد اللہ خان اوسکے ہمراہ بھیجے گئے اور یہہ لوگ وزیر کا خط بھی اصل لیتے گئے وہ بداون پہونچے اس عرصہ مین رحمت خان راجہ کے

مین دونون فوجون کا مقابلہ ہوا محمد خان نے اپنے سردارون کو ہدایت کی تھی کہ کسی حال مین اکبر خان کو گھوڑے پر سوار ہو کر میدان جنگ مین نہ جانے دینا کیونکہ محمد خان کو یہہ خیال تھا کہ اکبر خان ایک نوجوان اور تیز مزاج آدمی ہے ایسا نہ ہو کہ طیش مین آکر غنیم کی فوج مین گھس جاوے اور مارا جاوے اس سبب سے پٹھانون نے اصرار کر کر اکبر خان کو میدان جنگ میں ہاتھی پر سوار کیا احمد خان کا ہاتھی ایکطرف برابر سے آرہا تھا کہ اکبر خان نے چلا کر کہا کہ ہاتھی کو پیچھے رکھو تم اپنا ہاتھی میرے برابر کیون لاتے ہو اکبر خان کے مزاج مین نہایت نخوت تھی حالانکہ وہ منجھلا تھا لیکن اسپر بھی اپنے بڑے بھائی قایم خان کو کبھی خیال مین نہین لایا کرتا تھا اور اُسکے ذہن مین یہہ بات تھی کہ محمد خان کے مرنے پر مین اُس کا جانشین ہونگا احمد خان کو بھائی کے اِن سخت الفاظ کا نہایت ملال ہوا اور اپنا ہاتھی علیحدہ تھوڑی دور کو لیگیا لڑائی شروع ہوئی اور دونون سردار جو دہلے سے آئے تھے مقتول ہوے اور پٹھانون کو فتح حاصل ہوئی تب احمد خان نے اُسی رنج کی حالت مین توپون کے مُنہہ اکبر خان کی طرف پھیر کر فیر کا حکم دیا ایک زنبورک کا گولہ اکبر خان کے دماغ مین ہو کر گذرا اور اکبر خان اسی جگہ مر گیا لوگ اُسکی نعش کو گھر لائے محمد خان کو اکبر خان کے مرنے کا نہایت صدمہ ہوا اور تین روز تک وہ تکیہ پر سر رکھکر روتا رہا اور کچھہ نہین کھایا۔

محمد خان کا علی احمد خان کی طرفسے بادشاہ کی حضور مین سفارش و سعی کرنا

۱۱۵۸ ہجری مطابق ۱۰ مارچ ۱۷۴۵ء لغایت ۱۱ مارچ ۱۷۴۶ء کو راجہ ہرنند ناظم مقرر ہو کر ملک کٹیر مین بھیجا گیا اور اُسے حکم دیا گیا کہ علیمحمد خان روہیلہ کو نکالدے اِس مصیبت کے وقت مین علی محمد خان روہیلہ نے

سری نگر اور سرمور بہت نے اپنے بھائی کو صلح کے واسطے بھیجا تھا برف کے
گرنے کی وجہ سے روہیلہ رودر پور کو چلے گئے تھے اور جلد آنولہ کو لوٹ کر آ گئے تھے محمد خان
اپنی تحریرات مین اُس راے کا ذکر کرتا ہے جو اُسنے اس بارہ مین دی تھی کہ چونکہ آب و ہوا نہایت خراب
ہے اور پیداوار کم ہے لہذا اُسکا تصفیہ کر لینا چاہیے محمد خان کا بیان ہے کہ ارکین دولت معاملہ کا
طے ہونا مثل فتح کے سمجھے اور اُسنے علی محمد خان کو یہہ راے دی کہ وہ دربار مین اس امر کی اطلاع دی
کہ ہین آپکے خوش کرنے کے لیے پہاڑ چھوڑ کر انولہ لوٹ آیا۔

نراینداس کا نجیب علی خان کی لشکر کو لوٹنا

نراینداس راجہ جیسنگہ سوائی کا ایک افسر بھدلو رہین انتظام قایم رکھنے کی غرض سے بھیجا گیا تھا
نراینداس کے قیام کی حالت مین اُسکی فوج نے بسبب نہ ملنے تنخواہ کے باغی ہو کر نجیب علیخان
کے لشکر کو لوٹ لیا نجیب علیخان قمرالدین خان وزیر کی ماتحتی مین ایک افسر تھا جو اُسوقت کرہل مین
تحصیل کرتا تھا نواب محمد خان نے جو اُسوقت مین شکوہ آباد کا فوجدار تھا امر سنگہ اور شایستہ خان
کو نراینداس کے پاس اس فہمایش کی غرض سے بھیجا کہ وہ سب مال واسباب جو لوٹا گیا ہے
واپس کرے بردل خان معہ کچھ آدمیون کے نجیب علی خان کی امداد کے واسطے بھیجا
گیا اور جعفر خان بخشی کو بھی جو بیرون جات پر تھا متعاقب چلنے کی ہدایت ہوئی منگل خان بھی
اسی غرض سے بھیجا گیا۔ جب منگل خان سراے جہت مل پہونچ گیا اور جعفر خان اٹاوہ کے قریب
آگیا تو نراینداس جمنا کے پایاب گھاٹون سے بھاگ گیا منگل خان اور جعفر خان نے اُسکا تعاقب
کیا اور ایک ہاتھی اور ماہی کے نقارہ اور چند رہکلہ اور توپین معہ گاڑی اور بہل کے آپس سے

پاس پہنچ گیا تھا اور چھہ روز سے اُس کی لشکر مین غنیم تھا تب وہ رخصت ہوا اور راجہ تین یا چار دن مین بیس کوس کی منزلین کر کر علی محمد خان کی فوج کے قریب پہنچا جو آنولہ سے آٹھہ کوس پر پڑی ہوئی تھی اِس درمیان مین محمد خان نے علی محمد خان کو یہہ لکھا کہ اسوقت مین روپے کا خیال نہ کرنا چاہیے بلکہ معاملات کو طی کر دینا چاہیے مین نے تمہاری فوج کو کبھی نہین دیکھا ہے یقیناً وہ اچھی ہوگی لیکن وہ دوستون کی امداد سے بہت سے بوجہہ احسن انجام پا سکتے ہین تمکو چاہیے کہ اپنے مقامات کا استحکام کرو اور آدمی اور روپیہ کی فراہمی کا بندوبست کرنا چاہیے اپنے سب آدمیون کو سب جگہ سے بلا کر ایک ناکہ پر تعینات کرنا چاہیے کوئی غنیم یا مخالف زمین کو کہین اٹھا نہین لیجا سکتا اور جب دشمن پس پا ہو جاوے تو تھانہ جات پھر بدستور قایم ہو سکتے ہین اگر فوج جا بجا منتشر رہیگی تو ایک دوسرے کی مدد نہین کر سکتا اگر ایک گروہ کو فوج کی شکست ہوگئی تو باقی سب بیدل ہو جاوینگے مین نے اِن سب امور کا تجربہ کر لیا ہے جہانتک ممکن ہو نرمی کے ساتھہ گفتگو کرنا چاہیے اور اس آفت سے نجات پانے کے لئے روپیہ خرچ کرنا چاہیے اگر کسی طرح معاملہ طی نہ ہوا اور ایکسال کی آمدنی خرچ کرنے پر بھی کام نہ نکلے تو مضبوطی کے ساتھہ مین تعرض کرنا چاہیے یہہ معاملہ راجہ ہرنند کی شکست پا کر مقتول ہو جانے کی وجہہ سے ختم ہوگیا محمد خان نے وزیر سے تاامکان اپنے علی محمد خان کی سفارش کی اور یہہ کہا کہ علی محمد خان کا ارادہ لڑنے کا نہ تھا اور یہہ مصیبت جو پیش آئی اُس مین اسکا کوئی قصور نہ تھا اور وہ اب بھی اطاعت کے لئے موجود ہے نواب محمد خان کی خط کتابت اس خط پر ختم ہوئی جس مین پانچوین رمضان سنہ ۱۱۵۷ ہجری مطابق ۲ نومبر سنہ ۱۷۴۴ع کو روہیلون کا المورہ جسمت کمایون مین پہنچنا درج ہے پہاڑی لوگ سرجو کے پلے پار بھاگ گئے تھے اور رعیہ

اودہ کو جو برسون تک فتحگڈھ مین مقیم رہا تھا بھیجی سید علیخان نے کہا کہ مجھے اِس مزہ کے انبہ کھانے کا اتفاق نہین ہوا اور اونسے چند قلمین اُس درخت کی مانگین نواب شوکت جنگ نے قلمین دینے جانے کی اجازت دی لیکن جس روز سے اُس درخت مین سے قلمین لیگئین اُسی دنسے وہ اصل درخت خشک ہونا شروع ہوا اور ایک سال کے اندر بالکل خشک ہو کر جاتا رہا۔

محمد خان کی وفات اور اُسکا چال چلن

محمد خان کی وفات کا زمانہ آپہنچا تھا اسّی سال سے اُسکی عمر تجاوز تھی کہ اُسکے گلے مین ایک پھوڑا نکلا بادشاہ نے یہہ خبر سُنکر ایک خط عیادت مین بھیجا اور اپنے خاص طبیبون مین حکیم علوی خان کو روانہ کیا لیکن حکیم صاحب کے علاج نے کوئی نفع نہ بخشا اور دوسری ذیقعدہ ۱۱۵۶ ہجری مطابق ۹ دسمبر ۱۷۴۳ء کو محمد خان نے داعی حق کو لبیک کہی جب محمد شاہ نے محمد خان کی وفات کا حال سنا تو یہہ تاریخ کہی دستون باب ملک ہند اُفتاد مرنے سے کوئی تین گھنٹہ پیشتر نواب نے اپنی طاقت خداداد ظاہر کرنے کی غرض سے اپنا تیر و کمان بستر سے اُٹھایا اور چھت پر اِس زور سے نشانہ لگایا کہ تیر چھت کی کڑی مین گھس گیا حیات باغ واقع موضع میکپور خورد پرگنہ بھوارا مین جو مئو دروازہ کوئی آدہ میل پرجانب غرب واقع ہی نواب محمد خان دفن کیا گیا مقبرہ ایک بلند چبوترہ پر واقع ہی اور ایک بہت بلند قُبّہ سے مسقف ہی جو ہر چہار جانب سے چند میل کے فاصلہ سے نظر آتا ہی یہہ مقبرہ نواب نے اپنی حالت حیات مین بنوایا تھا اور اُس کے گرداگرد ایک باغ لگوایا تھا جسمین ہر قسم کے میوہ دار درخت جو دہلی مین ملسکتے تھے موجود تھے اس باغ کی آب پاشی کے لئے چالیس کوئے بنوائے گئے تھے اور بارہ گانون کا محاصل اُس مین صرف

لے لینا چاہین نہایت دشواری سے ایک فارغخطی نجیب علیخان سے حاصل کر کے وزیر کو بھیجی گئی

انبہ کا قصہ

بطور مثال اُن لوگون کی عادات کے مین یہان پر ایک قصہ فرخ آباد کے عجیب انبہ کے درخت کا لکھتا ہون ایکدن محمد خان شکار مین محمد شاہ بادشاہ کے ہودج کی خواصی مین بیٹھا تھا بادشاہ نے ایک انبہ تناول فرمایا جو وزن مین آدھ سیر کا اور نہایت خوشرنگ اور خوش مزہ اور پتلے رس کا تھا بادشاہ نے گٹھلی محمد خان کو عنایت فرمائی محمد خان نے اُسکو نہایت احتیاط سے اپنے رومال مین لپیٹ کر اپنے بیٹے قایم خان کے پاس جو اسوقت فرخ آباد مین تھا بھیجدیا قایم خان نے اُسکو نہایت عزت کے ساتھہ لیا اور اُسکے استقبال کے لئے سو روان تک گیا جسمین ہو کر قبل کاسگنج کے آباد ہونے کے دہلی کی راہ تھی وہ گٹھلی حیات باغ مین رکھی گئی جہان کہ اب محمد خان کا مقبرہ ہے جب وہ درخت پرورش پاکر بارور ہوا تو باوجودیکہ اُسکا انبہ اصل انبہ کے درخت کے پھل کے نصف ہوتا تھا تاہم فرخ آباد مین اُسکا مثل نہ تھا جب اُس درخت مین پھل آتا تھا تو ایک کمپنی نجیبون کی اُسکے گرد بغرض حفاظت بٹھلائی جایا کرتی تھی اور جب پھل آنیکا زمانہ ہوتا تھا تو تیس سیر دودھ ہر روز اُس کی جڑ مین ڈالا جایا کرتا تھا وہ درخت ناصر خان کے مقبرہ کے سرہانے جو سابق مین صوبہ دار کابل کا تھا نصب تھا نواب مظفر جنگ نے (۱۷۷۱ء لغایت ۱۷۹۶ء) اُسکی قلم حاصل کرنا چاہی نہایت ہی دقت سے نواب مظفر جنگ کے باغ والون کو ایک درخت مل پایا جو علی باغ مین رکھا گیا اور گولہ انبہ کے نام سے مشہور ہوا ایک مرتبہ نواب شوکت جنگ نے (۱۸۱۳ء لغایت ۱۸۲۳ء) حیات باغ کے درخت کے چند انبہ حکیم مہدی علیخان جنکہ دار محمدی ملک

اُسکے بیٹھنے کے لیے اور وہی کھانا اُسکے کھانے کے لیے ہوتا تھا اور آنیوالے لوگون کو
اِس بات کا تعجب ہوتا تھا کہ اِسقدر دولت اور مقدرت والا آدمی اور اِسقدر اُسکی سادہ عادتین جب
کوئی شخص وارد ہوتا تھا تو نواب ہر روز کسی چیلہ کے نامزد کرتا تھا کہ زرق برق ہوکر اُسکی خدمت
مین حاضر رہے ایک مرتبہ نواب امیر خان عمدۃ الملک مع اپنے ساتھیون کے پورب
سے آتے ہوئے فرخ آباد مین ہوکر گذرا اُسکے ساتھی ایسے زنانہ اطوار تھے کہ وہ آنکھون
مین کاجل لگاتے تھے دانتون مین مسی ملتے تھے ہاتھ پیرون مین مہندی لگاتے تھے
انگوٹھی چھلے اور چاندی کے تعویز اور کانون مین بالے پہنتے تھے اور خود نواب کی
بھی یہی وضع تھی اُس کا خیمہ لکھولا باغ مین نصب ہوا جو نواب قایم خان نے قبل
اپنی مسند نشینی کے لگایا تھا قایم خان امیر خان کی ملاقات کے لئے گیا کیونکہ دہلی مے
اُس سے ملاقات تھی امیر خان نے قصد کیا کہ نواب محمد خان کی ملاقات کے لئے
جاوے قایم خان نے کہا مین آج باباخان (اپنے باپ) کو اطلاع کردون تو کل
آپ کو لیچلونگا چنانچہ قایم خان امیٹھی سے گیا اور اپنے باپ سے جاکر کہا دوسرے
روز دیوانخانہ ایک سپید چاندنی سے آراستہ کیا گیا اور ایک سادہ گاؤ تکیہ رکھا گیا اور
محمد خان نے ایک اونچی ٹوپی جیسی کہ اُس زمانہ مین مومن پہنی جاتی تھی سر پر رکھی
اُسکے سامنے ایک پاندان رنگین لکڑی کا اور ایک پھول کا اُگالدان رکھا گیا امیر خان
پہونچا اور نواب محمد خان کے برابر بیٹھلایا گیا ذرا سی دیر کے بعد نواب محمد خان نے
پاندان مین سے ایک بنا ہوا پان نکالکر اور ایک لکڑی کے عطردان مین سے ایک شیشی عطر کی

ہوتا تھا روشنخان چیلہ خاص اوسکی نگرانی پر متعین تھا جب کہ مقبرہ کی بنیاد کھودی جاتی تھی
تو ایک لوہے کا گز پانچ من کا وزنی پایا گیا معماروں نے چاہا کہ اسکو قبہ کی چوٹی پر نصب کرین
لیکن روشنخان نے کہا کہ پانچ من لوہا بہت آسانی سے ملسکتا ہے اور اُسنے ایک کلس سونیکا
بنوا رکھا ہے تب وہ لوہے کا گز باہر کے دروازہ پر ڈالدیا گیا اور نوجوان لوگ ہر روز بطور قوت آزمائی
کے اسکے اُٹھانے کے لئے جایا کرتے تھے ۱۷۹۶ء عہد ناصر جنگ مین کسیطرح وہ ٹوٹ گیا دو
ٹکڑے اسکے ۱۸۳۹ء تک مُوہ دوارہ پر پڑے تھے اور ہندو اُسکی پوجا کرتے اور یہہ کہتے تھے کہ
یہہ بھیم سین کے بھالے کا سر ہے نواب محمد خان نے آخر تک اپنی سادہ وضع اور سپاہیانہ
طریقون کو نہین چھوڑا اُسکی عادت تھی کہ اپنی حیثیت سے زیادہ کوئی کام نہین کرتا تھا غرور اُسکے
پاس ہوکر نہین نکلا اور خود آرائی اُس مین نہین تھی وہ ہمیشہ بالکل سادہ کپڑے پہنتا تھا اُس کے
دیوانخانے اور مکان مین صرف چٹائی کے صفون کا فرش تھا اور اُس پر پٹھان اور چیلے اور
اور لوگ بیٹھتے تھے نواب خود کبھی کبھی گدی پر بیٹھتا تھا اور کبھی وہ بھی نہین ہوتا تھا پٹھان
جب حاضر ہوا کرتے تھے تو یہہ کہا کرتے تھے اجی نواب سلام علیک اور انہین صفون پر بیٹھ جاتے
تھے اور کھانے کے وقت پانچ سو یا چھہ سو پٹھان ایک ہی دستر خوان پر کھاتے تھے ہر ایک
شخص کو برابر حصہ دو آدی آدھ سیر کے وزنی اور ایک پیالہ گوشت اور ایک رکابی پلاؤ جو کچھ ہوتا تھا برابر
ملتا تھا اور یہی کھانا نواب کے سامنے ہوتا تھا پٹھان اکثر گائے بھینس کا پلاؤ کھاتے تھے اور یہی
نواب کو بھی مرغوب تھا اُسکو چپاتی پسند نہین تھی کہتے ہین کہ اُسکے باورچی خانہ کا خرچ پانسو
روپیہ روز کا تھا جب کوئی امیر دہلی سے نواب کے پاس آتا تھا تو کوئی نئی بات نہین کیجاتی تھی وہی چپاتی

ہر ذات کی عورتین تھین ان مین سے بہتون نے اپنے مالک کا چہرہ تمام زندگی مین ایک ہی مرتبہ دیکھا تھا لیکن تمام عمر اُنکو ماہوار تنخواہ جو ابتدا ً مقرر ہوئی تھی برابر ملتی رہی سترہ سو محل مین سے کوئی نو سو تو نواب کی زندگی مین مر چکی تھین جنکی قبرین بلند باغ مین تھین جہان کوئی مرد نہین دفن کیا جاتا تھا قایم خان کے وفات کا حال معلوم ہونے کے تھوڑے دنون کے بعد محمد خان کی بیوہ بی بی صاحبہ نے نہایت ہوشیاری کا کام کیا کہ بڑے محل کے دروازے کھلوا دیئے اور ان داشتہ عورتون سے یہہ کہلا بھیجا کہ تین دن کی مہلت تم کو دیجاتی ہی اس عرصہ مین اگر تم نکلجانا چاہو تو نکلجا سکتی ہو تم مین سے جو رہنا چاہیگی اُسکو جو کی روٹی اور گزی کا کپڑا ملیگا کیونکہ نہ محمد خان نہ قایم خان زندہ ہی جو تمہاری پرورش کرے قریب چار سو عورتون کے اپنا مال و متاع لیکر چلی گئین صرف چار سو عورتین بی بی صاحبہ کی جو کی روٹی پر پڑی رہین -

چیلون کا بیان

مسلمانون مین غلامون کا رکھنا اور پالنا مذہبی طریقہ ہے لیکن میرے نزدیک بہت کم ایسے لوگ ہونگے جنہون نے آخر تک اس طریقہ کو ایسی کثرت سے اختیار کیا ہو جیسے محمد خان نے غلامون کو برابر والون پر واسطے نیابت صوبہ کے ترجیح دیجاتی تھی غلام فوجون کی سپہ سالاری کرتے تھے اور محمد خان کے یہان ایک باڈی گارڈ بھی غلامون کا تھا منجملہ اسباب ترجیح کے ایک یہہ سبب تھا کہ اسکی برادری کے یعنے مئو کے پٹھانون نے ایک مرتبہ اُسکو بہت تنگ کیا تھا یعنے اُن مین سے جنکے پاس مستاجری کے پٹہ پرگنون کی تھی اور جب کبھی محاصل کی بابت اُنسے مطالبہ کیا جاتا تھا تو وہ مستعد جنگ کے ہوتے تھے لیکن روپیہ نہین دیتے تھے اگر کوئی اُن مین کا لعلت باقیداری کے

نکالکر عطر پان محمد خان کو دیکر رخصت کیا نواب امیر خان کو اس فقیرانہ مدارات پر ہنسی آئی اُسنے راہ مین قایم خان سے کہا کہ اگرچہ تمہارا باپ باون ہزاری ہے لیکن ایک دہقانی سا معلوم ہوتا ہے تم کیون نہین اپنے باپ کو سمجھاتے قایم خان نے اسبات کو مذاق مین ٹالدیا امیر خان کے چلے جانے کے بعد نواب محمد خان نے اپنے چیلے جعفر خان تختی کو جسکے نام سے محلہ تیرہ جعفر خان ابتک مشہور ہے حکم دیا کہ ایسی دعوت کرو کہ ہمارا نام دہلی مین برائی کے ساتھ نہ لیا جاوے جعفر نے کئی ہزار چاندی کے برتن نکالے اور کئی ہزار روپے کی قیمتی سنہری کمخواب کٹوا کر اپنے تمام باغ مین سرخ بانات کا فرش کروایا شہر کے تمام گانیوالے طایفہ بلوائے گئے اور نہایت نفیس کھانے پکوائے گئے نواب محمد خان نے امیر خان سے کہلا بھیجا کہ جعفر خان کے یہان آج آپکی دعوت ہے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد امیر خان کے ساتھ کئی آدمیون نے چاہا کہ چاندی کے ظروف خالی کرکر صاحب خانہ کے ملازمون کے بحفاظت سپرد کرین لیکن جعفر خان نے انکار کیا اور کہا کہ یہہ خدمتگذارون کا حق ہے اور سنہری کمخواب سب رنڈیون کو دیدی گئی یہہ حال دیکھکر نواب امیر خان نے محمد خان کی تعریف مین بہت مبالغہ کیا دوسری ملاقات مین نواب محمد خان نے ایک خوشنما تحفہ پیش کیا اور معذرت کی کہ مجھ سے آپکی کچھ خاطر تواضع نہین ہو سکتی کیونکہ مین ایک سپاہی آدمی ہون نواب محمد خان بہت حسن پرست تھا اُسکے بائیس ۲۲ لڑکے اور بائیس لڑکیان تھین جو جوان ہوئی اور اُنکی شادیان ہوئین اگر محلون کی تعداد پر خیال کیا جاوے تو کہا جاسکتا ہے کہ وہ سلیمان ثانی تھا لوگ کہتے ہین کہ اُسکے محلات مین ستر ۱۴۰۰ سو عورتین تھین اسکے علاوہ نو لاکھا ساڑھے سو سو عورتون کے علیحدہ تھے جنمین کا چھی چمار کولی راجپوت بنئے برہمن سید مغل پٹھان

نہیں ہوئی تھی جو باقی رہے اُنکی اولاد ابتک موجود ہے اور غضنفر بچہ کے لقب سے مشہور ہے
یعنے اولاد غضنفر کیونکہ محمد خان کا لقب غضنفر جنگ تھا نواب محمد خان کی زندگی میں یہہ لوگ چیلے
نہیں کہلاتے تھے بلکہ طفل سرکار کہے جاتے تھے اعتبار کے کام اُنکے سپرد ہوتے تھے نواب کا
تمام خانگی انتظام اُنکے سپرد تھا اور تمام سامان اُنکے تفویض رہتا تھا اُنمیں سے بہت چیلہ کے لئے
بادشاہ کے حضور سے خطاب نوابی کا حاصل کیا تھا جو چیلہ جس ذات کا ہوتا تھا اُسی ذات کی
لڑکی کے ساتھہ اُسکی شادی کیجاتی تھی مثلاً راجپوت چیلہ کو راجپوت لڑکی اور برہمن کو برہمن یہہ طریقہ
نواب احمد خان غالب جنگ کی عہد تک (۱۷۵۰ء لغایت ۱۷۷۱ء) جاری رہا اُسکی بعد سب
آپسمین ایسے مخلوط ہوگئے کہ اب اُن میں کوئی قوم کا امتیاز نہیں ہو سکتا اُن چیلوں مین سے بعض
بڑے بڑے راجاؤں کی لڑکے بھی تھے جو اپنی بدنصیبی سے گرفتار ہوکر مسلمان کر لئے گئے تھے
چنانچہ شمشیر خان مسجد والے کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک بنافر راجپوت تھا
شیر دل خان تومر تھا پر دل خان کور داؤد خان برہمن وغیرہ علی ہذا نواب محمد خان ہمیشہ اپنے چیلوں سے
کہا کرتا تھا کہ جسقدر روپیہ پیسہ مال و اسباب اور جواہرات جمع ہو سکے جمع کرو تاکہ تنگی کی وقت
میرے اور تمہارے کام آوے لیکن جو شخص کسی گانوں میں پختہ عمارت بنواتا تھا وہ فوراً ملازمت
سے علیحدہ کر دیا جاتا تھا بجز خام اینٹوں و گارے کے مکانون کے اور کسی عمارت کے بنانے کا حکم
نہ تھا ہر چیلہ کو اجازت تھی کہ ایک کمرہ بطور دیوان خانہ کے بنالیوے صرف یاقوت خان بہادر
اِس ممانعت سے مستثنیٰ تھا جسکا عنقریب ہم ذکر کرتے ہیں جو چیلے کم عمر تھے اُن کی تعلیم کے لیے ایک
معلم کالے میان شاہ نام مقرر تھا جب کوئی لڑکا پڑھنے لکھنے لگتا تھا تو وہ نواب صاحب کے زیر پیش

قید کیا جاتا تھا تو تمام پٹھان مسلح ہو کر آمادہ جنگ ہو جاتے تھے اور اُنکو چھوڑا لیتے تھے اسی
سبب سے نواب محمد خان نے مقدرت حاصل ہونے کی چند سالون کے بعد بہت سا روپیہ افغانستان
کو بھیجا اور بنگش قوم کو جو اُس ملک مین آبادھی اِس امر پر تحریص کی کہ وہ اُس ملک کو چھوڑ کر شہر
فرخ آباد مین آباد ہون منجملہ اُنکے اُسنے اٹھارہ شخصون کو منتخب کرکر جمعدار کیا ہر امر مین اُنکی رعایت
ملحوظ رہتی تھی اور نواب اُنکو اپنا قوت بازو سمجھتا تھا اپنی لڑکیون کے ساتھہ اُنکی شادی کی تھی
اور شہر مین گنگا کے کنارہ مکانات بنوانے کے لئے اُنکو زمین دی تھی کہ وہ قطعہ آجتک بنگش پورہ
کے نام سے مشہور ہے ایک اور یہہ طریقہ اختیار کیا گیا تھا کہ راجپوتون اور برہمنونکی لڑکی پکڑ پکڑ کر
مسلمان کی جاتی تھی بعضے تو برضامندی لی جاتی تھی اور بعض بادائے قیمت اور کچھ باقید اور نکے
لڑکے ہوتے تھے جو گرفتار کرکر مسلمان کئے جاتے تھے اسطور پر ہزارون لڑکے جمع کئے گئے اور اُنکو دین اسلام
کے احکام تعلیم ہوئے انہین شخصون مین سے فوجکی سپہ سالاری اور پرگنونکی تحصیل کے لئے منتخب کئے جاتے تھے
محمد خان کو اپنے چیلونکی تعداد بڑھانیکا نہایت شوق تھا تمام عاملون او صوبہ دارونکو حکم تھا کہ جسقدر ہندون کے
لڑکے سات برس سے تیرہ برس کی عمر تک کے ملسکین لیکر بھیجدیئے جاوین جب وہ ہوشیار ہو جاتے
تھے تب پولس یا فوج مین بھرتی کئے جاتے تھے یا خانگی کامونپر مامور ہوتے تھے جب کوئی عامل کسی مفسد
گانون سے لڑتا یا اُسکا محاصرہ کرتا تھا تو جسقدر لڑکے اُس کو ملسکتے تھے پکڑ کر نواب کے حضور مین
بھیجدیتا تھا بعضے اپنی خواہش سے بھی مسلمان ہو جاتے تھے اسطرح ہر ہر سال سو دو سو لڑکے مسلمان
ہو جاتے تھے اور محمد خان کے آخر دم تک کوئی چار ہزار چیلے ہو گئے اُن مین سے بہت سے نواب
کی زندگی مین ہی لڑائیون مین مارے گئے اور بہت سے لاولد فوت ہوے کچھ کی شادی

نہین ہے لہذا یہہ مستثنیٰ ہے کہ یاقوت خان نے سات گنج آباد کئے ۔

(۱) کاسگنج جسکو یاقوت گنج بھی کہتے ہین یہہ ایک نہایت مشہور قصبہ ضلع ایٹہ کا ہے جسکی مردم شماری ۱۸۷۲ء مین پندرہ ہزار سات سو چوسٹھہ تھی ایٹہ سے بجانب شمال بفاصلہ اونیس میل کے واقعہ ہے ۔

(۲) علیگنج جو پرگنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ مین ایٹہ سے چوبیس میل بجانب مشرق اور فرخ آباد سے بیس میل گوشہ شمال و مغرب مین واقعہ ہے ۱۱۴۲ ہجری مطابق ۶ جولائی ۱۷۲۹ لغایت ۲۵ جون ۱۷۳۰ء میں یہان کا قلعہ تعمیر ہوا اِس قلعہ کا معمار غالبًا وہی محمد آدم محمد خان ہے جس نے فرخ آباد کا قلعہ تعمیر کیا جسکا ذکر ہم پیشتر کرچکے ہیں ۔

(۳) گوڑیاگنج شاید یہہ وہی گوڑیاگنج ہے جو پرگنہ اکبرآباد ضلع علیگڑھ مین علیگڈھ سے بارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔

(۴) خداگنج یہہ قصبہ کالی ندی کے کنارہ پرگنہ بھوجپور ضلع فرخ آباد میں کانپور کی سڑک پر فرخ آباد سے سترہ میل گوشہ جنوب اور مشرق مین واقع ہے اِسکا قدیمی نام سنولی ہے یاقوت خان نے اِس گنج مین علاوہ بازار کے ایک پختہ سرائے بنوائی جسکا بہت بڑا دروازہ اور ایک مسجد دروازہ پر تھی تاریخ تعمیر ۱۱۵۵ ہجری ثبت ہے مطابق ۳۰ مارچ ۱۷۴۲ لغایت ۱۸ مارچ ۱۷۴۳ء یہہ دروازہ ۱۸۵۵ تا ۱۸۵۶ء مین بغرض بنائے جانے سڑک جنگی فتحگڑھ کے گرادیا گیا ۔

(۵) نبی گنج یہہ ایک چھوٹا سا بازار ہے جو لب سڑک پرگنہ کشنی نبی گنج ضلع مین پوری مین بیورا اور چھبرامئو کے درمیان مین واقع ہے ۔

کیا جاتا تھا اور نواب کی طرف سے سو روپیہ ایک ڈھال ایک تلوار بطور خلعت کے عطا ہوتی تھی اِن چیلون مین سے اٹھارہ برس سے بیس برس کی عمر تک کے پانسو جوان نواب نے منتخب کر کر ایک رجمنٹ طیار کئے تھے اُنکے پاس لاہور کی بندوقین اور سلطانی بانات کی وردی اور باروت کی کپیان رہتی تھین اور ہر ایک کے پاس سو گولی اور ڈھائی سیر باروت رہتی تھی ایک دن یہہ رجمنٹ جمنا کے کنارے قلعہ دہلی کے نیچے کھڑے کئے گئے بادشاہ قلعہ کی دیوار پر بیٹھا اور محمد خان بادشاہ کے قریب ادب سے کھڑا تھا محمد شاہ نے اُن لوگون کو کسی جانور کے اوپر جو دریا مین حرکت کرتا ہوا نظر آتا تھا بندوق چلانے کا حکم دیا اور اُن کی مہارت دیکھکر بادشاہ ایسا خوش ہوا کہ اُن سب کو خود لے لینا چاہا محمد خان نے یہہ کہکر انکار کیا کہ یہہ سب کے سب برہمن اور راجپوت ہین اور دہقانی بات چیت اور تلوار لگانے کے سوا اور کچھہ کام نہین کر سکتے بادشاہ نے اِس عذر کو منظور فرما کر ایک ہزار روپیہ بطور انعام کے اُنکو تقسیم کرنے کے لئے بھیجدیا اب ہم محمد خان کے خاص خاص چیلون کا بیان معہ اُنکے متعلق واقعات کے جو معلوم ہو سکے شروع کرتے ہین ✦

یاقوت خان کا بیان

جس لڑائی مین عبداللہ خان گرفتار ہوا اُوس لڑائی کے دوسرے روز محمد خان کے ایک دوست عظیم خان بڑے خیل نے محمد خان کو ایک خواجہ سرا بطور نذر کے دیا محمد خان نے اُسکا نام یاقوت خان رکھا اور محمد شاہ بادشاہ کے حضور سے اُسکے واسطے خطاب خان بہادر کا حاصل کیا مشہور ہے کہ یاقوت خان کو نظارت کا عہدہ تھا اور اُسکے مُہر پر یہہ الفاظ کندہ تھے ع یاقوت سُرخ رو بطفیل محمد است یاقوت خان عمارت کی تعمیر یا قصبات کی آبادی کی مخالفت سے مستثنیٰ تھا نواب کہا کرتا تھا کہ اوسکی اولاد

اُسکی نعش کو لیکر علیگنج بھاگ آیا اور وہین وہ دفن ہوا اُسکا مقبرہ ایک احاطہ کے درمیان میں واقع ہی قلعہ کی سفیل کے نیچے اور اُسکے گرد ایک چھوٹی دیوار کنکر کی ہی یہہ مقبرہ اور اُوسکی چہار دیواری مشمول ایک ویران مقبرہ کے جو اُسکے کنارے ایک اونچی جگہ پر واقع ہے ملکر نہایت دلچسپ مقام ہوا ہی اِس بیان مین کہ یاقوت خان اصل مین ایک کٹھیا ٹھاکر انگریا کا تھا میرے نزدیک یاقوت خان اور باز بہادر خان چیلہ میں اشتباہ ہوکر مغالطہ واقعہ ہوگیا ۔

گزٹیر کے صفحہ ۱۵۴ مین مرقوم ہی کہ خان بہادر کی کوئی اولاد نہین تھی یہہ امر غالباً صحیح ہی کیونکہ وہ خواجہ سرا تھا لیکن صفحہ ۹۶ مین بخت بلند خان کو اوسکا بیٹا لکھا ہی تاریخ فرخ‌آباد نامہ مصنفہ کالی رائے کے صفحہ ۱۰۸ کی پندرھوین سطر مین درج ہی کہ کیسری سنگہ نام کٹھیا ٹھاکر انگریا کا جو مسلمان ہوگیا باز بہادر خان کے نام سے مشہور تھا اور وہ بخت بلند خاں کا باپ تھا نہ یاقوت خان خان بہادر دلیر خان اُسکا حال ہم سابق میں بیان کر چکے ہیں اُسکے نام سے ایک قصبہ دلیر گنج مشہور ہی جو فرخ آباد سے نومیل قایم گنج کی سڑک پر گوشہ شمال و مغرب مین واقعہ ہے ۔

شمشیر خان یہہ چیلہ سنہ ۱۷۴۸ لغایت سنہ ۱۷۵۰ء مین پرگنات بداؤن سہسوان و مہر آباد کا عامل مقرر ہوا ایک زمانہ مین اُسکے پاس پرگنات موسی نگر بلہور اکبرپور شاہ پور قنوج تھے یہہ سب قصبہ باستثنائے قنوج کے اب کانپور کے ضلع مین ہین ایکمرتبہ عبد المنصور خان صفدر جنگ فیض آباد سے دہلی کو جاتے ہوئے نانامئو گھاٹ واقعہ پرگنہ بلہور مین گنگا اُترا شمشیر خان نے کہا کہ جب تک اُس نقصان کی بابت جو فصلون کو پہونچے معاوضہ نہ دیدیا جاوے تب تک میرے حدود ریاست مین صفدر جنگ کے خیمے کھڑے نہ ہون یہہ حکم شمشیر خان کا صفدر جنگ کو ناگوار گذرا اور اُسنے ایک

یاقوت گنج یہہ قصبہ پرگنہ بھوجپور ضلع فرخ آباد مین فرخ آباد سے سات میل گوشہ جنوب و مشرق میں واقعہ ہے کالی رائے مورخ کہتا ہے کہ پانچ گانون یعنی ۱ جکھا ۲ جیاونی ۳ تقرب پور ۴ مصطفی آباد عرف گوال گانون ـــ اور ایک حصہ نگلہ کھیم کا ویران ہوکر یہہ قصبہ آباد ہوا چونکہ یہان ایک فقیر میان نوری شاہ نام یا بقول بعض کے خواجہ سرا رہتے تھے اور انہون نے ایک سرائے بنوائی تھی اس سبب سے اِس قصبہ کو سرائے نوری بھی کہا کرتے تھے یاقوت خان کے وقت میں وہ سرائے ویران ہوگئی اور اُسنے دوسری سرائے پختہ وہان تعمیر کرائی اِس قصبہ مین اب تک ایک بہت پرانی مسجد موجود ہے اور جسپر یہہ تاریخ ثبت ہے ـ **تاریخ** مسجد عالی بنا راحت فزا ٭ از لطافت نور بخش فیض زا ٭ سال تاریخش خرد گفت اندرین ٭ فرض اداشد اندران بہر خدا ٭ جس سے سنہ ۱۱۸۶ ہجری نکلتے ہین مطابق مارچ سنہ ۱۷۷۲ لغایت مارچ سنہ ۱۷۷۳ء ـ

دریا گنج یہہ قصبہ پرگنہ اعظم گڈھ ضلع ایٹہ مین علیگنج اور پٹیالی کی سڑک پر ایٹہ سے اٹھائیس میل گوشہ شمال و مشرق مین واقعہ ہے اثار بڑی گڑھی کے جو گنگا کے سابق کنارے پر واقعہ تھی اب تک موجود ہین سابق زمانہ کے چیلے کہا کرتے تھے کہ میان خان بہادر نے پچیس لاکھ روپے اِن گنجون کے آباد کرنے اور اپنے مکانات کے بنانے اور باغات کے نصب کرنے مین صرف کیا مکان جسمین بخشی فخر الدولہ رہتے تھے خان بہادر کا ہی بنوایا ہوا تھا کالا باغ بھی خان بہادر نے ہی لگوایا تھا اور اُس مین ایک بارہ دری بھی بنوائی تھی جس مین نواب مظفر جنگ مدفون ہوئے سنہ ۱۷۷۱ء لغایتہ سنہ ۱۷۹۶ء یاقوت خان اپنے آقا قائم خان کے ہمراہ ۲۹ نومبر سنہ ۱۷۴۸ء کی پرآشوب لڑائی میں مارا گیا جو روہیلون کے ساتھ دوری رسول پور مین متصل بداون کے ہوئی تھی کہتے ہین کہ اسکا بھی

۴ مقیم خان - جس زمانہ مین نواب محمد خان صوبہ مالوہ کا حاکم تھا تو اوس چیلہ کے پاس پرگنہ اوجین کا تھا یہہ بھی منجملہ اون پانچ چیلون کے تھا جنکو صفدر جنگ نے مقید کر کر دہلی بھیجا تھا اور وہان وہ مقتول ہوئے اوسکی مہر پر یہہ مصرعہ کندہ تھا ؎ نہ فلک از نام محمد مقیم - مقیم خان نواب مجب خان کے ساتھ بہت ابتدا سے تھا اور بی بی صاحبہ اوس سے پردہ نہین کرتی تھین اوسکے بیٹے اعظم خان اور حسنعلیخان تھے -

۵ جعفر خان یہہ شخص نواب کا بخشی تھا اوسکا مکان محمد زمان شاہ کے تکیہ کے قریب تھا محمد زمان ایک فقیر تھا جسکو نواب احمد خان نے دہلی سے لاکر پرورش کیا تھا بعد اوسکے جعفر خان کے مکان مین نواب ہمت بہادر نے بود و باش اختیار کی یہہ چیلہ بھی منجملہ اُن پانچ چیلوں کے تھا جو دہلی مین مقتول ہوئے فرخ آباد مین اب تک اِس چیلے کے نام سے ایک محلہ بزریہ جعفر خان مشہور ہے -

۶ اسلام خان یہہ بھی منجملہ اون پانچ چیلون کے تھا جو دہلی مین مقتول ہوئے پرگنہ بھوجپور مین ایک موضع اسلام گنج ہے اور پرگنہ امرتپور کو بھی اسلام گنج کہتے ہین یہہ مین نہین جانتا کہ اِسی چیلہ کے نام سے مشہور ہے یا اور کسی وجہہ سے اُسکا ایک بیٹا عثمان خان تھا -

۷ سردار خان یہہ بھی منجملہ اون چیلون کے تھا جو دہلی مین مقتول ہوئے -

۸ داود خان اِسکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ پہلے یہہ برہمن تھا اور منجملہ اون چیلون کے تھا جو نواب کے ابتداے عمر سے اُسکے ساتھ تھے اور اِسی سبب سے بی بی صاحبہ اوس سے پردہ نہین کرتی تھین ہم پیشتر اِسکا ذکر کر چکے ہین کہ یہہ شخص سنہ ۱۷۶۳ع لغایت سنہ ۱۷۷۴ع مین ایک سرکش راجہ کو بادشاہ کی حضور مین پکڑ لیجانے کی خدمت پر مامور ہوا تھا سنہ ۱۷۸۰ع لغایت سنہ ۱۷۸۲ع مین وہ پرگنہ

سانڈنی سوار اِس مضمون کا خط لکھکر فرخ آباد کو بھیجا۔ نواب نامدار سلامت تیغ شیر خود را در میان مکن
وگرنہ آب نہ خواہد ماند ترجمہ نواب نامدار سلامت اپنی تلوار کو میان مین کرو ورنہ اُسکی آب جاتی
رہیگی۔ محمد خان نے اپنے دیوان صاحب راے کو جواب ترکی بہ ترکی لکھدینے کا حکم دیا
منشی نے اُسی خط کی پشت پر اسطرحپر جواب لکھا۔ نواب نامدار سلامت این شمشیر مردان در
معرکہ میدان بے خون چشیدہ بمیان نمی آید۔

نواب نامدار سلامت یہہ تلوار مردون کی میدان جنگ مین بغیر خون پئے اپنے میان کو نہین
لوٹتی۔ صفدر جنگ نے یہہ جواب پاکر چاہا کہ شمشیر خان کے ساتھہ مقابلہ کرے لیکن اُسکے
مشیرون نے اُسکو لڑنے کی راے نہین دی اور یہہ کہا کہ بادشاہ کی ناخوشی کا سبب ہوگا
اُن لوگون نے یہہ بھی کہا کہ اگر آپ لڑے اور فتحیاب ہوئے تو کہا جائیگا کہ چیلہ کے ساتھہ لڑے
تھے اور اگر خدانخواستہ تو عدیگر معاملہ ہوا تو ہمیشہ کی لئے بدنامی کا ٹیکا آپ کے ماتھے رہیگا
چنانچہ وہ اُس قرب وجوار سے فی الفور روانہ ہوکر دہلی چلا گیا شمشیر خان کے اشارہ سے اُسکی
خاص فوج کا اسباب لُٹ گیا کہتے ہین کہ اِسی نزاع کی وجہہ سے لکھنؤ کے حکام اور محمد خان کے
خاندان مین باہم ملال پیدا ہوگیا۔ شمشیر خان کی مہر پر یہہ الفاظ کندہ تھے۔ نگہدار ای محمد
آب شمشیر اون معاملات مین جو قایم خان کی وفات پر برپا ہوئے وہ بھی شریک تھا وہ منجملہ اُن
پانچ چیلون کے تھا جو گرفتار ہوکر دہلی بھیجے گئے وہان پر وہ ۱۷۵۰ء مین مارا گیا جسکا مفصل
حال ہم عنقریب بیان کرینگے اوسکے پانچ بیٹے تھے حسن علی خان رحم علیخان عمر علیخان کاظم علیخان
رسول علیخان شمشیر گنج ایک قصبہ اوسکے نام سے پرگنہ بھور ضلع مین پوری مین آباد ہی۔

اوسکا پوتا اسلام خان عہد نواب شوکت جنگ مین ۱۸۱۳ء لغایت ۱۸۲۳ء خاص محل کی ڈیوڑھی پر متعین تھا روپیہ روزا وسکا وظیفہ تھا اوسکی اولاد سے ایک شخص غریب خان نام ۱۸۳۹ء تک زندہ تھا لیکن نان شبینہ کو محتاج تھا جب محمد خان کو نواب سعادت خان صوبہ دار اودھ برہان الملک کے ساتھ لڑائی کا اتفاق ہوا تو نواب محمد خان نے اپنے چیلہ سعادت خان کو بھی خزانے کے لئے برہان الملک کا خطاب دیدیا۔ محاصل ملک گوالیر کا جو اوسوقت عمر خان گوالیر کے تعلق تھا سندہ سو مین ادا ہوتا تھا۔

۱۱ نیکنام خان یہہ منجملہ اون چار چیلون کے تھا جس سے بی بی صاحبہ پردہ نہین کرتی تھین صیغہ تعمیرات فرخ آباد خاص کا اُنکے تعلق تھا اوسکی مسجد اور کنوان او قلعہ اور باغ ۱۸۳۹ء تک موجود تھی اوسنے ایک مسجد چھپرامئو مین بھی قریب مقبرہ صدر جہان کے تالاب کے کنارے بنوائی تھی اوسکا سجع یہہ تھا ؎ ہستم از لطف محمد نیکنام ۔ ہم پیشتر بیان کر چکے ہین کہ یہہ شخص فیض آباد مین قایم خان کو نواب سعادت خان برہان الملک کے پنجے سے چھٹا لینے کی خدمت پر مامور ہوا تھا ۱۸۲۰ء لغایت ۱۸۲۱ء مین وہ پرگنہ بھوجپور کا عامل رہا۔

۱۲ جہان خان یہہ بھی بخشی تھا اور منجملہ پُرانے چیلون کے تھا جس سے بی بی صاحبہ پردہ نہین کرتی تھین اوسنے پرگنہ بھوجپور مین جہان گنج اوسکا آباد کیا ہوا ہے جو فرخ آباد اور چھپرامئو کی سڑک پر فرخ آباد سے نو میل جانب جنوب واقع ہے اوسکی بیٹی رحمت خان نے جو نواب احمد خان کا بخشی تھا شہر فرخ آباد کے مئو دروازہ پر ایک مسجد بنوائی۔

۱۳ کمال خان یہہ شخص کمالگنج کا بانی جو کانپور کی سڑک پر بفاصلہ ۹ میل گوشہ جنوب و مشرق مین فرخ آباد کے

شمش آباد کا عامل مقرر ہوا اور جس زمانہ مین نواب محمد خان کے پاس صوبہ الہ آباد تھا اُسوقت جونپور اور بنارس کی تحصیل اُسکے سپرد تھی اور نایب فوجدار ساز نگ پور واقع ملک مالوہ کا بھی ہا کم پرگنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ مین داؤد گنج اسی کا آباد کیا ہوا ہے۔

۹ بھورے خان اِس چیلے کی نسبت ایک نقل مشہور ہے جسکو ہم بیان کرتے ہین اور جس سے ناظرین پر یہہ واضح ہوگا کہ چیلون کو کیسے اختیارات حاصل تھے ایک روز بھورے خان دربار مین دیر کر حاضر ہوا جب وہ آیا تو بیٹھنے کے لئے جگہ نہ دیکھی ایک تکیہ جو نواب محمد خان اور قایم خان کے درمیان مین رکھا تھا اُسکو ہٹا کر وہ نواب اور نواب کے بیٹے کے بیچ مین بیٹھ گیا قایم خان کو نہایت غصہ آیا اور اُس نے کہا کہ آپ نے چیلون کو اسقدر منھہ لگا ہی کہ وہ مطلق میرا ادب نہین کرتے محمد خان نے جواب دیا کہ مجھکو اِنکے ساتھہ اتنی ہی محبت ہے جتنی اپنے بیٹونکے ساتھہ قایم خان کو یہہ جواب سنکر نہایت طیش آیا اور اُسی حالت مین وہ وہان سے اُٹھکر اپنے مکان امیٹھی کو چلا گیا تب محمد خان نے بھورے خان کو تنبیہ کی اور کہا کہ مجھہ کو تیرا اعتبار جاتا رہا کیونکہ جب میری زندگی مین تم لوگ میرے بیٹون کا ادب نہیں کرتے تو خدا جانے بعد میری وفات کے تم سے کیا کیا وقوع مین آئیگا بھورے خان نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ خدا تعالیٰ نہ کرے کہ مین آپ کی وفات کے دن کو دیکھوں یہہ شخص صوبہ الہ آباد مین نواب کا نایب تھا۔ ۱۱۴۲ھ مین جو لڑائی بمقابلہ راجہ چھتر سال کے بمقام اِچولی ہوئی اُسمین بھورےخان مقتول ہوا۔

۱۰ سعادت خان جس زمانہ مین نواب مالوہ کا صوبہ دار تھا تو یہہ شخص ملک مالوہ مین مندسور کا عامل تھا جو اُجین سے جانب جنوب واقع ہے اُسکی مُہر پر یہہ الفاظ کندہ تھے ــ بے لطف محمد سعادت نبود

دو تین مہینے سے زیادہ ایک پرگنہ مین نہین رہتا تھا موقوفی اور بحالی فوراً ہو جایا کرتی تھی یہہ جواب سُنکر نواب نے کہا کہ اِس مسخرے سے کہدو کہ تو ایک برس کے لئے مقرر کیا گیا۔

۱۹ رستم خان یہہ شخص ۱۱۶۲ء مین قایم خان کے ساتھہ دوڑی کی لڑائی مین مارا گیا۔

۲۰ عبدالرسول خان وہ ۱۱۶۲ء مین اکچولی کی لڑائی میں مارا گیا۔

۲۱ حاجی سرفراز خان یہہ شخص احمد خان کے بخشیون سے تھا اور الہ آباد کی مہم اور بہار کی طرف سے بازگشت کی ذکر مین اُسکا بیان کیا جائیگا۔

۲۲ جانثار خان یہہ اوجین صوبہ مالوہ مین مقیم خان کا نایب تھا نواب کے ناخوشی کی وجہہ سے اوسکے بید لگائے گئے تھے چونکہ وہ نہایت نازک تھا لہذا پہلے ہی ضرب مین مرگیا۔

۲۳ رحمت خاں رحمت گنج اوسیکا بسایا ہوا ہے لیکن یہہ نہیں معلوم کہ کہاں ہے اوسکو سواری والا کہتے تھے اور ایک سوار دن کی رجمنٹ کا وہ افسر تھا۔

۲۴ کرم خان یہہ ہاتھی خانہ کا داروغہ تھا اسکی مہر پر یہہ سجع کندہ تھا بفضل محمد کرم نامدار۔

۲۵ جواہر خان یہہ داروغہ اصطبل کا تھا۔

۲۶ سلابت خان یہہ میر عمارت تھا۔

۲۷ شمشیر خان ثانی یہہ مرغ خانہ کا داروغہ تھا۔

۲۸ مہتاب خان یہہ باورچی خانہ کا داروغہ تھا۔

۲۹ نامدار خان یہہ شخص قوم کا گھیلوار ٹھاکر ساکن موضع جلیسر پرگنہ شمش آباد معربی تھا اور ابتک اُسی موضع مین اوسکی اولاد زندہ ہے اور ایک مسجد اوس کی بنائی ہوئی اب تک موجود ہے اور گانون بسے

واقع ہے سنہ ۱۲۲ھ لغایت سنہ ۱۲۲ھ مین سیری اور جالون کا عامل تھا وہ نواب قایم خان کے ساتھ ڈورے کی لڑائی مین مارا گیا۔

۱۴ روشن خان حیات باغ اور نواب کے مقبرہ کی عمارت اوسکی تعلق تھی روشن گنج اُسکا آباد کیا ہوا ہی جو چھپرامئو کی سڑک پر کسی جگہ واقع ہے سمت معلوم نہین ۔

۱۵ دلاور خان اوسکا لقب چھوٹے تھا اور وہ داروغہ دیوانخانہ کا تھا غالباً یہہ وہی شخص ہوگا جسکا کہ ایک مقام پر اورنگ آبادی کرکے ذکر ہوا ہی ۔

۱۶ پردل خان یہہ گور راجہ سرولی کا بیٹا تھا اور اونٹ خانہ کا داروغہ تھا۔

۱۷ فخرالدین خان یہہ فوج کا بخشی تھا اور اُسکو فخرالدولہ بھی کہتے تھے سنہ ۱۷ء مین نواب مظفر جنگ کی مسندنشینی پر اُسکو ایک بہت ممتاز عہدہ ملا اور مقتول ہونے سے ایک سال پیشتر تک وہ نایب رہا وہ بہشت باغ مین جو مئو دروازہ پر ہے ایک علیحدہ مقبرہ مین مدفون ہوا دروازہ مین گھستے ہوے بائین طرف تھوڑے ہی فاصلے پر اوسکا مقبرہ ہی ۔

۱۸ علاول خان پہلے اِسکا نام کیسری سنگہ تھا اور یہہ چتر سنگہ بم ٹیلا ٹھاکر ساکن موضع براون کا بیٹا تھا موضع براون اور بابرپور مین اب تک اُوسکی اولاد موجود ہی اُس کی نسبت مشہور ہی کہ کسیقدر مسخرا تھا ایک مرتبہ محمد خان نے اوسکو کسی پرگنہ کا عامل مقرر کرکے بھیجا جب کہ علاول خان روانہ ہوا تو گھوڑے پر دُم کیطرف مُنہہ کرکے بیٹھا تو نواب محمد خان نے کہا کہ اِس مسخرے سے پوچھو کہ اِسطرح سوار ہونے سے اِسکا کیا مطلب ہی تو اُس نے یہہ جواب دیا کہ مین یہہ دیکھتا ہون کہ میرے پیچھے کوئی دوسرا عامل تو مقرر ہوکے نہین آتا اِسکا سبب یہہ تھا کہ عامل بہت جلد بدلتے رہتے تھے اور کوئی شخص

کے قبضہ مین تھا اگر کوٹریا گنج خان بہادر کا آباد کیا ہوا ہی قرار یا دے ضلع علیگڈھ مین ایک قصبہ
ہے نواب کی ریاست کول علیگڈھ مین بارہ میل تک تھی عوام کا بیان ہے کہ پرگنہ مارہرہ ضلع ایٹہ ۱۸۳۸ء مین
جاگیرداران سادات سے ٹھیکہ پر لیا گیا لیکن جو تحریر اوسکی بابت ہوئی اوسکے باضابطہ ہونے مین کچھہ فتور تھا
یہہ امر کہ بدایون محمد خان کے قبضہ مین تھا ہم کو تاریخ گل رحمت سے معلوم ہوا کیونکہ جب فرخ آباد کے
ایک عامل اور چند زمینداروں سے ایک لڑائی ہوئی اوسوقت مین داود خان نے شاہ عالم خان حافظ
رحمت خان کے باپ کو قتل کروا ڈالا تھا۔ واقعات سے جو اوپر بیان کئے گئے یہہ امر بخوبی ظاہر ہوتا ہے
کہ نواب محمد خان اپنے ماتحتون پر کامل نگرانی رکھتا تھا۔ وقتاً فوقتاً اونکو تبدیل کرتا رہتا تھا۔ اور پختہ
عمارت کی تعمیر کی ممانعت رکھتا تھا اسوجہہ سے اُس کی پوری حکومت تمام ریاست پر رہتی تھی۔ اور
اوسکے احکام فوراً تعمیل کئے جاتے تھے۔ صاحب راے نے جو نواب محمد خان کی تحریرات کو جمع کیا ہے
اوسمین سے حالات مندرجہ ذیل منتخب ہو کر درج کئے جاتے ہیں (**قنوج**) محمد شاہ بادشاہ کے جلوس
کی دوسری سال (فروری ۱۷۲۰ء لغایت جنوری ۱۷۲۱ء ۱۱۳۲ھ) مین فوجداری سرکار قنوج کی نواب کے
بیٹے قایم خان کے نام تھی۔ بعد ازان جب راجہ گردھر بہادر صوبہ الہ آباد سے منتقل کیا گیا تو اوسنے
یہہ درخواست کی کہ مجھکو میرے وطن کے قریب کوئی ریاست عطا فرمائی جاوے جسمین میرے لواحق
سکونت اختیار کرین اوسوقت فوجداری قنوج کی گردھر بہادر کو عطا ہوئی اوسکی وفات کے بعد وہ ایک
سے دوسرے کو منتقل ہوتی گئی یہانتک کہ راجہ بھدوریا نے اُسکو پایا جب محمد خان کو ۱۱۴۵ھ مین
صوبہ الہ آباد دوبارہ عطا ہوا تو اُسنے اپنے وطن کی ریاست کو غیر شخصون کے قبضہ مین چھوڑنے سے
انکار مین زیادہ مبالغہ کیا لہذا وہ جاگیر اُسکو عطا ہوئی۔ صاحب رای لکھتا ہے کہ اوسوقت ماحصل اوسکا

جانب مغرب آثار گنج یا قلعہ کی جو اُس نے بنا تھا موجود ہین -

[٣٠] نامدار خان ثانی - [٣١] سلیمان خان - [٣٢] خوشحال خان - [٣٣] فولاد خان - [٣٤] نصر خان - [٣٥] شیر دل خان قوم نو ہراجپوت

[٣٦] ماہر دل خان - [٣٧] حفیظ اللہ خان - [٣٨] لطف اللہ خان - [٣٩] بخت بلند خان - [٤٠] نقل خان - [٤١] مشرف خان

[٤٢] مبارک خان - [٤٣] نجم الدین خان - [٤٤] رن مست خان - [٤٥] بارا خان - [٤٦] پہاڑ خان - [٤٧] نقی خان

نواب کے ملک کا بیان

ہم نہین جانتے کہ وہ ملک جسکا محمد خان فی الواقع وقت وفات حکمران تھا کیونکر حاصل ہوا تھا محمد شاہ نے اپنے جلوس کی پہلی سال اُسکو پرگنہ بھوجپور و شمس آباد جو بطور جاگیر کے دیا تھا وہی ابتدا اور اصلی ریاست محمد خان کی تھی - رہا باقی ملک اوسکی نسبت یہہ مثل صادق آتی ہے - جس کی لاٹھی اوسکی بھینس نواب کے ملک کی وسعت کے بیان مین یہہ قطعہ کسی شخص نے لکھا ہے — **قطعہ**

میانِ دو آب و میانِ دو کانت ؛ شدہ حاصلِ ملک جملہ معاف

شود قصبہ کول و کوڑا حدود ؛ بدریاے گنگ و جمن انصراف

اس قطعہ مین حدود کے بیان کرنے مین نہایت مبالغہ کیا گیا ہے اور گنگا پار کے پرگنہ ترک ہوئے ہین - بالفعل کے ضلعون کی تقسیم شرقی و غربی پر خیال کرنے سے اسطرح پر حدود ظاہر ہوتے ہین کہ اگر ایک خط فرضی مستقیم موضع بٹھور واقع کنارہ گنگا سے موسی نگر واقع کنارہ جمنا تک کھینچا جاوے تو ضلع کانپور کا نصف مغربی حصہ اور تمام ضلع فرخ آباد اور تمام ضلع مین پوری باستثناے ایک پرگنہ کے تمام ضلع ایٹہ باستثناے دو چھوٹے پرگنون کے جو گوشہ شمال و مغرب مین واقع ہین اور تقریب نصف ضلع بداؤن اوس پار گنگا کے اور ایک پرگنہ ضلع شاہجہانپور کا محمدن

نذہ پور اکبر آباد و سکندر پورہ کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ نواب کے قبضہ میں تھے - ایکسال اکبر آباد و سکندر پور کا ماحصل پینسٹھہ یا ستر ہزار روپیہ پر پہونچا تھا - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۱۴۶ ف مطابق سنہ ۱۷۳۸و۳۹ع مین خشک سالی ہوگئی تھی کویل اور سکندرہ کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ سنہ ۱۱۴۶ ف مطابق سنہ ۱۷۳۸و۳۹ع مین نواب کے قبضہ مین تھے -

(سکیٹ) جب سے کہ اوس خزانے کی محافظت کا اہتمام جو جنت البلاد و بنگال سے آتا تھا محمد خان کے سپرد ہوا یہہ قصبہ فرخ آباد مین شامل ہوا سکیٹ کا محاصل فوجدار اٹاوہ کی جاگیر کو چھوڑ کر ایک لاکھہ روپیہ بیان کیا گیا ہے -

(کوراولی) قایم خان کو سترہ یا اٹھارہ لاکھہ دام اس پرگنہ سے بطور تنخواہ فوجداری قنوج کے ملتے تھے -

(شکوہ آباد) ظاہرا یہہ پرگنہ بطور مضافات اٹاوہ کے محمد خان کے قبضہ مین تھا اور کرہل اوسمین شامل نہ تھا بھونگام و تالگرام سنہ ۱۷۲۶ع مین خاندوران کی جاگیر مین تھے -

(آنولہ) یہہ پرگنہ ایک زمانہ مین امیر خان عمدۃ الملک کی جاگیر مین تھا ؞

محمد خان کی زوجہ اور اولاد کا بیان

محمد خان کی نکاحی بی بی صرف ایک تھی جسکا نام مالحہ بانو یا رسیہ بانو تھا اور بی بی صاحبہ کے لقب سے مشہور تھی اور قاسم خان بنگش کی دختر تھی بی بی صاحبہ کا ذکر پیشتر اوپر ہوچکا ہے اور اُسکے بعد بھی اکثر ذکر آویگا اُسکے دو لڑکے تھے قایم خان جو بعد نواب کے جانشین ہوا اور دایم خان جو بچپنے مین مرگیا - اور دو لڑکیاں تھیں روشن جہان جو روشن خان بنگش کو منسوب تھی اور ایک

آٹھ ہزار روپیہ سال تھا اور جمع سابق پینتیس لاکھ دام تھے لیکن اضافہ ہو کر ایک کرور دام تک نوبت پہنچ گئی تھی (**شاہ پور**) یہہ پرگنہ ۱۱۳۹ ہجری مطابق اگست ۱۷۲۶ع لغایت اگست ۱۷۲۷ع مین تبدیل کھنڈ کے جانے کے قبل محمد خان کے قبضہ مین تھا بعد ازان وہ داخل خالصہ ہو کر صرف ایک فصل کے لئے عطا ہوا لیکن باوجود داخل خالصہ ہو جانے کے محمد خان نے چند سال تک اُسپر اپنے ہی قبضہ رکھا اور بعد اُسکے پھر واگذاشت کرا لیا یعنی خاندوران خان کی وساطت سے دسوین رمضان المبارک ۱۱۴۵ ہجری مطابق تیرہوین فروری ۱۷۳۳ع کو وہ پرگنہ فصل ربیع ۱۱۴۰ فصلی سے مطابق مارچ ۱۷۳۳ع مستقل طور پر عطا کیا گیا چونکہ یہہ علاقہ سرحدی تھا اِسواسطے لٹیرون کے انتظام مین جو راجہ ہندو سنگ بچھینڈے والے کی ریاست مین پناہ لئے ہوئے تھے کسیقدر دقت واقع ہوئی۔

(**اٹاوا**) محمد خان اخیر عمر مین اٹاوہ کا فوجدار تھا راج ادھراج جے سنگہ سوائی نے ۱۱۵۳ ہجری مطابق مارچ ۱۷۴۰ع لغایت مارچ ۱۷۴۱ع مین اوسکو وہان سے بیدخل کیا۔

(**جلیسر**) اِس پرگنہ مین جو جاگیرین گوکل تاش خان کی تھین اونکی بابت بوساطت راجہ جیسنگہ سوائی کے یاقوت خان کے نام سے ایک پٹہ حاصل کیا گیا تھا لیکن نواب نصیر الدولہ سعادت خان ذوالفقار جنگ کو اُوس مین انکار ہوا اور اسی وجہہ سے بادشاہ نے دوسری ذیقعد ۱۱۴۲ جلوس مطابق ۳۰ دسمبر ۱۷۲۹ع کو محمد خان کے نام ایک فرمان بھیجا اور محمد خان نے وہ پٹہ واپس کیا۔

(**سوج وعلی کھیڑہ**) سوج خان دوران خان امیر الامرا کی اور کھیڑہ فرخ خان بہادر کی جاگیر تھی۔

(**برنان سوہار**) یہہ موضع جاگیرداروں سے یاقوت خان نے دس لاکھ دام پر ٹھیکہ لیا تھا

وزیر نواب کو منسوب ہوئی تھی لیکن نواب احمد خان نے شادی روک دی اور یہہ کہا کہ جب تک
لکھنؤ کے خاندان کی کوئی لڑکی میرے بیٹے محمود خان کو نہ ملیگی تب تک خان خانان کی لڑکی
لکھنؤ نہ جائیگی چھوٹا عبدالنبی خان یہہ شخص قائم خان کے ساتھ مارا گیا جب عبدالنبی خان قائم جنگ
کے ساتھ لڑائی کے لیے ہاتھی پر سوار ہوتا تھا تو اوسکو چھینک آئی اور ایک بلّی رستہ کاٹ گئی
ان بدشگونون سے نواب عبدالنبی خان زندہ نہ لوٹا اوس تاریخ سے چھینک اور بلّی اُسکے بیٹے
عبدالمجید خان کی چڑ ہو گئی اگر کسی ملازم کو چھینک آتی تو وہ باہر مکان کے جا کر چھینکتا تھا
کسی ملازم کی یہہ مجال نہ تھی کہ بلّی کا نام زبان پر لا سکے اگر کسی ضرورت سے بلّی کا نام لینا
ضرور ہوتا تھا تو مچھلی کہکر بیان کیجاتی تھی نوکرون کو اس بات کی بھی سخت تاکید تھی کہ کسی کی
موت کا ذکر اوسکے سامنے نکرے اگر کسی دوست کی موت مین نواب بلایا جاتا تھا تو ملازم اسطور پر
بیان کرتے تھے کہ فلانے شخص کے گھر مین شکرچشی ہو گئی کیونکہ معمول ہے کہ مرتے آدمی کے
حلق مین شربت ڈالا کرتے ہین اگر تیجے کا ذکر کرنا منظور ہوتا تھا تو ملازم اسطور پر کہا کرتے تھے
کہ فلان شخص کے یہان آج بڑی دھوم دھام ہے۔ جب نواب عبدالمجید خان کہین سوار
ہوتا تھا تو کچھہ روپیہ اپنے خانسامان کو دیا کرتا تھا اور خانسامان کو حکم تھا کہ ایک روپیہ
مہارام بنیے کو جسکی دوکان دروازہ پر تھی دیوے کہ وہ سوار ہوتے وقت نظر پیش کرے
اور چار آنہ کسی باغبان کو دیے جاتے تھے تاکہ وہ گلدستہ سوار ہوتے وقت پیش کرے یہہ نیک
شگون سمجھے گئے تھے۔ چند روپیون کی کوڑیان بھنوائی جایا کرتی تھین اور دو دو پیسے کی کوڑیون کے
ڈھیر الگ رکھے جاتے تھے اور خانسامان کو حکم ہوتا تھا کہ تمام فوج کو آگاہ کر دے کہ نواب صاحب

اور جو قبل شادی کے مرگئی - بی بی صاحبہ کا انتقال ۲۸ ذیقعد ۱۱۸۲ ہجری مطابق ۵ اپریل ۱۷۶۹ء کو ہوا اور علیحدہ مقبرہ مین بہشت باغ نواب احمد خان کے مقبرہ سے گوشہ جنوب در مغرب مین مدفون ہوئین شہر مین ایک بہت خوشنما مسجد اوسکی بنائی ہوئی ہے جو بی بی صاحبہ کی مسجد کے نام سے مشہور ہے بلکہ وہ محلہ بھی اسی نام سے مشہور ہے علاوہ اسکے ایک اور محلہ بی بی گنج مئو دروازے کے قریب ہے ناہمواری اوس زمانہ کی اوس سے ظاہر ہوتی ہے کہ محمد خان کے سات بیٹے لڑائی مین مارے گئے اور نو بیٹے مرگ مفاجات مین مرے اور صرف چھہ بیٹے اپنی موت سے مرے محمد خان کے اون بیٹوں کے نام جنکی اولاد تتمہ کتاب مین درج کیجائیگی حسب ذیل ہے -

(۱ قایم خان) یہہ ۱۷۴۸ء لغایت ۱۷۴۹ء مین اپنے باپ کا جانشین ہوا جسکا ذکر آگے کیا جاویگا اوس نے کوئی اولاد نہین چھوڑی -

(۲ دوسرا احمد خان) ۱۷۵۰ء مین جانشین ہوا اور ۱۷۷۱ء مین وفات پائی -

(۳ تیسرا مرید خان) جو مرتضیٰ خان نمبر ۴ کا حقیقی بھائی تھا قایم خان کے ساتھہ لڑائی مین مارا گیا تین لڑکے اوس نے چھوڑے -

(۴ چوتھا) مرتضیٰ خان یہہ بحکم نواب مظفر جنگ خلف احمد خان نمبر ۲ کے مبارک محل مین بحالت قید قتل کیا گیا - اوسنے سات لڑکے چھوڑے تھے -

(۵ پانچوان اکبر خان) یہہ شخص سکندرہ راؤ مین مارا گیا اوس نے دو لڑکے چھوڑے کہتے ہین کہ ان لڑکون مین سے ایک خان خانان خان تھا جسکی لڑکی سعادت علی پسر نواب شجاع الدولہ

نوان اسمعیل خان یہہ منجملہ اون پانچ شخص کے تھا جو الہ آباد مین مقتول ہوئے اسنے چار بیٹے چھوڑے

١٠ دسوان کریم داد خان یہہ بھی منجملہ اون شخصون کے تھا جو الہ آباد مین مقتول ہوئے اس نے دو بیٹے چھوڑے -

١١ گیارھوان امام خان اسکو بی بی صاحبہ نے قائم خان کے بعد جانشینی کے واسطے نامزد کیا تھا اور پانچ مہینے اور چند روز تک اوسنے مسند نوابی پر حکمرانی کی وہ گرفتار ہوکر بشمول حسین خان اور فخرالدینخان و اسمعیل خان و کریم داد خان کے الہ آباد بھیجا گیا اور وہان ١٧٥٠ع مین بحکم صفدر جنگ مقتول ہوا اسنے دو بیٹے چھوڑے -

١٢ بارھوان خدابندہ خان یا خداوند خان - بعض شخصون نے اسکو بھی جانشینون کی فہرست مین درج کیا ہی لیکن ظاہرا یہہ امر صحیح نہین ہی بلکہ لوگون نے خوشامد کی راہ سے اوسکے بیٹے امین الدولہ کے خوش کرنے کے لیے جو ١٧٨٠ع سے ابتدا ١٧٩٩ع تک ذی اختیار نائب ہا یہہ روایت مشہور کردی تھی -

خدابندہ خان نے نوین ذی الحجہ ١١٩٢ ہجری مطابق ٧ دسمبر ١٧٧٨ع دہلی کے قلعہ مین وفات پائی اوسکی بیٹی امراؤ بیگم کی نواب مظفر جنگ سے شادی ہوئی تب پرگنہ سکراوہ وسکی جاگیر مین ملا تھا اوسنے ایک بیٹا چھوڑا -

١٣ تیرھوان منصور علیخان - اس شخص کی ایک لڑکی تھی -

١٤ چودھوان ہادی داد خان - یہہ شخص قایم خان کے ساتھ مارا گیا اوسکی کوئی اولاد نتھی -

١٥ پندرھوان بہادر خان - یہہ شخص قائم خان کے ساتھ مارا گیا اوسنے دو لڑکے چھوڑے -

کی سواری آتی ہی اور فوج راہ کی حفاظت کرے چنانچہ خانسامان کا معمول تھا کہ وہ نواب کی تمام رعایا سے جسمین نیچ اونچ ہر ذات کی آدمی تھی کہدیا کرتا تھا کہ نوابصاحب کی سواری آتی ہی تب نواب ایک گھوڑے پر جو چاندی کے زیور سے آراستہ ہوتا تھا سوار ہوتا تھا ایک خدمتگار چونری ہلاتا ہوا سامنے چلتا تھا اور چار یا آٹھ مصاحب یابوون پر سوار پیچھے ہوتے تھے جب نواب اپنے دروازہ پر پہنچتا تھا تو مہارام روپیہ بطور نذر کے پیش کرتا تھا اور پان فروش ایک دونا پان کا پیش کرتا تھا جسمین سے چند پان نواب کھا کر باقی خانسامان کے حوالے کردیتا تھا - باغبان پھول پیش کرتا تھا جسمین سے ایک پھول پسند کرکے نواب اپنی پگڑی مین رکھ لیتا تھا جب سواری واپس آتی تھی تب خانسامان موافق حکم کے سب فوج کو موجود کردیتا تھا ہر شخص کو ایک ڈھیری کوڑیون کی بطور انعام کے دیجاتی تھی اور ہر شخص سلام کرکے رخصت ہوتا تھا جب صاحبزادون مین سے کوئی عبدالمجید خان کے ملنے کو آتا تھا تب مذاق کی راہ سے ناک مین آہستہ سے بتی کرکے خواہ مخواہ چھینک بلائی جاتی تھی اور اوسوقت نواب سے معافی کی درخواست کیجاتی تھی لیکن نواب عبدالمجید خان اس سے اور زیادہ غصہ ہوا کرتا تھا اور صاحبزادون سے کہا کرتا تھا کہ آپ میرے پاس کبھی نہ آیا کرین تب صاحبزادے منہہ مین رومال دیکر ہنسا کرتے تھے -

ساتوان حسین خان یہہ شخص الہ آباد مین صفدر جنگ کے حکم سے مقتول ہوا -

آٹھوان فخرالدین خان کے ایک بیان سے ظاہر ہوتا ہی کہ یہہ شخص قائم خان کے ساتھہ مارا گیا دوسرے طور پر یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ یہہ الہ آباد مین مقتول ہوا اس نے ایک لڑکی چھوڑی -

ع سکہ زد در بحر و بر از اوج ماہی تا بماہ ثانی تیمور و بابر حضرت شائستہ شاہ + بخش فخر الدولہ نے
ان روپیہ مین سے ایک روپیہ احمد خان کے پاس بھیجا اور ان تمام حالات کی اطلاع کی۔ احمد خان
بھی نہایت مضطرب ہوے کہ مبادا یہہ حالات بادشاہ کے گوش گذار ہون بخشی کو حکم دیا کہ شائستہ
خان کی جاگیر ضبط کر لے اور جہانتک اس قسم کے روپیہ اوسکو ملسکین اسکو حاصل کر کر ضائع کرادے
اور شائستہ خان کو قلعہ مین محبوس کرے لیکن چند ماہ کے بعد شائستہ خان پھر آزاد ہو گیا۔

محمد خان کے بیٹون کا حال

سنا گیا ہی کہ امیر دوست خان والی کابل کے اسقدر لڑکے تھے کہ وہ خود اپنی اولاد کو پہچان نہین سکتا تھا۔ بلکہ جب کسی نوجوان کو عمدہ لباس اور عمدہ سواری پر دیکھتا تھا تو وہ پوچھا کرتا تھا کہ یہہ نوجوان میرا بیٹا ہی یا نہین کچھہ اسی کے مشابہ نواب محمد خان کی کیفیت تھی ایک دن اپنی ایک کتخدا بیٹے کو زنانہ محل مین دیکھہ کے نواب محمد خان نے بی بی صاحبہ سے دریافت کیا یہہ کونسا محل ہی۔ بی بی صاحبہ نے ایک دو ہتڑ اوسکے منہہ پر مار کر کہا کہ تمکو کیا ہو گیا ہی یہہ تمہاری لڑکی ہی۔ وہ بیٹیین جنکی جوان ہو کر شادی ہوئی یہہ تھین

۱۔ بی بی روشن جہان حقیقی بہن قائم خان کی تھی اسکی شادی۔۔۔ نواب روشن خان بنگش اشترزئی سے ہوئی لیکن اوس کی کچھہ اولاد نہین۔ روشن آباد جس آباد مغربی مین جو کہ قدیم سڑک پر گوشہ شمال اور مغرب مین فرخ آباد سے ۹ میل پر واقع ہے بازار اسی کا بنوایا ہوا ہے وہان ایک چھوٹی سی مسجد بھی اوس کی بنائی ہوئی ہی جو اب نہایت خراب خستہ حال مین ہی اور روز بروز گرتی جاتی ہی اور جسکے نقش سب جنپر تاریخ کندہ تھی مٹ چکے ہین۔ اُسکے قریب ایک کنوان بھی

سولھوان۔ شادی خان۔ جب مرہٹون نے اپریل۔ مئی ۱۸۱۸ء مین فتحگڑہ کا محاصرہ کیا تھا اوسوقت یہہ شخص ایک توپ کا گولہ کھا کر مارا گیا اوسنے کوئی اولاد نہ چھوڑی۔

سترھوان۔ صلابت خان ۱۸۳۰ء تک زندہ تھا اسنے چار لڑکے چھوڑے۔

اٹھارہوان۔ نام آور خان اس نے چھہ لڑکے چھوڑے۔

اونیسوان۔ محمد امین خان۔ اس شخص نے ایک زمیندار کو گالی دی تھی اسپر اوس زمیندار نے تلوار سے اوسکو مار ڈالا میان علیم اللہ شاہ پیرزادہ نے جو دروازہ قلعہ پر جان علیخان کی مسجد مین رہتا تھا اوس زمیندار کو قتل کیا امین خان نے دو بیٹے چھوڑے تھے۔

بیسوان عطاء اللہ خان۔ ایک روز نواب روشن خان بنگش اشترزئی نواب محمد خان کا برادر نسبتی بھلبھور سوارہ مین شیر کا شکار کھیلتا تھا اتفاقاً اوس کی بندوق کی ایک گولی عطاء اللہ خان کے جا لگی اور وہ مرگیا۔

اکیسوان عظیم خان یہہ شخص محمد خان کے بعد بہت دنون تک زندہ رہا اور دس لڑکے چھوڑے

بائیسوان شایستہ خان یہہ شخص بھی ۱۸۳۰ء تک زندہ تھا ایک لڑکا چھوڑا۔

زمانۂ عالمگیر ثانی مین (۱۷۵۴ء لغایت ۱۷۵۹ء) نواب احمد خان دو سال تک دربار مین حاضر رہا اور بخشی گری سلطنت پر معمور تھا جب احمد خان کہین چلا جاتا تھا تو شایستہ خان مکان مین بیٹھ کر تاج شاہی سر پر رکھا کرتا تھا اور جس طرح بادشاہ دربار عام مین بیٹھا کرتا تھا اوسی طرح وہ گولال باڑی کرتا تھا اور خدمتگارون کو حکم ہوتا تھا کہ اوس کے حضور مین مثل بادشاہون کے آداب عرض کرین۔ کئی ہزار روپیہ ستر ستر آنہ کے ڈھلوائے گئے جسپر یہہ سکہ درج تھا

۶- بیگم صاحبہ - یہہ ارادت علیخان بنگش پسر شجاعت علیخان کو منسوب تھی اسکے نہ کوئی حقیقی بھائی تھا اور نہ کوئی اولاد چھوڑی -

۷- بی بی کافیہ حقیقی بہن اسمعیل خان نمبر ۹ کی اور شایستہ خان نمبر ۲۲ کی تھی اور رستمخان بنگش کو منسوب تھی اسکے بھی کچھہ اولاد نہ تھی -

۸- نامعلوم الاسم زوجہ مصطفی خان اور حقیقی بہن حسینخان نمبر سات کی تھی اسکے کوئی اولاد نہ تھی -

۹- بی بی دولت خاتون - یہہ خداداد خان بنگش اشتر زئی کرلانی کو منسوب تھی اور یہہ علیخان مصنف کتاب لوح تاریخ کی پردادی تھی اوس کا شجرہ یہہ ہے -

خداداد خان و دولت خاتون

سکندر علیخان ..... [illegible]

سرفراز علیخان ..... ۵ شوال ۱۲۳۲ ہجری کو وفات پائی مطابق [illegible] عیسوی

منور علیخان | حیات علیخان | حسین علیخان | سعادت علیخان | شجاعت علیخان | ایک دختر

..... وفات [illegible] پیدایش [illegible]

کہتے ہین کہ بی بی دولت خاتون بہت خوش مزاج اور سخی تھین اپنے باپ محمد خان کے مقبرہ کو جو حیات باغ مین واقع ہے ازسرنو مرتب کرایا اوسنے میان عطا کریم شاہ سلونے کے ہاتھہ پر بیعت کی - جب نواب مظفر جنگ نے تمام خاندان کی پنشن روک لی تو وہ دہلی بادشاہ کی حضور مین گئی اور بادشاہ نے بنگش گھاٹ کا محاصل اوسکو معاف کیا جب مظفر جنگ کو اور اہل خاندان

برج کے ایک کنارہ پر ایک پتھر پڑا ہی اور اوسپر کچھ کندہ ہی اب کوئی کوئی لفظ اُسکے پڑھنے مین آتے ہین سنہ ۱۸۳۸ء مین اوس پتھر کا کندہ پڑھا گیا تھا تو معلوم ہوا کہ یہہ مصرعہ کندہ ہی ۔ چہ شیرین آب چاہ روشن آباد۔ کالی راے اپنی تاریخ کے صفحہ ایک سو تیرہ مین لکھتا ہی کہ اس مصرعہ سے سنہ ۱۰۴۹ ہجری نکلتے ہین (یکم مئی سنہ ۱۶۳۹ء لغایت ۲۱ اپریل سنہ ۱۶۴۰ء) بی بی روشن جہان کو شہر کی بی بی بھی کہتے تھے اور وہان کے دیہاتی اب تک یہہ عقیدہ رکھتے ہین کہ اوسکو بھوت پلید اوتارنے کی طاقت ہی کہتے ہین کہ وہ قائم خان کے مقبرہ واقع قائم باغ مین جو خنگر ٹھ مین ہی مدفون ہوئے چنانچہ اسکا ہم پیشتر بھی ذکر کر چکے ہین اوس کی صرف ایک حقیقی بہن تھی جو بارہ تیرہ برس کی ہو کر ناکتخدا مر گئی ۔

۲ - بی بی رحمت النسا یہہ عنایت علیخان کو بعد وفات اوسکی زوجہ اول بی بی فاطمہ جو دختر ہمت خان اور بھانجی محمد خان کی منسوب تھی اس لڑکی کا کوئی حقیقی بھائی نہین تھا اسکے دو لڑکے تھے سلطان علیخان اور رستم علیخان ۔

۳ - کریم النسا ۔ بعد وفات رحمت النسا نمبر دو کی یہہ ہی عنایت علیخان کو منسوب ہوئی اسکے بھی کوئی حقیقی بھائی نہ تھا دو لڑکے اسنے چھوڑے مراد علیخان اور اعظم خان ۔

۴ - نامعلوم الاسم ۔ یہہ اپنے چچازاد بھائی شجاعت علیخان پسر عنایت علیخان کو منسوب تھی جو بطن اول سے تھا اس لڑکی کے نہ کوئی حقیقی بھائی تھا نہ اسنے کوئی اولاد چھوڑی ۔

۵ - بھوری خانم ۔ یہہ اپنے چچازاد بھائی محمد علیخان بنگش کو منسوب تھی جو حقیقی بھائی شجاعت علیخان کا تھا اسکے کوئی حقیقی بھائی نہین تھا امیر علیخان اور قطب علیخان اسکے دو بیٹے تھے

نے استفراغ نہین کیا کیونکہ اوسکو کچھ شبہ زہر کا نہ تھا آخر کار جب زہر نے اپنا اثر کیا اوسوقت ہر طرح علاج کیا گیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا شام کے وقت اوسکا پلنگ باہر نکالا گیا اور اوسکے پوتے سرفراز علیخان نے اپنے ہاتھ سے ایک دوا اوسکو دی لیکن چونکہ اوسکے دانت بند ہو گئے تھے وہ دوا حلق سے نہ اوتری اور [illegible] سنہ [illegible] ہجری مطابق [illegible] مئی [illegible]ء کو بی بی دولت خاتون نے اس جہان فانی سے رحلت کی فوراً نواب ناصر جنگ اور سرفراز محل خاتون دولت کے مکان پر آ گئے اور اپنے قفل دروازون پر لگا دیے اور پہرہ تعینات کر دیا تلاشی ہونے کے بغیر کوئی آ جا نہ سکتا تھا دوسری صبح کو امین الدولہ کی خادمہ خدا بندہ خان نے غسل میت کے بعد اوسنے کہا کہ میری خالہ کو ضرور کسی شخص نے زہر دیا ہے لیکن اسکے سوا اور کچھ اوسنے نہین کہا نگش بودہ مین خاص اپنے ہی مکان مین وہ دفن کی گئی بعد اسکے ناصر جنگ نے اوسکی تمام مال و دولت کو ضبط کر لیا اور سرفراز محل کے سمجھانے پر متوز علیخان کے لیے صرف ایک وظیفہ مقرر کر دیا بعد اوسکے سرفراز علیخان اوسکا نواسہ اس پر مجبور کیا گیا کہ کچھ ذیحقہ لیکر لادعوی لکھدے۔ سرفراز علیخان نے لوگون کے کہنے سننے سے قاضی کے یہان جا کر راضی نامہ داخل کر دیا [illegible] لغایت [illegible] مین جب بی بی دولت خاتون نے اپنے شوہر خداداد خان سے برسم تعزیت نواب احمد خان کے یہان جو اوسوقت مسند نشین حکومت تھے جانے کے لیے کہا خداداد خان اپنی بی بی سے لڑ کر دکن چلا گیا اور وہان سے خط و کتابت تو اوسنے جاری رکھی لیکن پھر واپس نہین آیا اور وہان پٹھانون کی ایک بستی مین جسکو کریا گمنڈ

سے صلح ہوگئی تو وہ پھر واپس آئی اور موضع برنہ خود پرگنہ جھوج پورا اور نو سو بگھہ خام اراضی موضع کھنڈیہ پرگنہ کپل مین اور تاڑ والا باغ جسکو نولکھہ بھی کہتے تھے اوسکو جاگیر مین ملا- سکندر علیخان اپنے بیٹے کے مرنے پر بی بی دولت خاتون نے فقیری اختیار کی صرف سفید کپڑے اور جاڑون مین ایک کمل اوس کی پوشش اوسکے مزاج مین بہت غربت تھی اور اپنا وقت چرخہ کاتنے یا اپنے بیٹے کے مقبرہ مین عبادت مین مشغول رہنے مین صرف کرتی تھی منجملہ دیگر کمالات کے اوسنے معماری اور نجاری کے کام مین بھی دستگاہ حاصل کرلی تھی کہتے ہین کہ قایم خان کی قلعہ اٹیھی مین (۱۷۴۸ع) مقتول ہونے پر بی بی خاتون نے اوسکی ستم رسیدہ بیوہ کی بہت دلدہی اور خبرگیری کی- بی بی دولت خاتون کو اپنے پوتے منور علیخان کے ساتھہ حد سے زیادہ محبت تھی اور ایک لمحہ اوس کی مفارقت گوارا نہین تھی جب وہ پانچ برس کا ہوا تو اوس کی شادی سنجر خان ساکن روواٹن پرگنہ کمپل کی بیٹی کے ساتھہ کردی اور نواب ناصر جنگ کے حضور سے دس روپیہ ماہوار کا ایک وظیفہ اوسکے واسطے مقرر کرایا- ایک روز بی بی دولت خاتون اپنے گھر سے جسکو وہ بنگش پورہ کے اوس قطعۂ اراضی مین تعمیر کرتی تھی جو اوس کے باپ نے اوسکو جہیز مین دیا تھا بڑے محل کی طرف کو آئی سواری سے اوترتے کے ساتھہ ہی اوسنے پانی پینے کو مانگا اسکی ایلیون نے پہلے سے اوسکے زہر دینے سے صلاح کر رکھی تھی فوراً زہر کا ملا ہوا پانی ایک کورے برتن مین اوسکے روبرو لاکر حاضر کیا- دولت خاتون نے پیکر تھوڑا سا جو باقی رہا منور علیخان کو پلایا لیکن منور علیخان کو فی الفور استفراغ ہوگیا اور اس وجہ سے وہ بچ گیا دولت خاتون

سنیر خان

- الف خان
  - عنایت علیخان
- قاسم خان
  - مراد خان
    - خیراتی خان
  - محمد خان
- الہ یار خان
  - ایک دختر جو محمد علیخان کو منسوب تھی
    - صفدر علیخان
    - ایک دختر جو خدابندہ خان نمبر ۱۲ کی زوجہ اور امین الدولہ کی ماں تھی

مراد خان کی نسبت بیان کیا جاتا ہی کہ وہ بڑا دولتمند تھا۔ دوسرے رسول پور کی لڑائی مین جو نومبر سنہ ۱۷۹۴ء مین واقع ہوئی مراد خان اس قدر زخمی ہوا کہ وہ میدان جنگ مین ہاتھی پر سے گر گیا اور تین دن تک نعشون کے درمیان مین پڑا رہا کسیکو اوسکے حال کی اطلاع نہ تھی آخرکار ایک زمیندار نے نعشون مین سے ڈھونڈھ کر نکالا اور پہچانا۔

ایک زمانہ مین نواب محمد خان نے اس زمیندار کو محبوس کیا تھا اور مراد خان اوسکی رہائی کا سبب ہوا تھا۔ یہہ زمیندار ایک ڈولی مین زخمی نواب کو اپنے گانون پر لیگیا اور اوسکے زخمون کا علاج کیا اور اوسکے کھانے کی خبرگیری کی جب وہ اچھا ہوا تو اوسکو فتح آباد بھجوا دیا مراد خان کے جسم مین مختلف جگہون پر اسی زخم لگے تھے اور ایک تلوار کے زخم نے اوسکی ناک کو ایسا بدنوارہ کر دیا تھا کہ وہ نکٹا پٹھان مشہور ہوگیا اوس کے گلے مین بھی ایک زخم

یا کریا کھنڈ کہتے تھے اوسنے دوسری شادی بھی کرلی تھی اوس بی بی سے جو لڑکا پیدا ہوا تھا وہ واحد علیخان بنگش اوسی شہر کے ایک معزز رئیس کی لڑکی کو اپنے عقد مین لایا۔

خداداد خان کی جوانمردی کی نسبت بیان کیا گیا ہی کہ ہلکر اور دولت رام سیندھیا کی لڑائی مین پنڈلی کی ہڈی پر گولی کھانے پر باصرار گھوڑے پر سوار رہا ہاتھی یا پالکی پر سوار ہونے سے اوس نے انکار کیا دولت رام نے اوسکو عزت دینے کی غرض سے نواب صاحبکا خطاب دیا لیکن خداداد خان نے اوسکو قبول نہین کیا اور کہا کہ فرخ آباد مین غلامون کو یہہ خطاب دیا جاتا ہی تب دولت رام نے خان صاحب کا خطاب اوسکو دیا خیراتی خان بنگش وشیر محمد خان ونجیب علیخان ونواب عبدالکریم خان ومیر نواب اوس زمانہ مین دولترام سیندھیا کے یہان ملازم تھے۔

۱۰- اصالت خاتون - جو بنگش خان کی زوجہ اور عطاء اللہ خان نمبر ۲۰ کی حقیقی بہن اور ولی محمد خان کی مان تھی۔

۱۱- نام نامعلوم - جو یوسف خان کی زوجہ ومنصور علیخان نمبر ۱۳ کی حقیقی بہن تھی اسکی کوئی اولاد نہین تھی۔

۱۲- کاملہ خانم - مراد خان بنگش عنایت علیخان کی چچازاد بھائی کے عقد مین تھی اسکے کوئی حقیقی بھائی نہ تھا یہہ خیراتی خان بنگش کی مان تھی اوس کے شوہر کے خاندان کی

تفصیل یہہ ہے

مولانا شیخ ابراہیم دانشمند

شیخ سراج الدین

شیخ محمود

شیخ احمد

قاضی عبداللہ

خواجہ بایزید (عرف پیر روشن)

شیخ کمال الدین — شیخ خیر الدین — شیخ نور الدین — شیخ جلال الدین

نواب مرزا خان

عبد السبحان — عبد الرحمن — عبد الکریم — عبد الحکیم — خداداد خان

عبد الباقی — محمد مسعود — نواب رشید خان — نواب ہادیلا خان

رحمت اللہ خان (رحمت خان)

(انکی اولاد دکن مین تھی)

نواب انعام اللہ خان — حبیب اللہ خان — اسد اللہ خان — صاحبداد خان

لگا تھا جو مندمل ہونے کے بعد ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ جب وہ کھاتا پیتا تھا تو ایک موم کی ٹکیہ وہان پر رکھہ لیا کرتا تھا۔

۱۳۔ نامعلوم۔ جو حقیقی بہن کریم داد خان نمبر ۱۰ کی و زوجہ خان عالم خان کی تھی۔

۱۴۔ نامعلوم۔ حقیقی بہن بہادر خان نمبر ۱۵ زوجہ علی داد خان کی تھی۔

۱۵۔ نامعلوم الاسم حقیقی بہن بہادر خان نمبر ۱۵ کی و زوجہ سردار خان کی تھی۔

۱۶۔ صاحب خاتون۔ یہہ زوجہ جوہر خان بنگش کی تھین اس کے کوئی حقیقی بھائی نہ تھا۔

۱۷۔ عابدہ خانم۔ جو عارفہ خانم کی بیٹی اور حرمت خان بنگش کو منسوب تھی اس کے کوئی حقیقی بھائی نہ تھا۔

۱۸۔ نام نامعلوم۔ بابر خان کو منسوب تھی۔

۱۹۔ الف خاتون۔ حقدار خان بنگش کو منسوب تھی۔

۲۰۔ لاڈلی خانم۔ محمد خان بنگش کو منسوب تھی۔

۲۱۔ خانم صاحبہ حقیقی بہن مرتضی خان نمبر ۴ کی تھی قبل شادی کے مرگئی۔

۲۲۔ ننی بی بی۔ یہہ باز خان بنگش کو منسوب تھی

رشید خان اور خانزادونکا بیان

چند خانزادے رشید خان کی نسل مین سے جو مؤمن بحالت افلاس بالفعل پائے گئے وہ اپنے مورث کا حال اسطور پر بیان کرتے ہین

اپنا مرز و بوم چھوڑ کر اپنی ماں کے ساتھ اپنے باپ عبداللہ کے پاس بمقام کانی گرم واقع کوہستان روہ گیا ۹۲۹ ہجری مین مطابق اپریل ۱۵۲۲ء لغایت اپریل ۱۵۲۳ء یہ مشہور ہوا کہ اوس سے خرق عادات ظاہر ہوتے ہین اسپر بہت سے اقوام افغان اوسکے مرید ہو گئے اس زمانہ مین اوسنے خیر البیان نام ایک کتاب زبان پشتو مین تصنیف کی کہتے ہین کہ جب یہ کتاب مرزا محمد حکیم حاکم کابل کے دربار مین پیش ہوئی تو وہان کے علما اوسکی تردید نہ کر سکے جب پیر روشان فوت ہوا تو ہشت پور مین ایک پہاڑی پر دفن کیا گیا وہ چار پسر اور ایک دختر چھوڑ گیا لڑکون کے نام یہہ ہین -

۱ - شیخ عمر -

۲ - نور الدین جسکا بیٹا مرزا خان ملازمت شاہی مین داخل ہوا اور جنگ دکن مین غالباً ۱۰۴۳ھ مین بمقام دولت آباد مارا گیا -

۳ - جمال الدین -

۴ - جلال الدین - جلال الدین ۹۸۹ ہجری مین مطابق فروری ۱۵۸۱ء لغایت جنوری ۱۵۸۲ء بعمر چاردہ سالہ اکبر بادشاہ کے ساتھ بوقت واپسی از کابل ہندوستان مین آیا اوسکی بہت کچھ خاطر و مدارات کی گئی مگر کسی وجہ سے ناخوش ہوکر اپنے والد کے مریدون اقوام آفریدی و اورک زئی کے افغانون کے پاس چلا گیا ان لوگون سے اوسے کچھ قرابت بھی تھی -

اکبر بادشاہ کے اکتیسوین سال جلوس مین مطابق اپریل ۱۵۸۶ء لغایت مارچ ۱۵۸۷ء اقوام مہمند اور غوریہ جو پشاور کے گرد و نواح مین بستے تھے اور جنکے دس ہزار سوار تک مجمع تھا ان

خان زادے صرف اسی قدر جانتے ہین فقط

جلالہ کے بابت جو تاریخ مین حالات مذکور ہین اون سے وہ بالکل ناواقف ہین رشید خان کے
سوانح عمری کا بھی کچھہ اون کو حال معلوم نہین نہ یہہ جانتے ہین کہ رشید خان کہان کہان نوکر رہا
اور کب وہ مرگیا - مولوی منظور احمد ڈپٹی کلکٹر نے جو اوس زمانہ مین قائم گنج کے تحصیلدار تھے
اور جنکا مین اس امر خاص اور نیز دیگر امور کے بابت اطلاع دینے کا مشکور ہون صاف طور
پر ثابت کردیا کہ کس درجہ وہ نام جو خان زادون نے بیان کیے اسماء مندرجہ بابت جلالہ سے
کس قدر مطابق ہین جسمین کہ زمانہ اکبر بادشاہ مین نہایت تکلیف دی (دیکھو صفحہ ۵۴ و ۵۵ اور ۱۰۰
تاریخ حیات افغانی مصنفہ محمد حیات خان مطبوعہ کوہ نور لاہور) اور صفحہ ۲۶۲ جلد اول تاریخ
فرشتہ مطبوعہ لکھنؤ بسبب عدم موجودگی لائل کی منظور احمد اس باب کے بیان کرنے سے
مجبور تھے کہ رشید خان بانی مؤ اور رشید خان پسر جلالہ جسکے حالات اکثر تواریخ مین مندرج
ہین ایک ہی تھے یا کوئی اور - لیکن کتاب معاصر الامراء سے یہہ امر بخوبی ظاہر ہوگیا کہ یہہ دونون
شخص ایک ہی تھے (دیکھو اوس کتاب کے رشید خان کے بیان مین) یہان پر مین معاصر الامرا
کا ایک انتخاب جو اس بیان مین مذکور ہے مندرج کرتا ہون اور حالات اللہ داد خان و اللہ بندہ خان
وہادی داد خان اور رشید خان جو کیول رام اگروالہ کے تذکرۃ الامرا مین مندرج ہی وہ بھی
لکھا جاتا ہی - بانی ملت وشاہان کا جسکو مذاق کی راہ سے تاریکی کہتے ہین شیخ بایزید تھا جو
سراج الدین انصاری کی ساتوین پشت مین بمقام جلندھر بابر بادشاہ کے ہندوستان مین
داخل ہونے سے ایک سال پہلے پیدا ہوا تھا یعنی ۹۳۱ھ یہہ شخص سن بلوغ کو پہونچنے پر

قبضہ کرلیا مگر وہان قائم نہ رہ سکا - پینتالیس جلوس ۱۰۰۹ھ مطابق ۱۲ ستمبر ۱۵۹۹ء یا ۲ ستمبر ۱۶۰۰ء مین جبکہ جلالا لوہانیون کے ساتھ غزنی کے قریب تھا اوسپر اچانک حملہ ہوا اور وہ زخمی ہوگیا مراد بیگ نے شریف خان کی کچھ فوج لیکر اوسکا تعاقب کیا اور قتل کیا اوسکے بعد خلافت اداد پسر شیخ عمر کو ملی اداد جلالا کے برادر شیخ عمر کا بیٹا تھا اور اپنے چچا جلالا کی بیٹی سے شادی کی تھی - عہد جہانگیری مین ۱۶۰۶ء سے لیکر تا ۱۶۲۶ء اوسنے افواج شاہی کو سخت حیران کیا کبھی اون پر فتحیاب ہوتا تھا اور کبھی شکست کھا جاتا تھا ۱۰۳۵ھ سے مطابق ۲۳ ستمبر ۱۶۲۵ء یا ۱۱ ستمبر ۱۶۲۶ء کو ظفر خان ولد خواجہ ابوالحسن نائب ناظم صوبہ دار کابل نے عمر کے قلعہ کا محاصرہ کیا بروز حملہ ایک گولی اوسکے لگی اور فوت ہوا اوسکے بعد اوسکا بیٹا عبدالقادر اوسکا جانشین ہوا اسنے بھی تھوڑی مدت تک جنگ و جدال جاری رکھی بالآخر سعید خان ناظم کابل نے کوشش کرکے اوسکو بادشاہ کی اطاعت کیطرف مائل کیا چنانچہ وہ شاہجہان کا مطیع ہوگیا اور سلطان نے اوسکو ہزاری کے رتبہ پر ممتاز کیا ۱۰۴۳ھ مطابق ۲۰ جون ۱۶۳۳ء تا ۱۰ جون ۱۶۳۴ء مین کابل مین متعین تھا اور وہین اوسنے قضا کی - شاہجہان کے گیارہوین سال جلوس ۱۰۴۸ ہجری مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۶۳۷ء تا ۲۰ اکتوبر ۱۶۳۸ء سعید خان نے اوسکی ماں بی بی علائی یعنی دختر جلالا کو اور اوسکے دو دامادون محمد زمان - اور صاحب داد - اور قادر داد پسر محمد زمان کو دربار شاہی کی طرف روانہ کیا سلطان نے انپر ترحم کرکے ان سب کو تلنگانہ مین رشید خان کے پاس بھیجدیا اوسی سال کل اقوام نے جلالا کے چھوٹے بیٹے کریم داد کو ازسر نو فساد اوٹھانے کے واسطے طلب کیا

لوگون کی تعمیل دار سید حامد کے ملازمین کے ظلم و ستم سے عاجز آکر باغی ہوگئے ان باغیون نے جلالا یعنی (جلال الدین) کو اپنا سردار کرکے سید حامد پر حملہ کیا اور اوسکو قتل کرکے ٹیرا کو اپنے جاے امن مقرر کی راجہ مان سنگہ کابل کا ناظم ٹیرا پر چڑہ آیا اور حملہ کرکے آفریدیون کو منتشر کردیا اسکے بعد وہ علی مسجد کی طرف بڑھا اور جلالا کو کامل گوشمالی دی ۔ تھوڑے روز بعد زین خان کوکا راجہ کی جگہہ مقرر ہوکر آیا اور اوسنے باغیون کو بیخ و بن سے مٹادینے کی کوشش کی

اکبر شاہ کے بتیسوین جلوس مین جو مطابق ۲۳ مارچ سنہ ۱۵۸۷ء یا ۲ اپریل ۱۵۸۷ء ہوتا ہی جلالا کو مجبور کیا کہ ٹیرا کو چھوڑکر بجور کو چلا جاوے یہہ مقام یوسف زئی پٹھانون کا خاص لشکر گاہ تھا زین خان نے اوسکا تعاقب کیا اور اسمعیل قلیخان اور صادق محمد خان کو راستہ کے روکنے پر مامور کیا جلالا ان سے بچکر نکل بھاگا اور پھر ٹیرا کو آیا صادق محمد خان نے اقوام ورک زئی و آفریدی کو اس قدر تنگ کیا کہ انھون نے عاجز آکر ملا ابراہیم کو اوسکے حوالہ کردیا جلالا اوس ملا کو بجاے والد کے سمجھتا تھا اور اوسکی بڑی عزت کرتا تھا ۔ اب جلالا نے ان افغانون پر اعتماد نہ کرکے راہ توران کی لی افغانون نے اسکا کل مال و اسباب ضبط کرکے حاکم شاہی کے حوالہ کیا ۔

اکبر بادشاہ کے سینتیسوین جلوس مین مطابق ۲ مارچ سنہ ۱۵۹۱ء یا ۲ مارچ ۱۵۹۲ء جلالا توران سے واپس آیا اور پھر علم بغاوت کا بلند کیا آصف خان جعفر امن قایم کرنے کے واسطے بحکم سلطانی بھیجا گیا اوسنے باغی مذکور کو شکست دیکر اوسکے خاندان کو گرفتار کرلیا اور اون کو وحدت علی کے سپرد کیا غرہ ۱۰۰۸ھ مطابق ۲۵ جولائی سنہ ۱۵۹۹ء یا ۱۳ جولائی ۱۵۹۹ء کو جلالا نے غزنی پر

کار نمایان کیے (شاہجہان کے اول جلوس) ۴ر فروری ۱۶۲۸ء تا ۲۴ر جنوری ۱۶۲۹ء وہ جہانگیر سے آیا اور منصب دار تین ہزاری اور پندرہ سو سوار پر حاکم مقرر ہوکر جھوجھار سنگھ بندیلہ ولد بیرسنگھ دیو سے جنگ کرنے کے واسطے بھیجا گیا - دوسرے سال جلوس (۲۵ر جون ۱۶۲۹ء یا ۱۴ر جون ۱۶۳۰ء ہمراہ رکاب بادشاہی کے دکھن کو گیا اور تیسرے سال مین بہت اچھے اچھے کام اس سے وقوع مین آئے - چوتھے سال جلوس (۵ر جنوری ۱۶۳۲ء یا ۲ر دسمبر ۱۶۳۲ء جب ماتحتی اعظم خان عادل شاہ و نظام الملک سے جنگ کر رہا تھا تب زخمی ہوا اور اس جنگ مین اوسکا بھائی اور دوسرے ہمراہی قتل ہوئے - پانچوین سال جلوس ۲۶ر دسمبر ۱۶۳۲ء یا ۱۵ر دسمبر ۱۶۳۳ء رشید خان صوبہ اکبر آباد کی کچھ حصہ کا فوجدار مقرر ہوا - چھٹوین سال جلوس یعنی ۱۶ر دسمبر ۱۶۳۳ء یا ۵ر دسمبر ۱۶۳۴ء شاہ شجاع کے ہمراہ دکن کو گیا - اور ساتوین سال جلوس (۶ر دسمبر ۱۶۳۴ء) یا ۲۵ر نومبر ۱۶۳۵ء بیجاپور کی افواج سے جنگ کی - آٹھوین سال جلوس - ۲۶ر نومبر ۱۶۳۵ء یا ۱۵ر نومبر ۱۶۳۶ء خان دوران کے پاس مامور ہوا - اور نوین سال جلوس مین اسنے ایک قلعہ کے مفتوح کرنے مین بڑی بہادری کی اور اس سے ہر شخص کا خیال اسکی جانب ہوا - دسوین سال جلوس مین - ۲۸ر اکتوبر ۱۶۳۶ء یا ۱۷ر اکتوبر ۱۶۳۷ء وہ چہار ہزاری ہوکر برہان پور کا ناظم مقرر ہوا - گیارہوین سال جلوس مین - ۱۸ر اکتوبر ۱۶۳۷ء یا ۷ر اکتوبر ۱۶۳۸ء وہ علاوہ برہان پور کے سرکار بیجا گڑھ کا بھی فوجدار مقرر ہوا - اٹھارہوین سال جلوس مین - ۲ر اگست ۱۶۴۴ء یا ۲۲ر جولائی ۱۶۴۵ء صوبہ تلنگانہ اوسکے سپرد ہوا - ۲۲ سال جلوس مین - ۲۰ر جون ۱۶۴۸ء یا ۹ر جون ۱۶۴۹ء اوس ملک مین بمقام

یہہ اسوقت لوہاتیون مین بطور خانہ بدوشون کے گذران کرتا تھا۔

سعید خان نے گلاب سنگہ کو پٹھانون کی طرف بھیجا۔ باستثنای قوم بنگین کے اور دو اور قومون نے اطاعت قبول کی ان قومون مین کریم داد پناہ گزین ہوا جب بہت عاجز ہوئے تب مجبور ہوکر ان افغانون نے کریم داد کو حوالہ کردیا۔ بادشاہ کا حکم پہونچا کہ اسکو ہمارے پاس بھیجدو زان بعد جمدۃ الملک سعد اللہ خان نے کریم داد کی دختر سے شادی کی۔ اوس سے لطف اللہ خان اور دوسری اولاد پیدا ہوئی الہ ورد جلیل الدین کا بیٹا یا تو ان لڑکون مین سے تھا جو (۱۶۰۹ء یا ۱۶۱۲ء) مین گرفتار ہوکر وحدت علی کے حوالہ ہوئے تھے و یا اپنے باپ کی وفات کے بعد (۱۶۰۹ء یا ۱۶۱۰ء) اپنے بھائیون کے نزاع کے سبب سے ہندوستان کو چلا آیا تھا۔ اگر ان دونون قیاسون مین سے قیاس ثانی صحیح ہے تو گویا جو تاریخ ہمنے مورشید کے بنا ہونے کی لکھی ہے یعنی ۱۰۱۸ھ مطابق ۱۶۰۹ء وہ قبل از وقت ہے۔ شیخ الہ ورد کا حال اول اول قابل لحاظ ہے۔ گیارھوین سال جلوس جہانگیر بادشاہ ۱۰ جولائی ۱۶۱۶ء تا ۲۰ جون ۱۶۱۷ء ہوا اسوقت وہ ہزاری ملقب خان مقرر ہوا۔ بارھوین سال جلوس (۲۹ جون ۱۶۱۷ء تا ۱۸ جون ۱۶۱۸ء) مین اوسکو رشید خان کا لقب ملا اور ڈھائی ہزاری مقرر ہوا۔ چودھوین سال جلوس ۷ جون ۱۶۱۹ء تا ۲۷ مئی ۱۶۲۰ء اوس نے بمقام کابل بغاوت اختیار کی مگر سترھوین سال جلوس ۲۰ مئی ۱۶۲۲ء تا ۱۰ مئی ۱۶۲۳ء اوسکا قصور معاف ہوگیا اور پھر سابق کے مراتب اوسے عطا کردیے گئے۔ اٹھارھوین سال جلوس ۲۵ اپریل ۱۶۲۳ء تا ۱۱ اپریل ۱۶۲۴ء مہابت خان کی ماتحتی مین دکن مین

فوجدار مقرر ہوا - اٹھائیسوین سال جلوس مین - ۱۵ اپریل ۱۶۵۴ء یا ۴ اپریل ۱۶۵۵ء ڈیڑھ
ہزاری کا منصب دار ہوکر ایلچ پور کا فوجدار مقرر ہوا اور اس سال مین فوت ہوا - الہام اللہ
رشید خان کا دوسرا بیٹا بھی بائیسوین سال جلوس شاہجہانی مین اپنے والد کی وفات کے
بعد منصب دار ہوا - اور اپنے بھائی اسد اللہ کی وفات کے بعد اٹھائیسوین سال جلوس
شاہجہانی مین - ۱۵ اپریل ۱۶۵۴ء تا ۴ اپریل ۱۶۵۵ء اوس کی جگہ چاندور کا تھانہ دار مقرر
ہوا - تیسوین سال جلوس مین - ۲۴ مارچ ۱۶۵۶ء یا ۱۳ مارچ ۱۶۵۷ء اپنے چچا ہادی داد
کی وفات کے بعد الہام اللہ متعین ہوکر اوسکا جانشین کیا گیا اور یا اوسنے اوس کی فوج کو
مجتمع کیا وہ ڈیڑہ ہزار سوار پر حاکم مقرر ہوا - جب اورنگ زیب دکن سے ہندوستان کو
وا برہ چلا الہام اللہ اوسکے ہمراہ رکاب تھا - جب جسونت پر حملہ بہ کامیابی اختتام کو پہنچا
اپریل ۱۶۵۸ء مندرجہ کتاب الظلمین صاحب صفحہ ۵۲۱ - اوسکو منصب سہ ہزاری و تین ہزار
سوار عطا ہوئے اور اوسکے نام کے ساتھہ رشید خان کا لقب جو اوسکے پدر کو حاصل تھا
اضافہ کیا گیا - ماہ جون ۱۶۵۸ء مین داراشکوہ سے جنگ اول کے بعد اوسکو بیس ہزار
روپے کی جاگیر عطا ہوئی اور جب جنوری ۱۶۵۹ء مین شاہ شجاع کو شکست ہوئی تب وہ
بخشی معظم خان و شاہزادہ محمد سلطان کے ماتحت صوبہ بنگال کو بھیجا گیا - چوتھے سال
جلوس اورنگ زیب مین ۲۵ جنوری ۱۶۶۱ء یا ۱۴ جنوری ۱۶۶۲ء الہام اللہ کوچ بہار
و آسام کی مہم مین شریک تھا - پانچوین سال جلوس مین ۱۵ جنوری ۱۶۶۲ء یا ۴ جنوری
۱۶۶۳ء سرکار کام روپ کا فوجدار مقرر ہوا تھوڑے عرصہ تک اوڑیسہ کا صوبہ دار بھی رہا -

نانڈیر فوت ہوا اور موٗمین مدفون ہوا یہہ قصبہ اسی کا بسایا ہوا شمس آباد کے قریب ہے - دکن کے حاکم کسی بڑی مہم کا ارادہ بغیر اوسکے مشورہ کے نہ کرتے تھے - بہت سی مسلح سپاہ اوسکی ملازمت مین تھے یہہ لوگ اوسکے بڑے وفادار تھے اور اوسکو اپنا مرشد تصور کرتے تھے - مہابت خان نے ایک بار بادشاہ کو لکھہ بھیجا کہ رشید خان کے پاس ایسی سپاہ ہی لہذا اصلاح کار یہہ ہی کہ اوسکو دکن سے واپس بلالینا چاہیے - اوسمین اور خان زمان خان مین نہایت درجہ رابطہ اتحاد ہی اور دونون کے خیالات ایک قسم کے ہین لہذا ان دونون کا حدود پر ہونا مناسب نہین مبادا اگر انھون نے بغاوت کی تو انکو زیر کرنا مشکل ہوگا - رشید خان نے اپنے صوبہ کا اسطور سے انتظام کیا کہ چور اور قزاق باقی نرہے جتنے بدمعاش اور بدروش لوگ تھے سب اپنی اپنی جان لیکر بھاگ گئے - برہانپور کی عیدگاہ جو اوس زمانہ تک مختصر سی تھی اوسنے بڑھائی ہی اوسکو تاریخی علم اچھا اور مخفی طور پر حنفی مذہب سے تعصب رکھتا تھا اوسنے نظم بہت لکھی ہی جسکو بڑے بڑے مبصر شعرانے پسند کیا ہی اوسکے حرم کے اخراجات کل امرای عصر کے اخراجات سے بڑہے ہوئے تھے اپنی بہت سی عادات مین اور شمشیر بازی مین طرز ایرانی رکھتا تھا - اسد اللہ خان اور الہام اللہ خان رشید خان کے دو بیٹون کا نام تاریخ مین پایا جاتا ہی اوسکا بڑا بیٹا اسد اللہ خان نے اپنے والد کی وفات کے بعد بائیسوین سال جلوس شاہجہان مین ۲۰ جون ۱۶۴۸ع تا ۹ جون ۱۶۴۹ع ہزاری کا لقب پایا - چوبیسوین سال جلوس مین ۲۹ مئی ۱۶۵۰ع تا ۱۰ مئی ۱۶۵۱ع صوبہ دکن مین چاندور کا تھانہ دار مقرر ہوا اور ستائیسوین سال جلوس مین ۲۵ اپریل ۱۶۵۳ع تا ۱۳ اپریل ۱۶۵۴ع سرکار سکھر مین دیدی گئی

صوبہ خاندیس مین جمنند کا فوجدار مقرر ہوا - فرخ سیر کے عہد سلطنت مین ۱۱۳۱ھ لغایت ۱۷۱۹ء
آصف جاہ نظام الملک کے ساتھہ ہوا جو اوس زمانہ مین دکن کا صوبہ دار مقرر ہوا تھا - نور اللہ
آصف جاہ کی مان کا قرابت دار قریبی تھا - سید دلاور علی خان و سید عالم علیخان سے
جنگ کے وقت اوسنے بہت بہادری کی اوس وقت اوسکو منصب ہزاری و دو ہزار سوار و بہادری کا
لقب عطا ہوا - جب مبارز خان پر حملہ ہوا تو یہہ ہراول یعنی اول حملہ مین لشکر مین تھا جب
آصف جاہ کل جنگ و جدل سے فارغ ہوا اور اپنے سب بدخواہون کو زیر کیا تب اوس نے
قادر داد خان کو پنج ہزاری کا لقب اور چار ہزار سوار پر حکومت دلوائی - قادر داد خان
کو اوسکے ایک نوکر نے قتل کیا - چونکہ اوسکے کوئی اولاد نہ تھی لہذا آصف جاہ نے اوسکی جاگیر
مین سے سیر جانے گانون واقع صوبہ اورنگ آباد و موضع اتبارہ نام ایک گانون واقع خاندیش
اوسکے رشتہ داران کے حوالہ کیا جس زمانہ مین کہ کتاب معاصر الامرا تحریر ہوئی یہہ دونون
مقام اوسکے خاندان کے قبضہ مین تھے - مئو کی حکایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ مین
رشید خان و ہادی داد خان دکن مین ملازم تھے شمس آباد مرزائی خان کو عطا ہوا تھا اول
اول نواب مذکور شمس آباد مین میر عزیز اللہ کے مزار کے قریب سکونت پذیر رہا اور مئو اسکے دو سال
بعد آباد ہوا - نواب کی فوج جو مئو مین رہتی تھی اوسکی تعداد حسب ذیل تھی طویہ سوار محمد زئی ۶۰۰
ورک زئی ۱۰۰ دلازک ۲۰۰ غلزئی ۴۰۰ خلیل ۴۰۰ خٹک ۴۰۰
بنگش متنیا ۳۰۰ لوہانی ۲۰۰ ۹۰۰ آفریدی ۲۰۰
کل شمول دیگر اقوام پندرہ ہزار جنگجو سپاہ تھی -

رام پور واقعہ پرگنہ اعظم نگر

اونیسوین سال جلوس ۱۳ اگست ۱۶۷۵ء تا یکم اگست ۱۶۷۶ء مین پھر اوڑیسہ سے منتقل ہو کر دکن
کو بھیجدیا گیا - کچھ زمانہ تک باندیر کا بھی فوجدار مقرر رہا - عالمگیر کے اٹھائیسوین سال جلوس
۱۶۸۴ء مین اوسے خلعت سرفرازی مرحمت ہوا - ۱۰۹۰ھ ہجری مطابق ۱۶۷۹ء مین
عالمگیر اونتیسوین سال جلوس مین وہ بقید حیات تھا اور شمس آباد کا جاگیر دار تھا - اور ایک
پتھر پر جسپر عبارت کندہ ہوئی اور سرائے الگمت پرگنہ اعظم نگر جسکو سابق پٹنہ اعظم نگر بولتے ہین اب
حال مین پرگنہ شمس آباد سے علیحدہ کیا گیا ہی موجود ہی - ہادی داد خان برادر رشید خان ابتدائے
عہد شاہجہانی مین سات سو کا منصب دار تھا - گیارہوین سال جلوس مین - ۱۹ اکتوبر ۱۶۳۷ء
تا ۷ اکتوبر ۱۶۳۸ء مین منصب ہزاری پر سرفراز ہوا - و بائیسوین سال جلوس مین - ۲۰ جون ۱۶۴۸ء
تا ۹ جون ۱۶۴۹ء بجائے اپنے برادر رشید خان مرحوم کے باضافہ مراتب صوبہ تلنگانہ متعین
ہوا - چوبیسوین سال مین - ۲۹ مئی ۱۶۵۰ء تا ۱۸ مئی ۱۶۵۱ء اوسکے نام کے ساتھ
مین لقب خان کا زیادہ کیا گیا اور منصب ڈھائی ہزاری پر سرفراز ہوا - تیسوین سال جلوس
شاہجہانی مین - ۲۴ مارچ ۱۶۵۶ء تا ۱۳ مارچ ۱۶۵۷ء مین اس جہان فانی سے رہ گرائے
عالم باقی ہوا اور بہت سے لڑکے چھوڑ گیا اکثر اون مین کے منصب دار ہوئے - اس خاندان
مین شیخ نور اللہ نام ایک اور شخص نامور ہوا ہی - یہہ شخص قادر داد خان پسر محمد زمان ولد اماد
امداد کا بیٹا تھا اور وہ امداد اللہ و اماد رشید خان کا بھتیجا تھا - عہد عالمگیری مین چار
سیپاہ پر منصب دار تھا وہ دکن مین ایک قلعہ پر مامور تھا بہادر شاہ کے زمانہ مین ۱۷۰۷ء
لغایت ۱۷۱۲ء اوسکو ہزاری کا منصب عطا ہوا اور اپنے والد کا لقب قادر داد خان ملا

اور مؤ مین ایک محلہ اوسکے نام سے مشہور ہی یعنی اسکو کوٹ مرزا جانی کہتے ہین نواب بہادر خان
کے فرمانبردار من واقع کنارہ دریاے گوداوری پر ہے اسجگہہ اوس نے وفات پائی پرگنہ
شمس آباد مین ایک گانون اسکے نام سے موسوم ہی جسکو بہادر پور کہتے ہین۔ بی بی
ربیعہ زوجہ الہام اللہ خان پسر رشید خان نے ایک سراے اور ایک باولی موضع کبیر پور مین
بنوائی ہے یہہ موضع مؤ سے جانب جنوب اور قائم گنج سے بہ سمت مشرق واقع ہی۔ آفریدیون
نے سراے کو توڑ گرا دیا اوسکی اینٹ لکڑی اپنے مصرف مین لے آئے مگر باولی ہنوز باقی ہے
گو بالکل بے مرمت ہی اس باولی کے اطراف کی جگہہ اب تک اسی بی بی صاحبہ کے نام سے
موسوم ہی ایک موضع جسکو آگے سید پور کہتے تھے درمیان مؤ و جک مؤ رشید آباد کے واقع
ہے اسکو اب کٹرہ رحمت خان کہتے ہین یہہ رحمت خان مرزا جان کا پرپوتہ تھا لیکن بعد ازان
نواب عطائی خان کے نام سے مشہور ہوا سبحان خان ایک دوسرے سردار نے موضع تہور پور
از سر نو آباد کیا جو قائم گنج کے جنوب ہی اور اوسکے نام سے سبحان پور کہلاتا ہے۔ بھیر پور کی
زمین پر کہ وہ موضع مؤ کے مغرب سمت ملحق ہی جسمین خان زادون کے جد اعلیٰ پیر اوشان کا مزار
ہے اور موضع مذکور اوسکے واسطے وقف ہی جس پٹواری نے مجھے یہہ موضع بتلایا اوس نے
بلا اشارہ ہمارے کہ اسکا صحیح تلفظ اوشان بہ الف ممدودہ اپنی زبان سے کہلا جس سے
معلوم ہوتا ہی کہ لفظ اوشان صحیح ہی وہ لفظ روشن غلط ہی مؤ رشید آباد رشید خان کی
نسل مین جاگیر رہے نواب مظفر جنگ نے درمیان ۱۷۶۰ء و درمیان ۱۷۷۰ء مین لے
ضبط کرلیا اب اونکے پاس فقط دو چار ٹکڑے اراضی معافی کی ہے۔ اس خاندان کا

دھسی پور فرخ آباد سے ۲ میل کے فاصلے پر جانب پورب واقع ہی عوام کا بیان ہی مئو کو آباد
کرتے وقت رام پور دھسی پور کے راٹھور سرداران قوم راٹھور سردار مزاحم ہوئے مسلمانون
نے زیر حکم عبدالصمد عرف مرزا خان محمد زئی و داؤد خان دیار خان و مہربان خان طوبہ دیرخان
جنگ کنھسی پور کے قریب ان لوگون پر فتح نمایان حاصل کی۔ رام پور کا راجہ زخمی مین ہو کر اسیر
ہو گیا۔ رشید خان کا مقبرہ گو سادہ سی عمارت ہی مگر لداؤ کا مکان ہی اور نہایت مستحکم بنا ہی
اسپر کچھ کتبہ نہین ہی یہہ مکان بڑھ گنگا او نچے کنارہ پر واقع ہے۔ مسٹر نہوتم صاحب کلکٹر سابق
نے ۱۸۷۰ء مین اسکی مرمت کروائی اسکے ایک جانب ایک پختہ حصار مین نواب کی بیگم کی قبر
ہے ان قبرون کے گرد پرانے درخت اسو پالو اور نیم کے ہین۔ خان زادون مین سے
ایک بیرزن ہان محاورہ ہے ستیا خان خان زادہ کی چوپال مین ایک چپٹا پتھر کوئی
دس من وزن کا پڑا ہی جسکی نسبت عوام کا بیان ہی کہ نواب ہر روز اس پتھر کو اوٹھا کر گنگا پر
لیجایا کرتا تھا اور اسپر کھڑا ہو کر نہاتا تھا۔ مورخ کے نزدیک یہہ بیان خالی از مبالغہ نہین ہے
نواب کے قلعہ کی عمارت کو کوٹ کہتے ہین اسمین کاچھی اور کچھہ خان زادے رہتے ہین
دو پھاٹک ابھی تک موجود ہین اور کچھہ اینٹ کا کھرنجہ بھی باقی ہے۔ کچھہ حصہ اس جگہہ کا
آجتک محلہ گاؤخانہ کے نام سے موسوم ہی اور بڑا بازار بھی کچھہ باقی ہی اس مین ایک مسجد
ہے جسکو جامع مسجد بھی کہتے ہین اسپر کتبہ وغیرہ کچھہ نہین ہے۔ دو سال ہوئے کہ نظام علیخان
ساکن محلہ قلعہ والا نے اسکی مرمت کروائی ہی یہہ شخص حیدرآباد مین ملازم ہی شمس آباد کے
متصل خان پور مین ایک بارہ دری مرزا خان برادر زادہ نواب کی بنوائی ہوئی ہی

آباد ہین ۔

بندیلکھنڈ سے متعلق دلیل خان کی بابت حکایات

مصنف کتاب ہذا مسٹر اللان کھنڈل صاحب حاکم بندوبست کے نہایت مشکور ہین کہ اونکے ذریعہ سے دلیل خان کے حالات جو اونکے منصرم بندوبست پنڈت متھرا پرشاد نے جمع کیے تھے حاصل ہوئے اور منصرم مذکور نے یہہ حالات زبانی حکایات سے اخذ کیے ہین اکثر حال تو اونکو روپ رام نام ایک برہمن پرنیہ سالو پرگنہ سودہا کے دیگر باشندگان کے زبانی معلوم ہوا آگے سنا ہے کہ دلیل خان محمد خان بنگش کا بیٹا تھا اور یہہ بھی کہتے ہین کہ اوسکے والد نے اوسکو راجہ چہترسال کے حوالہ کیا تھا اور راجہ مذکور نے اوسکو متبنی کیا اور جب سن تمیز کو پہونچا پرگنہ سوندھا یا بمبوندا اوسکو عطا کیا ۔ دلیل خان نے اپنے بھتیجے مراد خان کو بمبوندا کا تھانہ دار مقرر کیا ۔ بعد کچھہ عرصہ کے ہردے ساہ ولد چہترسال کسی فریب کارروائی سے دلیل خان کو ناراض کیا اور دلیل خان نے عزم جنگ کیا اور ہندو راجاؤن کو یہہ خوف پیدا ہوا کہ کہین ایسا ہو کہ کسی وقت دلیل خان ہمکو بیدخل کرے کیونکہ چہترسال نے گویا مار آستین پالا ہے لہذا سب نے متفق ہوکر اور تلوار ہاتھہ مین لیکر دلیل خان کو خاک و خراب کرنے کے باب مین شاستر اور گنگا جلی کی قسم کھائی اور سب راجے بناودتیا وجیرگھاری سے روانہ ہوئے اور باندہ آکر مجتمع ہوئے ۔ دلیل خان کو خبر ہوئی کہ بائیس راجے اور تیس سردار تمھارے قتل کے ارادہ سے آئے ہین ۔ دلیل خان بمبوندا سے روانہ ہوا اور راستے مین مونگش کے جنگل مین شکار کھیلتا ہوا بھیرونڈا کی راہ سے الونا کو پہونچا مونگش باندہ سے چھہ میل شمال مشرق ہے اور بھیرونڈ

ایک شخص اب دس روپیہ ماہواری کا ہیڈ کانسٹبل ہی اور اس مین خوش ہی۔ بم ٹیلا اس نام
کی دو وجوہ تسمیہ بیان ہوتی ہین اول یہہ کہ ایک ٹھاکر سردار نے گنگا کے اشنان کے وقت اپنی
عورت کو وہان کے برہمن کو حسب معمول دان کر دیا اور بعد ازان پھر اوس سے بہت روپیہ دیکر خرید
کر لیا۔ برہمن نے علاوہ اور شرائط کے یہہ بھی ایک شرط کر لی تھی کہ اوسکی اولاد بم ٹیلا کہلاوے
دوسری حکایت یہہ ہی کہ ایک راجہ نے ایک برہمنی کو اپنے گھر مین ڈال لی تھی اوسکی اولاد
بم ٹیلا کہلائی۔ اوسکے تین بیٹے تھے۔ (۱) ہاتھی راے جسکی اولاد بھاؤ پور وجیمی دیور پور رد
دبار انگر و ساٹھن پور مین رہتی تھی (۲) نیل دیو جسکی اولاد دہلاون وکھارم پور و گڑھ پر قابض تھی
(۳) سب سکھ اسکے تین بیٹے تھے (۱) بھرت شاہ اسکی اولاد ہاتھی پور مین ورو اجیپور و نعمت پور
وبرون مبوہ مین رہتی تھی۔ اوس۔ بندن شاہ اسکی اولاد عدولی ورشید پور پر قابض تھی۔
۳۔ چہر سنگہ جسکی اولاد برون ایک مبوہ و بابر پور مین سکونت رکھتی تھی۔ کہتے ہین کہ اس خاندان
کے بانی سے اب تک چودہ پندرہ پشتین گذری ہین مگر بوقت بندوبست جب آدراج پور کے
زمینداروں سے دریافت کیا گیا تو وہ چھ پشت سے آگے نہ بتلا سکے۔ بم ٹیلا پرگنہ پہاڑ سے
باہر نظر نہین آتے ہین یہہ سب آٹھہ گانون کے بم ٹیلا و باون گانون کے بم ٹیلا مین منقسم ہین
منجملہ آٹھہ گانون کے اون موضعات مین جو شہر سے مغرب طرف واقع ہین اونھین کو اختیار
حاصل ہے بالخصوص بھی قریب آٹھون موضعون مین انھین کی زمینداری ہے ان مین سے
بعض بعض مسلمان بھی ہین اور باون موضعون مین سے فقط تیرہ ۱۳ گانون مین انکا نشان پایا جاتا ہے
بست سے موضع شہر مین شامل ہو گئے ہین اور جو باقی ہین وہ محض مختصر طور پر اور کم حیثیت لوگ

سوار تھا دلیل خان نے اوس سے گفتگو شروع کی اور کہنے لگا کہ اگر ہمت مضبوط ہے تو بالآخر ہمکو فتح
فیروز نصیب ہوگی۔ جب کچھ جواب نہ ملا تو نواب نے پکار کر کہا بھائی کیا اونگھتے ہو یا نیچے گر گئے
حیدر خان نے جو کہ پیچھے تھا گھوڑا بڑھا کر نواب سے کہا کہ نواب صاحب وہ ہمت خان فقط
روٹیون تک کا تھا اوسنے تو تھوڑی سے ساتھ چھوڑ دیا ہے آج اس معرکہ مین ہمت خان ہون
جب وہ کورہنانان پر پہونچے نواب نے اپنے ساتھیون سے کہا آؤ اوتر کر ناشتا کر لیں۔ اسکے
بعد سب کے سب اپنے اپنے گھوڑون پر سوار ہوئی اور تلوارین کھینچ کھینچ کر حملہ کے واسطے
آمادہ ہوئے اس عرصہ مین بوندیلہ مکرانو و تاندوہی سے بڑھے۔ جنگ شروع ہوگئی۔ روز اول
پچاس پٹھان اور تین سو بندیلے کھیت رہے۔ دوسرے روز ایکسو پچاس پٹھان شہید ہوئے
اور چار سو بوندیلے مارے گئے۔ حیدر خان مکرانون تک بڑھ گیا اور بڑھتے وقت پانچ سردار
اور ساٹھ سپاہی بوندیلون کے مارے وہ خود مکرانون مین مارا گیا اوسکی قبر ایک تالاب کے پاس
پختہ سڑک سے جو میرپور کو جاتی ہے مغرب کی جانب ہے اور حیدر شہید کے نام سے مشہور ہے۔ سید حامد
مودہا کی شرق سمت مارا گیا اور اوسکی قبر قریب تین کوس کے فاصلہ پر شہر سے شرق طرف ہے اور حامی
یا حامد شہید کے نام سے مشہور ہے۔ باز خان کے قریب شیخ حامد پیر کی درگاہ کے قریب ہے
اور باجا سرمور شہید کے نام سے مشہور ہے۔ عنایت خان کی قبر باندہ سے جلال پور سڑک سے
جنوب کی طرف ہے اور اوسکو عنائی شہید کہتے ہین۔ خود دلیل خان تیسرے روز مارا گیا اور اوسکے
ساتھ بہت سے آدمی مارے گئے دلیل خان کا بھائی ابراہیم ایک جگہ مودہا مین مارا گیا جو اوس
زمانہ مین بالکل جنگل تھا ابراہیم خان ثانی اوس مقام پر مارا گیا جہان اب عبدالکریم قانون گو کا

مونگش سے تساث میل سمت مغرب ہے اور الونا قریب چھ میل بہیروندا سے ہے - الونا مین اونے
دریاے کین گے کنارے پر پڑاؤ ڈالا بندیلے مودہا پر چڑہتے جو الونا سے تیرہ ۱۳ میل مغرب کی جانب
ہے اور رہر ایک گانون یعنی - مکراون - داچھرپلا - وبھرپلا وبندوہی - وانکوٹھا - دبیروندا کی
طرف ٹرے - یہ سب مودہا سے تین یا چار میل شمال مغرب مودہا سے واقع ہین جگت راج کا لشکر
مکراون مین تھا - اور کیرت راج موضع پوتھا بزرگ کو گیا جو دریا وجھوا پر مودہا سے سولہ میل شمال
کی طرف پرگنہ سمیرپور ضلع ہمیرپور مین واقع ہے جب کیرت راج اپنے متعلقین لشکر کو وہان چھوڑ گیا
تو وہ مقام کرات پور کے نام سے مشہور ہوا ایک روز دلیل خان شکار کھیلنے کھیلتے الونا سے بہوہی
کو گیا جو کین پار دو تین میل کے فاصلہ پر ہے اور وہان سے بڈہوری کو گیا جو وہان سے ۴ میل آگے ہے
اور مودہا سے فقط چار میل ہے مودہا کے مسلمانون نے اوسکی جہالت کی شکایت کی اور کہا یا تو تم
ہمارے گھر مین پناہ گزین ہو یا سبوندا کو واپس جاؤ اور کہا اگر مین واپس جاون تو بڑی بعزتی
کی بات ہے کیونکہ میرے ساتھ میرا بھائی ابراہیم خان - وعنایت خان - وحیدر خان - وہمت خان
ومعز الدین خان وسید حامد علی - وباز خان - ومختار خان - ورحیم خان - وپانسو دیگر پٹھان
ہین - اور اپنے سپاہ کی جانب مخاطب ہوکر کہ جن جن لوگون کو بمقابلہ آبرو کے اپنے زن وبچہ
زیادہ عزیز ہین اون سب کو تنخواہ دیکر مین ابھی رخصت کرتا ہون ایک جماعت افغانون نے
اوسکا ساتھ چھوڑا اور باقیون نے اوسکے ہمراہ بھونڈرے سے مودہا کی جانب کوچ کیا -
ہمت خان دلیل خان کا بڑا دوست تھا اور ہمیشہ نواب کے قریب قریب رہتا تھا اور اوس سے
گفتگو کیا کرتا تھا اوس روز ہمت خان دلیل خان کے قریب افیون کی پینک مین گھوڑے پر

دوھا

موہن ماٹی لے رہے ہردے ساہ گئے رسائے   جگت اکیلے لڑت ہیں وہ دکھ سہو نجائے

मोहन माटी लै रहे हिरदे साह गये रिसाये

जगत अकेले लड़त हैं यह दुख सहो न जाये

یعنی - موہن نے شرکت سے کنارہ کیا ہردیساہ خفا ہوگیا - جگت سنگہ اکیلا لڑتا ہے یہہ دکھ سہا نہیں جاتا ہے -

چھتر سال نے ایک طول طویل چٹھی دلیل خان کو لکھی کہ تم لڑائی سے باز رہو - مودھا کے باشندونکو یہہ دوہے زبانی یاد ہیں -

دوھا

ہردے ساہ سے نہ چلی کیرت سین کپوت   بیٹا کہیئے دلیل سے بنگش بنت سپوت

بھائی محمد خان نے ڈارد موری گود   تب سے تم بیٹا مرے جگت سمان سبود

موہن ٹھارا دے گئے ہردے رہے لوکائے   تم ہو کنیا وادیہہ تو مین جگتے لیون سمجھائے

हिरदे साह से नहिं चली कीरत सेन कपूत -

बेटा कहिये दलेल से बंगश वंत सपूत

भाई मुहम्मद ख़ान ने डारयो मोरी गोद

तब से तुम बेटा मेरे जगत समान सुबोध

मोहन ठारा दै गये हिरदे रहे लुकाये

امکان ہے وہان مودبی شہید کی ایک درگاہ ہے بے شک یہہ عزالدین کی درگاہ ہوگی یہان ایک اور شہید کی قبر ہے جسکو بابا شہید کہتے ہین مسٹر کپی کلکٹر سابق نے نئی سڑک نکالتے وقت اسکی مرمت کروائی ہے۔ موودہا اور اوسکے اطراف مین اور بے شمار قبرین ہین۔ کہتے ہین جس روز کہ دلیل خان مارا جاویگا اوس روز بوندیلون کو موودہا تک ہٹا لیگیا تھا جو موودہا سے چار میل جنوب مغرب مین ہے یہان ایک بوندیلے نے بحالت مایوسی دلیر ایک ہاتھ چلایا اور اوسکا بایان ہاتھ اوڑا دیا جہان پر ہاتھ گرا ہے وہان پر بھی ایک قبر ہے جسکو بھی دلیل شہید کہتے ہین یہہ پختہ سڑک سے جو مگالون کو جاتی ہے مشرق سمت واقع ہے۔ آخر کار بوندیلے دلیل خان اور موودہا تک ہٹالے گئے اور یہان اوسنے شربت شہادت نوش کیا یہان اوسکا مزار ہے اور ایک مسجد اور ایک کنوان ہے اور آجتک بدستور باقی ہے عوام کے نزدیک دلیل خان کی تاریخ شہادت سمت ۱۷۹۲ مطابق ۱۷۳۵ء کے ہے اسمین چودہ سال کی غلطی ہے کیونکہ صحیح تاریخ ماہ مئی ۱۷۲۱ء ہے اوس زمانہ کے ہندی شاعرون نے بہت سے دوہے دلیل خان کی شجاعت کے مدح مین تصنیف کیے ہین جو اب تک زبان زد خلائق ہین۔ روپ برہمن دموودہا کی شاگرد نام ایک سلمان دمیورا کے سردار خان نام ایک پٹھان کی زبان سے سنکر تحریر ہوئی دمیورا موودہا سے تین میل جنوب مغرب مین ہے۔ جسوقت ہردیشاہ جگت راج و موہن سنگہ نے گنگاجل کی قسم کھائی موہن سنگہ بجانگر کو بھاگ گیا جو موودہا سے دو میل سمت مشرق ہے تب ہردے شاہ نے شرکت سے انکار کیا اور جگت سنگہ اکیلا روانہ ہوا شاعر نے دوہے سندر جیت سال کی زبان سے تصنیف کیے ہین۔

بیواؤن سے بھر دیویگا

بطلب مدد بنام ہردیساہ

دوہا

گاڈی تھاکی مار مین بچھولن کری نہ پیش | اب گاڈی ڈھرکاے دے دیول دیس ہردیش

अब गाड़ी हरकाय दे देवल देस हिरदेश | गाड़ी थाकी मार में बकुलनकरी न पेश

یعنی - تمھاری گاڑی دلدل مین پھنسی ہے اب لڑکون کا سا عذر نکرو اب ای ہردیساہ اپنے ملک کو مدد دو -

جواب ہردیساہ

سیکھ مور مانی نہین جگت ڈھٹائی کین | تیسے اب موڑے پڑی پھیر سرن مم لین

तैसे अब मूंड़े परी फेर शरण मम लीन | सीख मोर मानी नहीं जगत ढिटाई कीन

یعنی - میری صلاح نہ مان کر جگت نے اپنی مرضی موافق کام کیا اب جب سر پر آفت آن پہنچی تب میری اطاعت کو آیا -

اشعار در مدح دلیل خان

گج بھر چھاتی دلیل کی بیس بسے کا جوان | جوت مین جوت سماگئی پایو پد نردان

जोति में जोति समा गई पायो पद निरवान | गज भर छाती दलेल की बीस बिसे का ज्वान

ساری سین سکیل کے مرن کیو اک ٹھور | جیون پتنگ دیپک جری یا بدھ جریو دلیل

ज्यों पतंग दीपक जरै या बिधि जरो दलेल | मारी सैन सकेल के मरन किया एक ठौर

तुमहूं कन्यावा देहु तौ मैं जगतै लेहुं समझाये

یعنی - ہردیساہ نے مجھے دہوکا نہیں دیا کیرت سین نافرمان ہے - دلیل خان سے جو گوش خاندان سے ہے اور جسکو بھائی محمد خان نے میری گود مین دیا ہے جواب میرا بیٹا ہے اور میرے نزدیک سب دنیا سے بہتر ہے - کہو موہن بھاگ گیا ہے اور ہردے ساہ پوشیدہ ہو رہا ہے تم بھی کان لگاؤ اور مین جگت کو سمجھا لونگا -

جواب منجانب دلیل خان -

دوہا

تم راجا مہاراج ہو سب راجن مین جھج اب دلیل کیسے ہٹے دوہو دین کی لج

तुम राजा महराज हो सब राजन में छज्ज

अब दलेल कैसे हटै दोहू दीन की लज्ज

یعنی - آپ راجہ مہراج ہین اور سب راجون مین زورآور ہین - اب دلیل کس طرح کنارہ کرے اسمین دونون دین کی بیعزتی ہے -

مختلف دوہے

بہت جگیرین تم چرین کہایو گھی اور کھانڈ جو نا دلیلے مار ہو تو گھر گھر کرے ہے رانڈ

बहुत जगीरें तुम चरीं खायी घी श्ररु खांड़

जो ना दलेलै मारहौ तो घर घर करिहै रांड़

یعنی - تمنے بہت گھی اور شکر کھایا ہے اور جاگیرین حاصل کی ہین اگر دلیل کو نہ مارو گے تو گھر گھر

ییلو تو سھونڑا گڑھ مین جن آن گجے کھوج کیو لڑنا

گہی تیر کمان ارو میلہ مونگش کے رنا

गाहि तीर कमानहि रूपरू मेलेह मुंगसके रना

मनोतो सिहुंडा गड़ में जिन आनके खोज कियो लड़ना

سب جنگ کے اوپر کود پرو جس چیل جھکو ہیری ہرنا

سب اجن گجے بر سوچ گیو جب بیل وبیل وہن سو برنا

सब गजन के धर सोच गयो जब पेल ढकेल धंसो परना

सब जंग के उपर कूद परो जस चील्ह झकोर धरे हिरना

مونگش چھوڑ ٹھان چلیو بیر بیڑ مین کین مقام ملیلا

کھیل شکار ہنے مرگ جال سو گولن مار کیو بگھ میلا

खेलशिकार हने मृग जालसो गोलिन मार कियो बघमेला

मुंगस छोड़ पठान भज्यो पपरेड़ु मे कीन मुकाम दुसेला

پپر نیڑ ہی چھانڑا لون ریہو کرونا و تی کوٹ کین جھمیلا

جھلسی سبھ تی آن نیڈ ہوری ٹکیو لڑیو جا بندیل سو ہریلا

भुलसी हय आन पंदोरी टिको फिरो वापे बुन्देलन सो वहेला

पपरेड़ हि छांड़ पलोन रुप्यो करुणा वनी के नट कीन रमेला

کجل ست کارے مد متواری اوٹھے دنتار ہول ہلی

محمد کا نندن وٹھا جگ کندن یارن بولے علی علی

महम्मद का नन्दन उठा जगकन्दन यारन बोली अलीअली

कज्जल से कारे मदमतवारे उठे दन्तारे हूल हिली

چلی اٹھ نالین اور ست نالین اور ٹری جنجال چلی

بھو بھات چلی برچھیون کی ہیلا مرد دلیلا باہ بلی

बहु भांत चले बरछों के हेला मर्द दलेला बाहु बली

चले उठ नाले आ सतनाले औरे बडो जंजाल चली

توپن کی تڑک کڑک کر دانن کے بانن کی جھمک بدری جھڑ لاؤ دے

کڑہی چپ نال جھون اور دیکھو اک ویر مغل او بندیلو اک لہر لگاوے

तोपन की तड़क कड़क किर बानन की बानन की झमक बदरी झड़ लावो है ॥

कढ़ी चपनाल चहुं ओर देखो एक बेर मुगल औ बुन्देलो एक लहर लगावो है

لوہے کے دریاؤ مین دریاؤ راؤ دلپت چلی مگلانی ترکانی ہوکا دے

دِلّی سے دلیل خان چلیو کھڑگ گہہ بانہہ

डिल्ली से दलेल खां चल्यो खड्ग गहि बांह

جگت راج سہراج سون مار موداہا بیچ | بجھی جُدھ پٹھان کی بہیو رکت کی کیچ

जगत राज सहराज सों मार मौदहा बीच | भई युध पट्ठान की बह्यो रकत की कीच

تین دِوَس پٹھان نے کرو بڑو گھمسان | جگت راج کپمت بھیو چھوڑ بھجیو میدان

तीन दिवस पट्ठान ने करो बड़ो घमसान | जगत राज कम्पित भयो छोड़ भग्यो मैदान

چوتھے دن دو پہر کو گھیر بوندیلن لین | تب دلیل بھوئی مان گرے کھڑگن گھائی کین

चौथे दिन दो पहर को घेर बुन्देलन लीन | तब दलेल भुईं गिरे खड्गन घाईं कीन

یعنی۔ دلیل کا سینہ ایک گز چوڑا ہے اور وہ کامل سپاہی ہے۔ روح روح مین لگئی اور اوسکو بہشت حاصل ہوئی۔ اپنے سب ساتھیون کو جمع کرکے وہ میدان مین مارا گیا۔ جیسے پروانہ شمع پر جلتا ہے اسی طرح دلیل لڑائی مین گھس پڑا۔ دلی سے دلیل خان تلوار ہاتھہ مین لیے ہوئے آیا اور موداہا مین جگت مہراج سے لڑا۔ جنگ اس قسم کی تھی جیسے شاق کُشتی باز لڑتے ہین اور زمین پر خون سے دلدل ہوگیا۔ تین روز تک پٹھان بخطر لڑتے رہے۔ اور جگت کانپ کر میدان سے بھاگ گیا۔ چوتھے روز بوندیلون نے اوسے گھیر لیا اور وہ زمین پر گر پڑا اور بندیلون نے اوسکو زخمون سے چور چور کیا۔

اشعار ذیل سردار خان ساکن بھمورا پرگنہ موہا کی زبان سے

دوہا

کھودت کھرن دھرن دیہی رکیب پائین
بایو سے اوڑائین یہی چینی رنگ ہین

खोदत खुरन धरन देही रकेब पांय
बायु से उड़ाये रही चिनी रंग है॥

پالے کھانڈ گھی مہیلا مرچ مٹھہ پاے
پُھدّین پناری پرین یہی ماتے تنگ ہین

पाले खांड घी महेला मिरच मुट्ठ पाय
पुद्दन पनारी परीं यही माते तंग हैं॥

جکڑے جنجیرن سے پکڑے سئیس دوئی
سکرین دُراوت کرت جور جنگ ہین

जकरे जंजीरन से पकरे सईस दुई
सकरैं दुराबत करत जोर जंग हैं॥

کلّے دار نکرے نکندر جب اور جوان
کنچن سو ڈھارے ہی بنائی انگ انگ ہے

कल्ले दार नुकरे निकन्दर जुरावर ज्वान
कंचन सो ढारे है बनाये अङ्ग अङ्ग हैं

جھول تاش بادلے کی پای رنگ رنگ ہے
ہری پیری سیاہ سیت بینجنی کرنگ ہے

फूल नाश बादले की पांय रंग रंग हैं॥
हरी पेरी स्याह सेत बैजनी कुरंग है॥

چنگ سے چڑھت جور جنگ سے متنگ ہے
صاحب اصغر ایسے سید کے ترنگ ہے

चंग से चढ़त जोर जंग से मतंग है॥
साहब असगर ऐसे सैद के तुरंग हैं॥

یعنی جون ہین رکاب مین پائون رکھا انھون نے سُمون سے زمین کو کھود ڈالا یہہ دودہ سے سفید بچھیڑے مثل ہوا کے جاتے ہین اونکو گھی اور شکرا ور ایک مٹھی سیاہ مرچ ملتی ہی وہ ایسے موٹے تازے ہین کہ اون کی پیٹھہ پر ایک خط بنگیا ہے وہ نہایت تیز و قوی ہین دونون طرف زنجیر پکڑے ہوئے دو سائیس انکو لیجاتے ہین وہ زنجیرون کو توڑا کر کودتے اور جھپٹتے ہین انکی گردن مثل محراب کے ہے اور سفید رنگ اور جوان اور قوی اور مضبوط ہین وہ ایسے ہین کہ گویا سونے کے

لیجیو لڑائی ہیان کھڑگن کی دہائی یار مودہا کے مار بیچ کھیت جھڑ داوہے

लोहि के दरियाव में दरियाव राव दलपत चली मुगलानी तुरकानी बहकावो है॥

लीजियो लड़ाई ह्यां खड्गन की धाई यार मोदहा के मार बीच खेत कर बाधो है॥

جب لڑائی کی گفتگو آئی وہ سب سہوندا مین جمع ہوئے تیر و کمان لیا اور شکار کے واسطے مونگش کو چلے اور دشمنون کے درمیان مانند چیتے کے کود پڑے جیسے وہ ہرن پر جھپٹتا ہے اور اوسکو پکڑتا ہے جب دلیل خان گھسا تو سب راجہ خوف زدہ ہو گئے پٹھان مونگش سے چلے اور دلیل نے پیرپنر ڑ مین مقام کیا اوسنے ہرنون کے غول کا شکار کیا اور اوسکی گولی نے بہتونکو مارا۔ پیرپنر ڑ سے چلکر وہ الون مین قیام پذیر ہوئے۔ اور کرنا ولی کے کنارے پر ٹھہرے بہوسے سے گذر کر بندہ ہوڑی مین مقام کیا اور رہیلا مین بندیلون سے جنگ کی۔ کا جل کے سے سیاہ مست ہاتھی کیطرح اپنے دانتونکو اوٹھا کر سب کو اپنے سامنے سے بھگا دیا۔ محمد کے بیٹے نے جست کی اور اوسکے یار بولے علی علی۔ آٹھ نالی و سات نالی توپین چلین اور بہت سی جنجالین سر ہوئین۔ اور بہت طور سے شجاع دلیل نے بے شمار کو مارا۔ توپین گرجتی تھین تلوارین چمکتی تھین اور بان سنسناتے تھے جسطرح سے بجلی والے بادل ہوتے ہین۔ ذرہ اونکی طرف دیکھو تو اوبھون نے چھتال کھینچے ہین ہر طرف سے مغل و بوندیلے ایک ہو کر حملہ کرتے ہین بہتیرے راجا و سپاہ کے سردار خون کی ندی مین مغلانی و ترکانی بیدل ہو گئے ہین یار و جنگ کی گفتگو سنو کیسی تلوار مودہا کے میدان مین چلی اور کیسی فتح ہوئی۔

اشعار در مدح اسپ دلیل خان

بھاگینگے راجا سب مہاراجا دیکھ ہماری کھڑگ ننگی — کے مرد دلیلا رن مین پیلا علی علی کر بجرنگی

ज्वानी के बीचा कसमस कीं चाहूं न डोरें मेंहुरंगी — ढ़ं पठनैते बांधे ऐंडे सन्मुख जूरें रो जंगी ।।

कोई मर्द दलेला रन में पेला: अली २ कर बजरंगी — भागें गे राजा सब महराजा देख हमारी खड्ग नंगी

یعنی- میرا نام دلیل خان ہے مین کیسے پیچھے ہٹ سکتا ہون ننگش کی آبرو میرے ہاتھ ہے مجھ پر نجہ محمد شاہ کا ہی جسکی یہہ تلوار ہے پٹھان کی غوت میرے گرد ہے مین مقابل ہو کر لڑونگا پٹھان اپنی جوانی کی شجاعت سے سخت سے سخت جنگ مین گھس پڑینگے وہ کسی معرکے سے نہین ڈرتے ہین راجا اور مہاراجا میری ننگی تلوار کے سامنے سے بھاگ کھڑے ہو وینگے شجاع دلیل نے یہہ گفتگو میدان مین کی اور علی علی پکارا اوسطرح جیسے ہندو ہنومان کو پکارتے ہین

اشعار زبانی دلیل خان کے جب اوسنے اپنے ہمراہیونکو آتے دیکھا

بیٹا مرے مراد خان بھائی ابراہیم — حامد حیدر فتحخان کھائے کھائے مرے افیم

हामिद हैदर फ़तेह खां खाय खाय मरे अफ़ीम — बेटा मेरे मुराद खां भाई इबराहीम ।। ।।

مرے عنایت خان پُن پہلوان پٹھان — میرا جیون اب برتھا یہہ کہہ گہی کرپان

मेरा जीवन अब बृथा यह कहि गही कृपान — मरे इनायत खांन पुन पहिलवान पठान ।।

یعنی- میرا بیٹا مراد خان اور بھائی ابراہیم خان چل بسے اور حامد حیدر اور فتحخان افیون کھا کھا کر مر گئے عنایت خان بھی مرے نہایت قوی پٹھان تھا اب میرا جینا محض بے سود ہے یہہ کہکر تلوار لیکر گھس پڑا جب دلیل خان بوندیلون مین گھس پڑا تب بوندیلون کے شاعر نے یہہ شعر کہا-

سانچے مین ڈھلے ہین اور شکل وصورت مین نہایت سڈول ہین انکی پیٹھہ پر زربفت و تاش بادلے
کی سبز و زرد و سفید وارغوانی رنگ برنگ کی جھولین پڑی ہوئی ہین وے کودتے اور جست
کرتے ہین زور مین وہ ہاتھی سے قوی ہین - اسغر صاحب بڑے مالک کے گھوڑے ایسے ہین -

دوھا

محمد خان کا پوت سپوت دلیل کری جھک جھور بندیلون سے ۔ کڑھی بہتیگ لگی نہین بیگ سے چھپر پھوڑ کر یجون سے
मुहम्मद खान का पूत सपूत दलेल करी झिक झोर बुन्देलों से।
कढ़ी बहु तंग लगी नहिं बेग सो छप्पर फोर करेजों से॥
جُرین دل بیر لڑین بل بیر مورین نہ موہارے فوجون سے ۔ گہے کرپان دلیل پٹھان بدیو کر پھیر سو موچھون سے
जुरे दल बीर लड़ैं बलबीर मुरें न मुहारें फ़ौजों से॥
गहे किरपान दलेल पठान बद्यो कर फेर सु मच्छों से

یعنی - دلیل محمد خان کا بیٹا تھا اسنے بہتیرے بندیلون کو منتشر کردیا تلوارین بیتیا کھنچی تھین ذرا بھی
توقف واقع نہ ہوا وہ ایسے شجاع تھے کہ انکے جگر کے زور سے کپڑے پھٹے جاتے تھے فوجین
مقابل ہوئین اور خوب بہادرے جنگ ہوئی - گو اونپر نہایت سختی ہوئی مگر اونھون نے دشمنون
کے سامنے سے زمین نہ چھوڑی تلوار سوت کر موچھون کو تاب دیکر شجاع دلیل پٹھان گھس پڑا -

اشعار ذیل اوسوقت کے ہین جبکہ دلیل خان نے موودہا کے سلمانون کی عرضی کا جواب دیا

مین دلیل خان کیا ہٹون موہی بنگش کی آن	موودہ پر پنجہ محمد شاہ کا جنگی یہہ کرپان
मुह पर पंजा महम्मद शाह का जिनकी यह किरपान	मैं दलेल खां क्या हटों मोहि बंगश की खान
ان بنیتی باندی اینٹھی سنکھہ جو جمین گے جنگی	جوانی کے بیچا کسم سکیچا این ڈرینگے ہردنگی

اوس زمانہ مین نیزہ بازی مین اپنا نظیر نہین رکھتا تھا اسکی سواری کے گھوڑے کا نام پری تھا
اسکی دکھن مین بھی شہرت تھی اسپر سوار ہوکر وہ سارس کا شکار کھیلتا تھا اور اونکو مار لیا کرتا تھا
بہتیرے سوارون نے اسمین کوشش کی لیکن کوئی کامیاب نہوا دوسرے کامون مین بھی
وہ بہت ہوشیار تھا وہ اپنے ہاتھہ سے توپ ڈھال سکتا تھا اور بہت عمدہ جوتہ بنا سکتا تھا تیس
چالیس برس گذرے ہین کہ اوسکے ایجاد کیے ہوئے جوتے قائم خانی کہلاتے ہین اور مئو قائم گنج
مین انکا بڑا رواج تھا۔ کہتے ہین کہ اسنے ۸۴ محال پر حکومت کی ہے لیکن انکے نام معلوم
نہین ہین۔ ایکدفعہ ایک مرہٹہ باجی راؤ کا ملازم قائم خان کے ساتھہ نیزہ بازی میں کی آزمایش
کرنے کے واسطے شہر پونا سے آیا نواب نے اوسکی مین رہنے کو مکان دیا اور چھہ مہینے تک اسکی بڑی
خاطر اور مدارات کی اور اس عرصہ مین اوسنے مئو کے پٹھانون سے جو پونا مین نوکر تھے دریافت
کر بھیجا کہ یہہ شخص کس غرض سے آیا ہے اونھون نے جواب لکھا کہ جس ہنر مین تمکو مشاقی حاصل ہے
اوسمین یہہ شخص بھی مہارت رکھتا ہی باوجود مجہے محمود خان کی ممانعت کے اس ہنر آزمائی کیواسطے
ایک روز مقرر ہوا اور حکم ہوا کہ سب پٹھان قبل طلوع آفتاب کے شکار پور مین تیار رہین شکار پور
شہر سے تین چار میل شمال مغرب مین ہے یہان گنگا کے کنارے ایک بڑا وسیع میدان ہی جہان فوج
کی قواعد ہوتی ہے۔ نواب اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور مرہٹہ مذکور کو ساتھہ لیکر وہان گیا۔ دوپہر تک
دونون لڑتے رہے لیکن کسی نے کسی کو چھو نہ پایا حسب دستور قوم مرہٹہ کے بازو پر سب کپڑون کے
اوپر ایک رومال بندھا تھا۔ نواب نے اس بات کی کوشش کی کہ مین اس رومال کو نیزے کی نوک سے
اسکے بازو سے اوتار لون۔ نواب نے اسکو چھو تو کئی دفعہ لیا مگر چونکہ پسینے کے باعث سے گرد نہایت

بندیل کی ہلیل مین دلیل بھگے جات ہین

बुन्देल की हुलेल में दलेल भगे जात हैं ॥

یعنی - بوندیلون کے بہرون کے سامنے دلیل بھاگے جاتے ہین - ایک بوندیلے نے اوسکو ملامت کرکے کہا تجھکو یون لکھنا چاہیے تھا -

دلیل کی ہلیل مین بندیل بھگے جات ہین

दलेल की हुलेल में बुन्देल भगे जात हैं ॥

یعنی - دلیل کے حملہ کے سامنے بوندیلے بھاگے جاتے ہین

نواب قائم خان

سنہ ۱۷۴۳ع اپنے باپ کی وفات کے بعد قائم خان بلا مزاحمت مسند نشین ہوا ہم اوپر بیان کرچکے ہین کہ ۱۷۲۱ع مین دلیر خان کے انتقام لینے مین مشغول رہا اور جب ۱۷۲۹ع مین اسکے پدر محمد خان کو مرہٹون نے گھیر لیا تھا اسنے اوسکو چھوڑانے کے واسطے فوج مجتمع کی محمد خان کی آخر عمر مین اسنے بطور اپنے والد کے نائب کے دہلی مین سکونت اختیار کی - بہت سی حکایات اس قسم کی مشہور ہین کہ محمد شاہ بادشاہ دہلی اسکو نہایت عزیز رکھتا تھا اور اسکو فرزند بہادر کا لقب عنایت کیا تھا مگر چونکہ وہ حکایات محض بےتحقیق ہین اونکے بیان کی چندان حاجت نہین ہے وہ زبردست سُنّی تھا پنجوقت نماز ادا کرتا تھا اور جمعہ کا خیال رکھتا تھا اور ہر روز قرآن شریف کی ایک آیت لکھتا تھا اور کہتے ہین کہ وہ علما کا بڑا حامی تہا اور ہر قسم کے شکار کا بڑا شائق تھا اور بادشاہی شکارگاہ مین دہلی مین اسے شکار کھیلنے کی اجازت تھی وہ بہت اچھا شہسوار تھا

علاوہ کنیزوں کے نواب کی چار زوجہ تھیں - اول شاہ بیگم نواب کی پہلی بی بی کالیخان بنگش کی بیٹی اور قاسم خان کی بھتیجی تھی (۲) بی بی جواہر ایک پٹھانی تھی (۳) خاص محل چلوے کی ایک ڈومنی تھی یہہ موضع چلوہ قریب قائمگنج کے ہے (۴) معتبر محل دہلی کی عورت تھی - نواب کوئی اولاد نہیں چھوڑ گیا - سوا مسلمان کے کوئی شخص اونکی مستورات کا زیور چھونے نہ پاتا تھا اور نہ کوئی مرد اونکے کپڑے سینے پاتا تھا اور نہ کوئی طبیب اونکی عورتوں کی نبض دیکھا تھا جاتا وہ بیبیاں امیٹھی کے قلعہ مین رہتی تھیں - بہت سی جاگیرین خاص اونھین کے نام سے تھین جب وہ مر گئین تو اونکی کچھہ املاک تو ناصر جنگ کی بیگم کو یعنی سردار محل کو ملی اور کچھہ نصرت جنگ ناصر جنگ کے بیٹے کو ملی اور کچھہ نواب حاکم الوقت کو ملی - جب کبھی شاہ بیگم اپنی خوشدامن کی ملاقات کو امیٹھی سے فرخ آباد کو آتی تھی بازار بند ہو جایا کرتا تھا دوکاندار اس بازار بند ہونے کو ہرتال یا ہاٹ بازار کہتے ہین یعنی ہاٹ معنی بازار اور تالا معنی قفل - بیگم ایک چوپہیہ بیل گاڑی پر سوار ہوتی تھی جو اوپر سے نیچے تک بنات کے پردے سے ڈھکے ہوتے تھے - بیگم وسط مین بیٹھتی تھی اوسکے ارد گرد کنارہ پر بیٹھتی تھین پردے ریشم کی ڈوریون سے بندہے ہوتے تھے اور گاڑی سب طرف سے بالکل بند ہوتی تھی ایک بوڑھی عورت آگے بیٹھتی تھی اور ایک بوڑھا گاڑیبان ہانکتا تھا - راستے پر بیگم ایک بات بھی نہ بولتی تھی خواجہ سرا گھوڑون پر ہٹو ہٹو کرتے چلتے تھے بازار فقط اس خیال سے مسدود ہوتی تھی کہ بیگم کے کان کوئی بیہودہ بات نہ پڑے - کہتے ہین کہ نواب محمد خان کے چار منتخب دوست تھے (۱) منگل خان موسی نگری موسی نگر کا رہنے والا تھا اور اوسوقت نواب کے علاقہ جات مین وہ قصبہ شامل تھا جو دریائے جمنا پر واقع ہے (۲) معظم خان دریابادی

مضبوط ہوگئی تھی کھل نہ سکا آخر کئی گھنٹے کی کوشش کے بعد نواب بکامیابی تمام گرہ کھولکر رومال اپنے نیزے پر اوڑا لیگیا - مرہٹہ کو بہت کچھ تحائف نذر کیے مگر اوسنے قبول نکی کیونکہ وہ خود اپنے ملک مین شریف تھا - اسکے بعد مرہٹہ رخصت ہوکر پونا کو روانہ ہوا قائم خان کا گھر انٹھی کے قلعہ مین تھا اور یہہ اوسنے اپنے والد کی حین حیات تعمیر کرایا تھا - یہہ مکان شہر سے ایک میل تک انٹھی کی حد مین جنوب مشرق سمت واقع تھا یہہ نئی نواب کی آبادی ہوئی ہے اسکے گرد خندق اور کچی شہر پناہ ہی اور برج بھی تھے جنکا نشان اب تک باقی ہے قلعہ کے آثار و اوسکے مکانات ۱۸۵۸ء مین بباعث بغاوت تا اوسوقت کی نواب رئیس کے ضبط سرکار ہوگئے اور نیلام کردیے گئے علی محمد نام انٹھی کے ایک باشندہ نے خرید کیے ہین یہہ شخص اوسوقت وہان کا تحصیلدار تھا اسنے اسکی اینٹ سے انگریزی عمارت کی صورت کا ایک مکان بنوایا ہی اور قلعہ کی زمین پر میوہ دار درخت لگائے ہین - تادری دروازہ کے باہر جو لکھولا باغ آم کا مشہور ہی قائم خان کا لگایا ہوا ہی اسمین ایک لاکھہ درخت ہین یہہ باغ درمیان حدود خان پور - بڑھپور و چاندپور و مینی و نیک پور کلان کے واقع ہے اور اب بھی ایک سو اٹھاون ایکڑ زمین پر ہی - جنگ روہیلکھنڈ پر جانے سے قبل اوسنے کمال خان جنبلی کو یہہ حکم دیا کہ کالے برج اور ترپولیا کے دروازہ کی تعمیر پوری کردے - یہہ نواب کا آخر کام تہا - نواب کی سالگرہ کے روز قلعہ خوب آراستہ کیا جاتا تھا بارہ دری و بلند محل مین سلطانی بانات کے شامیانے نقیشی زربفت لگائے جاتے تھے - بارہ سو چوب سونے چاندی کی اوسکے توشہ خانہ مین تھین زربفت کا پردہ کمانی دار دروازہ پر لٹکایا جاتا تھا کسی کا گھوڑا یا پالکی یا ہاتھی قلعہ مین نہ آنے پاتا تھا سب کو کیسے رتبہ کے ہون قلعہ کے دروازہ پر اوترنا پڑتا تھا

کے واسطے بھیجا یہہ شخص سگڑہ تک پہونچا اور اپنی توپین سر کین۔ علی محمد خان نے نکلکر اسکو ایسی شکست دی کہ افواج شاہی دہلی کو بھاگ گئی۔ محمد شاہ کو نہایت طیش آیا اور تھوڑے عرصہ کے بعد اسنے دوسری فوج طیار کی اور اوسپر خواجہ آہلی صاحب کو سردار کیا اسنے بھی سگڑہ پر توپین سر کین اور مثل ہر سند کے بعد تلف ہونے بیشمار فوج شاہی کے یہہ بھی بھاگتا نظر آیا تیسری دفعہ محمد شاہ نے اپنی کل فوج قمرالدین وزیر کے ماتحت روانہ کی۔ قمرالدین چونکہ جنگ آزمودہ آدمی تھا اسنے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر مین بھی مقابلہ کیواسطے جاؤنگا تو میرا بھی یہی انجام ہوگا کیونکہ یہہ فوج دو مرتبہ شکست کھا چکی ہی اب دو حال سے خالی نہین ہی یا تو بھاگو نگا یا میدان مین جان دونگا اور دونون صورت مین وزارت کا زیان ہی کیونکہ ہارا وزیر ہمیشہ برطرف ہوجایا کرتا تھا لہذا اسنے بادشاہ کو ترغیب دی کہ خود بدولت نفس نفیس سگڑہ پر حملہ کرین۔ قائم خان معہ اپنی فوج کے بادشاہ کا شریک ہوا یہہ واقعہ ۱۱۵۸ ہجری مطابق جنوری ۱۷۴۵ء لغایت ۱۷۴۶ء مین واقعہ ہوا تین منزل تک فوج نے ایک ندی کے کنارے کوچ کیا اور اوسکا پانی پیا اور اس ندی کا نام بادشاہ نے یاد وفادار رکھا یہہ ندی اوسیت کے نیچے بہتی ہے بالآخر فوج سگڑہ مین پہونچی اور اوسکے محاصرہ کیواسطے آگے بڑہی مرزا مقیم عبدالمنصور خان صفدر جنگ ہراول پر حکم تھا ایک رات پٹھانون نے شبخون مارا اور صفدر جنگ کے مورچہ پر آن پڑے اور بہتون کو تہ تیغ کیا پر دہیلے سگڑہ کو سلامت پہونچ گئے انکے قلعہ کے گرد اسقدر گنجان بانس بوئے ہوئے تھے کہ کسی صورت سے گولا انکے پار نہ جاسکتا تھا۔ چند روز تک گولا باری جاری رہی آخرالامر روہیلون نے علی محمد خان کو صلاح دی کہ صلح کر لینا چاہیے کیونکہ جو اپنے سلطان سے جنگ کرتا ہے اوسپر اوسکی عورت

(۳) خضر خان (۴) شجاعت خان علزئی قادر گنج والا - محمد خان نے بوقت وفات اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ ہمیشہ ان چارون کو اپنا بڑا خیر خواہ تصور کرنا - اگر کہین جنگ پیش آوے تو سنگی خان سے صلاح لینا کیونکہ وہ بچپن سے لڑائی مین رہا ہی اگر فوج مجتمع کرنا ہو تو شجاعت خان سے مشورہ لینا یہہ شخص افغانستان مین سردار تھا - اگر محصول تحصیل کرنا ہو تو خضر خان سے کام لینا - اگر دربار شاہی مین عہد و پیمان کے واسطے کسی کو بھیجنا درکار ہو تو معظم خان کو بھیجنا کیونکہ اوسکو وہان بڑا تجربہ حاصل ہی - یہہ چارون جنگ مقام دوری مین قتل ہوئے اسی لڑائی مین قائم خان بھی مارا گیا ان وصیتون پر ذرہ بھی توجہ نہین کی گئی - نواب نے اپنے تئین محمود خان آفریدی کے اختیار مین کر دیا - محمود خان امٹھی کا رہنے والا تھا - نواب نے اوسکو اپنا بخشی مقرر کیا تھا اسکے برادر اور رشتہ دار یوسف خان و معظم خان و اعظم خان و سعادت خان و دیگران چند ہزار آفریدیونپر حکمران تھے اور ریاست مین انکی بڑی قوی جماعت تھی قنوج مین محمود خان کا نقارہ بجتا تھا اور اوسکو ایک وسیع املاک پر بڑا اختیار حاصل تھا جس سے بہت سی آمدنی وصول ہوتی تھی اوسکے فقط ایک لڑکا شادی خان نام تھا جسکو شادی سے چوتھے روز گھوڑے نے گرا دیا اور پیر رکاب مین لگا رہا اور گھسیٹ کر مار ڈالا ۱۸۳۰ء محمود خان کے دربار کی محرابین ٹوٹی پھوٹی امٹھی مین باقی تھیں اب انکا نام و نشان بھی نہین ہی اوسکا خاندان بالکل کالعدم ہو گیا -

معاملات روہیلکھنڈ

کٹھیر یعنی روہیلکھنڈ - رفتہ رفتہ علی محمد خان روہیلہ کے قبضہ مین آگیا اور خان مذکور نے باج شاہی دینا بند کر دیا - ایک دفعہ محمد شاہ نے اپنے دیوان ہرنند کو معہ فوج علی محمد خان سے ملک واپس لے نے

قمرالدین خان کے کہ وہ احمد شاہ سے جنگ کرنے مین مارا گیا تھا صفدر جنگ منصب وزارت پر
سرفراز کیا گیا صفدر جنگ خاندان بنگش کا دشمن جانی تھا اوسنے ایک فرمان بطلب قائم خان کے
جاری کروایا قائم خان نے بادشاہ کو جواب بھیجا کہ فدوی خاکسار صفدر جنگ پر اعتماد نہین
رکھتا ہے کیونکہ وہ اوسکے خاندان کا دشمن جانی ہے اس جواب سے بادشاہ و وزیر دونون سخت
ناراض ہوئے وزیر نے جاوید خان سے صلاح پوچھی کہ اب اسکا انتقام کیونکر لینا چاہیے چنانچہ
ایک فرمان بنام قائم خان اس مضمون کا طیار ہوا کہ ایک بڑا کار اہم تمھارے ذمہ کیا گیا ہے
یعنی بہت سے محال بریلی و مرادآباد کے جو بادشاہ خلد مکان کے زمانہ مین امداد سے حاصل ہوئے
تھے انپر بار دیگر سعد اللہ خان ولد علی محمد خان روہیلے نے قبضہ کر لیا ہے اور اوسی وقت
صفدر جنگ نے روہیلونکو واسطے مقابلہ کے اشارہ کیا اور یہہ امر کتاب بیان الواقعہ سے تصدیق
ہوتا ہے۔ لہذا یہہ ملک تمھارے حوالے کیا جاتا ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ جا کر اوسپر قبضہ کر لو یہ
فرمان بدست شیر جنگ ولد سعادت خان برادر کلان برہان الملک سعادت خان مرحوم رشتہ دار
وزیر کے روانہ کیا گیا چہارم شوال سنہ ۱۱۶۲ ہجری مطابق ۱۰ ستمبر ۱۷۴۹ء نواب مذکور فرخ آباد کے
قریب پہنچا اور دو کوس کے فاصلے پر ٹھہرا اس نواب اور اوسکی خبر آمد سنکر نواب قائم خان نے
حکم دیا کہ گلال باڑی عیدگاہ کے قریب لگائی جاوے اسکے بعد وہ بڑے تزک و احتشام سے ہمراہی
امرائے فیل نشین کے وہان پہنچا فرمان اوسکو پڑھ کر سنایا گیا۔ نواب آداب بجا لایا اور خلعت
سرفرازی کو زیب تن کیا بعد ازان نقارے بجتے ہوئے قلعہ کو واپس آیا میان شرفا و مہاجن
و عہدہ داران نے آکر نذرین گذرانین اور مبارکباد دی اوسوقت تمام خاص سرداران بغرض شمو

حرام ہوجاتی ہے۔ چنانچہ علی محمد خان بذریعہ صفدر جنگ حضور سلطانی مین حاضر ہوا اور وزیر کے دیوان نول راے کے توسل سے معاملہ عہد و پیمان شروع ہوا۔ قائم خان کی افواج صفدر جنگ کے داہنے ہاتھ کی طرف تھی۔ ایک روز علی محمد خان ہمراہی بارہ ہزار افغانان زرہ پوش صفدر جنگ کے پاس جاتا تھا جب اسکی نظر قائم خان کے خیمہ پر پڑی تو پوچھا کہ یہہ خیمہ کسکا ہے جواب ملا کہ قائم خان کا تب اسکے خاص خاص سردارون نے کہا کہ کیا ضرور ہے معاملہ صلح کا اعتبار ایک مغل اور اوسکے دیوان یعنی نول راے پر رکھا جاے یہان تمہارا ہمقوم قائم خان موجود ہے اس سے سفارش کیو اسطے درخواست کیجیے علی محمد خان نے اس بات کو قبول کیا اور قائم خان کے پاس گیا قائم خان اس سے نہایت تپاک سے ملا جب صفدر جنگ نے جو منتظر تھا یہہ مضمون سنا نہایت برہم ہوا اور تمام عمر قائم خان سے بغض رکھا قائم خان نے علی محمد خان کے ہاتھ رومال سے باندھکر بادشاہ کے حضور مین لیگیا چنانچہ اسکی نذر درجۂ قبولیت کو پہونچی بادشاہ نے اسکی خطا معاف کی اور خلعت سرفرازی عنایت کیا اور صوبۂ سرہند مین اسکو مامور کیا یہہ صوبہ جمنا سے مغرب کی طرف واقع ہے اسکے بعد بادشاہ معہ امرا و ارکین دہلی کو واپس آیا ١٧٤٨ء مین جبکہ محمد شاہ نے وفات پائی علی محمد خان سرہند سے کٹھر کو واپس آیا اور تھوڑے عرصہ بعد تیسری شوال ١١٦١ ہجری مطابق ١٤ ستمبر ١٧٤٨ء مین اس جہان سے رحلت کی اور تین بیٹے عبداللہ خان فیض اللہ خان سعداللہ خان نام چھوڑ گیا۔

جلوس احمد شاہ بادشاہ

محمد شاہ نے دوران ١١٦١ ہجری مین وفات پائی اور بتاریخ دہم جمادی الاول ١١٦١ ہجری مذکور مطابق ١٩-اپریل ١٧٤٨ء بیٹا احمد شاہ کا تخت نشین ہوا اور تھوڑے عرصہ کے بعد بجاے اعتماد الدولہ

نکالا گیا اس عرصہ مین احکام بطلب فوج تنخواہ داران جاری ہوئے اور اطراف کے زمینداران بلائے گئے۔ گسل سنگہ ررووالا۔ وراجہ نندو سنگہ چھچھیڑی والا۔ وراجہ شیو راجپور کے نام حکم بھیجے گئے اور وہ آٹہ معہ بیس ہزار سوار کے قائم خان کے شریک ہوئے کچھہ سرداران مرہٹہ بھی کہ کالپی کے ناظم تھے فرخ آباد بلائے گئے۔ اور جعفر خان چیلہ ناظم پرگنہ اکبرپور اونکے پاس بھیجا گیا اور شیخ فرحت اللہ لکھنوی باوجودیکہ سعادت خان وصفدر جنگ سے عداوت رکھتا تھا آکر شریک ہوا فقط روہیلے حملہ کی صورت دیکھہ کر خوف زدہ ہوئے اور اس بلا کو ٹالنے کیواسطے اُنھون نے ایک عرضداشت منجانب بیوہ علی محمد تیار کی۔ بدست سید معصوم روانہ کی۔ اوسکا مضمون یہہ تھا۔ کہ جب ان یتیم کے والد نے قضا کی تب بجز خدا کے اور تمھاری ذات کے اوسکو کسی پر بھروسا نہ تھا۔ اگر تمھارا یہی منشا ملک چھین لینے کا ہے خیر ایسا ہی سہی۔ شجاعت خان و شمشیر خان و خان بہادر کو یہان بھیجدو ہم سب اونکے ساتھہ حاضر ہو جاوینگے۔ بعوض اپنے والد کے ملک کے ہم بزور شمشیر مشرق مین کچھہ ملک صفدر جنگ کا فتح کر لینگے۔ جب سید نواب کے روبرو حاضر ہوا اوسنے سعد اللہ خان کی مان کی چادر نواب کے قدمون پر ڈالدی اور قرآن شریف ہاتھہ مین اوٹھایا اور اسی طرح سے نواب سے متکلم ہوا۔ ای قوم افغان کے سردار بواسطہ اس کلام مجید کے اس فقیر بیچارہ کی معروض قبول فرما کر اور اس چادر کے مالک کی عاجزی و بیکسی پر لحاظ کرکے اس قوم پر ترحم کر اور غریب بے یار و مددگار معصومون کے خون سے درگذر و خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ انبیا و اولیا کے واسطے صلح پسندیدہ ہے۔ سید کی عرض سنکر نواب بخشی محمود خان کی جانب مخاطب ہوا اور اس کل بحث کا اوسکی رائے پر محول کیا۔ اس شخص کے دل مین سوا ضرر رسانی اور فساد کے دوسری بات

مشورہ طلب ہوئے سرگروہ ان مین بخشی محمود خان خان بہادر و شمشیر خان و مقیم خان و اسلام خان
و کمال خان و سردار خان چیلون نے عرض کی کہ روہیلے آپ کے بدخواہ نہین ہین اگر کوئی شخص انکے
پاس اوس طرف گنگا کے بھیجا جاویگا تو عجب نہین ہے کہ سعد اللہ خان آپ کے پاس حاضر ہو جاویگا
منظوری اس غرض کے معظم خان برادر محمود خان معہ چند ہمراہیان بجانب آنولا روانہ کیا گیا اور تین
خلعت علی محمد خان مرحوم کے تینون بیٹون کیواسطے اوسکے ہمراہ کیے گئے کہ جا کر اونکو عطا کرے
اور حسب دستور کل جائداد منقولہ مملوکہ علی محمد خان بنام بادشاہ ضبط کر لیوے اگر ہمین کوئی اعتراض
واقع ہوگا تو نواب محمد خان بذات خاص حملہ کرنے کو روانہ ہوگا۔ لیکن حکایت کرتے ہین کہ
قبل پہونچنے معظم خان کے ہر سہ پسران علی محمد خان کو وزیر کی طرف سے خلعت سرفرازی پہنچ چکا تھا
خیر کیسا ہی ہوا ہو معظم خان کی سفارت محض ناکام رہی اور وہ بروز دیگر بجانب فرخ آباد
روانہ ہوا۔ جب معظم خان نے اپنی ناکامی کی اطلاع دی تو محمود خان نے کہا کہ خلعت کا
واپس آنا سخت اہانت کی بات ہے اور یہہ اہانت اس صورت سے مٹ سکتی ہے کہ فی الفور
آنولہ کی طرف کوچ کیا جاوے بہت عرصہ تک شجاعت خان غلزئی و چیلون سے مشورہ
رہا شجاعت خان نے اب تک یہی صلاح دی کہ میدان جنگ سے کنارہ کش رہنا چاہیے
مگر محمود خان کہ املاک و غنیمت کا تشنہ تھا کہنے لگا کہ شجاعت خان فریق ثانی کی دلالی
کرتا ہے محض اس سبب سے کہ اسنے علی محمد خان کے ساتھ پگڑی بدلی تھی اس توہین سے
طیش مین آکر شجاعت خان نے کہا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم مین جھنڈا اکھڑا کے سب سے آگے
ہوتا ہون اوسی وقت خزانہ کے صندوق کھولے گئے جھنڈا اکھڑا کیا گیا اور توپ خانہ بارود سے

اوترکر ضلع بدایون مین پہونچی شمشیر خان خان بہادر آگے روانہ کیے گئے۔ اور اوسیت اور دوسرے موضعون کی راہ کاٹ کر نواب کی لشکرگاہ ندی کے کنارے تیار کی۔ اور کچھ فوج تیر وکمان سے اور بندوق سے مسلح نواب قائم خان کی فوج سے لڑنے کو جایا کرتی تھی نواب قائم خان کے لشکر کا ملاحظہ حضرت ملک الموت نے آکر کیا یعنی ان افغانون مین خوف دہراس نے اس قدر غلبہ کیا کہ دن رات فتح کیواسطے خدا سے دعا کیا کرتے تھے۔ اور ۱۱۔ ذی الحجہ ۱۱۶۳ھ مطابق ۲۱۔ نومبر ۱۷۵۰ء کو تمام شب سب لوگ مصلے پر بیٹھے دعا کرتے رہے اور یہان روہیلون نے راہ فرار کی مسدود دیکھکر اپنے خیمہ کے گرد دوری رسولپور کے قریب جو بدایون سے چار میل جنوب مشرق مین ہے خندق کھودنی شروع کی۔ ۱۲۔ ذی الحجہ ۱۱۶۳ھ مطابق ۲۲۔ نومبر ۱۷۵۰ء بروز دوشنبہ علی الصباح قائم خان نے حکم جنگ کا دیا اور خود لباس رزم پہنکر معہ اپنے پندرہ بھائیون وخاص خاص سرداران ورشتہ داران بخشی محمود خان کے بھائی بندون مثل معظم خان واعظم خان ویوسف خان وسعادت خان وصلابخان واحمد خان وغیرہ راجہ ہای جو کمک کو آئے تھے ہاتھی پر سوار ہوئے۔ چنانچہ شمشیر خان ومقیم خان واسلام خان وجعفر خان ورستم خان وکمال خان وخان بہادر خان پیش لشکر کے ساتھ روانہ کیے گئے اور یہہ لوگ بعجلت تمام اوس باغ مین جہان روہیلے معہ سرداران حافظ رحمت خان ودوندیخان وفتحخان کے مقیم تھے جا پہنچے شمشیر خان نے باغ جنوبی گوشہ کیطرف حملہ کیا اور وہان کی سپاہ کو تیغ کرکے توپین چھین لین بعض روہیلے جو درختون پر چڑہے ہوئے چھپے بیٹھے تھے اور کسیکو نظر نہ آتے تھے اوپر سے گولی وتیر برسانے لگے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہہ تیر وگولی آسمان سے برستے ہین کئی گولیان بہادر خان کی زرہ مین لگین اور ایک تیر شمشیر خان کی پیشانی سے چھیلتا ہوا نکلگیا اور نسبت سے

نہ تھی سید سے کہنے لگا کہ تم سید ہو پیرزادہ ہو تمکو معاملات دنیوی کا حال کیا معلوم ہے تم کیوں اِس
قسم کے کاموں مین ہاتھہ ڈالے ہو - جب چند سوال وجواب اسی قسم کے ہوئے تو سید کو معلوم ہوا
کہ یہاں کچھہ امید صلح و آشتی کی نہین کئی دفعہ اوسنے کہا کہ تکبر خدا اور رسول کے نزدیک بہت
ناپسندیدہ ہی اور مغرور ضرور مقہور الٰہی ہوتے ہین اگر خدا اور رسول کو نہین مانتے تو ضرور تمپر کوئی
نہ کوئی آفت پڑیگی اسکے بعد وہ آنولہ کو واپس گیا اور روہیلوں سے کہا کہ تم جنگ کی طیاری کرو
فی الفور روہیلوں نے قریب پچیس ہزار آدمی کے جمع کرکے دوری رسولپور کے باغات مین خیمہ زن
ہوئے یہہ مقام بدایوں سے بہت قریب ہی روہیلے شب و روز درگاہ حافظ حقیقی مین اپنی حفظ
کے واسطے دست بدعا رہتے تھے - قائم خان اور محمود خان بنگش نے ارادہ بڑھنے کا کیا انکے
ساتھہ پچاس ہزار سوار و پیادہ تھے جنکو سرکار فرخ آباد سے تنخواہ ملتی تھی علاوہ اسکے فوج دو سو برادر
اور سرداران بنگش اور سب کے پاس ہاتھی تھے اور سب طرحکا سامان جنگ اونکے پاس موجود تھا
اونکے بعد دیگرے سب لوگ سامان جنگ مین زیادہ کوشش کرتے جاتے تھے بنگش محمود خان نے
نواب احمد خان و قائم خان مین رنجش ڈالدی تھی اس باعث سے وہ تھوڑے عرصہ سے دہلی
مین سکونت رکھتا تھا اس جنگ کا حال سنکر وہ بھی آگر اپنے بھائی کا شریک ہوا علاوہ حاور کی توپون و
رہکلہ اور زنبورک دو سو بڑی بڑی توپین تھین جو ہاتھیوں پر ہودہ مین کسی ہوئی تھین جیسا کہ انگریزوں
کے پاس ہوتی ہین اور بارود اور گولی بافراط تھی - دوسری ذی الحجہ ۱۱۶۱ہجری مطابق ۱۲
نومبر ۱۷۴۸ء کو فوج آگے بڑھی اور منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے دریا گنگا کے کنارے قادر گنج
مین پہنچی یہہ مقام فرخ آباد سے تینتالیس میل شمال و مغرب مین ہے اور یہاں کشتیوں کے پل سے

اور ظاہر ہے کہ ایسے ہی کسی باعث سے اتنے سردار قتل ہوئے بیان اسکا حسب ذیل ہے شمگل خان
موسی نگری نے نواب قائم خان سے مشورتاً یہہ کہا تھا کہ تا وقتیکہ جنگ کا تصفیہ نہو جاوے ہرگز
آگے قدم نہ بڑھانا مگر نواب نے اوسکی نصیحت کو محض لغو تصور کیا دونون فوجون کے درمیان
بڑا طویل و عریض خندق تھا جیسے قلعہ کی خندق ہوتی ہے اس خندق کے کنارے جسکو ہندی
زبان مین بٹیر کہتے ہین اور اس کھیت کی زمین مین کنارہ تک کھیت باجرہ کا تھا۔ تین ہزار روہیلے
ایک طرف اور پانچہزار دوسری طرف بندوقین بھری ہوئے طیار بیٹھے تھے۔ قائم خان نے
غرور سے روہیلون پر حملہ کیا۔ روہیلے بہیر کیطرف بھاگے اور قائم خان انکے متعاقب ہمراہی ۱۲ ہزار
جوان کار آزمودہ و اکیاون سرداران فیل سوار کے اوس بہیر کے اندر گھس پڑا اور چونکہ یہہ لوگ
پیادہ تھے لہذا بآسانی اوپر چڑھ کر بھاگ گئے۔ قائم خان اس خندق مین نصف راہ بھی نہ جانے پایا تھا
کہ جو روہیلے کمینگاہ مین تھے سب اوٹھ کر دفعتاً کنارے پر آئے اور آٹھون ہزار نے ایکہی دفعہ
باڑھ ماری ایسے نازک وقت مین راجہ ہندو سنگہ دلگنا سنگہ و کسل سنگہ جو قائم خان کی داہنی جانب
تھے مونہہ پھیر کر بھاگے اور کالپی کے مرہٹون نے بھی انکی دیکھا دیکھی ویسا ہی کیا یہہ حالت دیکھکر
حافظ رحمت خان و دوندیخان و فتح خان باغ سے نکلے و ملا سردار خان سے متفق ہوکر قائم خان پر
آن پڑے۔ نواب کے ہمراہی جو ہنوز محفوظ تھے اوسکے ہاتھی کے گرد جمع ہوگئے دشمن برابر باڑھین مارتے رہے
لیکن دست بدست لڑائی کا ارادہ نہین کیا جب نواب کے گرد بہت سے سپاہی مارے گئے تب
روہیلون نے اوسکے ہاتھی کو گھیر لیا اور اوسپر گولیان چلانے لگے شیخ فرحت اللہ لکھنوی جو داہنے
بازو پر تھا اپنا ہاتھی قریب لایا مگر فی الفور مارا گیا تھوڑی دیر بعد قریب ڈیڑھ گھنٹہ دن چڑھے
نواب قائم خان کی پیشانی مین ایک گولی لگی اور فوراً سرد ہوگیا دلاور خان ترکشی جو نواب کے

مارے گئے بعد ازان قائم خان و دیگر سردار اول حملہ کی مدد کو پہنچے پہلے تیر و تفنگ چھوڑے اور پھر
شمشیر بدست ہو کر بہت سے روہیلون کو قتل کیا اوسوقت جنوبی گوشہ کی طرف سے معظم خان برادر
محمود خان اور منور خان و نامدار خان برادر عزت خان سعد اللہ خان کی طرف بڑہے اوسوقت سعد اللہ خان
اس باغ کے شمالی گوشہ کی طرف تھا یہ لوگ لڑتے لڑتے سعد اللہ خان تک پہنچ گئے منور خان کے ہاتھ
مین ایک گرز تھا اوسنے اوٹھا کر چاہا کہ سعد اللہ خان پر مارے مگر معظم خان چلا اوٹھا بھائی اسکو زندہ
گرفتار کرو اور اوسیوقت اپنا ہاتھ بڑھا کر لیگیا کہ اپنی چادر کا پھندا بنا کر سعد اللہ خان پر ڈالے مگر سعد اللہ خان
اپنے ہودے مین دبک گیا اور پھندے نے خطا کی بخشی ملا سردار خان کا مورچہ باغ کے جنوب مین تھا
چنانچہ ملا سردار خان معہ چند سوارون و بندوقچیون کے اپنے مورچے سے جھپٹا اور تمام بنگش سردارونکو
باڑھ پر دھر لیا انکے ہاتھیون کے بھی گولیان لگین اور معظم خان و عظیم خان و صلابت خان جلال خان
و دیگر آفریدی سردار مارے گئے یہ دیکھکر محمود خان بخشی اپنا ہاتھی آگے بڑھا لایا اور تھوڑی دیر کے
بعد گولی سے مارا گیا تب نواب قائم خان نے اپنے بھائی عبد النبی خان کو اوسکی کمک پر جانیکا حکم
دیا عبد النبی خان و شاہ اسد علی ایک ہاتھی پر سوار تھے عبد النبی کو مارا گیا اور اسد علی کی ہاتھہ کُہنی کے
اوپر زخم لگا۔ نواب قائم خان کے حکم سے نواب محمد خان کے بیٹے یکے بعد دیگرے بڑہنے لگے اور
قتل ہوئے۔ عبد النبی خان و ہادی خان و بہادر خان و مرید خان تو قتل ہوئے اور امام خان و نجف اللہ خان
و مرتضی خان مجروح ہوئے۔ ان امیرزادون نے اپنی بہادری مین کوتاہی نہین کی لیکن جو کچھ مقدر
ہو چکا ہے اومین کسیکو اختیار نہین ہے فتح و شکست خدا کے ہاتھہ ہے۔ تین کتابون سے معلوم ہوتا ہے
کہ نواب نادانستہ کمینگاہ مین جا پڑنے سے مارا گیا مگر دوسرون نے اس بیان کو نہین لکھا ہے

پل کو توڑ واڑالا اور ہاتھیون پر دریا پار ہوئے۔ اور پیادہ کپڑے اوتار اوتار کر دریا پیر گئے سب کے سب شہر مین شاہراہ چھوڑ کر گلیون سے آئے اور اپنے اپنے گھرون مین چھپ رہے جب شہر مین یہہ شور ہوا کہ نواب قائم خان مارا گیا اور اوسکی فوج نے شکست کھائی گلی کوچہ مین آہ و واویلا مچا گھر گھر ماتم سرا ہو گیا۔ اس حادثہ سے کوئی متنفس خالی نہ تھا بہتیرے زخمی و اسیر ہوئے اور ہزارون کی لاش میدان مین پری تھین۔ جو پہچانی گئین اونکی لاش اونکے اعزہ نے لیجا کر دفن کین۔ نواب مقتول کی لاش کو نفیس پوشاک پہنا کر فرخ آباد کو میدان جنگ سے روانہ کیا فاتحہ پڑہتے اور ماتم کرنے والے اسکے ساتھہ ساتھہ تھے۔ لڑائی سے تیسرے روز تین لاشین بے سر بی بی صاحبہ کے روبرو دی گئین۔ نواب قائم خان کی لاش اسطرحسے شناخت کی گئی کہ نواب کے پانون پر ایک پدم تھا۔ بی بی صاحبہ بعد نوحہ وزاری کے اپنے بیٹے کی لاش حیات باغ کو لیگئی اور وہان اونھین کپڑون مین لپیٹ کر جو مرتے وقت اوسکے بدن پر تھے اوسکے پدر مرحوم کے پہلو مین دفن کیا۔

قائم خان کے وفات کی تاریخ ذیل کے الفاظ سے نکلتی ہے

پاک بے بد شہید قائم خان	کنجشک بباز کرد شکار	قائم بہشت شد
۱۱۶۲ھ	۱۱۶۳ھ	۱۱۶۲ ہجری

بعد فتح کے روہیلے یہہ سمجھے کہ گویا ہم از سر نو زندہ ہوئے اور اونھون نے ہزار ہا ہزار شکر بدرگاہ مجیب الدعوات ادا کیے اور طبل فتحمندی بجاتے ہوئے اپنی دار الریاست آنولہ کو پہونچے اور سیاہ فرخ آباد کے پرگنہ جات کو جو دریائے گنگ کے اوتر جانب واقع ہے تعینات کی گئی اوس زمانہ مین اہمین رس

پاس بیٹھا تھا اوسکو اپنی گود مین لیا اور اپنے رومال سے خون پونچھنے لگا بہت کچھ کوشش کی گئی کہ نواب کی لاش اوٹھا لیجاوین مگر روہیلون نے آکر اوسکا سر کاٹ لیا جو لوگ اس لڑائی مین مارے گئے اونکے نام یہہ ہین نبگشخان موسی نگری و معظم خان دریابادی و خضر خان بنبی۔ و خان بہادر خان و اجبرا ورستم خان و کمال خان چیلے و روشن امام ولد میان نقل امام۔ خان بہادر علیگنج مین مدفون ہوا۔ عوام مین مشہور ہے کہ اوسکا ہاتھی اوسکی لاش کو میدان جنگ سے لیکر چلا آیا تھا۔ اس جنگ مین شجاعتخان غلنی محض اس وجہ سے آیا تھا کہ وہ نواب کا ملازم تہا ورنہ یہہ لڑائی بالکل اوسکی مرضی کے خلاف تھی تنہا ایک جانب کھڑا تھا جب اوسنے یہہ سنا کہ قائم خان مارا گیا رویا اور کہنے لگا کہ ایسا سردار مارا جاوی اور مین سلامت جاون بی بی صاحبہ کو کیا موتہہ دکھاونگا یہہ مجھہ سے نہو سکیگا۔ وہ دشمن کے لشکر کی طرف اونکے روبرو اپنے تئین حوالہ کردینے کی غرض سے گیا جب وہ حافظ رحمت خان کے قریب گیا اوسکے لوگون نے کہا تمھارے موتہہ مین خاک پڑے۔ مگر حافظ رحمتخان نے کہ ہاتھی او تر چکا تھا اوس سے کہنے لگا تم ادہر و باگ کی سنگوا تا ہون مگر دیوان مانسنگہ جو قریب کہڑا تھا زبان پشتو مین کہنے لگا عقلاً بچھو کو مار کر اوسکے بچے کو زندہ نہین چھوڑا کرتے ہین۔ اس اثنا مین ایک روہیلے نے ایک جانب سے آکر شجاعتخان کے سینہ مین گولی لگائی اور وہ فوراً جان بحق تسلیم ہوا۔

جب نواب قائم خان مارا گیا تو باقی ماندہ سردار کچھہ زخمی اور خستہ و خراب وہان سے بھاگے مفرورین کی تفصیل یہہ ہے نواب احمد خان زخمی شدہ اور اوسکا پسر محمود خان و حسین خان و فخر الدینخان و اسمعیل خان و امام خان و کرمداد خان یہہ سب قائم خان کے بھائی تھے اور شمشیر خان و مقیم خان و اسلام خان چیلے تھے جب وہ بھاگے کسی نے اونکا تعاقب نہین کیا اور نہ کوئی اونکا سد راہ ہوا ایک وہ سب کے سب منتشر و پراگندہ تھے اور دوسرے اوس طرف کے زمینداروں نے اونکو بہت تنگ کیا۔ خیر جیون خان کرکے دریای گنگا کے کنارے یہہ سب مجتمع ہوئے پہلے کشتیون کا پل باندھا گیا مگر نواب احمد خان نے اس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ نوابان بنگش شہر فرخ آباد

من ابتداے سنہ ۱۷۱۳ لغایت سنہ ۱۸۵۷ء

مولفہ ولیم آروین سی ایس مجسٹریٹ کلکٹر مجگڑہ ممالک مغربی و شمالی

حصہ دوم

احوال مسند نشینی و ریاست امام خان

قایم خان کی تجہیز و تکفین کے بعد بی بی صاحبہ نے اپنے شوہر کے سب بیٹون کو طلب کیا اوسکی آرزوے دلی یہہ تھی کہ امام خان جانشین ہو مگر ازراہ تزویر اوسکو مخفی رکھ کر اوس نے احمد خان کی جانب اشارہ کیا کہ تم سرداری اختیار کرو احمد خان نے بفراست اوسکی منشاے باطنی پر مطلع ہو کر صاف انکار کر دیا اور ہر ایک بیٹے نے نوبت بہ نوبت ایک ہی جواب دیا بالآخر امام خان منتخب ہو کر مسند نشین ہوا مگر احمد خان کو اس مسند نشینی سے اصلا اختیار حاصل نہ تھا لوگ سلام کو تو حاضر ہوئے لیکن کسی نے نذر نہ دی مہینے گذر گئے مگر خراج کی ایک کوڑی بھی اسکو وصول نہ ہوئی۔ چونکہ کہین سے کوئی آمدنی نہ تھی کہ وہ اظہار و نمود اپنے اس مرتبہ کا کرتا لہذا لوگون نے بعد چندے آنا بھی ترک کر دیا۔ جب قائم خان کی شکست و موت کی خبر دہلی مین پہونچی اکثرون کو سخت صدمہ ہوا اور کف افسوس ملنے لگے۔ سواے عبد المنصور خان صفدر جنگ

محال تھے یعنی بداُیون ۱ اُوسیت ۲ جلال آباد ۳ مہرآباد ۴ واُوسیا ۵ اوجیالی ۶ کھاگٹ مؤد ۷ بلہا وسہ دیگر دو کے نام شاید امرت پور اسلام گنج و پرم نگر و شاید ایک اور نمبر ۱ اسہوان ہو روہیلے کھاکت مؤ تک بڑہ آئے یہہ جگہہ فرخ آباد کے قریب واقع ہے اور ایسی جگہہ پر اونکی ادل و ل روک کی گئی۔ ایک چیلہ پٹھان کا عامل تھا اسنے اُنپر خوب بندوقین سرکین اور بہتیرونکو مارلیا جب اسنے پرگنہ کو چھوڑا تو روہیلون نے خیال کیا کہ ہمکو اپنے تئین خارون مین پھنسانے سے کیا فائدہ ہے لہذا سبکے سب واپس ہوئے گنگا کے پار کے کچھ پرگنہ جات ہمیشہ کے واسطے فرخ آباد کے نواب کے حکم سے نکل گئے صرف امرت پور و کھاکت مؤ و پرم نگر اس گمنام چیلہ کی شجاعت سے باقی رہے فقط

جلد اول تمام ہوئی

شمال خوب سردی چمکاری تھی اور رسد کی نہایت قلت تھی غلہ زعفران کے بھاؤ تھا ایک دن کپڑے اور اسباب کے خشک کرنے مین گذرا ازان بعد فوج نے خداگنج کی طرف تین کوس کا کوچ کیا یہان افغان معہ فوج تعدادی ۲۹ ہزار و توپ خانہ کے مقیم تھے وزیر کی فوج نے ڈیڑہ کوس کا اور کوچ کیا اور فی الفور جنگ کی تیاری ہونے لگی۔ میر محمد صالح و راجہ پرتھی پت پیش لشکر پر متعین تھے۔ قلب لشکر خود نیول رائے کے زیر حکم تھا میسرہ نواب بقاء اللہ کے تحت میں۔ اور میمنہ راے رام نراین کے حکم مین تھی کل لشکر مین پچیس ہزار نو سوار تھے اور ایک سو ہاتھی اور متعلقین لشکر کا کچھہ شمار ہی نہ تھا۔ خیمے پانچ چھہ کوس کے میدان مین استادہ تھے بلکہ جہان نظر جاتی تھی خیمے ہی دکھلائی دیتے تھے شرائط عہد و پیمان باہم شروع ہوئے اور پٹھان فرخ آباد کو واپس گئے۔ ۲۳۔ محرم مطابق ۲۲۔ دسمبر ۱۷۴۹ء کو نیول راے خداگنج کو پہونچا اُسوقت یہہ مشہور ہوا کہ نواب وزیر کاسگنج کو پہونچ گیا ہے اور فرخ آباد کو محاصرہ کرنے کی گفتگو ہو رہی ہے۔ اب یہان فرخ آباد کے حالات مذکور ہوتے ہیں۔ اگرچہ قایم خان کے چھوٹے بھائی اور بہت سے کار آزمودہ چیلے زندہ موجود تھے مگر ابتدا مین کوئی طیاری نہ کی گئی مگر آخر کار چیلہ شمشیر خان کی کوشش سے چند آدمی فراہم ہوئے اور کالی ندی کے کنارے پر ٹھہرے، ۱۰ میل کے فاصلہ پر سمت جنوب مشرق متعین کئے گئے تاکہ نیول رائے کو بڑھنے سے باز رکھیں مقیم خان نام چیلہ شمس آباد کا عامل مقرر ہوکر دوسری سمت بھیجا گیا اور اوسکو یہہ حکم ملا تھا کہ خان بہادر خان مرحوم کی جائداد پر قبضہ کرلیوے۔ داؤد خان۔ سعادت اللہ خان۔ اسلام خان۔ اور دوسرے چیلے شب و روز شہر کے گرد گشت کرتے تھے اور بی بی صاحبہ اور امام خان درگاہ باری تعالیٰ مین دست بدعا رہتے تھے کہ بار خدایا ایسا نہ ہو کہ بادشاہ بداندیش وزیر کی صلاح پر عمل کرکے ہمارا قصد کرے اور محمد خان بنگش غضنفر جنگ کا ملک ہمارے خاندان سے چھین لیوے ازراہ پیش بینی بطور تقدم بالحفظ ایک تحریر دوستانہ اس مضمون کی عبد المنصور صفدر جنگ کے نام نہایت عجز و انکسار کے ساتھہ روانہ کی کہ زمانہ سابق میں یہہ قاعدہ تھا کہ اگر کوئی امیر میدان جنگ میں مارا جاتا تھا

کہ وہ اِس خبر سے نہایت شاد ہوا اور خوب ہنسا اور کلمات ہزل امیز زبان پر لایا اسوقت اُسنے بادشاہ کو اس امر کی ترغیب دی کہ خود بنفس نفیس فرخ آباد کی طرف نہضت فرمائے تاکہ بقیہ سرداران بنگش کو کوئی عذر باقی نہ رہے اور سب مطیع ہو جاویں۔ اور اگر کوئی بندگی سے انحراف یا روپیہ داخل کرنے سے انکار کرے تو اُسکا وہی انجام ہو جو قایم خان کا ہوا وہ سب بھگا دیئے جائینگے اور اُن کی بنیاد ملک سے مستاصل کر دیجاویگی۔ بادشاہ چونکہ وزیر کا بندہ ہو رہا تھا جو جو تدابیر اُسنے پیش کیں سب پر بے تامل رضی ہو گیا اور آخر ذی الحجہ ۱۱۶۲ہجری مطابق نومبر ۱۷۴۹ء احمد شاہ دہلی سے روانہ ہو کر کوئل پہونچا اور صفدر جنگ شاہ کو اوسی مقام پر چھوڑ کر خود تھانہ دریا گنج کی طرف بڑھا یہہ تھانہ پرگنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ میں فرخ آباد سے ۳۵ میل کے فاصلہ پر گوشہ شمال مغرب میں واقع ہے وزیر کے ہمراہ چالیس ہزار ایرانی مغل تھے اور یہہ سب اوسکے قرابت داروں مرزا نصیر الدین و نواب شیر جنگ خان و نواب اسحق خان وغیرہم کے زیر حکم تھے۔ باوجود اس کے وزیر نے راجہ نول راے کو یہہ حکم بھیجا کہ تم فی الفور آکر میرے شریک ہو یہہ نول راے وزیر کا دیوان یعنی بخشی تھا اور سکسینہ کایستھ چکوا خاندان سے تھا اور پرگنہ اٹاوہ کا موروثی قانونگو تھا اپنی خوش لیاقتی سے صوبہ اودھ والہ آباد کا نایب صوبہ ہو گیا تھا اول اول رتنچند قوم بنیا عبد اللہ خان و حسین علی کی دیوان کی نظر عنایت اسکی جانب زمانہ ۱۷۱۲ء میں ہوئی تھی نول راے نے سرکار لکھنؤ کو چھوڑ کر فرخ آباد کی طرف کوچ کیا۔ ۱۶ محرم ۱۱۶۳ء مطابق ۱۵ دسمبر ۱۷۴۹ء معہ رام نراین جو ہمراہ دس ہزار جوان کے ساتھ اُس سے آن ملا تھا دریاے گنگا کو عبور کیا اور دوسرے روز کالی ندی کے کنارے کے طرف جو اوس مقام سے چار پانچ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے روانہ ہوا اسکے دوسرے روز نول راے اور بقا اللہ خان ایک گھاٹ سے ندی کے پار ہو کر پیادہ کھڑے ہوئے اور اپنے سپاہیوں کو ہمت دلانے لگے کہ خوب قدم جما کر لڑنا اور بڑی بہادری سے مقابلہ کرنا ندی اُسوقت بڑے جوش و خروش سے جاری تھی پانی بشدت برس رہا تھا اور ہوا سے

اون چیلوں نے اپنی صداقت شعاری کے سبب سے اُس کی سخنان فریب آمیز کو بھی سچ جانا اور
چونکہ اُسوقت اُنکو یہہ بھی معلوم ہوا کہ بی بی صاحبہ وزیر کے لشکر گاہ میں جانیکا قصد رکھتی ہیں لہذا
اور بھی اُسکے اقراروں پر بھروسہ کیا اور نی الفور خداگنج سے کوچ کرکے فرخ آباد کو واپس آئے
اونکے پہونچتے ہی بی بی صاحبہ نے معہ اپنے چیلوں کے وزیر کے لشکر گاہ کی طرف کوچ کیا جسوقت
سؤمین پہونچی سب پٹھان خدمت مین حاضر ہوئے اور جسوقت وہان سے روانہ ہوئی سب اُسکی جلو
مین اُسکے ساتھہ ہوئے۔ جب وزیر کے لشکر گاہ کے قریب پہونچے سب پٹھان سرداروں نے وہان
مقام کیا۔ وزیر نے جسدم بی بی صاحبہ کے آنے کی خبر سُنی شیر جنگ کو استقبال کے واسطے بھیجا۔
جسوقت شیر جنگ قریب پہونچا اپنے ہاتھی سے اوتر کر با ادب کھڑا ہوا اور آنکھون مین آنسو بھر لایا
اور قایم خان کے قتل پر بڑا افسوس ظاہر کیا۔ وہ خوب رویا اسوجہہ سے کہ وہ دونون ایک طور سے
بھائی ہوتے تھے کیونکہ اُنہون نے باہم پگڑی بدلی تھی۔ بی بی صاحبہ نے کہا مین تم کو بجائے
قایم خان کے سمجھتی ہوں اس مصیبت کے وقت میرے کام آؤ اوس نے جواب دیا میں بسر و چشم
حاضر ہون جان تک دریغ نہ کرونگا بعد اس گفتگو کے بی بی صاحبہ وزیر کے قریب اپنے فرودگاہ
کی طرف گئیں۔ اب بتوسط شیر جنگ شرایط عہد و پیمان شروع ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد نول رائے
وہاں پہونچا لیکن جب وہ وزیر کے روبرو حاضر ہوا اُس نے اون قول و قرار پر یہان بالکل عمل نکیا
جو اُس نے خداگنج مین کئے تھے بلکہ جو کچھہ وہان وعدہ کرایا تھا یہان بالکل اُس کے خلاف گفتگو
کی اور بجز بُرائی کے ایک بات بھی خاندان بنگش کے حق مین بھلائی کی مُنہہ سے نہ نکالی چونکہ
اِس بکار کو بمقابلہ اور نوکرون کے وزیر کے مزاج مین زیادہ رسوخ تھا لہذا جو کچھہ بُرائی اُسنے
بیان کی وزیر نے تسلیم کرلی اوسوقت شیر جنگ سے کچھہ کام نہ رہا اور معاملہ بتوسط نول رائے
شروع ہوا اُسنے فوراً شمشیر خان و جعفر خان نے علیحدہ جاکر باہم کچھہ مشورہ کیا اور آکر نول رائے
سے کہا کہ ہم تیس لاکھہ روپیہ دینے کا اقرار کرتے ہین اس مین سے نو لاکھہ سر دست کچھہ نقد اور کچھہ
اسباب کی قسم سے حاضر کرتے ہین اور باقی اکیس لاکھہ تین سال کی مدت مین ادا کر دینگے مگر شرط

اوسکے خزائن ضبط ہو جایا کرتے مگر اوس کے مراتب بدستور اوسکی اولاد پر برقرار رکھے جاتے تھے
لہذا امراحم خسروانہ سے امید کیجاتی ہے کہ عرض زن ہوں کی درجہ اجابت کو پہونچے اور ایک فرمان
مشعر بعفو جرائم سابقہ و عطاء ریاست امام خاں مرحمت ہو وزیر نے اپنے لشکرگاہ مقام دریاگنج سے یہہ
جواب بھیجا کہ مین نے قبل ازین ایک عرضداشت بہمیں گزارش خدمت سلطانی مین پیش کر چکا ہوں اور
جہان پناہ نے بفضل نامتناہی ایک فرمان بھی بنسبت بعطاء ریاست بنام امام خان مزین بدستخط
خاص عنایت فرمایا ہے وہ مین اپنے ساتھہ لایا ہوں۔ اوس زمانہ مین یہہ دستور معین تھا کہ جس
کسی کو ایسی غرض پیش آتی وزیر کے قیام گاہ میں بذات خود حاضر ہوتا اور ایک رقم کثیر نذرانہ
کے پیش کرتا وزیر کو تو کل اختیار حاصل ہی تھا فوراً فرمان شاہی اوسکے ذریعہ سے حاصل ہو جاتا
بلکہ خلعت سرفرازی بھی ملتی تھی اور مراتب نواب سابق بحال ہو جاتے تھے صرف اوس وقت
حسب مذکورہ بالا اپنے تئین مطیع سرکار ظاہر کرنے کی شرط تھی غرض یہہ اوسوقت کا قاعدہ تھا جو
مذکور ہوا وزیر کے خط مین اور بھی مکر اور خوشامد کے الفاظ تھے یعنی اوسنے تحریر کیا کہ قائم کی وفات
سے مجھے کمال صدمہ ہوا میں اوسکو اپنا برادر حقیقی سمجھتا تھا اب گویا میرا دہنا بازو ٹوٹ گیا لیکن
اگر فضل الہی شامل حال ہے میں روہیلوں کا نام و نشان ملک ہندوستان میں باقی نہ رکھونگا بی بی
صاحبہ نے اوس کی تحریر کو بہت تصور کرکے اور اوس کے مواعید فریبا پر بھروسہ کرکے اوس کے
لشکرگاہ میں جانے کی تیاری شروع کی۔ اور ایک شتر سوار شیر خان و جعفر خان کو خداگنج سے واپس
لانے کے واسطے دوڑایا یہاں یہہ دونوں نول رائے کو روکے ہوئے تھے ان دونوں کو یہہ بھی
حکم بھیجا کہ نول رائے سے بھی حتی المقدور اسباب میں کچھہ قول و قرار ضرور کرنا چاہیے کیونکہ
یہہ شخص وزیر کے مزاج مین بہت دخیل ہے یہاں نول رائے نے دیکھا کہ بے جنگ و جدال
راستہ پانا بہت مشکل ہے فوراً اوس نے ایک تحریر اس مضمون کی شمشیر خان جعفر خان کے پاس
بھیجی کہ میں غضنفر جنگ کے خاندان کا ہوا خواہ ہوں اور جسوقت میں وزیر کے پاس پہونچونگا تا مقدور
تمہاری بہت کچھہ سفارش کرونگا اور تمہارے منشاء دلی کے حصول مین کوئی دقت واقع نہ ہوگی

بی بی حجیاین نے کیا۔ خود کردہ علاج نیست ؛ ناچار بی بی صاحبہ بہمراہی ناظر یعقوب خان و جوگلکشور فرخ آباد کی طرف روانہ ہوئین وہاں پہونچکر جو کچھہ از قسم نقد و جواہر گھوڑے ہاتھی مویشی اسباب خانہ داری باورچی خانہ کے باسن وغیرہ جو کچھہ ہاتھہ لگا سب وزیر کے مختارون کے حوالہ کیا وہان خواجہ سراؤن نے ہر چیز کو جانچا اور ہر شیئی کی نصف قیمت لگائی اور جو قیمت اس طور سے مشخص ہوئی اوس مین سے نصف لاکھہ روپیہ منہا کر لیا۔ یہہ سب اسباب ۳۰ لاکھہ کا ٹھہرا تب مختارون نے باقی ۲۰ لاکھہ کا شمشیر خان و جعفر خان سے مطالبہ کیا مگر اُنہون نے یہی جواب دیا کہ تین سال مین ادا کرینگے ناظر نے کہا کہ بی بی صاحبہ وزیر کے لشکرگاہ کو چلیں جو کچھہ سفارش وغیرہ ہونا ہوگی وہین ہوجاویگی۔ دوسرے روز بی بی صاحبہ معہ پٹھون و چیلون کے وزیر کے لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوئین جب مئو مین پہونچین پٹھان استقبال کو آئے اور وہاں سے اُسکے جلو مین ہمراہ ہوئے جب وزیر کے لشکرگاہ کے قریب پہونچین وہان اپنا پڑاؤ قایم کیا۔ روز دیگر نول رائے نے شمشیر خان و دوسرے چیلون کو بلا بھیجا اور باقی رقم کا مطالبہ کیا۔ تمام دن چکنی چپڑی باتون مین گذرا اور شام تک وے اُسی میدان میں بیٹھے رہے کہ تصفیہ حسب دلخواہ ہوجائیگا۔ اب نول رائے بذریعہ ہرکارہ کے اول اطلاع بھیجکر وزیر کے پاس گیا اور کل حال بیان کیا۔ قریب دس بارہ ہزار ہرکارون کے ہمیشہ ساتھہ رہتے تھے یہہ جاسوسی یا قاصدی کے کام پر متعین تھے چیلون کے مذکور مین نول رائے نے وزیر سے یہہ بھی ظاہر کر دیا کہ بی بی صاحبہ کے ساتھہ ایک انبوہ پٹھانون کا آیا ہے۔ اوسوقت چیلون سے کہلا بھیجا کہ آج رات تم یہیں رہو تمہارا معاملہ کل پر ملتوی کیا گیا ہے۔ اور نول رائے نے اس احتمال سے بنظر احتیاط کہ شاید پٹھان بمقابلہ پیش آئین بی بی صاحبہ کے خیمہ کے بروبرو چند توپین زنجیرون سے جکڑی ہوئی تمام رات قایم رکھیں رات کی تاریکی بیان سے باہر ہے اب بی بی صاحبہ سے یہہ دریافت کر بھیجا کہ آپ بغرض تصفیہ شرائط آئی ہین یا بقصد جنگ اگر بارادہ صلح آئی ہیں تو ان مسلح افغانون کو جو آپ کے ہمراہ آئے ہیں اپنے اپنے مکانون کو واپس

یہہ ہی کہ فرمان شاہی بطلب حقوق نواب سابق و خلعت سرفرازی حاصل ہونا چاہیئے راے مذکور
وہان سے یہہ کہتا ہوا اٹھا کہ جو کچھہ تم کہتے ہو ویسا ہی مین وزیر سے اطلاع کیئے دیتا ہون اور
جو کچھہ حکم ہوگا آج شام کو اوس سے مین مطلع کردونگا۔ یہہ کہکر وزیر کے پاس گیا اور کل ماجرا
بیانکیا اونہوں نے باہم صلاح و مشورہ کرکے ناظر یعقوب خان کو بی بی صاحبہ کے پاس بھیجا
بی بی صاحبہ نے اُس کی نذر چھوکر واپس کی مگر جسوقت بی بی صاحبہ کی نگاہ یعقوب خان
پر پڑی اُسکو اپنا چیلہ یعقوب خان بہادر یاد آیا اور اُسکو یاد کرکے خوب روئی۔ ناظر نے خان
بہادر مرحوم کی یاد پر بی بی صاحبہ کو بہت تسلی دی بعد ازان جس پیام کے واسطے آیا تھا اوسکا
مذکور شروع کیا کہا وزیر نے فرمایا ہی کہ مین آپ کو اپنی مان کے برابر چاہتا ہون غضنفر جنگ
اور قایم خان بڑے رتبے کے امیر تھے اور ضرور ہی کہ اونکے جانشینون کو بھی وہی مرتبہ حاصل
رہے۔ بالفعل خزانہ شاہی مین ایک کرور روپیہ داخل کرنا چاہیئے بی بی حجیا نے بے سمجھے
بوجھے اور بغیر بی بی صاحبہ سے مشورہ کئے کہدیا کہ بی بی صاحبہ اس عالم مجبوری میں
کیا کرین نصف کرور یعنی پچاس لاکھہ روپیہ دینگی ناظر نے تب ایک سادہ کاغذ مسجل بمہر
بی بی صاحبہ سے طلب کیا اور بی بی صاحبہ نے اس امر کی اطلاع بھی شمشیر خاں اور
جعفر خان کو نہ کی اور کاغذ ناظر کے حوالہ کردیا ناظر کاغذ وزیر کے پاس لے گیا اور وزیر نے
ساٹھہ لاکھہ روپیہ کا اقرارنامہ لکھدیا اور بی بی صاحبہ سے کہا کہ فرخ آباد جاؤ اور ناظر
یعقوب خان و جوگل کشور کو روپیہ لانے کے واسطے ساتھہ کردیا راے نول راے نے شمشیر خان
و جعفر خان کو طلب خان کو طلب کیا اور اُنسے کہا کہ بی بی صاحبہ نے خود اپنی زبان سے
ساٹھہ لاکھہ روپیہ دینے کا اقرار کیا ہی چنانچہ یہہ رقم خزانہ شاہی مین داخل کرینگی تم جواب دہ
ہو اسکے عوض لقب اور معافی محصول کا وعدہ کیا گیا ہی شمشیر خان اور جعفر خان بی بی صاحبہ
کے پاس گئے اور شکایت کی کہ ہم نے تو تیس لاکھہ روپیہ پر تصفیہ کرلیا تھا آپ نے ساٹھ لاکھہ
کا اقرار کیوں لکھہ دیا بی بی صاحبہ نے جوابدیا کہ اس مین ذرا میرا قصور نہین ہی جو کچھہ کیا

بنے تھے قلعہ تو چھوٹے سے زمیندار کی گڑھی کے برابر بھی نہین ہے اور اسی طرح کے الفاظ زبان پر
لایا دوسرے روز کوچ کر کے یاقوت گنج مین وزیر سے جا ملا۔ جیسے کہ چڑیمار چڑیون کو دام مین لانیکی
غرض سے دانہ چھٹکاتا ہے اوسی طرح سے وزیر بی بی صاحبہ اور چیلون کو طرح طرح کی نعمتیں کھلاتا تھا
اور رسد وغیرہ بافراط مہیا کردی تھی اور تصفیہ معاملہ مین آج کل کرتا تھا اور بی بی صاحبہ وغیرہ
کا ہر روز اس امید مین گذرتا کہ آج ہم بعطاے خلعت و خطاب رخصت کئے جاینگے۔ ان بیچارون کے
کتنے روز اِس امید موہوم مین کٹے۔ ایک رات وزیر نے نول راے سے صلاح پوچھی کہ اب کیا کرنا
چاہیئے اُس نے راے دی کہ چیلون کو پا بہ زنجیر کر کے اپنے ساتھ لیکر آپ دہلی کی طرف
روانہ ہون اور بعد آپ کی روانگی کے مین بی بی صاحبہ اور اُس کے پانچون بیٹیون کو گرفتار کر کے
الہ آباد کے قلعہ مین بھیجدونگا۔ وزیر نے اِس عرض کو منظور کیا اور روز دیگر پانچون چیلون یعنی
شمشیر خان و جعفر خان و مقیم خان و اسلام خان و سردار خان کو گرفتار کر کے ہاتھی پر سوار کیا
اور فوج منزل بہ منزل محمد آباد و سراے اگہت کی راہ سے دہلی کی طرف روانہ ہوئی وزیر کی
روانگی کے بعد ایک روز کاتبہ مذکور نے پانچون صاحب زادون کو طلب کیا اور اُن کے روبرو
ازراہ مکر اونکے خاندان کی سخاوت و شجاعت و صولت و دبدبہ کی بڑی تعریف کی اور بعد ازان
خود کسی حیلہ سے اوٹھا اور ایک معتمد سے یہہ کہتا ہوا چلا کہ صاحبزادون کے واسطے خلعت لاؤ
یہہ کہکر وہ تو چلا گیا۔ اور فی الفور میر محمد صالح چند مسلح جوان اور ایک لوہار لیکر معہ زنجیرون کے
آ موجود ہوا۔ نواب حسین خان کہ وہ بھی امامیہ مذہب تھا میر محمد صالح سے کہنے لگا میر صاحب
کیا اور کوئی موجود نہ تھا کہ اِس کافر نے یہہ کام آپ کے سپرد کیا جاے تعجب ہی کہ آپ سید ہوکر
ایسے نالائق کام کو اختیار کرین۔ کاش ہمارے سلاح ہمارے پاس اسوقت ہوتے تو تلوار کا
لطف دکھاتے یہہ کہکر پاؤن بڑھا دیا ہر ایک بھائی نے بوجہہ باہمی محبت کے کہا کہ پہلے بیڑیان
میرے پانون میں ڈالو۔ بعد ازاں انکو زیر حراست کر کے الہ آباد کے قلعہ کو بھیجدیا جب اُن کی
گرفتاری کی خبر مشہور ہوئی تو افغانون کو بڑا انتشار پیدا ہوا نواب وزیر کے حکم سے نول راے نے

بھیجد یجیے - بی بی صاحبہ نے ہرایک ٹمن کے سردار کو بلا کر حکم دیا کہ سب مئو کو واپس جاؤ پٹھانون
نے عرض کی کہ ہم ملازم موروثی ہین ہم سے نہیں ہو سکتا کہ آپ کو اس صورت سے دشمن کے
قابو مین چھوڑ جاوین کیونکہ تنہا چھوڑنے سے ہمین خوف ہے کہ کچھ آسیب آپ کو نہ پہونچے -
بی بی صاحبہ نے جواب دیا کہ کوئی عاقل رقم کثیر دینے پر رضامند ہونے کے بعد پھر اوجھاڑ
مین پڑنا پسند نہ کریگا تب پٹھانون نے دیکھا کہ بی بی صاحبہ کے عزم مین ہماری غرض کارگر نہوگی
لاچار مئو کو واپس گئے اور باغات مین بغرض حفظ اپنی جائداد و خاندان کے قیام کیا اور یہان
شب و روز مسلح کھڑے رہتے تھے شمشیر خان اور دوسرے چار چیلون کو زیر حراست رکھنے کا حکم
دیکر وزیر نے مشرق کی جانب کوچ کیا جب یہہ خبر پٹھانون کو پہونچی کہ پانچ چیلے گرفتار ہوگئے
ہین اور وزیر شرق کی طرف بڑھتا آتا ہے سب شہر کو چھوڑ کر مع علایق مئو کو اٹھہ گئے اور ایک
متنفس بھی شہر مین باقی نہ رہا جب وزیر مع لشکر مئو کے قریب پہونچا تو نول راے نے اجازت
چاہی کہ حکم ہو تو مین مئو کو جلا کر خاک سیاہ کر دون کہ نام و نشان اس قوم پٹھان کا باقی نہ رہے
ہر چند کہ وزیر کی آرزوی دلی بھی یہی تھی مگر از راہ دور اندیشی یہہ جواب دیا کہ ہنوز پٹھانون مین بہت
زور باقی ہے اور بہت کثرت سے ہین شاید اونکو غلبہ حاصل ہو جاوے لہذا ابھی حملہ کرنا خوب نہین
اس ارادہ کو کسی موقع مناسب پر موقوف رکھنا چاہیے یہہ بڑے شکر کا مقام ہے کہ قایم خان کی مان
اور اس عورت کے بیٹے اور چیلے ہمارے ہاتھہ آگئے ہین جب وزیر مئو کے قریب پہونچا تو جو اندیشہ
کہ اُسنے اپنے دل مین تصور کیا تھا اوسکو بالکل صحیح پایا تمام افغان کیا پیدل کیا سوار سب کے سب
تیر تبر بان بندوق سے مسلح پاپیادہ صفین باندھے کھڑے تھے وزیر اونسے دست اندازی کی
کوشش نہ کر کے مشرق کی طرف دریاے گنگا کے کنارے بڑھتا چلا گیا یہان تک کہ یاقوتگنج
مین داخل ہوا یہہ مقام فرخ آباد سے چھہ میل کے فاصلہ پر جنوب و شرق کی طرف واقع ہے یہان
وزیر نے پڑاو ڈالدیا - نول راے شمس آباد سے گذر کر فرخ آباد کو پہونچا اور قلعہ مین داخل ہوا اور وہان
بوجوہ چند مقام کیا جب اُسنے قلعہ اور مکانات کو دیکھا کہ انہیں مکانات کے بھروسے پر باون ہزاری

اور اوسی کی طرح سے گفتگو کرنے لگا کہ یہہ سب صحیح ہی لیکن جب تک قول اور فعل یکسان نہ ہوں تو سب دھرم ہیچ ہی کیونکہ مین دیکھتا ہوں تمہارے سب کام شاستر کے خلاف ہین۔ نیول راے جوابدیا کہ مین نے آجتک کوئی کام ایسا نہین کیا جو شاستر کے خلاف ہووے۔ صاحب راے نے کہا اچھا بتلاؤ کہ شاستر مین کہان لکھا ہی اور کس منی یا رشی کا قول ہی کہ بے گناہ بیوہ عورت پر ظلم روا ہی اگر کوئی اشلوک شاستر کا تمکو معلوم ہی تو سناؤ نیول راے نے جواب دیا کہ مین نے کسی عورت کو ایذا نہین دی ہی۔ صاحب راے نے موقع دیکھکر کہا کہ مین نے ایک پٹھانی کو قید مین دیکھا ہی اور لوگ کہتے ہین کہ اسکا کچھہ بھی قصور نہیں ہی پھر یہہ ظلم نہیں تو کیا ہی اب جو تم دھرم کی باتین کرتے ہو سب فضول ہین۔ اور فرض کیا جاوے کہ اوس نے قصور بھی کیا سہی لیکن ابتو تمام ملک تمہارے قبضہ مین ہی اور تم نے امن بھی قایم کر لیا ہی پھر ایک بیگناہ بیوہ عورت کو قید مین رکھنا کیا ضرور ہی صاحب راے کی یہہ تقریر نیول راے کو معقول معلوم ہوئی اوسوقت آدھی رات تھی اوس نے صاحب راے سے کہا اچھا تم جاکر اوسکو چھوڑ دو صاحب راے نے کہا بغیر تمہارے تحریری حکم کے سپاہی ہرگز نہ چھوڑینگے فوراً نیول راے نے ایک تحریری حکم پر اپنی مہر ثبت کر کے صاحب راے کے حوالے کیا صاحب راے فی الفور پھاٹک پر پہونچا سپاہی کو حکم دکھلایا اور اونکو کچھہ انعام بھی دیا اور بی بی صاحبہ کو وہان سے نکال کر تاکید کی کہ فوراً اپنی رتھہ پر سوار ہو کر بہ عجلت تمام یہانسے روانہ ہو انہوں نے اسقدر جلدی کی کہ ایکسٹھہ میل کا فاصلہ نو گھنٹون مین طی کیا اور شوبھو پہنچکر ایک بیل گر کر مر گیا۔ جب قنوج مین صبح ہوئی تو صاحب راے نے سب لوگون کو خاموش رکھنے کی غرض سے خود نیول راے سے پیشتر سے پوچھا کہ تم نے کل رات کوئی حکم بی بی صاحبہ کی رہائی کا دیا ہی جب نیول راے نے انکار کیا تو اوس نے حکم تحریری نکالکر دکھلایا اوسوقت نیول راے نے صاحب راے کو بہت ملامت کی کہ تم نے اپنے دوست قدیم کو فریب دیا اوس نے جواب دیا کہ حق نمک حق دوستی سے بڑھکر ہی تب نیول راے نے خفا ہو کر کہا کہ ہمارے سامنے سے

قنوج مین قیام اختیار کیا یہہ شہر فرخ آباد سے بسمت جنوب مشرق چالیس میل کے فاصلے پر دریاے گنگا و کالی ندی کے اتصال پر واقعہ ہے۔ یہہ شہر اسوجہہ سے پسند کیا گیا کہ یہہ صوبہ اودہ والہ آباد وریاست فرخ آباد کے وسط مین واقع ہے۔ نیول راے نے موتی محل مین سکونت اختیار کی اِس عمارت کو میران کے سرائے کے بانی نے تعمیر کروایا تھا اِس مکان کو نیول راے نے رنگ محل کے نام سے موسوم کیا تھا خاص نیول راے کے حکم مین چالیس ہزار سوار تھے اسکے سوا بہت سی فوج سرداران بقاء اللہ خان وامیر خان وعطاء اللہ خان حاکم سابق عظیم آباد و مرزا علی قلی خاں و مرزا محمد علی خان کوچک و مرزا نجف بیگ و مرزا شہدی و آغا محمد باقر یزدی میر قدرت علی خان رائی پوری و میر محمد صالح میران پوری کے زیر حکم تھے۔ قنوج سے عامل و منزادل روانہ کیے گئے کہ وہ کوچہ بکوچہ ہر ایک گانون مین افغانون کی شکست و ذلت کی منادی کرین اِن ملازمین نے اِس حکم پر اور بھی حاشیہ چڑھایا کہ شہر شمش آباد و عطای پور و قائمگنج کے علاقہ مین جو بستے ہیں وہاں سے جرمانہ بھی وصول کیا فقط مقصود اِس ظلم سے مضمون تھا اور یہہ بھی صرف اس باعث سے حفاظت مین تھا کہ یہان بیشمار پٹھان بنگش خاندان کے از اقوام آفریدی و طوبیہ و خٹک و غلزئی و درکزئی و کوچر و دلازاک و خلیل و مہمند بستے تھے یہہ سب شب و روز مقابلہ کے واسطے امادہ رہتے تھے مگر اِس خوف سے اپنی جانب سے جنگ کی ابتدا نہین کرتے تھے کہ مبادا دشمن بی بی صاحبہ کو ضرر پہونچاوین جو نیول راے کے اختیار مین تھین اب یہہ تجویز ہوئی کہ منشی صاحب راے قدیم ملازم بنگش کو جو نیول راے سے شناسائی بھی رکھتا تھا نیول راے کے پاس روانہ کرین چونکہ نیول راے اور صاحب راے دونون ایک قوم سے تھے اور صاحب راے نے دہلی مین نیول راے سے شناسائی بھی حاصل کر لی تھی تھوڑے دنون مین اُسنے اسقدر یارانہ بہم پہونچایا کہ صحبت مے نوشی مین بھی آنے جانے لگا اور یہہ صحبت ہر شب کو بعد انصرام امور منصبی کے ہوا کرتی تھی ایک رات نیول راے بدمست ہوا اور گوکہ دھرم شاستر کا اسکو بھلا علم نہ تھا مگر اُسوقت حالت نشے مین کچھ دھرم کا اور کچھ ترائی اپنی بہادری کی کرنا شروع کی صاحب راے بھی اُسوقت متوالا تھا

حال نواب احمد خان غالب جنگ

احمد خان نواب محمد خان کا دوسرا بیٹا تھا اپنے بڑے بھائی قایم خان کے زمانہ حیات مین وہ کچھ عرصہ تک دہلی مین رہا زان بعد اوس نے موضع سکراوان و دیگر مواضعات قایم خان سے ٹھیکہ پر لئے مگر اون کے لگان کی ایک کوڑی بھی کبھی نہ دی اور کل محاصل اپنے ہی تصرف میں لایا اس روپیہ سے اُسنے ایک نقرئی ہوادار بنوایا جیسا سوائے قایم خان کے دوسرے کے پاس نہ تھا اور طاؤس کے پرون کے مورچھل بنوائے جو ہمیشہ اُس کے سر پر جھلے جاتے تھے۔ محمود خان بخشی نے احمد خان کی اِس ہمسری کی خبر قایم خان کے کان تک پہونچائی بلکہ یہہ بھی ترغیب دی کہ اُسکو کچھہ گوشمالی دیجانا چاہیے اسپر نواب قایم خان نے ایک ہزار سوار سکراوان کو روانہ کئے اور انکو حکم دیا کہ احمد خان کا سر کاٹ کے لاؤ یہہ خبر سنکر احمد خاں اپنے سسر کے پاس موضع روداین کو بھاگ گیا یہہ موضع پرگنہ کمپل مین فرخ آباد سے بیس میل گوشہ شمال مغرب مین واقع ہے اور وہان سے دہلی کی راہ لی اور یہان غازالدین خان فیروز جنگ کے پاس پناہ گزین ہوا جب روہیلون سے جنگ شروع ہوئی تب فیروز جنگ کی اصلاح سے بے حصول اجازت شاہ دہلی پوشیدہ نصف شب کو وہان سے بھی فرار ہوا اور جو شرکت اسکی جانب سے جنگ مذکور مین ہوئی اوسکا بیان پیشتر ہو چکا ہے۔ جب وزیر جدید بھی ریاست دہلی کو واپس آیا اوس زمانہ سے احمد خان نے اپنے گھر مین گوشہ عافیت مین سکونت اختیار کی یہہ مکان بہشت باغ کے قریب واقع ہے اور چند روز قبل کے قلعہ کے نام سے مشہور تھا اوسوقت اوسے صرف اسقدر مقدرت تھی کہ اوسکی خدمت مین فقط دو نوکر اور ایک چھوکرا رمضانی نام تھے یہہ رمضانی ایک بڈھے خادم کا بیٹا تھا چند مہینے اسی حالت مین گذرے ایک روز بندرہ جوان مئو سے اُسکے مکان کو گھوڑوں پر سوار اور ایک ایک غلام ہمراہ لئے ہوئے عین دوپہر کے وقت پہونچے اونکو دیکھہ کر احمد خان نے متحیر ہو کر پوچھا کہ اسوقت کس ضرورت سے آئے ہو انہون نے

چلے جاؤ یہہ کہکر اُوسنے حکم کیا کہ پانچسو سوار پٹھانی کے گرفتار کرلانے کے واسطے فوراً روانہ
ہون یہہ سوار بنی گنج و کالی ندی تک گئے مگر اوسکو کہین نہ پایا اب کاتہہ مذکور نے کل
ماجرا وزیر کو لکھہ بھیجا مگر اس طرح سے بناکر لکھا کہ کسی صورت سے اپنے اوپر حرف آوے نیول راے کے
اہلکارون و ملازمون کا ظلم حد سے گذر گیا یہانتک کہ عاجز آکر افغانون سے مقابلہ کی فکر کرنا
شروع کی آخر ایک ایسی واردات ظلم کی پیش آئی جس سے افغانوں کو جبراً آمادہ جنگ ہونا پڑا
صورت اُس کی یہہ ہے کہ ایک روز کوئی عورت بازار مین سوت بیچنے کے واسطے گئی ایک ہندو نے
اُسکا سوت خرید کیا اور قیمت دیکر چلا گیا بعد ایک مہینے کے ہندو مذکور سوت واپس لایا اور عورت
سے کہنے لگا کہ اپنا سوت لے اور میرے دام مجھے واپس دے عورت نے جواب دیا کہ اب تو مین
واپس نہیں دیسکتی ہون اور نہ زمانہ مین ایسا دستور ہے کہ ایک مہینے کے بعد سودا واپس دیا جاوے
اُوس پر ہندو نے اُوسے گالی دی اوسنے بھی جواب ترکی بہ ترکی دیا تب ہندو نے پانونسے
جوتا اُتار کر اوس غریب عورت کو مارا تب وہ عورت سر اور چھاتی پیٹتی ہوئی افغان رئیسون
کے پاس گئی اور کہنے لگی کاش خدا محمد خان کو فقط بیٹیان دیتا لعنت خدا کی تم پر کہ پگڑی
باندھتے ہو اور تمہارے کئے کچھہ نہین ہوتا کہ کوتوالی کے ایک ادنی ہندو نے آفریدی کی جورو
کو جوتی سے مارا جب پٹھانون نے یہہ ماجرا سُنا اونکو تاب نہ رہی اور رستم خان ایک متمول
آفریدی اور دوسرے افغان جو تمن کے سردار تھے سب ملکر بی بی صاحبہ کی ڈیوڑھی پر گئے اور
عرض کی کہ اب ہم سے نیول راے کے جور سہے نہین جاتے بی بی صاحبہ نے پوچھا آخر صلاح
کیا ہے تب اُنہوں نے جواب دیا کہ اگر آپ اپنی ایک بیٹے کو ہم پر سردار کرین تو ہم نیول راے سے
جنگ کرین اُسنے جواب دیا کہ یہہ خیال اپنے دل سے دور کردین تم کو کیسے لڑادون میرے پانچ
بیٹے تو الہ آباد کے قلعہ مین ہین اور خاص خاص چیلے دہلی مین مقید ہین جب رستم خان نے دیکھا
کہ بی بی صاحبہ کچھہ خیال ہی نہیں کرتین تو اُوس نے دوسری تدبیر سوچی۔

سے پیشتر سے گفتگو ہو چکی تھی اسوقت وہ اسپر مستعد ہو رہے تھے کہ نول راے پر حملہ کیا جاوے۔
صرف بقدر وقت تھی کہ روپیہ نہ تھا رستم خان نے اس اقرار پر چند ہزار روپیہ حاضر کیا کہ جسقدر ریاست
واپس ملے اوس مین سے نصف حصہ مجھے ملے یہہ روپیہ بسبب ضرورت اوس کے بھائیون اور تمنداروں
مین تقسیم ہوا دس ہزار روپیہ احمد خان کو بھیجے گئے کہ اپنی اشد ضروریات مین صرف کرے بعوض
اسکے احمد خان نے رستم خان کو بخشی یعنے سپہ سالار مقرر کیا اور خلعت ہفت پارچہ مرحمت کیا موضع
قایم گنج کے متصل موضع چلولی کے ایک کوٹھی نے کئی ہزار روپیہ اس اقرار پر پیشگی دیا کہ بعد فتح موضع
مذکور کے معافی اُسے دیجاویگی اور ایسا بھی کہتے ہین کہ کچھہ روپیہ لوٹ سے بھی حاصل ہوا یعنے ایک
مہاجن کا مکان جو مئو سے سولہ میل ہے لوٹ لائے یہاں ستر توڑے روپئے کے اور ایک توڑہ
اشرفیون کا ملا یہہ روپیہ حال ہی مین لکھنؤ سے آیا تھا جب اس صورت سے کچھہ روپیہ فراہم ہو گیا
تو احمد خان نے چلولے کے پاس موتی باغ مین جھنڈا گاڑا قریب چھہ ہزار فوج مجتمع ہو گئی اور
افواہ یہہ مشہور ہوئی کہ پچاس ہزار فوج جمع ہوئی بڑی بی صاحبہ نے احمد خان کو خلعت بہ تقرر
نواب عنایت کیا اور پٹھانون نے نذرین گذرانی گھسا کوری شمس آباد کے تھانہ پر حملہ کرنے کیواسطے
بھیجا گیا شمس آباد مئو سے پانچ چھہ میل سمت مشرق واقع ہے اوس روز لوگوں نے جو خاص اسیواسطے
مقرر ہوئے تھے نول راے کے سب تھانون پر حملہ کر کے اوس کے ملازمون کو بھگا دیا۔ آمادگی سے
نو روز کے بعد احمد خان نے انبار روپیہ خیمے مین لاکر رکھا اور منادی کرادی کہ جس کسی کو نہایت احتیاج
ہو تو بسر اوقات اسمین سے پانچ پیسے فی پیادہ اور تین آنے فی سوار لے اس سے زیادہ کوئی نہ لے
اور جسکے پاس کچھہ موجود ہو وہ کچھہ نہ لے اب قریب بارہ ہزار سوار اور بارہ ہزار پیادے کے مجتمع ہو گئے
اور موتی باغ سے کوچ کیا پانچ روز مین فرخ آباد کے جسپے دروازہ کو پہونچے یہان مشتاق علی شاہ کے
مکان پر مقام کیا بھادون کا مہینہ تھا بارش بشدت ہو رہی تھی کسینے بوریہ کسی نے کمل کسینے [illegible]
اپنے بچاؤ کے واسطے لگائے اور بعضے ایسے بھی تھے کہ جنکے پاس کچھہ بھی نہ تھا اور برستے پانی میں
اوترے یہہ صلاح ہونے لگی کہ اول قم رشید پور کے بمٹیلہ جس نے کسی قلعہ پر قبضہ کر لیا تھا احمد

اُنہون نے بخوف نول راے کے جاسوسون کے کہ شب و روز شہر مین گشت کیا کرتے تھے جواب دیا
کہ ہم شادی کے واسطے سامان خرید کرنے کو آئے ہین نواب نے اُون کے واسطے کھانا تیار کرنیکا
حکم دیا بعد ازان افغانون نے کہا کہ ہم آپ سے خلوت مین کچھ کہا چاہتے ہین دونون خادم اور
رمضانی کو باہر کر دیا اور باہم بات چیت شروع ہوئی یہہ سب زنانے مکان میں تھے اور زنجیر اندر
سے بند تھی رمضانی حقہ پر حقہ بھر لاتا تھا جسوقت رمضانی آتا پٹھان خاموش ہو جاتے تھے
مگر جو آواز باہر جاتی تھی اوس سے یہہ مفہوم ہوتا تھا کہ باہم کچھ مشورہ ہو رہا ہی جس مین بعض بعض
امور مین تو احمد خان اپنی رضامندی ظاہر کرتا ہی اور بعض کی تردید کرتا ہی غرض پانچ چھہ گھنٹہ
تک یہی گفتگو رہی۔ آخر الامر یہہ معلوم ہوا کہ نواب نے اون سے کہا کہ مجھے تم پر اعتبار نہیں کہ
جیسے تم نے قایم خان کو میدان جنگ مین تنہا چھوڑ دیا اسیطرح پر میرا ساتھ بھی چھوڑ دوگے
اونہون نے عہد کیا کہ ہم سے ہرگز ایسا نہ ہوگا اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ ہم کسی حال میں آپ کا ساتھ
نہ چھوڑینگے یا تو جان دینگے یا فتح حاصل کرینگے نواب نے اون سے قسم چاہی اور اُنہوں نے
قرآن مجید کی قسم کھا کر کہ ہم اپنے عہد پر ثابت قدم رہینگے قریب غروب پٹھان رخصت ہوئے
اور کہا کہ ہم کو کل مئو پہونچنا ضرور ہی دن بہت کم ہے اور سودا سلف کرنا ہی وہان سے وہ ترپولیا
بازار کو پہونچے جو جو شی جس جس کو مطلوب تھے خرید کی نول راے کے جاسوسون اور سپاہیون
نے انہین روکا اور پوچھا تم کہان آئے ہو اُنہون نے جواب دیا کہ ہم بازار سے کپڑا خرید کرنے آئے
ہیں یہہ سب رستم خان اور دوسرے پٹھان تھے یہہ رات کو احمد خان کے مکان پر رہے اور اپنی
حسب منشا اوس سے عہد و معاہدہ کرکے مئو کو واپس آئے۔ تھوڑے دن بعد گل میان نام ایک
قاصد مئو سے بی بی صاحبہ کے پاس سے احمد خان کے پاس آیا اور یہہ پیغام لایا کہ بی بی صاحبہ
نے آپ کو بلایا ہی فی الفور احمد خان نے آٹھ کہار کرایہ کئے اور اپنی کہنہ پالکی میں سوار ہوکر چلا
اس پالکی کی یہہ صورت تھی کہ اسکا بانس بالکل ٹوٹا ہوا تھا اور رسی سے بندھا تھا وہان
پہونچکر بی بی صاحبہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور بعد نذر گذرانی شاید اس باب میں بی بی صاحبہ

ذوالفقار خان و خانسامان خان و جمال خان و بہادر خان و محمد ماہ خان و باز خان رائے پوری
درویش خان و مکھن خان و عبدالرحیم خان و ابراہیم خان کشمیری و مرزا انوار بیگ کے تحت مین
تھے اور محمد خان غضنفر جنگ کے چیلے مندرجہ ذیل بھی شامل جنگ تھے یعنی حاجی سردار خان
ورن مست خان و سرمست خان و نامدار خان کلان و نامدار خان خورد و شیر دل خان و ناہر دل خان
و جواہر خان و حافظ اللہ خان و صلابت خان باز خان و پہاڑ خان پانچ بیٹے شمشیر خان کے
دو بیٹے مقیم خان کے عثمان خان و لہ اسلام خان و مہتاب خان و دلاور خان جنوبی افغانون نے
نیول رائے کی فوج سے دو میل کے فاصلے پر پڑاؤ ڈالا۔ یہہ پڑاؤ راجے پور کے پختہ سڑک پر
خدا گنج سے بفاصلہ تین میل شمال مغرب مین واقع ہے۔ نیول رائے کی کمک کیواسطے وزیر نے
۲۷ و ۲۸ شعبان مطابق ۲۱ و ۲۲ جولائی ۱۸۵۰ء کو فوج بتعدادی بیس ہزار بماتحتی نصیر الدین حیدر
و اسمعیل بیگ و محمد علیخان رسالدار و دیبی دت فوجدار کویل کو روانہ کئے۔ جب جسونت سنگہ
راجہ مین پوری نے سُنا کہ یہہ فوج سکیٹ کو پہونچی تو اوس نے نواب خان سے کہلا بھیجا کہ یہہ
فوج ایک دن مین پوری پہونچیگی اگر اسکے پہونچنے سے قبل تم نے نیول رائے کو سمجھ لیا تو بہتر ورنہ
دو طرف سے تم پر حملہ ہوگا یہہ خبر سنتے ہی اوس نے رستم خان و سردار خان کو طلب کیا اور اونسے
کہا کہ یہہ ماجرا ہی اب تمہاری صلاح کیا ہی اُنہون نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہین۔ نواب نے کہا
کل تائید الہی پر بھروسہ کر کے حملہ کرینگے کہ جو کچھہ ہونا ہو سو ہو جاوے گل میان کہ بڑا عاقل جاسوس
تھا فقیر بھیس کر کے دشمن کا بھید لینے کے واسطے روانہ ہوا یہان انسے دیکھا کہ سب طرف توپین
چڑھی ہوئی ہین اور کوئی جانب غیر محفوظ نہین ہی کہ جس طرف حملہ کیا جاوے صرف ایک طرف
خندق پو بارہا کے سپہ متعین کئے گئے تھے اس جانب البتہ توپین نہ تھیں یہہ پڑاؤ کی پشت تھی اور
اسیطرف کالی ندی کا کنارہ تھا۔ گل میان نے واپس آکر نواب کو اطلاع دی کہ یہی ایک جانب
ہی کہ جہان صرف پانچ سو بندوقچی متعین ہین اور یہان پہونچنے مین تین کوس کا چکر پڑیگا لیکن
مین اقرار کرتا ہون کہ مین آپ کو وہان تک ضرور پہونچا دونگا ۹ رمضان المبارک ۱۲۶۶ ہجری

گرین مگر نواب نے اس تجویز کو نامنظور کیا اور کہا کہ ابھی اس اولجھاؤ میں نہ پڑو پھر کوچ کر کے دوسرا مقام امان آباد پرگنہ بھوجپور مین کیا جو فرخ آباد سے چھہ میل کے فاصلے پر جنوب کی طرف کانپور کی سڑک پر واقع ہو۔

جنگ خداگنج وقتل نول رائے

پٹھانون کے سر اوٹھانے سے تھوڑے ہی دن بعد نول رائے کو یہہ خبر پہونچی کہ مئو کے افغان جنگ پر امادہ ہوئے ہین اور تمہارے سب تھانے لوٹ لئے ہیں۔ نول رائے نے گالیان دینا شروع کین اور کہنے لگا کہ ان نان بزون اور کونجڑون کو معہ اونکی عورتون کے برہنہ کر کے سب کو ہاتھی کے پانون تلے روندواڈالون تو سہی یہہ کہکر معہ اپنے توپخانے ولشکر کے شاہ آباد سے مغرب جانب کوچ کیا اسکے ساتھ بے شمار فوج اور چھوٹی بڑی سب ایک ہزار توپین تھیں۔ اوس نے حتی المقدور بہ تعجیل تمام کالی ندی کی طرف کوچ کیا اور اس ندی کو اوتر کر اوس کے بائیں کنارے پر خداگنج مین پڑاو ڈالا جو فرخ آباد سے جنوب مشرق کی طرف لفاصلہ ۱۸ میل اور قنوج سے شمال مغرب میں میل کے فاصلہ پر ہی تھوڑے ہی عرصہ کے بعد نواب وزیر کے پاس سے یہہ حکم پہونچا کہ مین خود آتا ہون جب تک مین پہونچ نہ جاؤن جنگ ملتوی رکھنا وزیر نے اپنے خط مین یہہ بھی تحریر کیا تھا کہ اگر ان جانورون یعنے افغانون مین سے بعد جنگ زندہ بچ رہینگے سب کے سب گردن مین پتھر باندھ کر ندی مین ڈبا دئیے جائینگے یہانتک کہ اونکا تخم سرزمین ہند مین باقی نہ رہے۔ نول رائے نے بہ تعمیل حکم اپنے پڑاؤ کے گرد خندق کھودوائے اور خندق پر توپیں لگادین اور سب کونجڑون سے باہم جکڑ دیا اور نقیبون کو حکم دیا کہ خیمہ بہ خیمہ وزیر کے حکم کی منادی کر دے اور کہدے کہ اگر کوئی دشمن سے جنگ کا عزم کریگا وزیر و راجہ کے عتاب مین پڑیگا۔ اس عرصے مین احمد خان نے حسب تجویز رستم خان کے مشرق سمت کوچ کا حکم دیا اوس کی ذاتی فوج اوسکے بیٹے محمود خان کے زیر حکم تھی جس کی عمر اوسوقت صرف پندرہ سال کے تھی اور باقی افواج

کے دامن کمر سے باندھے اور وہاں تلوار لیکر گھس پڑے کچھ سید تو مارے باقی فرار ہوئے اور
رستہ کھل گیا۔ تب سب افغان اندر گھس آئے اور نول رائے کے سراچے پاس جا پہونچے
یہان فوج بھی کم تھی کیونکہ اصل فوج حفاظت کیواسطے جابجا منقسم تھی۔ ایک قاصد نے نول رائے
کو خبر کی کہ پٹھان سیدون کو مار کر اور بھگا کر اندر گھس آئے ہین اور آپ کے سراچہ کے نزدیک پہنچا
چل رہے ہین چونکہ نول رائے بغیر پوجا کے کبھی باہر نہ نکلتا تھا لہذا یہہ خبر سنکر وہ پوجا کے
واسطے بیٹھا اور کہنے لگا کچھ مضائقہ نہین ہین اون کو نخرون کو اپنے کمان کے گوشہ سے باندہ
لاؤنگا دوسری مرتبہ قاصد نے بے ادبی سے آکر کہا اے بیوقوف تو یہان بیٹھا ہے اور پٹھان تیرے
دروازہ تک آپہونچے ہین یہہ سنکر نول رائے مسلح ہوا اور اون دونوں ہاتھیون مین سے جو
اوسکے دروازے پر بندھے رہتے تھے ایک ہاتھی منگوایا اون ہاتھیون پر زرکار ہودہ کسا جاتا
تھا اور ہودے مین دو کمانین اور دو ترکش تیرون سے بھرے ہوئے لگے رہتے تھے نول رائے
نے دو تیر ایک ساتھ چلے مین رکھکر اور بڑی فصاحت سے یہہ الفاظ زبان مبارک پر لاکر
مار تو سب سارے نخرن کو پٹھانون پر چلائے ۱۰ رمضان کو بروز جمعہ علی الصباح لڑائی خوب
ہوئی زخمی ہوا اور نواب احمد خان بھی ہاتھی پر سوار تھا اور اوس کی حفاظت کو افغان ڈہال
لئے ہوئے گھیرے تھے تاکہ کوئی تیر یا گولی اوس کے نہ لگے پچاس ساٹھ کہار پالکی ساتھ تھے
ان مین سے ایک زخمی بھی ہوا رستم خان اور محمد خان آفریدی معہ ایک ہزار سوار اور چار ہزار
پیدل کے اوس جگہہ آپہونچے جہان نول رائے بہمراہی تین چار سو جوان و چھ سات
ہاتھیون کے ہاتھی پر سوار کھڑا تھا اس تھوڑی جمعیت کا تو کچھ خیال نہ کرکے نول رائے کی
تلاش مین بڑھتے ہوے چندہی قدم گئے ہونگے کہ نول رائے کے ہمراہی کے ایک افغان نے ۹
پشتو زبان اشتہ مین کہا اے کافر کہان چلے آتے ہو خبردار یہان کوئی آنے نہ پاوے
یہان سرداران فوج مشہور ہے شپلائی کی آواز تو سب نے سنی مگر اوسکا کہنا کوئی نہ سمجھا
شپلائی پشتو زبان کا لفظ جسکو ہندی مین اگوڑہ کہتے ہین محمد خان کا بھائی جو حال

مطابق یکم اگست ۱۷۵۰ع شب جمعه کو نواب احمد خان بسم اللہ کرکے غروب آفتاب سے تین گھنٹے بعد
اپنی پالکی مین سوار ہوا اور ہمراہی بارہ ہزار پیدل اور بارہ سوار دشمن کی طرف روانہ ہوا رستم خان
اوس کی بائین جانب تھا مینہہ بشدت برس رہا تھا گل میان فوج کے آگے ہولیا اور نہایت
ہوشیاری سے غنیم کی فوج سے تین کوس الگ الگ لیجایا تا کہ گھوڑون کے ٹاپون کی آواز
دشمن کے کان تک نہ پہونچے اس صورت سے نول رائے کی فوج کے سامہنے کا رخ چھوڑکر
ٹھیک اوسکے عقب مین کالی ندی کے کنارہ جہان پانچ سو بندوقچی متعین تھے جا پہونچے
قصبہ خداگنج سے ایک میل مغرب سمت درمیان حدود دو موضعون گھٹیا و گنگنی کے یہہ پڑاؤ
واقع تھا طلوع آفتاب سے ڈیڑہ گھنٹہ قبل گل میان نے نواب سے کہا دیکھیے تو یہان سیدین
اور سیدون نے آواز سنکر آپس مین کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ پٹھان حملہ کے ارادے سے
آئے ہین یہہ کہکر خوب ہوشیار ہوگئے۔ اب افغانون نے حملہ کیا اور دونون جانب سے بندوقین
چلنے لگین اور تلوارین بھی نکلین۔ کیمپ مین منادی ہوگئی کہ افغان ایک جانب سے لشکر مین گھس
آئے ہین پانی اسقدر شدت سے برس رہا تھا کہ کسی کی آواز سمجھہ مین نہ آتی تھی اور تاریکی اسقدر
تھی کہ دوست و دشمن مین فرق معلوم نہ ہوتا تھا۔ توپین فوراً دغنے لگین مگر بالکل بادہوائی یعنی
جس سمت کو لگی ہوئی تھین اوس طرف سر کردی گئین۔ سیدون نے اول حملہ مین افغانون کو ہٹا دیا
پٹھان کچھہ دور بھاگ گئے تب احمد خان نے اونکو لعنت ملامت کرنا شروع کی کہ تم مجھے اسواسطے
لائے ہو کہ مین تم کو نامردون کی طرح بھاگتے دیکھون کل تمہاری عورتین بے آبرو کیجاوینگی اور
تم برہنہ کئے جاؤگے یہہ کہکر اوسنے اپنا چھرا نکالا اور چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرے مگر رستم خان
وغیرہ مانع ہوئے تب اوس نے کہا کہ تم جان دینے اور لڑنے کی غرض سے آئے ہو تو اپنے
گھوڑون پر سے اوتر پڑو رستم خان راضی ہوا اور سب اپنے گھوڑون پر سے اوتر پڑے ظاہر ہی کہ
جب سوار میدان جنگ مین گھوڑے سے اوترتا ہی تو گویا جان دینے پر آمادہ ہوتا ہی کیونکہ
اوس وقت بھاگنے کے ارادے بالکل منقطع کرکے سربکف ہوکر لڑتا ہی پٹھانون نے اپنے جامے

اُنکو تو کبھی خواب مین بھی ایسا خیال نہ گذرا تھا کہ احمد خان کو کبھی فتح نصیب ہو گی اوس نے جواب
دیا کہ نیول رائے مارا گیا اور دور تک نواب احمد خان کی عملداری ہو گئی اور تم ابھی تک اسی
خواب و خیال مین غرق ہو انہوں نے یہہ خبر متوحش سُنی سب کا چہرہ زرد ہو گیا اتنے مین چالیس
پچاس افغان اور آپہونچے اور چاہا کہ اُنکو قتل کر ڈالین یہہ گڑگڑانے لگے کہ ہمارے پاس
روپے اشرفیون کے صندوق ہین سو ہم حوالے کئے دیتے ہین ہم کو کیون مارتے ہو نواب
صفدر جنگ کی رعایا تھے اور نواب احمد خان کی رعایا ہین پٹھانون نے یہہ ارادہ کیا کہ پہلے
روپیہ لے لین پھر اونکو قتل کر ڈالین مگر محمد خان نے اونکو اس ارادہ سے باز رکھا جب احمد خان
نے دیکھا کہ لوٹنیوالے سب طرف سے جمع ہوتے جاتے ہین تب اوس نے اوس غلام کو جس نے
محمد صالح کو مارا تھا اور چند آدمیون کو کل نقد کی حفاظت کے واسطے متعین کیا اور بنیون کو لشکر مین
لے گیا یہان آکر اوس نے رستم خان کو اطلاع دی چنانچہ رستم خان نے تین سو جوان اوس روپے
کے لانے کیواسطے بھیجدئے ان صندوقون مین افغانون کو رقم کثیر ہاتھہ آئی اس عرصہ میں
نیول رائے کا ایک ہاتھی جسپر ملمع کار ہودہ اور زربفت کی جھول تھی نظر آیا افغانون نے چاہا کہ فیلبان
کو قتل کرین مگر اوس نے جلد ہاتھی کو نواب احمد خان کے پالکی کے قریب لیجا کر فتح کی مبارکباد
دی اور کہا کہ آپ اس ہاتھی پر سوار ہو جئے پٹھانون نے اِس بات کو بہت پسند کیا اور فیلبان کو
لاٹھیون کے ہولے سے گرا دیا اس صورت سے اُس کی جان بچی رمضانی اُسوقت نواب کی پالکی
پکڑے ہوئے ساتھہ موجود تھا نواب نے اوسکو حکم کیا کہ تو ہاتھی پر سوار ہو لے گو وہ کبھی سوار نہوا
تھا مگر اوسوقت سوار ہو کر بخوبی ہانک لیگیا اب لوٹ شروع ہوئی نواب نے حکم دیا کہ سوای ہاتھیون
ذتوپون و خیمون و طبل جنگی کے جو شی جسکے ہاتھہ آوے وہ اوسکا مالک ہے مال غنیمت اسقدر ہاتھہ آیا
کہ بعض بعض کو لک ایک لاکھہ کا مال ملا اس لڑائی مین علاوہ نیول رائے اور محمد صالح کے اور
بہت سے بڑے بڑے عہدہ دار مثل عطاء اللہ خان وغیرہ کے مارے گئے مصنف تبصرۃ
الناظرین نے فقط بلگرام کے سید و شیخ کے تیس اعلی عہدہ دارون کے نام بیان کئے ہین جو جنگ

افغانستان سے آیا تھا نول رائے کے افغان کو اوس جملہ کا ترجمہ کر کے اپنے ساتھیون کو
سُنایا محمد خان نے اپنے سوارون کو حکم دیا کہ تم اس جماعت کی طرف بڑھو اور پیدلون سے کہا
باڑھ مارو دشمن کے بہت سے آدمی بیکار ہوئے مگر باقی آگے بڑھے اوسوقت نول رائے نے
گالی دیکر کہا ای کو تجرو مین تمکو قرار واقعی سزا دونگا کہ رفتہ رفتہ اس ملک مین تم مین سے ایک
بھی باقی نہ رہیگا یہہ کہکر اوس نے ایک تیر مارا جو محمد خان کے سینہ مین لگا محمد خان نے تیر کو
ہاتھہ مین لیکر کہا ای تیر تو کس نامرد کے ہاتھہ سے آیا ہی کہ تجھہ مین کچھہ بھی زور نہ تھا نول رائے نے
یہہ سنکر دوسرا تیر مارا مگر خوبی تقدیر سے پھر محمد خان کے نہ لگا ایک سوار کے گردن مین لگا
جو گھوڑے سے گر گیا اوسوقت بارہا کے ایک سید محمد صالح نام نے نول رائے سے کہا مین
نہ کہتا تھا کہ پٹھان فریب دینگے انپر ذرہ رحم نہ کرنا چاہئے اب جہان تک ممکن ہو انہین خوب
درست کیا چاہئے وہ اِس لفظ تک پہونچا تھا کہ محمد خان کے والد نے اوسپر بندوق چلائی گولی
پیشانی پر لگی اور وہ ہودے مین سرد ہو گیا اوسوقت ایک پٹھان آفریدی نے بڑھکر نول رائے
کے گولی لگائی کہ وہ بھی فی النار ہوا پھر تو پٹھانون نے دشمن کو تلوار پر رکھہ لیا اور ہزارون کو
خاک و خون مین ملا دیا نول رائے کے فیلبان نے جب اپنے راجہ کو مردہ پایا اوس نے ہاتھی
کو ہانکا اور کالی ندی پار لیگیا اور قنوج جا پہونچا جب راجہ کی فوج نے نول رائے کے ہاتھی کو نہ دیکھا
اونکے دل مین خیال گذرا کہ یہہ دو حال سے خالی نہین ہمارا سردار یا تو زخمی ہوا یا مارا گیا پس فوراً
کل فوج نے پیٹھہ پھیر دی ہزارون سوار و پیادون نے بھاگنا شروع کیا جو شناوری مین شاق تھے
یا جو گھوڑے پر اچھا بیٹھہ سکتے تھے وہ تو ندی پار نکلے اور جو اچھے سوار نہ تھے وہ دریا مین ڈوبے
فتح افغانون کی نول رائے کی فوج پر گویا نعمت غیر مترقبہ تھی طبل فتح بجنے کے قبل مگر دشمن کی ہزیمت
کے بعد محمد خان اتفاق سے صرافون کے ڈیرون کی طرف جا نکلا۔ ایک چھوٹے سے خیمہ مین چند
موٹے موٹے بنئے چوپڑ کھیل رہے تھے اُنہون نے اُسکو نول رائے کے ملازمین مین سے تصور کیا اور
پوچھنے لگے کہ بتا تو سہی پٹھان بھاگے یا ابھی موجود ہین ان بیچارون کو فتح و شکست کی کیا خبر تھی

مکان بالکل خالی پڑا تھا مگر روپے اور اشرفیون کے توڑے جابجا پھیلے ہوئے تھے یہان زربفت طلائی کے پردے پڑے تھے دروازون اور چوکھٹ پر سونے چاندی کے پتر چڑھے تھے ایک پلنگ جڑاؤ بچھا ہوا تھا اوسپر مخمل کے تکیے دھرے ہوئے تھے طباق اور سرپوش سونے چاندی کے بعض بعض جڑاؤ بھی رکھے ہوئے تھے جو مالیت کہ دلاور خان حسب اجازت قلعہ دار کے وہان سے لے آیا تھا اوس سے تمام عمر بعیش گذر گئی اور ایک مکان عالیشان اور کچھ اشرفیان ایک برتن مین بھری ہوئی چھوڑ مرا۔ نواب احمد خان بڑی شان وشوکت سے فرخ آباد مین داخل ہوا بی بی صاحبہ کو مؤ سے بلوا بھیجا اور نذر گذرانی اور تینتیس محل کے تھانون پر اپنے آدمی متعین کئے اور جو کچھ ضبط کیا تھا سب قنوج سے منگوا بھیجا۔ عطائی پور پرگنہ قایم گنج کے ایک بھاٹ مسمی بھوبے نے اِس موقع پر ایک گیت تصنیف کرکے سُنایا جس پر نواب احمد خان نے خوش ہوکر ایک موضع بطور نانکار انعام دیا وہ گیت مندرجہ ذیل ہے **وہو ہذا**

عجب وہ صاحب قدرت ہی جسنے جگ سبھارا ہے — خدا ہی پاک مولی ہے وہی پروردگار ہے
کھڑا باندھا کمر کسکر غنیم اوپر لئے لشکر — لگے اوسکے عجب چکر غروری کل خمار ہے
نیول سے مرد غازی کو نپوچھے بات حاجی کو — نیول سے مرد غازی کو پہونچ گولی ہی مارا ہے
نیول ہودے ہی مکھ موڑا کہین ہاتھی کہین گھوڑا — قبایل بھی کہیں چھوڑا نہ سر چیرا سنبھارا ہے
چلین توپین دھڑا دھڑ سے ہیکلے بھی پڑا پڑ سے — شتر نالین پڑا پڑ سے تہور کا پہار ٹم ہے
چلین تیرین سناسن سی چلین گولی سناسن سے — کٹین تکبر جھن جھن جھن بڑی تلوار دھارا ہے
بھبوتی نام ہے میرا عطائی پور مین ڈیرا — یہی ہے مؤ کا کھیڑا تلے گنگا کنارا ہے

وزیر کی چڑھائی

اٹھانون کے آمادگی جنگ کی خبر تھوڑے ہی عرصے مین دہلی پہونچی ۱۲ شعبان ۱۱۶۳ ہجری ۶ جولائے سنہ ۱۷۵۰ء کو یہہ خبر سنکر وزیر دہلی سے روانہ ہوا اور دریاے جمنا سے اوترکر اپنی طیاری مین مصروف ہوا

آچکے
میں کام آئے نواب بقاء اللہ خان جو نہایت عجلت میں طلب ہوا تھا ۹ رمضان مطابق یکم اگست
۱۷۵۰ء کو ممن پور سے روانہ ہوا ممن پور قنوج سے چودہ میل جنوب کی طرف واقع ہے علی الصباح
وے سب روانہ ہوئے جب نول رائے کا لشکر چار کوس رہ گیا ہوگا کہ یک بیک مفرورین انبوہ
انبوہ پہونچنا شروع ہوئے۔ رائے پرتاب سنگھ جو زخمی ہو کر بھاگا تھا اول اوس نے کیفیت
شرح اس مصیبت کی بیان کی۔ بقاء اللہ خان نے دو تین گھنٹہ مقام کیا مگر یہہ خیال کر کے
کہ پاس فوج نہایت قلیل ہے قنوج کی طرف واپس چلا تاکہ راجہ کے مستورات و بچوں کو کہیں لیجاوے
ان سب کو مجتمع کر کے معہ راجہ کے لاش کے اور جسقدر ہاتھی گھوڑے و اسباب وغیرہ ملسکا اونکو
ساتھہ لیکر وہ واپس روانہ ہوا مفرورین بھی اون کے ساتھہ ہوئے ان میں پرتاب سنگھ و حسن علیخان
بھی تھے جو دونوں زخمی تھے۔ بروز شنبہ تاریخ ۱۱ رمضان مطابق ۳ اگست ۱۷۵۰ء کو وہ محسن پور
پہونچے یہہ مقام کانپور سے بسمت مشرق پانچ میل کے فاصلے پر واقع ہے دوسرے روز جاجمئو کو
پہونچے یہہ مقام کانپور سے بسمت مشرق چھہ یا سات میل گنگا کے کنارہ پر واقعہ ہے ۱۲ رمضان
یعنی ۴ اگست ۱۷۵۰ء کو کانپور پہونچے یہہ کوڑہ سے پانچ کوس ہے یہانسے راجہ متوفی کے گھر بار کو
لکھنؤ بھیجدیا اور بقاء اللہ خان نے کوڑہ میں قیام کیا فتح کے دوسرے روز احمد خان کے پاس
ساٹھہ ہزار فوج مجتمع ہوگئے اس میں صاحبزادے اور چیلے اور بنگش کے خاندان کے بہت سے لوگ
اور بیشمار تاجر اور گاؤں والے ہر قوم کے لوگ شریک تھے جب بم ٹیلون نے اس فتح کی خبر
سُنی خوف زدہ ہو کر فرخ آباد کا قلعہ چھوڑ کے اپنے اپنے گاؤں کو بھاگ گئے جنگ کے بعد
احمد خان نے بھورے خان نام اپنے باپ کے ایک معتبر چیلے کو پانچ سو بندوقچیوں کے ساتھہ
قنوج پر قبضہ کرنیکے واسطے روانہ کیا اور اوسکو حکم دیا کہ نول رائے کے رنگ محل پر جا کر قبضہ
کرو اور وہاں کی ہر چیز کی حفاظت کرو اس حکم کی تعمیل حرف بحرف کی گئی۔ یہاں لاکھوں روپئے
نقد تھے اور غلہ بھی بافراط تھا۔ رحم خان چیلہ اکثر کہا کرتا تھا کہ فتح سے چند روز بعد میرا باپ
دلاور خان قنوج کو گیا اور حسب الطلب وہاں کے حاکم کے رنگ محل میں بھی گیا اوسوقت یہہ

مین ہون اِن بیچارون کا کیا قصور ہے لہذا وزیر کو اس امر کی اطلاع دی اور تا صدور حکم انکا قتل ملتوی رکھہ تیغ تیرہ درون نے ایک نہ سُنی آخر جلادون کی طرف بڑھا ہر ایک اپنے قتل مین مقابلہ اپنے دوسرے بھائیون کے پیش دستی چاہتا تھا غرض سب کے سب قتل ہو کر قلعہ مین مدفون ہوئے - یہہ بھی مشہور ہے کہ جو کوئی اِن کی قبر پر منت مانتا تھا پوری ہوتی تھی جسوقت وزیر کا حکم جلال الدین حیدر کو پہونچا اوسنے زین العابدین داروغہ محبس سے کہا کہ پانچون چیلون کو باہر لاؤ - زین العابدین پالکی لیکر محبس مین گیا اور چیلون سے کہا کہ وزیر کے پاس سے تمہاری تبدیل جانے کا حکم آیا ہے لہذا مین پالکی لیکر آیا ہون شمشیر خان نے جوابدیا مین خوب جانتا ہون جہان ہمین پہونچانے کا حکم ہے خیر چار کو تو تم لیجاؤ اور مجھے اتنی مہلت دو کہ مین غسل کر کے کپڑے بدل لون اور اپنے جنازے کی نماز پڑہ لون - زین العابدین شمشیر خان کو بہت عزیز رکھتا تھا مگر وزیر کے حکم سے مجبور تھا شمشیر خان کو چھوڑ باقی چارون کو پالکی پر بٹھلا کر لے گیا جب یہہ مقتل مین پہونچے جلادنے بڑھکر چارون کے سر تن سے جدا کر دئے اِس عرصے مین شمشیر خان نے نہا دھو کر نئی پوشاک پہن خوشبو لگائے اور اپنے جنازے کی نماز پڑھ کر تلاوت قرآن مین مشغول ہوا زین العابدین خان پالکی لیکر وہان پہونچا اور کہا پالکی پر سوار ہو کر تشریف لیچلیے - تب اوس نے قران مجید کو جزدان مین رکھکر زین العابدین خان کے حوالہ کیا اور پچاس اشرفیان دین کہ کسی سید کے ذریعہ سے حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کا فاتحہ کر دادینا - اور جوتہ اپنے پانو سے نکالکر دیا کہ یہہ کسی غریب برہنہ پا کو دیدینا اور اپنی مہر کی انگشتری اتار کر اپنے نوکر کے حوالہ کی کہ یہہ میرے بیٹے حسن علی کو دیدینا اور اپنی تسبیح معہ فرقان دی اور کہا کہ اگر شیر علی کی کوئی اولاد ہو تو اوسکے گلے مین ڈالدینا یہہ سب وصیتین کر کے برہنہ پا مقتل کی طرف روانہ ہوا زین العابدین نے ہر چند کہا کہ پالکی پر سوار ہو جاؤ مگر اوس نے منظور نہ کیا اور کہا کہ بہتیرے میرے غلام پالکی نشین کیا فیل نشین بھی ہو گئے مین مگر میرے کل حوصلہ دنیوی اب ختم ہوئے جب مقتل مین پہونچا اور چارون لاشون کو دیکھا کہنے لگا بھائیو انا انشاء اللہ لکم لاحقون جلاد نے

۲۷ و ۲۸ شعبان مطابق ۲۱ و ۲۲ جولائی ۱۷۵۰ء؁ کو اوسنے کچھ فوج نصیر الدین حیدر کے زیر حکم
نیول راے کی کمک کو روانہ کی۔ سلخ ماہ رمضان بروز پنجشنبہ ۲۳ جولائی ۱۷۵۰ء؁ کو وہیں آکر
بار دیگر شاہ سے رخصت حاصل کی اور بڑے لشکر کے ساتھ کوچ کیا تیس ہزار آدمی سورج مل
جاٹ بھرت پور والے کے ساتھ بھی اوسکو وزیر نے تنخواہ پر نوکر رکھہ لیا تھا۔ اور باقی فوج
پر سرداران مفصلہ ذیل حکمران تھے یعنے نجم الدولہ محمد اسحاق خان داروغہ نزول و شیر جنگ
و مرزا نصیر الدین حیدر و مرزا محمد علیخاں کوجک و مرزا نجف علی بیگ و اسمعیل بیگ خان چیلہ
آغا محمد باقر بہ سنی و مرزا مشہدی بیگ و نعیم خان۔ دہلی سے چلکر تین چار روز مین دو منزل
آئے تھے کہ اونہون نے نیول راے کے شکست کی خبر سنتے ہی وزیر کو کمال غم و غصہ آیا
اور کہنے لگا افسوس اس خودبین دایم الخمر نے کمک کا انتظار نہ کیا اگر تھوڑا بھی توقف کرتا تو
ان کسانون کو فتح نصیب نہ ہوتی یہہ کہکر کثرت الم سے پلنگ پر ہاتھہ دے مارے اور تکیے
پر سر رکھکے بیہوش ہوگیا اس عرصے مین اسمعیل بیگ خان جو راجہ نیول راے کی کمک کیواسطے
بھیجا گیا تھا جب مین پوری کے قریب پہونچا تو اوس جاسوسون کی زبانی نیول راے کی شکست
و موت کی خبر معلوم ہوئی فوراً واپس آکر وزیر کے لشکر سے آن ملا وزیر کا لشکر اوسوقت مارہرا
کے قریب مقیم تھا جب وزیر نے تکیہ سے سر اوٹھایا اور اوسکو غش سے افاقہ ہوا ایک منشی کو بولایا
اور حکم کیا کہ ایک پروانہ الہ آباد کے قلعہ دار کے نام اس مضمون کا روانہ کرو کہ بفور صدور حکم
ہذا محمد خان غضنفر جنگ کے پانچون بیٹون کو جو وہان مقید ہین بڑے عقوبت سے قتل کرے
اور دوسرا حکم وزیر نے اپنے بیٹے جلال الدین کے نام جو بعد ازان شجاع الدولہ کے نام سے مشہور
ہوا دہلی مین بھیجا کہ پانچون چیلون کو قتل کر کے سر اونکے میرے پاس بھیجدو بموجب حکم وزیر کے
شیخ سنگدل معہ چند اشقیا کے خدا اور خدا کے رسول کا خوف دل سے بھولا کر پاس قیدیون
بہ ارادہ معلومہ پہونچا جسوقت ان مصیبت زدون نے جلادون کو دیکھا تو امام خان نے شیخ سے
مخاطب ہوکر کہا کہ بعد وفات قایم خان کے مین منتخب ہوکر جانشین کیا گیا جو کچھ سزاوار ہوا

تابوت مین رکھکر فرخ آباد پہونچایا اور وہان مسجد مین جامن کے درخت کے نیچے دفن کیا اِس مصرعہ سے تاریخ نکلتی ہے ؎ بگفت ہاتف غیبی کہ نوزدہ رمضان ۱۱۶۳ ہجری

شکست وزیر

مارہرا مین ایک مہینہ مقام کرکے وزیر مشرق سمت بڑھا اور رام چتونے مقام مین قیام پذیر ہوا اور گرد لشکرگاہ خندق کھودوائے رام چتونے سہاور سے ۸ میل مشرق اور پٹیالی سے پانچ میل مغرب مین واقع ہے سورج مل اپنی فوجون سمیت وزیر کے داہنے بازو پر پس لشکر کے قریب تھا اور اسمعیل بیگ خان سورج مل کے بائین جانب تھا احمد خان نے شاہجہانپور وتلہر وبریلی وآنولہ وجونپور کے پٹھانون سمیت امداد کی درخواست کی جونپور مین احمد خان کے چند جہاز آگرآباد ہوئے تھے۔ احمد خان اوسوقت معہ رستم خاں کے اوسکا بڑا مشیر کار تھا مغرب سمیت روانہ ہوا نواب احمد خان نے رستم خان سے کہا کہ چونکہ نواب وزیر اور سورج مل دونون ایک ساتھ ہم پر چڑھائی کے لئے آتے ہین لہذا مناسب یہہ ہے کہ فوج علیحدہ علیحدہ کرکے اپنا حریف پسند کرلین۔ رستم خان نے جواب دیا ہان خوب نواب نواب سے لڑے اور سپاہی سپاہی سے لہذا مین سورج مل کا مخالف ہونگا۔ بتاریخ ۲۲ شوال ۱۱۶۳ ہجری و ۳ ستمبر ۱۷۵۰ع علی الصباح سورج جاٹ و اسمعیل بیگ خان چلہ معہ پچاس ہزار جوانون کے رستم خان کے جانب بڑھے اور حملہ شروع ہوا اوس کے بائین جانب ایک ویران گانون کی بلندی تھی اسمعیل خان اور سورج مل اس بلندی کے دامن مین مقیم ہوئے اور چوٹی پر چند توپین قایم کین جہان سے رستم خان کا لشکر ٹھیک زد پر تھا رستم خان نواب کے پاس گیا اور حملہ کی اجازت چاہی نواب کا منشا یہہ تھا کہ جنگ مین تھوڑا توقف ہونا چاہئے لیکن رستم خان نے جواب دیا کہ التوا غیر ممکن ہے کیونکہ دشمن قوی ہے لہذا اونسے لڑائی شروع کردینا قرین مصلحت ہے وہ اپنی پالکی پر سوار ہوکر واپس آیا اور اپنے آدمیون کو جنگ کیواسطے امادہ کیا۔ جبوہ بڑھنے کا حکم ہوا پٹھان نوشمشیر بدست حملہ

اوسکو دیکھکر کہا شمشیر خان تمہاری شمشیر اسوقت کہان ہی جواب مین اوس نے یہہ قطعہ پڑھا

ہمان شیر و شمشیر بران منم — چہ سازم کہ قبضہ نہ دارد سرم
وگرنہ ترا خان و مانت حریص — بیک دم تہِ خاک کردم عدم

یہہ سُنکر جلال الدین نے جلّاد کو اشارہ کیا کہ اسکا سر تن سے اُڑا دے جلّاد نے تلوار کا ہاتھہ لگایا مگر خطا کی دوسرا ہاتھہ لگایا پھر بھی خطا کی تب جلال الدین نے ایک مغل سے جو وہان کھڑا تھا کہا تو اِسکو قتل کر پہلے تو مغل متامل ہوا لیکن اوسکے اصرار سے تلوار ہاتھہ مین لی اور ایک ہی ضرب مین سر تن سے جدا کر دیا لاش کلمہ پڑھتی ہوئی کعبہ کیطرف دس قدم چلکر کھڑی ہو گئی اونگلیان دونون ہاتھون کی اب تک دانہ ہای تسبیح پر جنبش کرتی تھین یہہ حالت دیکھکر مغل اوسکی طرف متعجبانہ بڑھا اور پیٹھہ پر ہاتھہ رکھکر کہا کہ خانصاحب تم بیشک شہید ہوئے جو ہین یہہ الفاظ اوس نے زبان سے نکالے لاش اوسکی طرف پھری اور رکوع مین آئی مغل یہہ حالت دیکھکر زار زار رونے لگا اور جلال الدین سے مخاطب ہوکر کہا ای ملعون تو نے کس شخص کو میرے ہاتھہ سے قتل کرادیا پھر اپنی تلوار پتھر پر توڑکر اور کپڑے پھاڑکر جنگل کو بھاگ گیا۔ پھر جلال الدین نے پانچون لاشون کو کنوئین مین ڈلوا کر کنوان پتھرون سے پر کروا دیا صبح کو پانچ تازہ پھول چنبیلی کے کنوئین پر ملے اور ہر روز پژمردہ پھول اوٹھہ جاتے تھے اور اونکی جگہہ پر تازہ پھول رکھے ملتے تھے۔ جب سنہ ۱۱۶۹ع احمد شاہ درّانی دہلی مین آیا نواب احمد خان ہمراہی عمر علیخان پسر شمشیر خان شہید وہان گیا ایک روز عمر علیخان نے شمشیر خان کو خواب مین دیکھا کہ شمشیر خان کہتا ہی مین بارہ سال سے یہان کنوئین مین پڑا ہون مجھے یہانسے نکالکر فرخ آباد پہونچا اور جامن کے درخت کے نیچے مسجد مین دفن کرو عمر علیخان چونک پڑا اور بیقرار ہوکر رونے لگا کیونکہ اوسوقت وہ نہایت مفلس تھا اتنے مین اوسکا ایک دوست صراف وہان آیا اور اوس نے رونے کا سبب پوچھا اوسنے کل کیفیت خواب کی بیان کی غرض مزدورون کو بولاکر کنوئین کو کھدوایا لاش وہان سے بالکل مسلم نکلی کپڑے اور سپر موجود تھے مگر بالکل بوسیدہ ہوگئے تھے غرض کہ لاش کو

فوجین مقابل ہوئین نصیر الدین حیدر نے جس کی فوج آگے تھی توپین چھوڑنے کا حکم کیا مگر پٹھانون نے ایسی عجلت کی کہ اونکا کچھہ بھی نقصان نہ ہوا جب وہ قریب پہونچے تو مصطفی خان نے جو جنگ تنہائی مین مشہور تھا اپنا مرد مقابل طلب کیا نصیر الدین حیدر اونکا مقابل ہوا اور دونون مرکر گھوڑے سے گر گئے جب نصیر الدین حیدر کی فوج نے اپنے سردار کو مردہ پایا اونکے پانون اوکھڑ گئے اور سب نے راہ فرار کی لی اوسوقت احمد خان اوس مقام پر آپہونچا جہان مصطفی خان اور نصیر الدین حیدر کی لاشین پڑی تھین وزیر کو یہہ شکست بالخصوص کامگار خان بلوچ فوجدار شہر دہلی کی بغاوت سے ہوئی اوس نے احمد خان کا مقابلہ نہ کیا بلکہ پھر کر بھاگا جبکہ وزیر نے دیکھا کہ مونہہ پھیر لیا ہے تو اوس نے بعجلت تمام محمد علیخان رسالدار و نور الحسن خان جمعدار بلگرامی وغیرہ و عبد النبی خان چیلہ محمد علیخان کو یہہ حکم دیا کہ جلد بڑھکر پیش لشکر کو کمک پہونچاؤ چونکہ مغلون مین ہر طرف پریشانی پھیل گئی تھی لہذا اس تازہ وارد فوج کی کوششین محض بیکار ہوئین محمد علیخان بائین بازو پر گیا یہان تین ہزار پیدل فوج صف باندھے کھڑی تھی اور اونکے پیچھے کچھہ سوار بھی تھے جب پٹھان قریب آپہونچے تب نور الحسن خان اور اوس کے سپاہیون نے کمان اٹھائی اور عبد النبی خان کے بندوقچیون نے بندوقیں سرکین اس سے بہت سے پٹھان مارے گئے اور منتشر بھی ہوگئے مگر پھر فی الفور مجتمع ہوگئے اور برابر بڑھتے چلے آتے تھے محمد علیخان کے داہنے ہاتھہ مین گولی لگی اور نور الحسن خان کے ہاتھی کے چند زخم تلوار کے لگے جسوقت نواب احمد خان میدان مین پہونچا مغلون نے چھوٹی بڑی سب توپین ایکبارگی سرکین ان میں گوکھرو اور لوہے کے ٹکڑے بھرے تھے انکی آواز سے زمین تو لرز اٹھی مگر افغانون کو کچھہ بھی نقصان نہ پہونچا فقط رسول خان کی ایک اونگلی کی کھال اوڑ گئی مگر زمین و آسمان دہوان دھار ہوگیا بالکل تاریکی چھا گئی احمد خان نے تھوڑی دیر توقف کیا جب دھوان کم ہوا تو ڈھاک کے درختون کی آڑ مین بڑھنا شروع کیا سوارون نے گھوڑون سے اوترکر تلوار ہاتھہ مین لے لی اور آگے ہوئے نواب کہارون سے بآواز کہتا جاتا تھا کہ میری پالکی جلد بڑھائے چلو ادر

کرتے ہوئے بلندی پر جا پہونچے اور توپون پر قبضہ کر لیا رستم خان نے تھوڑے فاصلے پر بہت
فوج دیکھی کہ صف باندھے کھڑی ہے اوس نے حکم دیا کہ حملہ موقوف نہ ہو - یہہ سورج مل کی
فوج خاص اوسی کے زیر حکم تھی سورج مل نے اپنے سپاہیون سے کہا کہ تم پٹھانون سے دست بدست
ست لڑو کیونکہ اونکو شمشیر زنی مین مہارت کامل حاصل ہے بلکہ تیر و بندوق سے جنگ کرو
اور اسمعیل بیگ خان اور ہمت سنگہ بھدوریہ سے جو عقب مین بطور کمک کے مقیم تھے مشورہ کرنے
لگا اون کی بھی صلاح ہوئی کہ پٹھان قریب نہ آنے پاوین بلکہ ہم اونکو داہنے و بائین طرف
سے گھیر لین لہذا یہہ اپنی فوج کو بصورت ہلال قائم کر کے پٹھانون کی طرف بڑھین اُنھون نے
توپ اور بندوق و تیر سے افغانون پر آگ برسانا شروع کی مگر اُنھون نے اوسکا کچھہ خیال نہ کیا
رستم خان اسم بامسمی تھا تیر و کمان لیکر پالکی سے اوتر پڑا اور بہتیرون کو ہلاک کیا افغانون نے
اس فتح مین بھی کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا مگر رستم خان چھہ سات ہزار سوار جوانون کے اِن جرگہ مین
قتل ہوا سورج مل و اوس کے رفیقون نے باقی لوگون کا تا علی گنج تعاقب کیا یہہ مقام میدان
جنگ سے جو بیس میل جنوب مشرق واقع ہے اوسوقت رستم خان کی داہنی جانب چند کوس کے
فاصلہ پر نواب احمد خان وزیر سے لڑ رہا تھا ایک قاصد نے آکر اوس کے کان مین کہا کہ رستم خان
نے شکست پائی اور قتل ہوا اوس نے آثار خوف یا رنج کے چہرے پر نمایان نہ ہونے دیئے
اور عالم سکوت مین اپنے سردارون کی طرف پھر کر اوس نے بہ آواز بلند کہا کہ رستم خان نے
فتح حاصل کی و سورج مل و اسمعیل خان و ہمت سنگہ تینون کو گرفتار کر لیا چلو ہم بھی کوشش کرین
نہین وہ بہادری مین ہم پر سبقت لیگیا ہم وزیر سے جنگ کرتے ہین اگر ہم اوس پر غالب آئے
تو ہمارا بڑا نام ہوگا اور اگر ہارے تو ہم مین سے کوئی غیر کو مُنھہ دکھلانے کے قابل نہ رہیگا سردارون
نے جواب دیا اگر فضل الہی شامل حال ہے اور نواب کا اقبال یاور ہے تو ابھی جو کچھہ ہوتا ہے دکھلائے
دیتے ہیں - جب کل فوج نے یہی بات کہی تو نواب نے کہا خدا سے دعا کرو سب نے ہاتھہ اُٹھا کر خدا
سے دعا مانگی اور اپنی جانون کو اوسکے حفظ و امان مین سپرد کر کے دشمن پر حملہ آور ہوئے جب دونون

کامل دئے ہوئے اور اُنکو منتشر کئے ہوئے خوشی خوشی وزیر سے ملنے کو آتے تھے نواب احمد خان
معہ چند جوانون کے اسوقت وزیر کے لشکر گاہ پر قبضہ کئے ہوئے تھا جب اوسکی نظر اس لشکر
عظیم پر پڑی نہایت پریشان ہوا اور درگاہ جناب باری کی طرف رجوع کر کے ہاتھہ آسمان کی
طرف اُٹھا کر دعا کی کہ بار الہا اس بندہ عاصی کی عزت و آبرو تیرے ہاتھہ ہے تیرے سوائے
اوسکو آفت سے بچانیوالا کون ہے دو ایک لمحہ کے بعد وزیر کی ہزیمت کی خبر ان تینون سردارون کو
پہونچی اُنکے حواس جاتے رہے اون کی خوشی مبدل بہ رنج ہوئی اور مارے خوف کے ہانپتے
کانپتے دہلی کی طرف راہی ہوئے ۔ نواب احمد خان شکر بجا لایا- اتنے مین جو لوگ وزیر کے
تعاقب سے لوٹے ہوئے آتے تھے اونسے اور نواب اسحاق خان سے مقابلہ ہو گیا اسنے
بہادری سے کہا کہ مین وزیر عبد المنصور ہون یہہ سنکر افغانون نے اوسے گھیر لیا اور
ہاتھی پر سے اوسکو پکڑ کر اوسکا سر کاٹ لیا اور لاکر نواب احمد خان کے قدمون پر ڈالدیا اور
کہنے لگے کہ یہہ وزیر کا سر ہے- جب نواب نے اوسپر نظر کی تو معلوم ہوا کہ یہہ اسحق خان کا
سر ہے نہ وزیر کا بعد جنگ ایک شب وزیر نے مارہرا مین مقام کیا اور وہان اپنے زخم
کی مرہم پٹی کی یہہ مقام میدان جنگ سے اکیس میل کے فاصلے پر سمت مغرب واقع ہے
۱۹ شوال و ۲۰ ستمبر ۱۷۵۰ء کو دہلی مین داخل ہوا اور چپ چاپ اپنے گھر کو چلا گیا یہان
جاوید خان کے سازش سے یہہ تجویز ہوئی تھی کہ صفدر جنگ کی جائداد ضبط ہو جاوے اور
بجائے اوس کے وزیر سابق مسمی قمر الدینخان اعتماد الدولہ کا بیٹا انتظام الدولہ خانخانان
مقرر ہو جب وزیر کی شکست و ذلت کی خبر پہونچی تب بادشاہ نے غازی الدین خان فیروز جنگ
ولد نظام الملک سے صلاح پوچھی کہ اگر احمد خان دہلی پر چڑھ آوے تو کیا کرنا چاہیے اسنے
عرض کی اگر حکم ہو تو کچھہ التماس کرون بادشاہ نے اوسکو اجازت دی تب فیروز جنگ نے
کل کیفیت شرح بیان کی اور بنگش خاندان کی خدمات شائستہ معرض بیان مین لایا اور
کہا کہ یہہ سب وزیر کی شرارت کا باعث تھا جس سے وہ آمادہ بجنگ ہوئے ورنہ وہ مطیع

دشمن کی فوج مین پہونچاؤ وہ پکار کر یہی کہتا تھا اور کمان سے بھی اشارہ کرتا تھا جب پٹھان
تو پون کے قریب پہونچے بندوقون سے گولندازون کو بھگا دیا زنجیرین لشکرگاہ کی تلوار و برے
کاٹ دین اور وہان جا پہونچے جہان وزیر کھڑا تھا اور تیر و گولی برسانا شروع کی نواب بھی
فوراً ایک کمکی فوج لیکر اُنسے آملا نواب وزیر کی طرف تاک کر تیر لگاتا تھا پٹھانون نے تلوارین
ہاتھہ مین لین اور کشتون کے پشتے لگا دیئے لاش پر لاش گرتی جاتی تھی اوسوقت تلہر کا ایک
روہیلہ پٹھان وزیر کے عقب مین آپہونچا اور لڑائی ہوتی دیکھکر اوسنے ایک شتر سوار خبر لانے
کے واسطے روانہ کیا اوسکو حکم ملا کہ تم اِس جانب سے حملہ کرو جسطرف چترِدار ہودے کا ہاتھی
کھڑا ہے اس مین وزیر سوار ہے اوسطرف آدمی بھی کم ہین اس سے امید کیجاتی ہے کہ تمہاری کوئی
روک بھی نہ کر سکیگا۔ تلہر کا افغان تین سو جوانون کے ساتھہ اس طرف گھس آیا جہان وزیر
کھڑا تھا اوس کے بندوقچیوں نے بندوقین مارنا شروع کین وزیر کا فیلبان مارا گیا اور
اُسکے بیٹے شجاع الدولہ کا اوستاد مرزا علی نقی بھی زخمی ہوا اور وزیر کے بھی خفیف زخم لگا
گولی جبڑے و گردن کو چھیلتی ہوئی داہنے جبڑے کے نیچے سے نکل گئی اور وہ غش کھا کر ہودے
مین گر پڑا اوسکا ہودہ نہایت مضبوط آہنی پیروں کا بنا ہوا تھا اور اسقدر بلند تھا کہ فقط سر اوپر
نظر آتا تھا اس سبب سے وہ اور زخمون سے محفوظ رہا پٹھانون نے ہودہ خالی اور ہاتھی کو
بے مالک دیکھکر اوسکا کچھہ خیال نہ کیا اور مغلون کے تعاقب مین بڑھتے چلے گئے فقط نور الحسن خان
و محمد علیخان اپنے حال مین رہے یہہ دونون سردار وزیر کے پاس آئے اور پوچھا کہ اب
کیا حکم ہے وزیر نے کہا کہ طبل فیروزی بجوا دو مگر باوجود اس طبل بجنے کے سوائے دو سو ۲۰۰
جوانون کے ایک متنفس بھی وزیر کے پاس نہ آیا اب رات ہونے لگی تب بجھی نراین جگت نراین
کا بھائی بجائے مہاوت مقتول کے وزیر کے ہاتھی پر سوار ہوا گو وزیر کا ارادہ واپسی کا نہ تھا
مگر بمجبوری میدان جنگ سے مارہرا کی طرف واپس چلا وزیر کے بھاگنے سے تھوڑی ہی
دیر بعد سورج مل جاٹ و اسمٰعیل بیگ و راجہ مہت سنگھہ رستم خان آفریدی کی فوج کو شکست

ولد شمشیر خان چیلہ کو کوڑہ کیطرف بڑھنے کا حکم ہوا کوڑہ جہان آباد صوبہ الہ آباد میں واقعہ ہی محمد امیر خان اونیسوان بیٹا غازیپور پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا گیا اور پٹھانون نے بھی شیخ کبیر و پرمول خان و دیگر سرداران کو معہ افواج شاہ آباد و خیر آباد کی طرف روانہ کیا اور اُنہون نے ان پرگنون پر بہ آسانی قبضہ کر لیا نیول رائے کی شکست و موت ہونے سے صوبہ الہ آباد کے بڑے حصہ مین بد انتظامی واقع ہوگئی روپ سنگھ کھیچر جو پرگنہ کروالی پر قابض تھا جو زمانہ حال مین ضلع الہ آباد مین واقعہ ہی دسمر سنگھ ولد ہند و سنگھ چندیلہ و گھنشام سنگھ گہنیو جو سابق مین پٹھانون کے دوست تھے اب ان سب سے مرہٹون نے سازش کی اور شل سالگذشتہ اب بھی مرہٹون کو ندی اسپار بولانے کا ارادہ کیا ماہ ذیقعد ستمبر و اکتوبر سنہ ۱۷۵۰ء مین پٹھانون نے ملیح آباد مین تھانہ قایم کیا جو لکھنؤ سے مغرب سمت ۱۵ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہی۔ سانڈی مین جواب ضلع ہردوئی مین ہی گڑبڑ کر دیا اور امیٹھی کو جواب ضلع سلطان پور مین واقع ہی لوٹ لیا اور بڑی فوج سے دال مئو کے جو گنگا کے کنارے ورائے بریلی کو بھی قبضہ کرنے کا سامان کیا کہتے ہین کہ بعد فتح نواب احمد خان اکثر بی بی صاحبہ سے کہا کرتا تھا کہ قادر مطلق نے مجھے فضل نامتناہی سے ایک فتح مین دو فتحین عنایت کیں ایک تو عبد المنصور کو زک دی دوسرے یہہ کہ رستم خان سے بھی نجات پائی کہ وہ نصف ریاست کا دعویدار تھا یعنے یہہ اوس اقرار کی طرف اشارہ تھا جو نواب نے نیول رائے پر حملہ کرنے سے قبل رستم خان کے ساتھ کیا تھا کہ اگر وہ روپیہ دیگا تو بعد فتح نصف نوابی کا مستحق ہوگا ❊

محاصرہ قلعہ الہ آباد

بعد انتظام مہام نواب احمد خان بذات خود قنوج کو گیا اوسکی آمد سنکر نواب بقاء اللہ خان و پرتاب نراین سرداران وزیر جو ایک ہزار پانسو سپاہ کے ساتھ وزیر سے ملنے لئے تھے لکھنؤ کی

سرکار تھے بعد گفتگوے بسیار اونسے کہا اب آپ ہی انصاف کیجیے اس مین کسکا قصور ہی بادشاہ
نے بادشاہ نے تسلیم کیا کہ بیشک جو کچھہ تم نے عرض کی سب صحیح ہے محمد خان غضنفر جنگ اور
اوسکے خاندان نے کوئی گستاخی سرکار سے نہین کی یہہ سب شرارت صفدر جنگ کی ہی۔
لیکن تمہاری کیا راے ہی اگر نواب احمد خان قابو پاکر صفدر جنگ کا تعاقب کرتا ہوا دہلی کا عزم
کرے اوسوقت کیا کیا جائیگا فیروز جنگ نے التماس کی کہ صلاح دولت یہی ہی کہ نواب احمد خان
کو ایک فرمان شاہی معہ خلعت و فیل و اسپ و شمشیر بھیجا جاوے اور اوسکو لکھا جاوے کہ اب تک
جو کچھہ ہوا اوسکا کچھہ علم بادشاہ سلامت کو نہ تھا سب وزیر کی شرارت سے ہوا وہ اپنی کیفر کردار کو
پہونچا اب اگر تم مطیع سرکار ہو تو قصد دہلی کا ترک کرکے فرخ آباد کو واپس جاؤ یہہ صلاح بادشاہ کو
نہایت پسند آئی فرمان شاہی معہ خلعت احمد خان کو بھیجا گیا اور احمد خان فرخ آباد کو واپس
گیا شاہ دل خان شجاعت خان غلزئی کے بھتیجے کو معہ دس ہزار سپاہ و سرداران ماتحت
اوس حصہ ملک کی حفاظت کے واسطے چھوڑا یہہ مقام پیشتر اوس کے چچا شجاعت خان کے
حکم مین تھا اب نواب احمد خان خود فرخ آباد کو واپس گیا جو ملک کہ اب حاصل ہوا تھا اوسکے
کامل نظم و نسق کیواسطے نواب نے اپنے بھائیون اور قرابت دارون کو جابجا حاکم مقرر کیا مرتضی
خان نواب محمد خان کا چوتھا بیٹا اٹاوہ کو بھیجا گیا اور اوسکا تیرھوان بیٹا پھپھوند کا حاکم مقرر
ہوا اوسکے متعلق مقامات ذیل بھی سپرد کیے گئے یعنے سورکھہ و سکت پور و سکراوا و سوج اعظم خان
اکیسوان بیٹا شکوہ آباد مین مقرر ہوا اوس کے متعلق سکیٹ مع کوراولی علی پور کھیڑا کیا گیا
نواز خان خنک اکبرپور و شکارپور مین مقرر ہوا ذوالفقار خان چیلہ عرف منجھلے نواب شمش آباد مین
مامور ہوا اوسکے متعلق چھبرامئو و سکندرپور و بھونگاون کیے گئے منور خان اٹھارھوان
بیٹا پالی و سانڈی کا حاکم مقرر ہوا خدا بندہ خان بارھوان بیٹا بلگرام کا فوجدار کیا گیا نواب
احمد خان کا بڑا بیٹا محمد خان و جہان خان چیلہ معہ دس ہزار سوار و بیشمار پیادون کے لکھنو صوبہ
اودھ پر قبضہ کرنے کے واسطے بھیجے گئے اس زمانہ مین شادیخان سولھوین بیٹے دکالیخان ولد

اپنی توپین ایک بلندی پر قصب کی اس بلندی کا نام قلعہ راجہ ہربونگ تھا تمام الہ آباد
کو خلد آباد سے لیکر قلعی تک جلا دیا اور لوٹ لیا اور چار ہزار عورتون اور بچون کو قید کر لیا
کوئی جگہہ بجز شیخ محمد افضل الہ آبادی کے مکن و دریا باد کے لوٹ سے باقی نہ رہی ان دونون
جگہون پر پٹھان قابض تھے بقا راللہ خان و علی قلیخان وزیر کی جانب سے حفاظت قلعہ کی
کرتے تھے۔ اتفاقاً اندر گر نام سنیاسے معہ پانچ ہزار برہنہ جنگجو فقیرون کے وہان ترچھہ
کو آیا اور پرانے شہر اور قلعہ کے درمیان ٹھہرا یہہ فقیر وزیر کے لوگون کی جانب شریک
ہوئے بقا راللہ کار آزمودہ آدمی تھا اور جنگ مین مہارت کامل رکھتا تھا اوس نے دریا پر
ایک پل اوس مقام پر باندھا جو درمیان تربینی جو قلعہ کا پھاٹک ہے اور قصبہ ارایل کے
واقعہ ہے یہہ قصبہ گنگا کے داہنے کنارے پر گنگا و جمنا کے سنگم کے نیچے ہے اوسنے اپنا
لشکر گاہ تو اوس قصبہ مین چھوڑا اور خود معہ فوج صبح و شام قلعہ کو آتا جاتا رہا اور اوسوقت
فصیل سے برابر توپین دشمن پر یعنے نواب احمد خان پر چھوٹتی رہین اوسکی جانب سے
راجہ پرتھی پت اور دوسرے سردارون نے قلعہ کو لینے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہے
راجہ بلونت سنگہ جسے بذات خود آنیکا حکم ہوا تھا اوسوقت جھونسی کو پہونچا اور نواب کے
بیٹے محمد خان کے توسط سے نواب کے حضور مین حاضر ہوا محمد خان حال مین لکھنؤ سے
آیا تھا راجہ بلونت سنگہ نے ایک لاکھ روپیہ نذر گذرانا اوسکو خلعت مرحمت ہوا اور
نصف اوسکی ریاست اُسکے نام کرائی گئی باقی نصف پر صاحب خان دلازاک جونپوری
نواب کی کسی بیگم کا رشتہ دار مقرر ہوا نواب نے راجہ بلونت سنگہ کو حکم کیا کہ تم محمد خان
کو ساتھہ لیکر ارایل کو جاؤ اور دشمن کو وہان سے بھگا کر اپنی فوج کا پڑاؤ وہان ڈالو تاکہ
قلعہ کی آمد و رفت رُکے اور باب رسد مسدود ہو راجہ نے منظور کیا اور اپنی لشکر گاہ مقام
جھونسی کو آکر ناؤین مہیا کرنے کا حکم دیا جب نواب بقا راللہ خان کے جاسوسون نے
اِس ارادے کی خبر اوسکو پہنچائی تب اوس نے فکر گرداشت وغ کی اور باہم اپنے لوگون سے

راہ سے جھوسی کو بھاگ گئے تب علی قلی خان صوبہ الہ آباد کا اونسے ملنے کو آیا اوسوقت
اُنہون نے معلوم کیا کہ شادی بیس ہزار سپاہ کے ساتھہ آیا ہے علی قلی خان اپنی فوج اور
کچھہ راے پرتاب نراین کی فوج کی لیکر شادی خان کے مقابلہ کو بڑھا دونوں فوجون کا
کوڑہ جہان آباد مین مقابلہ ہوا اور جنگ شروع ہوئی شادی خان شکست کھاکر لوٹا جب
اِس شکست کی خبر نواب احمد خان کو پہونچی تو اُس نے ارادہ کیا کہ بہت سے کمک بھیجے مگر
صلاح کارون نے کہا کہ اپ خود وہان چلئے کیونکہ آپ کی آمد سنکر دشمن فی الفور الہ آباد
کا قلعہ خالی کر دینگے بقار اللہ خان و علی قلیخان نواب احمد خان کی آمد سُنکر بعجلت تمام
وہانسے پھرے اور الہ آباد کے قلعہ مین پناہ گزین ہوئے - احمد خان نے کوڑہ جہان آباد مین
پہونچکر چند روز قیام کیا اور یہہ عزم کیا کہ خود وہان سے گھر کو واپس آوے اور جنگ اِن
تین سردارون یعنے منصور علیخان و رستم خان بنگش و سعادت خان افریدی برادر محمود خان
و بخشی نواب قایم خان کے ہاتھہ چھوڑ دئے اِن تینون سردارون کے پاس بہت سی
سپاہ نوکر تھی لیکن شرقی صوبہ جات کے حاکمون یعنے پرتھی پت ولد چتر دھاری ولد جی سنگہ
سوم منبی حاکم پرتاب گڈھ و راجہ بلونت راو حاکم بنارس کے وکیل جو اونکے پاس پہونچے
تو اونکو آگے بڑھنے کی ترغیب ہوئی یہہ وکیل بذریعہ مستجاب خان و حاجی سردار خان
کے جو اُسوقت حاضر تھے نواب کے روبرو پہونچے مضمون نامہ جات کا یہہ تھا کہ اگر
آپ الہ آباد کی طرف بڑھینگے تو ہم لوگ کوشش کر کے بہت جلد قلعہ خالی کرا دینگے
پس تمام شرقی حصہ ملک کا آپ کے قبضہ مین آجاویگا ان نامون کے پہونچنے سے
نواب الہ آباد کی طرف بڑھا راجہ پرتھی پت پرتاب گڈہ سے اپنی فوج لاکر گنگا کے
کنارے خیمہ زن ہوا جب نواب وہان پہونچا اوسنے دریا پار ہوکر نواب سے ملاقات کی
اوسوقت نواب نے اوسکو خلعت عطا کیا اور خود اوس کی درخواست پر اوسکو پیش لشکر مین
قایم کیا - الہ آباد کو پہونچکر نواب دریاے گنگا کو عبور کر کے جھوسی کو پہونچا اور میان

نصیب ہوئی اور میدان جنگ پر قابض ہوئے جسجگہہ یہہ لوگ مقیم تھے وہانسے پل تمام وکمال
نظر آتا تھا جسوقت لڑائی شروع ہوئی سعادت خان منصور علیخان کی فوج سے آگے اپنی فوج
کو دشمن پر بڑھا لیگیا جب منصور علیخان کے لوگون نے یہہ حال دیکھا از راہ رشک جلد
بڑھکر اون لوگونسے آگے ہوئے حسام الدین کہتا ہی کہ مین خود اوسوقت موجود تھا اور منصور علیخان
کی فوج مین تھا بعد فتح کے حسام الدین وسعادت خان فصیل کے قریب کھڑے تھے جہان
سے سب کا سب پل معلوم ہوتا تھا انکا یہہ قصد ہوا کہ پل کے سرے پر جاوین راجہ پرتھی پت
کی بھی رائے ہوئی لیکن جسوقت نواب احمد خان نے خبر فتح کی سُنی فوراً ایکہ بشتر سوار
نواب منصور علیخان کو واپس بُلانیکے واسطے دوڑایا اور کہلا بھیجا کہ آگے جانا گویا پتھر پر
سر دے مارنے کے برابر ہی حکم پاتے ہی منصور علیخان نے قصد لوٹنے کا کیا مگر پرتھی پت نے
کہا کہ قرینے سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ قلعہ خالی ہوگیا ہی پس اس مین کیا قباحت ہی اگر ہم
پل کے سرے تک جاوین اگر قلعہ مین کوئی متنفس باقی ہوگا تو بیشک ہمکو آتے دیکھکر گولی
چلاویگا پس اگر ہم پر گولی نہ چلائی جاوے گی تو تصور کرینگے کہ قلعہ خالی ہی اور اوس پر
قبضہ کرلینگے منصور علیخان نے جواب دیا کہ مین خلاف حکم ایسا قصد نہین کرسکتا ہون یہہ
کہکر شادیانے فتح کے بجوائے اور نواب کی خدمت مین واپس آکر معہ دوسرے سردارون
کے نذر گذرانی جسوقت محاصرہ ہو رہا تھا نواب نے صاحبزمان خان ولد اکجو نپوری کو
مقامات جونپور اعظم گدھ اکبرپور و دیگر مقامات مین اپنا نایب مقرر کیا بلونت سنگہ نے
نصف ریاست کے دینے سے انکار کیا اور صاحب زمان خان کو حکم پہونچا کہ اوسکو ملک
سے بھگا دو اوسکو کمک بھیجی گئی اور اکبر شاہ راجہ اعظم گدھ اور شمشادجہان زمیندار اول
اوسکے آکر شریک ہوئے ماول اعظم گدھ سے تیس میل کے فاصلہ پر واقعہ ہی فوج اکبرپور
مین جمع ہوئی اور ایک چھوٹا سا قلعہ سرہان پور کا پندرہ روز کے محاصرہ کے بعد مفتوح ہوا
زان بعد جونپور کی طرف بڑھے اور چھہ گھنٹے سخت لڑائی کی بعد حملہ آور ہوکر گھس آئے

مشورہ کیا کہ کیا ایسی تدبیر کرنا چاہئے جس سے دو جانب سے ہم پر حملہ ہونے پاوے
آخر اسپر رایون کا اتفاق ہوا کہ دوسرے روز مقابل کی فوج سے جنگ کریں چنانچہ
بقاء اللہ خان بڑی فوج لیکر پل سے پار ہوا اور فوج قلعہ سے باہر آکر اوس سے متفق ہوئی
اندر گر سینا سے بھی حکم پاکر شریک ہونے کے واسطے قلعہ کی آڑ مین آگے بڑھا اور گنگا کے
کنارے پرانے شہر سے قلعہ تک صف باندھکر بعزم جنگ کھڑا ہوا جسوقت نواب احمد خان
نے یہہ خبر سُنی خود سوار ہوکر اپنی لشکرگاہ کے کنارے آیا اور وہانسے اونسے نواب منصور علیخان
و نواب شادی خان کو سپاہ پر حکومت کرنے کو بھیجا بموجب حکم کے وے آگے بڑھے علاوہ
ازین اونکے ساتھہ اپنی سپاہ کے دس ہزار جوان زیر حکم رستم خان بنگش و چار ہزار ماتحت
سعادت خان آفریدی اور دو ہزار شگل خان کے حکم مین اور تین ہزار یکہ جوان محمد علیخان
آفریدی کے زیر حکم اور دو ہزار آدمی عبدالرشید خان چیلہ کے حکم مین تھے اونکے سواے
اور بھی سردار ساتھہ تھے یعنے نامدار خان برادر نواب عزت خان نور خان ولد خلیل خان
متبنیٰ نامدار خان برادر ہمت خان متبنیٰ و عبداللہ خان ورکزئی نواب نے ان سب کو حکم
دیا کہ اپنی فوج کے ساتھہ بڑھکر دشمن کو بھگادین راجہ پرتھی پت سے نواب نے کہا کہ تمہارا
مقام پیش لشکر ہے وہان جاؤ راجہ حملہ مین آگے ہوا اور جنگ شروع ہوئی تین گھنٹہ توپ
و بندوق و بان کا ہنگامہ گرم رہا آخرکار راجہ پرتھی جو آگے تھا قابو پاکر دشمن کی سپاہ مین
در آیا یہہ دیکھکر منصور علیخان اور دوسرے سردار اوسکی مدد کو بڑھے راجہ ہاتھی سے اوترکر
گھوڑے پر سوار ہوا تب اوسکے ہمراہی اپنے گھوڑون سے اوترکر شمشیر بدست دشمن پر جھپٹے
اِس مقام پر پہونچکر منصور علیخان بھی اپنے ہاتھی سے اوترکر راجہ کے آگے پہونچا بقاء اللہ خان
کے چیدہ چیدہ آدمی کام آئے اور جب بقاء اللہ نے دیکھا کہ فتح کی امید نہین ہے اپنی سپاہ کے
ساتھہ پل کے پار گیا اور گولنداز تو پین قلعہ مین چھوڑکر پل کے پار بھاگ آئے اور بھاگتے
وقت اپنے کنارہ کی طرف پُل توڑ دیا نواب احمد خان کی فوج کو اِس صورت سے یہہ فتح بھی

وزیر رام چتونی مین شکست کہا کر ۲۹ شوال مطابق ۲۰ ستمبر سنہ ۱۷۵۰ع کو دہلی کو واپس آیا اور یہان پہونچکر اوسنے دیکہا کہ بادشاہ مجھہ سے سخت ناراض ہی تو نہایت غمگین ہوا ایک عرصہ تک وہ گھر سے نہ نکلا ہر وقت سر پر ہاتھہ رکہے ہتیار رہتا تھا آخر الامر اوسکی بیگم نے اوسکو ڈھارس دی اور اقرار کیا کہ جتنا روپیہ میرے پاس ہی سب تمکو دیتی ہون یہہ سنکر اوسکو ہمت ہوئی اور اوسنے راجہ ناگرمل اور لچھمی نراین اور اسمعیل بیگ خان کو طلب کیا اسمعیل بیگ نے صلاح دی کہ افغانستان سے فوج منگانا چاہیے ناگرمل کی رائے ہوئی کہ روہیلونکو بلانا چاہیے اور کہا کہ قایم خان کے حملہ کے سبب سے روہیلے فرخ آباد کے پٹھانون سے عداوت رکھتے ہین وزیر نے اِس تجویز کو ناپسند کیا اور کہا کہ اگرچہ افغان باہم لڑتے ہین ولیکن اگر کوئی اور غنیم اونسے لڑنے جاویگا تو سب متفق ہو جاوینگے تب وزیر نے لچھمی نراین سے صلاح پوچھی اوسنے مرہٹون کی فوج کثیر کا مذکور کیا اور کہا کہ جی آپا اور ملہر راؤ کے پاس ستر اسی ہزار فوج اسوقت کوٹہ کے قرب وجوار مین ہی ایک ہزار مرہٹے دس ہزار افغانون کیواسطے بس ہین اور پٹھان مرہٹون کے نام سے چونک پڑتے ہین اب وزیر نے مرہٹوں سے مدد مانگنے کا ارادہ کیا وزیر کو دوسرا بڑا کام اہم یہہ باقی تھا کہ بادشاہ کو کسی صورت رضامند کرنا چاہیے بدین غرض وزیر نے جوگل کشور کو نواب ناظر جاوید خان کے پاس بھیجا اور اوس سے اعانت چاہی اِس جاوید خان خواجہ سرا کو بادشاہ نہایت عزیز رکھتا تھا وزیر کا حال بالتصریح سُننے کے بعد جاوید خان نے کہا کہ ایسے معاملہ کی بحث بالمواجہ ہونی چاہیے بروز چہارشنبہ میں لغرض فاتحہ خوانی حضرت سلطان المشایخ نظام الدین اولیا کی درگاہ کو جاؤنگا بوقت واپسی وزیر کے مکان پر آونگا اوسوقت جن جن پیچیدگیون کو وہ سلجھانا چاہیے مجھہ سے بیان کرے جوگل کشور نے واپس آکر وزیر سے اوسکا پیام بیان کیا چہارشنبہ کو جاوید خان حضرت نظام الدین اولیا کے مزار شریف کی زیارت کے بعد پوشیدہ وزیر کے مکان پر آیا ادھر ادھر کی باتوں کے بعد ناظر نے وزیر سے کہا کہ

اور اوس مقام پر قابض ہو گئے صاحبزمانخان نے آپ ہی بڑھنے میں تاخیر کی اور الہ آباد
کی طرف کوچ کیا یہہ مقام جونپور سے بیس میل شمال مشرق ہے بلونت سنگہ نے عہد و پیمان
ہونے کے بعد جسکا مذکور پیشتر ہو چکا ہے صاحب زمان خان معہ سردار خان کے اوس حصہ
ملک پر قبضہ کرنے کے واسطے روانہ ہوا جو دریاے گنگا کے شمال کی طرف واقعہ ہے اسکے
تھوڑے عرصہ کے بعد نواب احمد خان یہہ خبر سنکر کہ صفدر جنگ اور مرہٹے فرخ آباد کی
طرف بڑھ گئے ہین اوس طرف روانہ ہوا بلونت سنگہ گنگا پور سے جو بنارس سے تھوڑے
فاصلہ پر واقعہ ہے روانہ ہو کر مرباہو میں پہونچا یہہ مقام جونپور سے بارہ میل جنوب مین ہے
اور صاحبزمانخان سے اپنے ملک کے واپسی کا مطالبہ کیا ہر دو متخاصمین کا تصفیہ جنگ پر
منحصر ہوا بلونت سنگہ کے افغان سردارون نے اپنی ہم قوم افغان یعنے صاحبزمان خان سے
جنگ کرنے کا انکار کیا لاچار ہو کر بلونت سنگہ نے معاملہ صلح کرنا مناسب جانا صاحبزمانخان
نے چاندی پور مین پڑاؤ ڈالا دوسرے روز اوس کی فوج مین بابت بقایاے تنخواہ کے
بلوہ ہو گیا اور وہ تنہا اعظم گڈھ کیطرف روانہ ہوا صاحب زمان خان ملک تبیا کو گیا اور
وہان کے راجہ نے اوسکو پناہ دی تہوڑے عرصے بعد وہ جونپور کو واپس آیا لیکن
بلونت سنگہ نے پھر اُسے معزز کر دیا اوسکی وفات کے اوسکے بیٹے اوسکے جانشین ہوئے
مگر اونمین سے کوئی قابل مذکور نہیں ہیں۔ نقل ہے کہ جب بنارس کے مہاجنون نے
پٹھانون کی آمد سُنی تو اُنہون نے کہا ہم دو کروڑ روپیہ بطور محصول داخل کرتے ہیں اس شرط
پر کہ پٹھان ہمارے شہر مین نہ آوین انکا یہہ حال تہا کہ کہتے تھے کہ اگر ہم پٹھان کو خواب
مین بھی دور سے دیکھتے ہین تو کانپنے لگتے ہین۔ غرض کہ دو کروڑ روپیہ دیا گیا اور
پٹھان واپس گئے۔

فتحگڈہ کا محاصرہ اور نواب کا بھاگنا

اسکے بعد بنگال کا عزم کریگا اور اخبار نویسون نے حضور عالی کو بخوبی اطلاع دی ہے کہ اوسنے
لشکر عظیم اکٹھا تو کیا ہی علما یہہ کہتے ہین کہ کتاب آخون درویزہ مصنفہ مرشد ودی افغانان
مین یہہ لکھا ہی کہ کوئی افغان سردار بجمعیت زائد از دوازدہ ہزار مرتبہ شاہی کو پہونچیگا
پس اس صورت مین احمد خان جس کے پاس ایک لاکھ سے زاید فوج ہی اور سات صوبے
قبضہ مین ہین اپنے تئین بادشاہ قرار دینے سے کیونکر باز رہ سکتا ہی جب جاوید خان نے
اس طوالت کے ساتھہ یہہ فریب آمیز گفتگو کی تو بادشاہ سخت متردد ہوکر پوچھنے لگا کہ اب
اس مشکل سے نکلنے کی کونسی صورت ہے یہہ سنتے ہی جاوید خان نے عرض کی کہ صفدر جنگ
کا قصور معاف ہو اور احمد خان کو مطیع کرنے کا کام اوسکو تفویض کیا جاوے بادشاہ نے
اوسکا جواب یہہ دیا کہ صفدر جنگ سے کچھہ بھی امید نہیں ہی کیونکہ وہ فوج کثیر توپ وبندوق
وبان یہہ سب کچھہ لیکر گیا تھا مگر احمد خان نے تھوڑی سی فوج سے اوسکو شکست فاش دی
اور اب جب کہ احمد خان کی طاقت بہت بڑہ گئی ہے تو صفدر جنگ اوسی دل ہاری فوج سے
اب کیا کر سکتا ہے اور زدہ را باید زد مثل مشہور ہے بادشاہ نے جاوید خان سے کہا کہ
میری راے مین تمہاری تجویز بالکل خیال خام ہے مین اسے ہرگز منظور نہین کر سکتا ہون
کیونکہ اچھی تجویز مین کبھی ایسی خفت نہوگی۔ جاوید خان نے جوابدیا کہ کمترین کی اس تجویز کے
متعلق اور بھی تدابیر ہین آپا سیندھیا اور ملہر راؤ جو اسوقت راجپوتانہ مین ہین اور گواہ
اوسکے مخالف ہین لیکن اگر طلب کئے جاوین تو حضور عالی کی نوکری کرینگے اور اپنی
انتفاع کی امید سے جو حکم اونکو دیا جاویگا اوسکی تعمیل وفاداری کے ساتھہ عمل مین لاوینگے
سورج مل جاٹ کی فوج بھی اگرچہ صفدر جنگ کے ساتھہ گئی تھی مگر اوس نے شکست
نہ پائی نہ منتشر ہوئی سوا اسکے حافظ رحمت خان روہیلیون کا سردار صفدر جنگ کا
دوست ہے آخر الامر بادشاہ جاوید خان کی باتون مین آگیا اور حکم کیا کہ صفدر جنگ سے
کہو کہ اوسکا قصور معاف ہوگیا ہے اور کل دربار مین حاضر ہو جاوید خان خوش خوش

کہ بادشاہ سلامت کا مزاج تمہاری طرف سے بالکل پھر گیا ہے کسیکو جرات نہیں ہے کہ کوئی بات
بہتری کی تمہارے حق مین حضور مین عرض کرے اور نواب فیروز جنگ نواب احمد خان کیواسطے
سعی کرنے پر اسقدر مستعد ہے کہ کسیکی مجال نہین ہے کہ اوسکے خلاف ایک بات بھی موہنہ سے
نکال سکے وزیر نے بعض الفاظ قریب الفہم جاوید خان سے کہے اور کہا کہ اگر آپ اس
معاملہ مین دست اندازی کرین اور بعنوان شایستہ بادشاہ سلامت سے عرض معروض کرین
تو خوب ہو تو اب ناظر نے اپنی بات پر بھروسہ کرکے اقرار کیا کہ جب موقع مناسب ہوگا تمہارے
حق مین سفارش کرونگا اور انشاء اللہ تعالی بادشاہ سلامت کے مزاج کو تمہاری طرف رجوع
کرونگا بعد اس گفتگو کے وہ سوار ہوکر اپنے گھر کو روانہ ہوا تین روز کے بعد ایک اخبار نویس
کے پاس سے جو احمد خان کے لشکرگاہ مین متعین تھا ایک خط اس مضمون کا آیا کہ صوبہ جات
مشرقی کے زمیندار راجہ پرتھی پت و راجہ بلونت سنگھ دوسرے زمیندار معہ زر کثیر نواب کے
خدمت مین حاضر ہوئے اور اپنے تئین نواب کا مطیع قرار دیا یہہ بھی الہ آباد کے محاصرہ کے
واسطے نواب کے شریک ہوئے ہین بڑی فوج جمع ہوگئی ہے اور روز بروز جمع ہوتی جاتی ہے
ایک لاکھ سوار اور بیشمار پیدل زیر لوائے نواب احمد خان مجتمع ہوگئے ہیں دیکھا چاہیے
بعد فتح قلعہ الہ آباد کے پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے نواب ناظر نے موقع پاکر حسب طرح
وزیر سے اقرار کرایا تھا لکھنا شروع کیا اور جو جو باتین وزیر نے از راہ دوراندیشی اسکو
سکھلائی تھین اونسے بادشاہ سے بیان کین ناظر ایسے الفاظ سے کہ جن سے دل پر
بڑا اثر پیدا ہو کہنے لگا کہ جب ملکی معاملات کی طرف خیال کرتا ہون مجھے سخت تردد ہوتا ہے
میری نیند جاتی رہتی ہے صفدر جنگ کے شکست کھاکر واپس آنے کے بعد فیروز جنگ نے
ایک فرمان گویا بصورت تہنیت نامہ کے احمد خان کے نام بابت قرار ریاست موروثی بھجوایا
تھا اوسپر قناعت نہ کرکے اوسنے ریاست ہائے خالصہ پر بھی قبضہ کرلیا ہے اور اپنے بیٹے
کو بغرض تسخیر ملک اودھ کے روانہ کیا ہے اور خود الہ آباد کو محاصرہ کئے ہوئے ہے اسکے بعد

کچھہ فاصلہ تک اونکی پیشوائی کے واسطے بھیجا گیا دوسرے روز ملہراو اور آپا صاحب بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوئے اور خلعت مرحمت ہوا وزیر نے سورج مل جاٹ کو بلوایا اور اوسکو بھی خلعت ملا وزیر نے اجازت کوچ کی طلب کی اور بادشاہ نے فتح پیچ عنایت کرکے رخصت کیا اور حکم کیا کہ اپنی فوج لیکر احمد خان پر چڑھائی کرو صفدر جنگ اپنی فوج لیکر معہ اونکے جو اوسکے شریک تھے یعنی فوج شاہی و جاٹ کے دریاے جمنا پار ہوا صفدر جنگ نے پہلا یہ حکم مرہٹون کو دیا شادل خان فرخ آباد کے عامل کو کوئل کی نواح سے بھگانا چاہیے اور جب وہ فرخ آباد کی طرف بھاگے اوسکا تعاقب کرتے ہوئے فرخ اباد کی طرف بڑھنا چاہیے ملہر راو اور آپا صاحب نے پنڈارا سوارون کو حکم دیا کہ احمد خان کے ملک کو آگ لگاتے اور ویران کرتے چلے جاؤ بمجرد حکم کے لوٹنا شروع کیا اور شادل خان کو جا گھیرا تھوڑے عرصہ مین ملہر راو اور آپا سندھیا خود وہان پہونچے اور حملہ شروع ہوا اگرچہ شادل خان کے پاس بمقابلہ غنیم کے فوج نہایت قلیل تھی مگر تاہم تھوڑے عرصے تک قدم جمائے رہا اور جہانتک ممکن تھا دشمن کا مقابلہ کیا ایک روز اپنی فوج کی خوب حفاظت کرکے اور دشمن کے بہت سے آدمی مار کر آخر کار گنگا پار ہو کر قادر چوک کو پہونچا وہان سے اوسنے گل خان احمد خان کو بمقام الہ آباد لکھہ بھیجا اور شرق سمت گنگا کے کنارے کنارے فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا شادل خان ابتداے جمادی الاولی سنہ ۱۱۶۴ع یعنے مارچ و اپریل سنہ ۱۷۵۱ع کو پسپا ہوا وزیر کی شکست مورخہ ستمبر سنہ ۱۷۵۰ع سے چھہ مہینے بعد احمد خان نے مرہٹون کے مقابلہ سے شادل خان کا پسپا ہونا سنا نواب نے راجہ پرتھی پت کو طلب کیا اور کہا کہ وزیر کو زک دینے کے واسطے مجھے گھر کی طرف جانا ضرور ہے انشاء اللہ تعالی اوسکو بار دگر واپس آتا ہوں اوس وقت اضلاع مشرق پر قبضہ کرونگا راجہ پرتھی پت نے کہا میری ایک صلاح ہے کہ بالفعل فرخ آباد کی طرف جانا بالکل نامناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ وزیر تو قریب پہونچ ہی چکا ہے اب آپ کیسی عجلت کرینگے تاہم بر وقت پہونچنا محال ہے اور بالفرض آپ عین وقت پر پہونچ بھی گئے تاہم فوج چونکہ منتشر ہو جاویگی اوسکے مجتمع کرنے

اپنے گھر کو گیا اور رات کو وزیر کے مکان پر پہونچا پہلے دونون باہم بغلگیر ہوئے بعدازان جو گفتگو
بادشاہ سے ہوئی تھی سب وزیر سے دوہرائی اب جاوید خان جوگل کشور کو ساتھ لیکر اپنے مکان
کو گیا اور اوس سے کہا کہ وزیر سے کہدینا کہ کل دربار مین حاضر ہو اور فی الفور ایک فرد نذرانہ کی
تیار کرے تعداد نذرانہ کی عہ لاکھ روپیہ سے کم نہ ہو جوگل کشور نے واپس آکر وزیر سے کہا کہ
عہ لاکھ نذر مقرر ہوئی ہے کہ جاوید خان سے ملاقات کے وقت دینا چاہئے دوسرے روز
علی الصباح بادشاہ نے محل سے برآمد ہوکر دیوان عام مین سنگ مرمر کے تخت پر جلوس فرمایا
امرا و اراکین حاضر ہوئے اور آداب بجا لاکر اپنے اپنے پائے پر کھڑے ہوئے اسوقت ناظر جاوید خان
کو حکم ہوا کہ وزیر صفدر جنگ کو بارگاہ سلطانی مین حاضر کرے جسوقت جاوید خان وزیر کے مکان پر پہونچا
بیس خوان جواہر و پارچہ ہائے قیمتی کے اوسکے روبرو پیش کئے گئے بعدازان وے حضور مین حاضر
ہوئے وزیر نے اپنا سر بادشاہ کے قدمون پر رکھدیا بادشاہ نے سر اوٹھاکر چھاتی سے
لگایا وزیر نے عرض کی غلام نے بڑا گناہ کیا مگر ملتجی عفو ہے بقول سعدی علیہ الرحمہ بندہ
ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش ✝ عذر بدرگاہ خدا آورد ✝ ورنہ سزاوار خداوندیش ✝ کس نتواند
کہ بجا آورد ✝ بادشاہ نے فرمایا کہ مین نے بعد غور تمہارا القصور معاف کیا اور عذر پذیر اکیا
خلعت دہ پارچہ و فیل و اسپ از اصطبل شاہی و شمشیر وزیر صفدر جنگ کو مرحمت ہوئی وزیر نے
اپنی فرد نذرانہ تعدادی عہ لاکھ پیش کی اور رخصت ہوکر پچاس ہزار روپیہ خیرات
کرتا ہوا گھر کو روانہ ہوا حسب استدعاے جاوید خان ملہار راؤ و آپا سیندھیا کے نام
ایک فرمان شاہی جاری ہوا رام نراین قاصد کو کوڑہ سے دوڑا او اسطرف اور دہلی سے
دو سوا کشھ میل جنوب مین مرہٹے ملے۔ آپا سیندھیا نے دو کروڑ روپیہ طلب کئے
رام نراین نے کہا کہ پچاس لاکھ روپیہ دینگے آخر کار ملہار راؤ ایک کروڑ پر راضی ہوا
اور آپا صاحب کو بھی سمجھا کر راضی کیا اور بعض کہتے ہین کہ عہ ہزار روپیہ تا زمان جنگ
کا اقرار ہوا بہر حال مرہٹے دہلی کیطرف روانہ ہوئے اور جلد آپہونچے ایک عہدہ دار

گنگا کو عبور کر کے اور ملک کو روانہ ہوا نواب کی حکم کے موجب نواب کا بیٹا محمود خان جس کی عمر
اسوقت ۱۵ سال کی تھی اودھ ہو کر جھونسی سے بسمت مغرب روانہ ہوا اثناے راہ میں للیا
کھیری کے زمینداروں نے نواب کے توشہ خانہ کی گاڑیاں لوٹ لین یہہ کھیڑہ ۵
میل لکھنؤ سے جنوب کی طرف واقع ہے جب محمود خان کو یہہ خبر پہونچی کہ اسباب لٹ گیا اور چند
سپاہی مارے گئے اونسے فوراً مقام کیا اور گانوں کو لوٹ کر باشندون کو قتل کر ڈالا بعد
لڑائی کے کئی ہزار صندوق گانوں سے واپس ملے جب وہ مغرب کی طرف آگے بڑھا اوسنے
سنا کہ لکھنو اور کاکوری کے شیخون نے سر اُٹھایا ہے اور پٹھانون کو نکال دیا ہے چونکہ اوسوقت
مین انتقام ممکن نہ تھا یہہ نوجوان نواب آگے بڑھتا ہوا بلگرام کے قریب پہونچا یہان
اوسکو روک ٹوک ہوئی بالآخر سانڈی پالی سے گذر کر دریاے گنگا کے کنارے اوس مقام
پر پہونچا جس کی دوسری جانب مقام فتحگڑھ اوسکے باپ کا لشکرگاہ تھا نواب احمد خان الہ آباد
سے روانہ ہو کر چھہ روز کے عرصہ مین اپنی دار الریاست کو پہونچا مگر اوسکے ساتھی جو بعض زر
آشنا تھے راستے سے اوسکے ساتھہ چھوڑ چھوڑ کر جاے عافیت مین پناہ گزین ہوئے صرف
وہ لوگ جنکو نام و مرتبہ کا خیال تھا وہ ساتھہ رہگئے پہلے اوسنے بی بی صاحبہ اور اپنے
دوسرے رشتہ دار مستورات کو کسی موقع پناہ مین پہونچا دینے کی فکر کی یہہ سب بمشکل تمام
وہانسے آنولہ شاہجہانپور کو روانہ ہوئین شہر کے بہت سے باشندون نے جب بی بی صاحبہ
کو وہانسے جاتے دیکھا اپنا اپنا گھر چھوڑ دیا نواب نے ہر سردار کو نام بنام طلب کیا اور اُنسے
صلاح پوچھی کہ دشمن سے کس طرح مقابلہ کرنا چاہیے تمام رئیس و فوج کے سردار و تاجر و مہاجن
اور بازار کے بڑے بڑے آدمی اور وہ لوگ جو لئیق و عاقل مشہور تھے نواب کے روبرو حاضر
ہوئے اونہون نے عرض کی کہ دشمن کے ساتھہ فوج بیشمار ہے اور نواب کی فوج بمقابلہ اوسکے
گویا دال مین نمک کے برابر ہے یہہ سچ ہے کہ نواب کے آدمی تھوڑے تو ہین مگر بہادر ہین
لیکن بزرگون کا قول ہے کہ ایک شخص بمقابل حریف کے جنگ کر سکتا ہے اور نہ ایک ہزار سے

کی دقت ہوگی لہذا بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ گنگا پار ہوکر صوبہ اودھ کو چلین اور وہانسے جانب مغرب روانہ ہون اِس مین چند فواید ہین ایک تو شتاب زدگی کرنا نہ پڑیگی فوج بھی منتشر نہ ہوگی اور زمیندار لوگ اودھ کے جو اپنے گھرون سے بھاگ گئے تھے وے بے مانگے مدد روپے اور سپاہ سے دینگے دوسری وجہ یہہ ہے کہ بہت سی زر آشنا فوج - یعنی کرایہ کی فوج جو آپ کے حکم مین جمع ہو رہی ہے جب آپ فرخ آباد کو بعجلت روانہ ہونگے یہہ سب ساتھہ چھوڑ دینگے - نواب نے کہا مین اپنے سردارون سے مشورہ کردن دیکھون اونکی کیا راے ہے راجہ رخصت ہوا نواب نے رستم خان بنگش و منگل خان غلزئی و محمد خان افریدی و مستجاب خان درکزئی و حاجی سردار خان و دیگر سرداران کو طلب کیا جسوقت اُنہون نے راجہ کی صلاح سُنی اُنہون نے کہا علیحدہ باہم مشورہ کر کے جواب دینگے زاید لوگون کی راے تو یہہ ہوئی کہ گنگا کو نہ اُترنا چاہئے فقط حاجی سردار خان کی راے اسکے خلاف تھی - سب افغان سردار نواب کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اگر گنگا پار جاینگے تو دشمن بالیقین یہہ تصور کرینگے کہ ہم خوف سے بھاگ گئے ہم کو خوف نہ کرنا چاہئے یہہ وہی وزیر ہے جسے ہم ایکبار زک دے چکے ہین اور اللہ کی مدد سے اپنی تلوار کے زور سے اس مرتبہ دشمن کو زندہ نہ جانے دینگے اور ہمارے نزدیک اوسکے فوج کی یہہ وقعت ہے جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ مرے کو مارنا کیا مشکل ہے نواب نے حاجی سردار خان کی طرف مخاطب ہوکر پوچھا تم کیون خاموش ہو اوسنے جوابدیا کہ میری بات سے یہہ لوگ خوش نہ ہونگے میری راے راجہ پرتھی پت کی راے سے مطابق ہے اور مین سمجھتا ہون کہ اون کی راے بہت مناسب ہے حسب صلاح سردارون کے فرخ آباد کی طرف کوچ کا حکم ہوا راجہ کو طلب کیا اور جو کچھہ مشورہ قرار پایا تھا اوسے اونکو اطلاع دی راجہ نے پوچھا مجھے کیا حکم ہوتا ہے نواب نے کہا مین تمکو بالفعل اس ملک مین بطور اپنے نائب کے چھوڑے جاتا ہون لہذا تم اپنی زمینداری کو واپس جاؤ اور اودھ کے زمینداروں سے کہو کہ اپنے اپنے گھرون مین جا بسو راجہ کو اوسوقت خلعت مرحمت ہوا اور وہ رخصت ہوکر دریا کے

احمد خان کے محاصرہ کیواسطے بھیجدیو کہ جاکر چارون طرف رسد بند کردے اور کہین سے کھانا پانی یا چارہ نواب کو نہ پہونچنے پاوے بموجب حکم کے اُنہوں نے تانتیا کو جمعیت دس ہزار سوار فرخ آباد کی طرف روانہ کیا جب سوار شہر کے قریب پہونچے اُنہون نے دیکھا کہ سردار چھوڑکر چلے گئے ہین اُنہون نے بہت سے گانون اور قصبوں کو آگ لگادی جب مرہٹوں کے سوار شہر مین پہونچے اور شہر کو مفلسی و پریشانی و بھوک پیاس مین مبتلا پایا تب لوٹ و غارت کی جو امید اونکے دل مین تھی وہ سب جاتی رہی اب وے اوس مقام کی طرف روانہ ہوئی جہان نواب امادہ جنگ مقیم تھا جب اونکی نظر فوج پر پڑی اونہون نے باہم کہا کہ ملہر راو و سندہیا نے ہمکو اس فوج سے لڑنے اور اوسکے محاصرہ کرنے کو بھیجا ہے لیکن یہہ نواب ایسا جری ہے اور اوسکی قوم ایسی بہادر ہے کہ اوسنے تھوڑی سی فوج سے وزیر کی بیشمار فوج کو زک دی ایسے لوگون کے ساتھہ بڑے حزم و احتیاط سے مقابلہ کرنا چاہئیے یہہ سُنکر کہ کچھہ توپین یاقوت گنج مین رکھی ہین جو شہر سے پانچ میل اور فتحگڑھ سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے تانتیا نے لئے چند سوار اوس طرف روانہ کئے اُنہوں نے چند گنوارون کو مجمع کیا اور توپین اپنے لشکر کی طرف کھینچ لیچلے جب قاسم باغ کی قریب پہونچے جو فتحگڑھ سے نصف میل جنوب مین ہے یہان پٹھان گڈھون مین کمین گاہ مین تھے فوراً مرہٹون پر آن پڑے توپین اُنسے چھین لیں اور پھر کر اونہین پر سرکین اور گولی اور بان اُنپر چلانا شروع کئے یہانتک کہ کتنے مرہٹون کے آدمی کھیت رہے اور باقی بھاگ نکلے جب تانتیا نے یہہ آفت دیکھی خود گھوڑے پر سوار ہوکر اپنی فوج کو نکلنے کا حکم دیا تانتیا کی کل فوج پٹھانون پر آپڑی اور گولی اور بان اونپر چھوڑنا شروع کئے یہہ بندوقون کی آواز سُنکر نواب احمد خان سوار ہوکر اپنے توپخانے کے پاس آکھڑا ہوا اوسنے اپنے رسالدارون حکم دیا کہ جن پٹھانوں پر گولی چل رہی ہے اونکی جاکر مدد کرو شاہدل خان غلزئی و سعادت خان آفریدی و محمد خان آفریدی و محمد علیخان آفریدی خان میان خان خٹک عمر خان گوالیاری و نامدار خان برادر نواب عزت خان نور خان ولد خلیل خان منگل خان تلہر والا و دیگر افغانان سردار

اِس مین شک نہین کہ نواب بادشاہان فرنگ سے مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتا ہی مگر وزیر اس وقت
سابق کی بدنامی اور شکست کے داغ کو مٹانے کے واسطے ہندوستان کی تمام فوج ہمراہ لیکر
آیا ہے جاٹ و مرہٹے مور و ملخ کی طرح ایک انبوہ کثیر کے ساتھہ آئے ہین لہذا مصلحت وقت
یہہ بھی ہے کہ یہان سے حسین پور کے گھاٹ پر گنگا کے کنارے اُٹھہ چلنا چاہئیے وہان ایک
چھوٹا سا قلعہ ہے جہان سے تھوڑی فوج بڑی فوج کا مقابلہ کرسکتی ہی اس قلعہ کے گرد بڑا
وسیع میدان ایک میل کا ہے اور اس میدان کے کنارے پر بڑے غار اور خندقین ہین لہذا
اس مقام پر پڑاؤ ڈالنا خوب ہوگا اِسکا مذکور نہین ہے کہ شہر کا قلعہ کیون بیکام ٹھہرا شاید اسوجہ
سے کہ دشمن اطراف کی آمد و رفت روک دین اور آمد رسد بند کردین فتحگڑھ کے نیچے دریاؤ
بھی ہے جسمین کشتیان بہ آسانی مہیا ہوسکتی ہین مگر تاوقتیکہ دشمن پار ہوکر دوسرے کنارے
پر قابض نہ ہو یہہ خوف کشتی موجود ہونے نہین ہوسکتا ہے باستماع صلاح سرداران و رشتہ داران
و مشیر کاران نواب نے اسی مشورہ پر اتفاق راے کیا اور فی الفور گھوڑے پر سوار ہوکر معہ
لشکر دریاے گنگا کے کنارے مقام معینہ پر جا پہونچا اور وہان لشکرگاہ قرار دیا دوسرے
روز توپخانے پہونچے اور توپین لشکر مین داخل ہوئین نواب خود خندقون و غارون کی طرف
جنکا مذکور ہوچکا ہے گیا اور وہان توپین زنجیرون سے باہم کسکر نصب کین توپون پر اپنے
بھائیون اور رسالدارون کو متعین کرکے خود لشکرگاہ کو آیا اور ناؤون کا ایک پل تیار کروالیا
جس روز پل تیار ہوا نواب کا بیٹا محمود خان گنگا کی دوسری جانب یعنے بائیں کنارے پر
پہونچا اور شاہدل خان غلزئی بھی قادر چوک سے آیا اپنے پہونچنے سے دوسرے روز دونون
نے نواب کی ملازمت حاصل کی اب ہم وزیر کی طرف مخاطب ہوتے ہین کہ وہان کیا گذری جب
وزیر کو خبر پہونچی کہ نواب احمد خان الہ آباد سے واپس آیا ہے اور شہر کی حفاظت کی تیاری
کر رہا ہے اوسنے ملہر راؤ کو طلب کیا اور پوچھا تمہاری کیا راے ہے تو اونہون نے جواب دیا
کہ ہم تمہارے مطیع حکم ہیں وزیر نے حکم دیا کہ اپنے کسی معتبر سردار کو ایک قوی فوج کے ساتھہ

دشمن ہے حملہ کرین حافظ رحمت خان نے پہلے تو یہہ عذر کیا کہ ابھی تم کو قایم خان کے خون کا
دعوی باقی ہے تاوقتیکہ نہ ہو جاوے ہمکو اپنے آدمی تمہارے قابو مین کرنے سے خوف آتا ہے
نواب نے جوابدیا کہ ہم نے قایم خان کا خون معاف کیا آج سے تا قیامت اوسکا دعوی ہم
نہ کرینگے بغور پہونچنے اس خط کے سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان دوندے خان وملا
سردار خان وبہادر خان چیلہ وفتح خان کو طلب کیا رحمت خان بباعث اسکے کہ وزیر سے اور
اوس سے اتحاد تھا خاموش بیٹھا رہا اور دوسرے سردار بھی اوسکی خاموشی کی وجہہ سے کچھہ
نہ بولے سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان سے پوچھا کہ تم کچھہ بولتے نہین تب حافظ رحمت خان
نے کہا آخر تمہارا ارادہ کیا ہے اوسنے جوابدیا جو سب سردارون کی راے ہوگی وہی میری راے
ہے حافظ رحمت خان نے جوابدیا کہ اس لڑائی مین کسی جانب شریک نہ ہونا چاہئیے بہادر خان
چونکہ شجاعت خان کے باعث سے سب روہیلوں سردارون مین غرور رکھتا تھا بول اٹھا پھر
کیا ای سردار دستار کے عوض زنانہ برقع کیون نہین پہن لیتے ایسے نامردی کے الفاظ بھی
کسی پٹھان کے منہہ سے نہ نکلے ہونگے اور نواب کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اگر کوچ کا حکم
نہ ہوگا تو کل مین اپنی پلٹن لیکر بغیر حکم روانہ ہوجاونگا اور جس پٹھان کو اپنے نام اور ابرو کا خیال
ہوگا اوسکو ساتھہ ہونیکا اختیار ہے یہہ کہکر وہانسے رخصت ہوا اور تیاری مین مصروف ہوا
نواب سعد اللہ خان محل مین گیا اور جو صحبت حافظ رحمت خان وبہادر خان مین ہوئی تھی لفظاً
لفظاً اپنی مان سے بیان کی اور پوچھا کہ مین حافظ رحمت خان کی بات سنون یا بہادر خان کا
شریک ہون مان نے جوابدیا کہ ایسے امور مین ہم مستورات سے مشورہ لینا کیا مناسب ہے
جو تمہارا دل قبول کرے سو کرو میری راے مین یہہ آتا ہے کہ حافظ رحمت خان وزیر کی جانبداری
کی وجہہ سے منع کرتا ہے اور بہادر خان اپنے عزت ونام کے واسطے یہہ عزم کرتا ہے یہہ گفتگو
اپنی مان سے سنکر نواب سعد اللہ خان باہر آیا اور اپنے خاص خاص سردارون کو طلب کیا
اور کہا کہ احمد خان کی درخواست مدد کو نامنظور کرنا بڑی نامردی کی بات ہے جو ہو سو ہو کل مین

مورچہ کو چہوڑ کر پٹھانون کی مدد کو پہونچے تانتیا بھی اوپر بڑہا کہ انکو لڑکر بھگا دیوے جب دونون فوجین قریب ہوئین بندوقین موقوف ہوئین اور تلوار چلنے لگی پٹھانوں نے یہان تک سختی سے حملہ کیا کہ گردن پکڑ پکڑ کر تلوارین چھین لین آخر کار مرہٹے حملہ کی تاب نہ لاکر بھاگے جب اس فتح کی خبر احمد خان کو پہونچی اوسنے شتر سوار بھیجا اور حکم دیا کہ آگے نہ بڑہین ہیں سے واپس آوین سردارون نے یہہ حکم سنکر توپین جو اسی لی تھیں آگے روانہ کین اور خود طبل فتحمندی کے ساتھ اونکے پیچھے ہولئے۔ نواب نے ہر سپاہی کی بڑی تعریف کی اور سردار کو خلعت عنایت کیا اور اپنے خیمے کو واپس گیا۔ تانتیا کی شکست کی خبر سنکر وزیر معہ جاٹ و مرہٹون اور باقی فوج کے کوچ کرکے نواب کے لشکر گاہ کے خندق کے قریب آپہونچا۔ ملہر راو و آپا سیندھیا و تانتیا کو قاسم باغ مین چھوڑ کر خود آگے بڑہا اور سنگی رام پور مین پہونچا۔ یہہ ایک گھاٹ دریائے گنگا کا دریائے مذکور کے دہنے کنارے پر قریب بارہ میل فتحگڈہ سے بڑھکر پرگنہ بھوج پور مین ہے یہان اوسنے اپنا لشکر گاہ قایم کیا اور نور الحسن خان بلگرامی کو حکم کیا کہ کشتی کا ایک پل تیار کراو جب نواب احمد خان نے یہہ خبر سنی اوسنے اپنے بیٹے محمود خان کو حکم بھیجا کہ دو تین ہزار سپاہی متعین کردو تاکہ وزیر پل نہ بنوانے پاوے اس نوجوان نواب نے شیام سنگہ برادر شمشیر جنگ چیلہ مرحوم کو اوسطرف بھیجا یہہ سردار معہ فوج کے اوس مقام پر گیا دیکھا تو آدھا پل تیار ہوگیا تھا اوسنے ایسے گولے اور بان اور تیر چھوڑنا شروع کئے کہ دشمن پل چھوڑ کر بھاگ گئے اس مرتبہ تو اونکو اس کوشش مین ناکامیابی ہوئی مگر دوسری بار پہر کام شروع کیا اور زیادہ کامیابی حاصل ہوئی۔ جب اول اول وزیر کے واپس آنے کی خبر مشہور ہوئی نواب نے ہر جانب مدد کے واسطے لکھا علاوہ دوسرون کے اوسنے نواب سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان سرداران روہیلہ کو بھی بطلب مدد کے تحریر کیا اور یہہ لکھا گو ہمارے اور تمہارے درمیان مین مناقشہ ہے لیکن باہمی جھگڑے طے ہوتے رہینگے لیکن یہہ ضرور نہین ہے کہ غیر کے ہاتھہ سے بھی ضرر روا رکھا جاوے۔ امید ہے کہ آپ فوج برائے مدد روانہ کرینگے تاکہ ہم اس غنیم پر جو ہم دونون کا

محصور بھی ہی تاہم اوسکی فوج مین سے ہر شب کو کچھہ سپاہی نکلکر مرہٹونپر حملہ کرتے ہین اور اونکی سر نیزون پر لیجاتے ہین آخر اس غفلت کا سبب کیا ہے مجھے بتلاؤ نہین تو مین تمہاری ڈاڑھی پر تھوک دونگا ۔ آج تم اوس خوف کے مقام پر جاؤ اور دشمن سے لڑو اور اون دونون باتون مین سے کوئی ضرور ہو یا تو دشمن کو شکست دیکر اور اون کے سر لا کر میرے قدمون پر ڈالو و یا اپنی جان دو ۔ یہہ شیر بچے اگرم مرہٹون مین شریک ہوئے اور تہوڑی دیر کے آرام کے بعد قاسم باغ کی طرف اوس جانب بڑھے جہان توپخانہ زیر حکم مصفور علیخان تیرھوین بیٹے نواب محمد خان کے قایم تھا باغ اور توپخانہ کے درمیان مین کوئی پناہ نہ تھی فقط ناہموار زمین تھی جب قزلباش سوارون نے دیکھا کہ شیر بچے توپخانہ کے قریب پہونچے وے اپنے گھوڑے پر سے اُتر پڑے اور اُنکی مدد کو پہونچے اون سب نے متفق ہو کر حملہ کیا پٹھان جو دشمن کے منتظر تھے پہلے ایک باڑہ توپون کی سرکی اور بان چلائے بعد ازان تلوارین کھینچ کھینچ کر اونپر جھپٹے اور بہت سے حملہ آورون کو تہ تیغ کیا جو باقی بچے اُنہون نے بھاگ کر قاسم باغ مین پناہ لی پٹھانون نے اونکا تعاقب کیا اور باغ سے اونکو بھگا کر خود قابض ہو گئے داہنی طرف باغ کے مشرق مین کچھہ کشادہ سطح زمین نشیب مین ہی یہان مرہٹون کی بڑی فوج کمین گاہ مین تھی جب مرہٹون نے دیکھا کہ وزیر کی فوج بھاگی اور پٹھان اپنا مورچہ چھوڑ کر اونکے متعاقب باغ تک بڑھ آئے ہین بہت سے مرہٹون کے سوار درمیان افغانان حملہ کنان اور اونکے توپخانہ کے درگئے یہہ توپخانہ زیر حکم تا فتیا کے تھا جب شجاعان قوم افغان نے دیکھا کہ دشمن نے ہمارا واپسی کا راستہ روک دیا ہی باہم یہہ کہا یارو پہلے تیر گھوڑون کے پیرون پر چلاؤ اور تلوارین بھی پہلے گھوڑون ہی کے پیرون پر لگاؤ جب دشمن گر جاوین پھر اونکو قتل کر لینا باہم یہہ تجویز ٹھانکر اسی طور سے مرہٹون پر حملہ کیا اور بہتون کو مار لیا آخر مرہٹے اوتر پڑے اور جنگ شروع ہوئی مصفور علیخان صاحبزادہ یہہ جنگ اپنے مورچہ سے دیکھہ رہا تھا یہہ دیکھکر اوسنے اپنی تلوار لی اور پیادہ پا دشمن کی طرف چلا اوسکے ہمراہی بھی فقط تلوار لیکر اوسکے آگے ہوئے منجملہ اون کے حسام الدین

روانہ ہونگا جسکا دل چاہے میرے ساتھ چلے اور دوسرون کو اختیار ہے تب اوسنے بہادر خان
کو بلاکر یہہ حکم دیا کہ میری فوج مین یہہ حکم سُنا دو کہ جو اپنے تئیں میرا ملازم جانتے ہین
تیاری روانگی کی کرین نہین تو مین سب کو برطرف کر دونگا بہادر خان نے یہہ حکم سنا دیا سوائے
حافظ رحمت خان و دوندی خان کی فوج کے باقی ہمراہی فتح خان خانساماں روانگی پر آمادہ
ہوئے اور دوسرا کوچ ہوا - یہان کچھہ مذکور فتحگڑھ کے لڑنے والون کا ہوتا ہے - ہر روز ملہراو
اور آپا سیندھیا کے لشکر سے نواب احمد خان کے لشکر پر طلوع آفتاب سے تا قریب غروب
برابر توپین چلا کرتی تھین اور ہر شام کو افغان اپنی خندقون سے نکلکر توپ خانہ پر حملہ کرتے
تھے اور جو لوگ توپون کی نگرانی پر ہوتے تھے اونکو بھگا کر دو ایک چھوٹی توپین اپنے لشکر
مین کھینچ لاتے تھے تھوڑی دیر قبل از غروب جو لوگ خندقون مین پوشیدہ ہوتے تھے نکلکر
اپنے کھانے پکانے یا کسی کام مین مشغول ہوتے تھے اور عہدہ دار نواب کی ملاقات کو
جاتے تھے ایک روز وے سب نواب کے خیمہ کے قریب بیٹھے تھے دشمن نے سب کو ایکجا
دیکھکر اپنی ایک بڑی توپ اُنکی طرف رخ کرکے سر کی - اتفاقاً گولہ کاظم خان ولد شمشیر خان
شہید کے پہلو مین لگا یہہ اوسوقت عصر کی نماز پڑھ رہا تھا علاوہ ازین نواب شادی خان
محمد خان کے سولہوین بیٹے کا بازو اس سے اوڑ گیا اور دو ایک کو زخمی کیا یہہ سب مر گئے
جب یہہ خبر نواب احمد خان کو پہونچی وہ پالکی پر سوار ہو کر وہان آیا اور اونکے کفن دفن کا
حکم دیا اور کہا مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ انکے انتقام مین دشمن کے چند لوگون کو ضرور
ہلاک کرونگا - لاشون کو دفن کرنے کے بعد پٹھانون کا ایک دستہ محاصرہ میں سے نکلا اور
مرہٹوں کے لشکر پر ٹوٹ پڑا تمام رات ایسی بہادری سے لڑے کہ مرہٹون کے قدم ہٹا دیئے
جب صبح ہوئی طبل بجاتے ہوئے اور تلوارین کھینچے ہوئے اور بہت سے مرہٹون کے سر
نیزون پر لئے ہوئے اپنے لشکر مین واپس آئے جب شبانہ حملون کی خبر وزیر کو پہونچی اُسنے
مغل سردارون اور قزلباشون کو طلب کیا اور پوچھا کہ یہہ کیا بات ہے کہ احمد خان باوجودیکہ

خوبی سے ممکن ہوا احمد خان سے صلح کرلو مشکل ہے کہ صلح بہر حال میں عداوت سے بہتر ہے دوسرے
روز وزیر ملہر راو و آپا سیندھیا کے لشکر میں گیا اور سعد اللہ خان کے کوچ کا حال بیان کرکے
کہا کہ تمہاری صلاح کیا ہے ملہر راو اور آپا سیندھیا نے اپنے خاص خاص عہدہ داروں کو بلایا
اور اونسے کل حال بیان کرکے مشورہ پوچھا جملہ سرداروں نے باستثناے آپا سیندھیا کے
جو پوشیدہ احمد خان کا دوست تھا کہا کہ ہم بالکل وزیر کی تجویز پر ہین ہمارے پوچھنے کی کوئی
حاجت نہین ہے ہمین جو حکم ہوگا اوسکے بجالانے پر مستعد ہین تب وزیر نے آپا سیندھیا کی
طرف متوجہ ہوکر پوچھا کہ تمہاری خاموشی کا کیا باعث ہی اوسنے جواب دیا کہ عیان راچہ بیان جو کچھہ
ماجرا اب تک گذرا ہے اوس سے سب واقف ہین یہہ لوگ جنگ کرنے سے کچھہ عاجز نہین ملہر
راو تا نتیا تو بالکل عداوت پر آمادہ تھے مگر اوسکو کامیابی نصیب نہین ہوئی وزیر کے لشکر مین
گو کہ چیدہ فوج ہے مگر اوسکی جو کچھہ حالت ہے اوس سے وزیر خود واقف ہے احمد خان دونوں
کی فوج پر غالب رہا ہے اور جب سعد اللہ خان اوس سے متفق ہو جاویگا تو افواج متفقہ کو
شکست دینا مشکل ہو دیگا وزیر نے سرداران مرہٹہ سے یہہ بھی بیان کیا کہ حافظ رحمت اللہ خان
لکھتا ہی کہ سعد اللہ خان بہادر خان کے اغوا سے احمد خان کی مدد پر آمادہ ہوا ہی لہذا اس مذکور سے
حافظ مسطور صلاح دیتا ہے کہ احمد خان سے صلح کرلینا چاہئے اب تمہاری صلاح کیا ہے اونہون نے
جواب دیا ازین چہ بہتر اس سے دونون جانب کی جانین بچینگی اب یہہ پوچھا کہ اس عہد و پیمان
کی ابتدا کیونکر ہونا چاہئے اگر ہماری جانب سے کوئی تحریک ہوگی تحریک ہوگی تو اوس سے
ہماری کسر شان ہے آپا سیندھیا نے کہا کہ میری راے مین نواب عزت خان و رحمت خان کے
بلانے سے یہہ حجت رفع ہو سکتی ہی۔ ملہر راو اور آپا سیندھیا معہ دیگر سرداران وہانسے اوٹھے
اور دوسری جگہہ جاکر مجتمع ہوئے اور نواب عزت خان و رحمت خان کو بلوا بھیجا جب وہ آئے اونسے
کہا کہ ہم یہہ نہین جانتے ہین کہ احمد خان بالکل مٹ جاوے یا وہ اپنے ملک سے بھگا دیا جاوے
یا میدان مین اپنی جان دیوے چونکہ ہمارا منشا ہے کہ وزیر اور احمد خان مین صلح ہو جاوے

والیاری بھی ساتھ تھا اس حسام الدین کی کتاب سے ہم نے اس کتاب مین درج کیا ہے منصور علیخان
نے اپنے ساتھیون اور اون لوگون کو جو اتفاقاً شریک ہو گئے تھے جب شمار کیا تو معلوم ہوا کہ قریباً
ایکہزار آدمیون کے تھے یہہ سب بڑھکر افغانون اور مرہٹون کے بیچ مین گھوس پڑے انھون نے
دوسری جانب حملہ کیا اور اس موقع پر بائین یعنے مشرقی سمت سے دوسرے مورچہ کے لوگ
اونکی کمک کو آپہونچے عبداللہ خان ورگ زئی و ضابطہ خان خٹک انور خان گوجر اور
دوسرے افغانون نے ایسی شمشیر زنی کی کہ مرہٹون کے قدم اُٹھ گئے جب نانمنیا نے دیکھا کہ
میرے لوگ بھاگنے پر ہین کہ ایک تو وہ سابق کی شکست کی بدنامی سے غصہ ہو رہا تھا اور
اوسوقت وہی آثار نمود ہوئے اور گھوڑے پر سے اوتر پڑا اور چلایا کہ مین پیچھے ہٹنے سے جان دینا
بہتر جانتا ہون لیکن اوسکے نوکر اوسکو سوار کرا کے بزور لشکر کو واپس لائے جب مرہٹون نے
شکست کھا کر بھاگنا شروع کیا تب منصور علیخان اور دوسرے سردارون نے اپنے اپنے گھوڑے
منگوائے اور سوار ہو کر اون کے تعاقب مین باغ کے مشرقی گوشہ تک گئے یہان سے اونھون
نے دیکھا کہ مرہٹے نہایت پریشانی سے اپنے لشکر مین پہونچے منصور علیخان اور سب سردار باغ
کے مشرقی کنارہ کو داہنے ہاتھ پر چھوڑکر گھوم کے باغ کے بائین گوشہ کی طرف آئے اور
یہان مقیم ہوئے نواب احمد خان اوسوقت اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر توپخانے کے قریب آیا اور
سردارون سے کہا کہ مورچہ چھوڑکر مت جایا کرو اور خندق سے آگے اپنی فوج کو مت لیجایا کرو انشاء اللہ
مرہٹے تم کو زیادہ تکلیف نہ دینگے منصور علیخان اپنے موقع قدیم پر آیا احمد خان نے اوسکی بہت
تعریف کی سب سردارون کو حکم ہوا کہ اپنے اپنے مورچہ پر ہوشیار رہو اسکے بعد احمد خان اپنی
قیام گاہ کو واپس آیا۔ جب فتحگڑھ کے محاصرہ کو ایک مہینے سے زاید عرصہ گذر گیا تب خبر
مشہور ہوئی کہ سعداللہ خان قریب آپہونچا اس خبر سے وزیر دلہر راؤ اور آپا سیندھیا کو
نہایت تردد پیدا ہوا حافظ رحمت خان نے وزیر کو تحریر کیا کہ ہرچند مین نے سعداللہ خان کو
بہت روکا مگر اوس نے نہ مانا اور احمد خان کی مدد کو روانہ ہوا ہے لہذا میری صلاح یہہ ہے کہ جب

کہ مین مجبور ہون کیونکہ مین کسیوقت اونسے میدان مین لڑنے پر مستعد ہون وزیر کو جو مین نے زک دی ہے وہ ایک تخیل ہوگئی ہے سورج مل بھی وہی ہے جو تاب مقاومت نہ لاکر وزیر کے ساتھہ بھاگ کیا انشاء اللہ تعالی بعد فتح اونکو معلوم ہوگا کہ ذیعزت اور نامور لوگ کسطرح مقابلہ کرتے ہین یہہ کہکر اور الف خان کو خلعت و شمشیر و اسپ دیکر رخصت کیا الف خان کے جانے بعد قاصد نے آکر خبر دی کہ کل نواب سعد اللہ خان دریاے گنگا کے کنارے مقام کریگا فوراً حکم ہوا کہ نواب محمود خان و منور خان اوسکی پیشوائی کو جاوین طلوع آفتاب سے ایک گھنٹہ قبل دونون سردار نواب سعد اللہ خان کے استقبال کو گئے روز دیگر نواب سعد اللہ خان کی فوج طبل بجاتی ہوئی اور تلوارین کھینچے ہوئے نظر آئی کہتے ہین کہ یہہ بارہ ہزار جوان تھے - تمام افغان اور روہیلی اور ہر طرف کے سپاہی اس کمک کو آتے دیکھکر فرط خوشی سے توپین داغنے لگے وے خوشی سے ایسے پھولے کہ خدا کو بھول گئے سید اسد علیشاہ معہ حسام الدین و دیگر اشخاص دریا کے کنارے پر بیٹھا ہوا سعد اللہ خان کی فوج کو آتے دیکھہ رہا تھا جب شاہ صاحب ممدوح کی نظر اس فوج پر پڑی ایک کیفیت انپر طاری ہوئی اور اُس حال کی حالت مین فرمایا کہ مقتول ہوئے اور مغلوب ہوئے جب وہ کیفیت زایل ہوئی کہنے لگے کہ ان کی خوشی اور خرمی خدا کو خوش نہ آئی وے دیکھینگے کہ کل کیا پیش آتا ہے سعد اللہ خان نے اپنے خیمے دریاے گنگا کے دوسرے یعنے بائین کنارے پر استادہ کئے اور احمد خان نے اوسکے واسطے ہر قسم کا کھانا مستجاب خان درکزئی کے ہاتھہ بھیجا اور نواب احمد خان نے سعد اللہ خان سے کہلا بھیجا کہ کل دریا اوترآو کیونکہ فوجون کا متفق ہونا پر ضرور ہے یہہ پیغام سعد اللہ خاں کو پہونچا لیکن اوسنے کہا کہ مین اپنے خاص خاص سردارون سے مشورہ کرکے جواب دونگا تب اوس نے بہادر خان اور فتح خان کو طلب کرکے اون سے احمد خان کا پیغام کہا بہادر خان نے جواب دیا کہ قوم افغانان کے سردار کے روبرو بے نذرانہ جانا مناسب نہین ہے احمد خان کو جواب بھیجنا چاہئے کہ انشاء اللہ کلھہ

لہذا ہم اپ سے درخواست کرتے ہین کہ آپ شرائط تجویز کرین تب اون دونوں پٹھانوں نے جو جو
ظلم وزیر کے ہاتھہ احمد خان کے خاندان کو پہونچے تھے بیان کئے اور مرہٹوں کو بھی ملامت کی
کہ تم ہین اور غضنفر جنگ کے خاندان میں جو اتحاد تھا وہ تم برا ہ گئے مرہٹوں نے تسلیم کیا کہ
بیشک ہم سے سابق مین دوستی تھی مگر ہم مجبور ہین کہ شاہ ہند کا فرمان ہمارے نام اس مضمون
کا جاری ہوا ہے کہ وزیر کے ماتحت ہون اور ابتک ہم نے بالکل بے پرواہی سے جان توڑ کر
جنگ کی ہے تب غیرت خان ورحمت خان نے کہا کہ بادشاہ نے سخت برا کیا جو البیا سلوک
غضنفر جنگ کے خاندان سے کیا اور بہت سے اعتراض کئے بعد اس قیل وقال کے پوچھا کہ
اب تجویز کیا ہے مرہٹوں کہا اسوقت آپ تشریف لیجاوین ہم باہم سرداروں سے مشورہ کرتے
ہیں جو کچھہ طے پاویگا اوس سے آپ کو اطلاع دیجاویگی دونوں پٹھان رخصت ہوکر اپنے خیمون
کو آئے اور مرہٹے مشورہ کرنے لگے آخر الامر یہہ طے پایا کہ وزیر دس لاکھہ روپیہ بطور
خونبہا غضنفر جنگ کے بیٹوں کے ادا کرے اور علاوہ ملک موروثی کے وزیر اپنے دو محال
سانڈی وپالی احمد خان کے حوالے کردے جب اُنہون نے اس شرائط کی اطلاع وزیر کو
کی اوسنے منظور کرلیا تب سرداران مرہٹہ نواب عزت خان ورحمت خان کے خیمون کو گئے اور
اونسے شرائط مجوزہ بیان کئے انہوں نے اون شرائط کو بحق نواب احمد خان بہت مناسب تصور کیا
تب اُنہون نے کہا کہ کوئی معتبر شخص واسطے طے اس معاملہ کے نواب احمد خان کے پاس بھیجا جاے
نواب عزت خان نے اپنے بھائی الف خان کو اس کام کیواسطے منتخب کیا الف خان نے
نواب احمد خان کی خدمت مین جاکر عرض کی کہ دس لاکھہ روپیہ اور سانڈی پالی آپ کو
دینا تجویز ہوا ہے - جو ہین یہہ بات احمد خان نے سُنی اوسنے کہا کہ اگر وزیر دس کڑور روپیہ
میرے بھائیون کے خونبہا مین دے مین قبول نہ کرونگا اور اگر وزیر کے بیس بیٹے قتل ہون
تب بھی مین راضی نہ ہونگا اوسنے صلح کو نامنظور کیا اور کہا کہ اب یہہ معاملہ تلوار پر طے ہوگا
اور مصرعہ پڑھا ؎ ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش کردند ٭ دشمنونکو یہہ نہ تصور کرنا چاہیے

اس طرح سے گھیر لیا تھا جیسے شکار کو گھیر لیتے ہین اور تیر اور گولی اُنپر برسانا شروع کی اُنہوں نے بہی تلوار اور دو بدو جنگ اور برچھی و نیزہ سے بعض کو زخمی و قتل کیا جب تک بہادر خان کے جسم مین جان رہی تلوار ہاتھ سے نہ چھوڑی اور اپنے نام کے موافق کام کیا۔ کوئی اوس کی مدد کو نہ آیا آخر گھوڑے سے گر کر جان بحق تسلیم ہوا دشمنون نے اوسکا سر کاٹ لیا اور جو کچھہ سپاہی باقی رہ گئے اوہنوں نے بھاگ کر جان بچائی اِس منحوس شکست سے جنگ کی صورت بالکل بدل گئی تاریخ اِس شکست کی ابتداے جمادی الثانی سنہ ۱۱۶۴ ہجری ہے ۱۶ اپریل سے لغایت ۱۵ مارچ سنہ ۱۷۵۱ء جب سعد اللہ خان نے سُنا کہ بہادر خان قتل ہوا اوس نے فتح خان خانسامان سے پوچھا کہ اب کیا صلاح ہے بہادر خان سے سب سردار عداوت رکھتے تھے آنولہ سے رخصت ہوتے وقت حافظ رحمت خان نے مخفی فتح خان سے کہا تھا کہ بہادر خان ضرور جنگ مین آگے ہوگا ایسی تدبیر کرنا کہ کوئی شخص اوسکو مدد نہ دینے پاوے اور وہ مغلوب ہوکر مارا جاوے اور اس صورت سے اس خار کو دور کرنا کیونکہ یہی نواب سعد اللہ خان کو مدد دینے کا باعث ہوا۔ اگر کہین احمد خان وزیر پر غالب آیا تو بیشک تخت کا دعوی کریگا کیونکہ پھر کوئی اوسکی مقابلہ کو باقی نہ رہیگا اور اوس وقت قایم خان کے انتقام مین تمام روہیلون کو ملک سے نکال دیگا جب سعد اللہ خان نے فتح خان سے صلاح پوچھی اوسنے موقع پاکر کہا کہ سب سے بہتر تو یہی ہے کہ آنولہ کو واپس چلو سعد اللہ خان نے جواب دیا کہ جوان مردی مانع ہے کہ نواب احمد خان کو دشمن کے منہہ میں چھوڑ دین فتح خان نے جواب دیا کہ احمد خان کے کامیابی کی کوئی صورت نہین ہے وہ بھی تھوڑے عرصے مین آنولہ کو آدیگا وہان جو کچھہ صلاح ٹھہرے اوسپر عمل کرنا سعد اللہ خان فتح خان کی باتون مین آگیا اور آنولہ کی طرف نواب منور خان و محمود خان نے جب سعد اللہ خان کو پھرتے دیکھا احمد خان کے پاس واپس آئے۔ رانا بھیم سنگھ و جواہر سنگھ ولد سورج مل جاٹ جو اسوقت دریا کے کنارے فوج پر حکومت کرتے تھے ایسے موقع پر تھے کہ صاحبزادون کو روک سکین جواہر سنگھ نے چاہا کہ سد راہ ہو لیکن رانا نے منع کیا کیونکہ رانا غظفر جنگ کے خاندان کا خیرخواہ تھا دلیر خان جو نواب غظفر جنگ کا مشہور چیلہ تھا اوسکا چچا تھا رانا نے جب اسطرح

آپ کے ہوا خواہ آپ کے دشمنون یعنے وزیر اور سرداران جاٹ و مرہٹہ کے سر
بطور نذر پیش کرینگے سعد اللہ خان چونکہ نوعمر اور ناتجربہ کار تھا اوسنے وہی پیغام بھیجدیا
احمد خان نے جوابدیا خیر جیسا تم خیال کرتے ہو ویساہی کیجیو مگر ایک بات کا ضرور دہیان رہے
کہ کسی حال مین دریا کا کنارہ نہ چھوڑنا اور اگر مرہٹے منہہ موڑین تو اونکا تعاقب نہ کیجیو اونپے
سپاہیون کو اُن کے تعاقب سے باز رکھیو کیونکہ یہہ اس قوم کی عادت ہے کہ اِس قاعدے سے
اپنے دشمن کو اوسجگہہ سے دور کردیتے ہین تاکہ مدد اوسکو نہ پہونچ سکے روز دیگر سعد اللہ خان
و منور خان و محمود خان امادۂ جنگ ہوے اور اپنی فوجون کی صف باندھکر دشمن کی طرف
بڑھے وزیر سعد اللہ خان کے آنے سے نہایت خوف زدہ ہو رہا تھا اوسنے ملہر راؤ اور آپا
سیندھیا و سورج مل جاٹ کو بغرض مشورہ کے طلب کیا یہہ تجویز ہوئی کہ فوج دریا پار سعد اللہ خان
سے لڑنے کیواسطے بھیجدیجاوے قبل ازان کہ سعد اللہ اور احمد خان متفق نہ ہونے پاوین سنگرام پور
کا پل جو خراب ہو رہا تھا اوس کی مرمت کی گئی پھر کھانڈ راو ولد ملہر راو و تانتیا گنگادھر
بجمعیت پچاس ہزار سپاہ کے دریا پار ہوئے جواہر سنگہ ولد سورج مل جاٹ و راناجھیم سنگہ
زمیندار گوالیار معہ چالیس ہزار سوار و پیادہ اونکی کمک کو پہونچے اور روہیلیون پر حملہ
شروع ہوا پہلے بہادر خان کے سپاہیون نے بانونکا مینہہ برسانا شروع کیا ازان بعد بندوقین
سر کین رفتہ رفتہ اونہون نے بندوقین سندکین اور تلوارین کھینچ کھینچ کر ہندؤن پر حملہ آور
ہوئے اور ہندون نے فی الفور پشت دی بہادر خان احمد خان کی نصیحت فراموش کرکے
دریا کا کنارہ چھوڑا اور دشمن کے متعاقب بڑھے بہادر خان کے ساتھ فقط دو یا تین ہزار
آدمی تھے یہہ یہانتک پیچھا کرتے ہوئے گئے کہ قلب لشکر کے مقابل جا پہونچے۔ دشمن نے دیکھا
کہ فقط ایک ہاتھی ہے اور تھوڑے سے جوان ہین اور اُن کے پیچھے کچھ کمک بھی نہین گرکر چارون
طرف سے بہادر کو گھیر لیا بہادر خان ہاتھی سے اوترکر گھوڑے پر سوار ہوا اور اوسکے جوان بھی
تلوار کھینچ کر اوسکے ہمراہ ہوئے اور دشمن کو پسپا کرنے کی کوشش کی لیکن ہندون نے اونکو

اس عرصے مین نواب منصور علیخان صاحبزادہ وعبداللہ خان ورکزئی کو نواب کی روانگی کی کوئی خبر نہ پہونچی انکا مورچہ نواب کے خیمہ سے بائین جانب واقع تھا جب کہ نواب کے گریز کی افواہ پہونچی منصور علیخان اپنے گھوڑے پر سوار ہوا حسام الدین ورسول خان اوسکے ساتھہ ہوئے اوس نے اپنے جمعداروں کو بولاکر کہا کہ نواب نے مجھے طلب کیا ہی اور مین جاتا ہون دیکھون کہ کیا حکم ہوتا ہے یہہ کہکر وہ بھاگ گیا جب اوسکے آنے مین دیر ہوئی رن خان نے حسام الدین سے کہا کہ مین سمجھتا ہون کہ نواب چلا گیا اور اوسنے ایک ادمی دریافت حال کیواسطے روانہ کیا یہہ بھی لوٹکر نہ آیا اس انتظار مین رات آخر ہوگئی جب نواب کے فرار ہونے کی خبر پہیلی سب کے دلون پر خوف طاری ہوگیا اور ہر شخص اپنی اپنی جان بچانے لگا بعضے تو جہاؤ مین دریا کے کنارے چھپ رہے اور بعضون نے گھوڑے دریا مین ڈال دیئے اس امید سے کہ پیر نکلینگے مگر وہ سب ڈوب گئے حسام الدین کہتا ہے کہ اوس دن کا ماجرا بیان نہیں ہو سکتا جو کچھہ مجھپر بیتی وہ مین بیان کرتا ہون جب دن چڑھا حسام الدین عزت خان رسول خان وعبداللہ خان ورکزئی نے ارادہ کیا کہ ہم خوب لڑکر جان دینگے وے خود اپنے مورچہ سے نکلے اُنہون نے دیکھا کہ جو لوگ بھاگ رہے تھے یا دریا مین نہ ڈوبے تھے مرہٹے اونکے کپڑے اتار رہے ہین چند مرہٹے حسام الدین کے قریب بھی آئے اور اونکو گھیر لیا اس جماعت مین صرف تین شخص گھوڑون پر تھے یعنے حسام الدین ورسول خان وعبداللہ خان ورکزئی اپنے گھوڑون پر تھے باقی پیدل تھے۔ پیدلون اپنے کپڑے اُتارے اور دشمن کے حوالہ کئے عزت خان تلوار کھینچکر دشمن پر جھپٹا اور چند حملہ کرکے زخمی ہوکر گرا دشمنون نے اوسکو شناخت کرکے گرفتار کرلیا رسول خان وعبداللہ خان کا بھی یہی حال ہوا حسام الدین معہ چند اشخاص کے ایک طرف کھڑا رہا سرفراز خان ولازک دھولپور تنکار بند کا رہنیوالا حسام الدین کا گھوڑا پکڑے ہوئے تھا یہہ سیدون کا بڑا خیر خواہ اور محافظ تھا حسام الدین نے اوس سے کہا تم دیکھتے ہو کہ دوسرونکا کیا حال ہوا اب ہم کو کیا کرنا چاہئے اوسنے جوابدیا کہ جب مین نے نوکری کی تو جنکا مین نوکر ہون اوسکے واسطے سر دینا بھی لازم ہی

جواہر سنگھ کو سد راہ ہونے سے ممانعت کی تو صاحب زادے بخیریت قریب غروب آفتاب نواب
کے پاس حاضر ہوئے جب یہہ خبر مشہور ہوئی کہ بہادر خان مارا گیا اور سعد اللہ خان آنولہ کو واپس گیا
تو سب لوگ لشکر مین مثل بید کے لرزنے لگے نواب احمد خان اپنے ہاتھی پر سوار ہوکر توپخانہ کے قریب
آیا اور ہر ایک آدمی سے کہا کہ ہماری لڑائی کچھہ سعد اللہ خان کی مدد پر منحصر نہ تھی اگر خدا نے
چاہا کل توپخانہ بڑہ سنگی رام پور کو جاکر وزیر سے مقابلہ کرونگا اور بعد ازان ہر سردار کو پوشیدہ
بلاکر کہا خوب ہوشیار رہنا مین پہر رات رہے دشمن پر شب خون مارونگا اس قسم کی دلاوری کی
باتین کرکے وہ اپنے خیمے کو واپس آیا اوسنے پل کو توڑنے کا حکم دیا اب محاصرہ کو ایک مہینہ اور
گیارہ روز ہو چکے تھے پہر رات گئے مرہٹون اور جاٹون نے سعد اللہ خان کے خیمون مین آگ لگا
دی اور شعلہ اسقدر بلند ہوا کہ احمد خان کے لشکر گاہ مین مثل روز روشن کے روشنی ہوگئی فوج کے جن
آدمیون نے تمام عمر کبھی ایسا غوغا یا آتش بازی نہ دیکھی تھی خوف زدہ ہوکر بھاگے سردار اور نامور لوگ
تو البتہ اپنی اپنی جگہون مین قایم رہے - ان سردارون نے فوج کا خوف دیکھکر نواب کے پاس جاکر
سب حال کہا نواب نے پوچھا کیا صلاح ہے اونہون نے جواب دیا کہ دریا پار ہوکر بھاگ نکلنا چاہیے
پہلے تو اوسنے انکار کیا مگر بالآخر یہہ دیکھکر کہ کوئی دوسری صورت نہین ہر وہ گریز پر راضی ہوا - اور
اپنے بھائیون مرتضی خان و خدا بندہ خان اعظم خان منور خان صلابت خان و شایستہ خان اور
سردارون مین سے خاص خاص کو مثل رستم خان بنگش و عنایت علیخان و مہتاب خان و شاہ دل خان
و مگل خان و سعادت خان و مستجاب خان کو ساتھہ لیکر قلعہ سے نکلا اور شب کی تاریکی مین جانب پچہم
دریا کے کنارے کنارے چلا مرہٹے بھاگتے ہوئے پٹھانون کے عقب لشکر پر بمقام سکارپور آپہونچے
یہہ مقام فتحگڈھہ سے پانچ میل ہے نواب کمرول گھاٹ تک برابر ہٹتا گیا جو اس مقام سے ۵ یا ۶ میل
اوپر واقع ہے اور یہان اوسکا ہاتھی کالا پہاڑ نامے دریا پیر گیا رمضانی اوسکو ہانکتا تھا نکلتے وقت
اشرفیون کا توڑا دریا کے جیتون کے نذر کیا بہت سے جوان نواب کے پیچھے گھوڑے پیرا جانے کی
کوشش مین ضائع ہوئے نواب امرپور کی راہ سے شاہجہانپور پہونچا اور وہان سے آنولہ مین داخل ہوا

پوچھا کہ احمد خان نے دریا کو ابتداے شب مین عبور کیا یا زیادہ رات گئے - حسام الدین مجھکو معلوم نہین - ملہر راو مجھے کیسے یقین آوے کہ تم احمد خان کے لشکر مین تھے اور تم کو یہہ بات معلوم نہین ہی - حسام الدین - اگر مجھے معلوم ہوتا تو مین اوسکے ساتھ کیون نہ جاتا - ملہر راو - یہہ سچ ہے ملہر راو نے حکم دیا کہ اسکو کھانڈے راو کے پاس لیجاو اور جسقدر آرام قیدی کو جائز ہو اوسکو دیو - جب کھانڈے راو کے پاس پہونچا اونسے حسام الدین کو بہت آرام کی جگہ دی - دوسرے روز ملہر راو معہ اپنے خاص خاص سردارون کے اپنے بیٹے کھانڈے راو کی ملاقات کو گیا محی الدین بھی اوسکے ساتھ تھا یہہ شیخ محی الدین ساکن نرمال پور انہال راو گوالیاری کا تھا یہہ شیخ حسام الدین کے پاس آیا اور پوچھا تمہارا نام کیا ہے - حسام الدین - حسام الدین - محی الدین - تمہارا وطن کہان ہے - حسام الدین - گوالیار - محی الدین - تم کس محلہ مین رہتے ہو - حسام الدین - میرا گھر شہر کے باہر ہے جسے غوث پور کہتے ہین محی الدین - حضرت غوث الاسلام سے اور تم سے کوئی قرابت ہی - حسام الدین - میرے دادا مخدوم ابو الحسن قدس سرہ حضرت غوث الاسلام کے نبیرہ زادے اور داماد تھے یہہ سنکر محی الدین اوسکو نواب منور خان ولد انور خان کے پاس لیگیا نواب انور خان شاہ عیسیٰ برہان پوری کی اولاد سے تھا شاہ عیسیٰ شاہ لشکر عارف کا مرید تھا اور لشکر عارف میران حمید الدین کا مرید تھا جو غوث گوالیاری کے نام سے موسوم تھا نواب سے اپنے کل حال تفصیل وار بیان کیا جب نواب نے یہہ حال سنا اپنے انبوہ سے نکلکر بڑے ادب اور تعظیم سے حسام الدین کے روبرو آیا اور کہا مجھے آپ اپنا دوست سمجھے اور بڑی عزت اور حرمت سے اپنے گھوڑے پر سوار کر کے مکان کو لیگیا یہان اوسکا اچھی طرح سے معالجہ ہوا - ایک روز نواب نے اوس سے کہا کہ تم نوکری کرلو مگر حسام الدین نے انکار کیا اور کہا مین آپکا نہایت ممنون ہونگا اگر آپ مجھے گنگا پار پہونچا دیوین تاکہ مین نواب احمد خان سے جہان کہین وہ ہو جا ملون - آخر نواب نے حسام الدین کو روکنے کا ارادہ دور کیا اور میرے سوز خود حسام الدین کے

اب ضرب سے بھاگنا مردونکا کام ہے تب اپنے تینون بھائیون کو بلاکر چارون ملکر تلوارین کھینچ کھینچ دشمن پر جھپٹے خوب لڑکر مارے گئے تب دشمن کے سوارون نے حسام الدین کو گھیر لیا اور کہا کہ اگر تم کو جان بچانا ہے تو گھوڑے کی لگام چھوڑ دو اوسنے جواب دیا کہ جان و سر گھوڑے کے ساتھہ ہے جب مین گر جاؤنگا اوسوقت گھوڑا تمہارا ہے اسپر اونہون نے مرہٹی زبان مین کچھہ باہم کہا جو اوسکے سمجھہ مین نہ آیا اس مین ایک مرہٹے نے داہنا ہاتھہ اوٹھاکر حسام الدین کے بائین بازو اور پہلو کے درمیان مین لگا اوس شخص نے دوسرا نیزہ بائیں ہاتھہ سے مارا دوسرا نیزہ داہنے پہلو مین لگا یہہ دونون ایک دوسرے پر گذر کر باہم مثل مقراض کے پھلون کے چسپان ہوگئے زخم سے حسام الدین کو چکر آگیا اور طاقت تلوار چلانے کی باقی نہ رہی اتنے مین ایک برچھی کی چھڑ گر پڑی اور گھوڑی کی دمچی پر لگی جس سے گھوڑے نے جست کیا حسام الدین کا آسن چھوٹ گیا اور زمین پر آرہا اور برچھی اوسوقت تک چھدی ہوی تھے تب چند بد ذات اپنے گھوڑونسے اوترے اور اوسکو گرفتار کرلیا اور تلوار اوسکے داہنے ہاتھہ سے چھین لی حسام الدین شکر خدا بجالایا کہ جزوی جان بچی یا نہ بچی مگر زیادہ بے ابروئی تو نہین ہوئی۔ حسام الدین نے پڑے پڑے گنگا کے طرف منہہ پھیرا چونکہ وہ بلندی پر پڑا تھا اس سبب سے نیچے کا سب حال معلوم ہوتا تھا جن افغانون نے جان کے خوف سے اپنے کپڑے اوتار دیے تھے پانی مین دب کے بیٹھے ہوئے تھے اوس مین چند مرہٹے آئے اور اونکو پانی مین ڈوبا دیا بعضون نے دانتون مین اونگلی داب کر پناہ مانگی اونکو گرفتار کرکے اپنی لشکرگاہ مین لے گئے اس عرصہ مین اور سوار وہان پہونچے اور حسام الدین سے پوچھا کہ تم یہان تنہا کیون بیٹھے ہو حسام الدین نے کہا اب مین کیا کر سکتا ہون اونہون نے کہا ہمارے ساتھہ آؤ اوسنے جواب دیا مین چل نہین سکتا ہون اونکے پاس ایک زخمی گھوڑا تھا اوسپر اوسکو سوار کرایا اور دو سوار ہوکر اوسکے ساتھہ چلا سوار اونکو سیدھا ملہر راو کے پاس لیگئے وہ اوسوقت اپنے ہمراہیون کے ساتھہ قاسم باغ کے قریب کھڑا تھا۔ ملہر راو نے اون سے

کہا کہ مناسب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آنولہ کو واپس چلیں چونکہ بارش قریب ہے ہم بے کھٹکے آرام کرینگے اور اپنی ہم قومونکو ہر طرف سے بلائینگے اور مرہٹون سے جنگ کرینگے جب ۱۷۵۱ء کا موسم برسات ختم ہوا جنگ کی تیاری شروع ہوئی کشتی جمع کی گئین اور رام گنگا پر پل بنایا گیا یہہ ندی روہیل کھنڈ مین بہتی ہوئی گنگا مین قنوج کے قریب فرخ آباد سے چالیس میل نیچے بائین جانب سے گنگا مین وصل ہوئی ہے جب معلوم ہوا کہ دشمن معہ روہیلون اور دوسرے افغانون کے ساتھ لئے حملہ کرنیکو بڑھتا ہے اونہون نے کھانڈے راؤ ولد ملہر راؤ کو بیشمار فوج کے ساتھ اوس سے جنگ کرنے اور بھگا دینے کے لئے گنگا پار بھیجا تب احمد خان اور روہیلہ سردار اپنے پل پر سے رام گنگا کو پار ہوئے اور اپنے سپاہیون کے تئیں سخت تاکید کی کہ دریا سے دور مت جانا اوسی کے کنارے کنارے چلنا - ایک مقام پر دریا بصورت ہلال کے بہا ہے یہان مرہٹون نے احمد خان کو روکنے کے ارادے سے مقام کیا تھا دوندے خان جو پیش لشکر مین تھا دشمن کے مقام کو دیکھا اور خیال کیا کہ اب مین دریا کے کنارے کنارے نہین بڑھ سکتا ہون لہذا اوسنے کوچ موقوف کرکے دریا کے گھماو کے دونون گوشون یعنے مشرق و مغرب پر اپنا مورچہ لگا دیا اس تدبیر سے اوسنے دشمن کے بیٹھنے کی راہ مسدود کردی جب کھانڈے راؤنے راہ ہر طرف سے مسدود پائی اور دیکھا کہ پٹھانون نے سب طرف سے آمد رفت بند کردی ہے تو اوسنے احمد خان کے پاس پیغام صلح کا بھیجا - قاصد نے آکر نواب احمد خان سے یون بیان کیا کہ ہم حسب الحکم سلطان ہند کے اس جنگ مین شریک ہوئے ہین مگر ہم ویسے وزیر کی طرف سے نہین لڑتے ہین محض وقت کا نباہ کرتے ہین اسوقت جو کچھہ ہمارے اور تمہارے درمیان ہے تاہم مخفی طور پر طے پا جاویگا ہم قسم کھا کر اقرار کرتے ہین جبکہ جنگ کماؤن شروع ہوگی ہم تمکو بذریعہ تحریر اطلاع دینگے جب یہہ پیغام احمد خان نے سُنا تو حافظ رحمت خان کو طلب کیا اور اوس سے مرہٹون کی درخواست ظاہر کی اور یہہ بھی کہا کہ محمد خان اور مرہٹون مین سابق مین اتحاد بھی تھا بعد اسکے اوسنے رحمت خان سے کہا کہ تم دوندے خان کو حکم بھیجو کہ مرہٹون کی راہ جو اوسنے بند کردی ہے کھول دے حافظ رحمت خان

ساتھہ دریا کے کنارے پر گیا اور کھڑا رہا یہانتک کہ حسام الدین مجبوریت گنگا پار ہوگیا۔ عبد اللہ خان جمعدار معہ ایک جماعت افغانون و روہیلیون کے اوسوقت دریا پار ہوا تھا حسام اونکے ساتھہ ہوکر نواب احمد خان کے لشکر کی جانب روانہ ہوا۔

جنگ روہیلکھنڈ

جب احمد خان کا ساتھہ سب نے بجز اوسکے عہدہ دارون کے اور جمعدارون کے چھوڑ دیا تب اوسنے دل مین خیال کیا کہ آنولہ کے حاکمون نے بہادر خان کو دور کرنے کی غرض سے نواب سعد اللہ خان کو مجھہ سے شریک ہونے کے واسطے بھیجا یا اونکی غرض تھی کہ احمد خان کے سپاہی مایوس ہوکر اوسکا ساتھہ چھوڑ دین اور ہم سے آملین۔ اگرچہ وہ ان امور سے بخوبی واقف تھا مگر اوسکو یہ بھی معلوم ہوا کہ اوس کے سپاہیون کی حالت ایسی خراب ہوگئی تھی جسکے سبب سے مقابلہ کرنا غیر ممکن ہوا بہرصورت وہ گنگا اوترکر آنولہ کو آیا یہان روہیلہ سردار اوسکی ملاقات کو آئے۔ مسٹر ہملٹن لکھتا ہے کہ حکمت عملی کی رو سے روہیلیون نے یہہ بڑی حماقت کی کہ اپنی کچھہ فوج کو احمد خان کے شریک کر دیا مگر معائنہ اوسوقت کی صورت کے اس اعتراض کا جواب بہت آسان ہے کیفیت اوسوقت کی بالکل ویسی ہی مسٹر ہملٹن نے بھی بیان کی جیسی ہم نے لکھی ہے یہہ کارروائی تند مزاج نوجوان سعد اللہ خان سے بخلاف رائے سرداران تجربہ کار کے ہوئی تھی۔ اگر موقع ملجاتا تو وزیر با مرہٹے سعد اللہ خان کی عداوت اور دوسرون کی دوستی مین کچھہ بھی فرق نہ کرتے اور کل روہیلیون پر حملہ کیا جاتا احمد خان اور روہیلہ سردارون کے مشورہ سے یہہ بات قرار پائی کہ بالفعل کوہ کمادن کے دامن مین پناہ گزین ہونا چاہئے دوسرے روز احمد خان معہ روہیلہ سردارون کے پہاڑ کی طرف روانہ ہوکر مرادآباد پہونچا ایسا اتفاق ہوا کہ یہان چندروز مقام کرنا پڑا اس عرصہ مین یہہ خبر آئی کہ وزیر مرہٹون ملہار راؤ و آپا سیندھیا کو سنگہی رام پور مین چھوڑکر لکھنؤ کو گیا ہے یہہ خبر روہیلون نے احمد خان سے

کے نام آیا ہے وہ لکھتا ہے کہ مین تھوڑے عرصہ مین کمک کو پہونچتا ہوں وہ دریاے گنگا کے
دوسرے کنارے کی طرف بڑھتا آتا تھا جب اوسکو یہہ حال معلوم ہوا تو یہی مناسب نظر آیا کہ آگے
چلکر سورج پور مین مقام کرنا چاہیئے سورج پور پرگنہ کمپل مین ایک گھاٹ ہے اور فرخ آباد سے بیس میل
اور سنگی رام پور سے چالیس میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے اونہوں نے خیال کیا کہ ہم کو ناوین بھی
مل سکینگی اور ہم دریا سے بہ آسانی اوتر کر نجیب خان سے جا ملینگے اور برہم یلغار ملہر راو کیطرف
بڑھینگے کیونکہ اسوقت ملہر راو کے پاس فقط تھوڑی ہی فوج تھی لہذا پل کی مرمت مین تضیع اوقات
کرنا خوب نہین اور کوچ کے وقت یہہ مشہور کرینگے کہ ہم اپنی رام گنگا کے پل کی طرف غلہ کا ذخیرہ
اکٹھا کرنے کے واسطے واپس جاتے اور تازہ رسد بہم پہونچا کر ہم پھر اپنے قدیم موقع پر آکر جنگ
شروع کردینگے - نواب احمد خان نے اس تجویز کو پسند کیا اور افغانوں نے کوچ کیا جب وے
چلے مرہٹے پیچھے سے توپین داغتے رہے لیکن تعاقب نہ کیا جب وزیر نے افغانوں کی کوشش
کا مذکور سنا بہ تعجیل تمام پیچھے ہٹکر اور سیدھی گھاٹ سے اوتر کر بتاریخ ۹ محرم سنہ ۱۱۶۵ھ مطابق
۱۰ نومبر سنہ ۱۷۵۱ء ملہر راو سے بمقام سنگی رام پور جا ملا سیدھی گھاٹ پرگنہ قنوج مین فرخ آباد کے
نیچے چالیس میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے جب وزیر وہان داخل ہوا کل توپین سلامی میں سر ہوئین -
اونکی آواز سے پٹھانوں کے لشکر مین بڑا انتشار پیدا ہوا جب افغان سردارون نے وزیر کی
آمد سنی سب نے مجتمع ہوکر صلاح کی آخر یہہ بات قرار پائی کہ سیدھے بنگڈہ کی طرف کوچ کر چلین
بنگڈہ پرگنہ بداؤں مین خاص بداوں سے دس میل ہے بازید خان حاکم توپخانہ طلب ہوا اور اوسکو حکم
ہوا کہ اپنی سب توپین بطور حیلہ سر کر کے روانہ ہو جاوے بہ تعمیل اس حکم کے توپخانہ روانہ ہوا اس کی
تجویز کی اطلاع سپاہیون کو نہین دیگئی جب توپخانہ روانہ ہوگیا کل فوج مین پریشانی پھیل گئی
ایک سپاہی کے بھی حواس بجا نرہے فقط عہدہ دار و خاص خاص لوگ تو البتہ اس خوف سے
محفوظ تھے جب عہدہ دارون نے سپاہ کا یہہ حال دیکھا متردد ہوکر کہنے لگے کہ ہم کو تو بے جنگ
شکست ہوگئی نواب احمد خان معہ فوج سعد اللہ خان کی فوج سے نصف کوس پر تھا اور اوسکو

نے جوابدیا کہ لڑائی کیوقت دوندے خان کسیکا حکم نہین سُنیگا ہان نواب خود اگر وہان تک چلنے کی
تکلیف کرین تو شاید وہ مانے۔ اور مین آپ کے ساتھہ چلتا ہون۔ افغانون کی فوج ذیل کی ترتیب
سے تھی دوندے خان کے عقب مین کمک کیواسطے بہادر خان اور ملّا سردار خان تھے اُنکے پیچھے
نجیب خان خانسامان تھا اور اُون کے بعد سعد اللہ خان و رحمت خان یہہ دونون ہاتھی پر سوار تھے
یہہ سب نواب احمد خان کا ہراول تھا نواب احمد خان اور حافظ رحمت خان بڑھکر دوندیخان
کے پاس گئے اور مرہٹون کی درخواست سے اوسکو مطلع کیا اور کہا کہ اُنہوں نے اپنے اقرار پر قسم
کھائی ہے اوسنے جواب دیا کہ اسوقت تو مرہٹے خوامخواہ درخوست مصالحت کی کرینگے کیونکہ
اونکی حالت نہایت نازک ہورہی ہو تین طرف تو اونکے ندی حایل ہو اور چوتھی جانب مین نے
راہ بند کردی ہو اب اونکا ایسا حال ہو کہ بلا تصدیع و بے تضیع اوقات اونکو ہم بہ آسانی شکست
فاش دیسکتے ہین ایسے موقع کی قسم محض لغو ہے نواب نے جواب دیا کہ جوکچھہ تم کہتے ہو سب صحیح ہو
مگر مذہب اسلام مین امان مانگنیوالے کو امان نہ دینا جائز نہیں بلکہ سخت بُرا ہے۔ اگر وہ جھوٹھی
قسم کھائینگے خدا اونکو سزا دیگا دوندے خان نے مجبور ہوکر منظور کیا اور اپنی پلٹنوں کو حکم بھیجا
کہ راستہ کھولدین سپاہی وہانسے ہٹ گئے اور دشمن کے واسطے راستہ کھولدیا نواب احمد خان
اور نواب سعد اللہ خان نے اس مقام پر اپنے خیمے نصب کروائے روز دیگر افغان ناؤ کے پل پر
پر پہونچے جو وزیر نے گنگا رامپور پر بندھوایا تھا مسلمانون کے پہونچنے سے قبل مرہٹون نے پل
کو توڑ ڈالا تھا جب نواب احمد خان وہان پہونچا اوسنے دیکھا کہ ہمارے اور دشمن کے درمیان دریا
حایل ہو دونون جانب سے توپین چلنے لگین جن مرہٹو نکا نازک حالت مین راستہ کھولدیا گیا تھا
وہ بھی نواب کے لشکر کے گرد مجتمع ہوئے مگر قریب نہ آسکے قریب ایک ہفتہ تک یہی حال رہا مگر
دریا کو عبور کرنے کی کوئی صورت نہ نکلی اور خوراک جو سپاہی اپنے ساتھہ لائے تھے وہ بھی ختم کو پہونچی
روہیلہ سرداروں نے نواب احمد خان سے صورت حال عرض کی اوسنے پوچھا تمہارے نزدیک
کیا مناسب ہو اُسوقت حافظ رحمت خان نے کہا کہ شب گذشتہ ایک خط نجیب خان کا سعد اللہ خان

مشغول رہے پھر گھرون کو چھوڑ کر اپنے اہل وعیال ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور گھرون مین آگ
لگا دی پہر رات گئے رامپور پہونچکر اپنے خیمے استادہ کئے دوسرے روز پھر روانہ ہوکر مرادآباد
کی نواح مین پہونچے اور یہان چھہ گھنٹہ ٹھہر کر کاشی پور کی طرف چلے جو مرادآباد سے بیس میل
شمال مین ہے اوسوقت ایک جاسوس آیا سیندھیا کے پاس سے احمد خان کے نام خط لیکر
آیا اس مین یہہ لکھا تھا کہ جب وزیر نے سنا افغان پہاڑ کی طرف بڑھے جاتے ہین اوسنے اپنی
فوج کو حکم دیا کہ فوراً ندی پار ہوکر دوادوشے کوچ کرتے ہوئے دشمن کے متعاقب جاوین اور
کہین مقام نہ کرین ملہر راؤ تانتیا بجمعیت تیس ہزار سوار و مغل قزلباش اس تعاقب کیواسطے معین
ہوئے ہین وے پہونچنے ہی چاہتے ہین لہذا تمکو لازم ہے بہت جلد پہاڑ کی طرف روانہ ہوکر
جاے امن تلاش کرو احمد خان نے اس خط کو پڑھکر سرداران روہیلہ واحمد خان کو طلب کیا
اور سب حال کہا اور قاصد کو سات اشرفیان دیکر رخصت کیا افغان فی الفور جانب کوہ روانہ ہوئے
اور دوسرے روز جنگل میں پہونچ گئے اس جنگل مین تین طرف سے دشوارگذار خارستان تھا اور
ایک طرف جدھر سے راہ تھی افغانون نے عمیق خندق کھودے اور برج بنائے اب یہہ مقام
قلعہ دولت آباد دکھن کی طرح مستحکم و بے گذر ہوگیا اس جنگل کے وسط مین اپنا لشکرگاہ قائم کیا
آنولہ کے سردارون نے بھی اپنے خیمے کھڑے کئے اور توپین قرینے سے نصب کرکے زنجیرون
سے کس دین باوجود ان سب کے وہ نہایت مضطر تھے کہ کہین سے سامان رسد کا نہ تھا اور کھانا
اونکے پاس بالکل نہ تھا تھوڑے عرصے تک انھون نے نیشکر پر بسر کی تین چار روز اس صورت
سے گذر گئے اور کہین سے کوئی سامان مہیا نہ ہوا تب نواب احمد خان نے روہیلیوں سردارون کو
طلب کرکے کہا کہ قادر مطلق نے ہمکو جائے امن تو ایسی عطا کی ہر کہ جہان سے ہم شاہ ہفت اقلیم
سے بھی جنگ کر سکتے ہین مگر غذا بہم پہونچانا نہایت ضرور ہے روہیلیوں نے جواب دیا کہ الموڑہ کا راجہ
اپنی دامن کوہ کی ریاست کے ناظم سید احمد کو نہایت عزیز رکھتا ہے اور سید موصوف ہماری قوم
کا بھی ہوا خواہ ہے اگر آپ سید کو کچھہ تحفہ تحایف دیکر راجہ کے پاس بھیجین اور اوسکی درخواست

اصلا خبر نہ تھی کہ روہیلیون کا کیا حال ہے آفتاب طلوع نہ ہونے پایا تھا کہ سعد اللہ خان و حافظ رحمت خان ملا سردار خان و دوندے خان و فتح خان و دیگر سرداران نواب احمد خان کے پاس پہونچے نواب اوسوقت سوتا تھا استحباب خان و سرفراز خان نے جاکر اوسکو جگایا اور کل حال کہا اور یہہ بھی کہا کہ سعد اللہ خان وغیرہ یہان موجود ہین۔ یہہ سنکر نواب نے اپنے سردارون رستم خان بنگش و سعادت خان آفریدی و منگل خان و جمال خان و ضابطہ خان و محمد خان و عبد اللہ خان و انور خان و سعادت خان طوبہ و شمشیر خان و محمد شاہدل خان علزئی و دیگر کو طلب کیا اور شاہدل خان و سعادت خان کو حکم دیا کہ تم فوراً روانہ ہو جاؤ پل کو توڑ ڈالو اور ناوین سور جیپور گھاٹ لیجاؤ اور وہان پل طیار کرو مین آج مقام سے دریا کو عبور کرونگا اور دوسرے سردارون کو حکم دیا کہ تم مسلح ہو کر تیار رہو جب وہ خود روہیلیوں کی طرف چلا اور اوسکو ساتھ لیکر ایک کھلے ہوئے وسیع میدان مین مقام کیا روہیلیون نے تب نواب سے ملاقات کر کے اپنی فوج کا حال کہا کہ توپخانہ کے روانہ ہو جانے انکے دلون مین ہراس پیدا ہو گیا ہے اور سب کے سب بھاگنا چاہتے ہین جب یہہ حال ہے تو ہم میدان مین کیسے جنگ کر سکتے ہین نواب نے کہا اونکے ارادے سے مجھے پیشتر ہی سے اطلاع کر دی ہوتی تاکہ دوسری تدبیر کیجاتی بے جنگ کئے ہوئے ہٹنا بڑی خراب بات ہے دنیا بھر مین کوئی اوسکو پسند نہ کریگا روہیلیون نے سر نیچا کر لیا اور کچھہ نہ بولے بعد ایک لمحہ کے کہنے لگے جو کچھہ ہوا سو ہو چکا تیر از کمان جستہ باز نہ آید بعد ازان بعد گفتگو و سوال جواب کے اونہون نے کہا کہ ہماری فوج دل ہار گئی ہے اس صورت مین بہتر ہے کہ آنولہ کو واپس جاوین اور وہان اپنے خاندان کے لوگون کو مجتمع کر کے پہاڑ کو چلین اور آپ کو بھی یہی صلاح دیتے ہیں نواب کو گو یہہ منظور نہ تھا مگر بضرورت بزنہا پڑا ایک گھنٹہ قبل از غروب سب کے سب بسمت آنولہ کو پہونچے نواب احمد خان نے شہر کے باہر ایک باغ مین مقام کیا اور یہان ۹ گھنٹے مقام بھی کیا جب صبح ہونے لگی نواب سعد اللہ خان کو بلا بھیجا اور پہاڑ کی طرف روانہ ہوا۔ دوسرے لوگ تمام رات گھر کے کام مین نقد روپیہ جمع کرنے مین اور مدفون کرنے مین اور بان اور توپخانہ کے کام مین

اپنا لشکر موضع جکیا مین ڈالا ہر روز وزیر خود تو پیچھے رہتا تھا اور مرہٹون کو لڑنے کے واسطے آگے کرتا تھا روز شام کو وہ واپس آتے تھے وزیر کا توپخانہ تھوڑی دیر بعد آتا تھا ہر روز اسی طرح جنگ ہوتی تھی ایک روز وزیر دن نکلے ہاتھی پر سوار ہوکر اور اپنا توپخانہ نواب احمد خان کے توپخانہ کے مقابل لایا وزیر کے توپخانہ کا گولا اتنا بلند جاتا تھا کہ نواب کے نواب کے توپخانے کے اوپر سے گذر کر لشکر کے پیچھے میدان مین جا کر گرتا تھا اس کوس بھر کے میدان مین اولے کی طرح گولے برستے تھے صبح سے شام تک توپین چلا کرتی تھین اور رات نہین ہونے پاتی تھی کہ وزیر اپنی توپین بنظر احتیاط اپنے لشکر کے قریب کھچوا لیجاتا تھا دو مہینے یہی حال رہا مگر افغانون کو اس سے کچھہ بھی ضرر نہ ہوا پہاڑ سے ایک نالہ جاری تھا یہہ اور بھی وزیر کی تدابیر مین حارج تھا روہیلے اس نالے سے نہر کاٹ لائے تھے اور اسکا پانی اپنے لشکر کے گرد پہونچایا تھا ملہر راو اور سورج مل جاٹ نے بہت کوشش رستہ معلوم کرنے کی کی مگر سب بے سود ہوئی۔ اوسوقت وزیر کے پاس ایک خط اوس کے کارندہ کے پاس سے جو دربار شاہی مین متعین تھا اس مضمون کا آیا کہ جاسوسون نے بادشاہ سلامت کو خبر دی ہی کہ احمد شاہ درانی اپنے ہم قوم افغانون کی مدد کو آیا ہے اور درانی مذکور نے افغانان کوہستانی کو اطلاع دی ہے کہ مین آتا ہون سب کے سب دریاے سندھ کے کنارے مجتمع ہوکر میرے منتظر رہین خط مین یہہ بھی لکھا تھا کہ جب بادشاہ کو یہہ خبر معلوم ہوئی نہایت متردد ہو کر فیروز جنگ سے کہا کہ صفدر جنگ میری تمام فوج اور ہر مقام سے زمیندارون کو لیکر بیہودہ جنگ کرنے گیا ہے اب تک یہہ بھی نہین معلوم ہوا ہی کہ وہ احمد خان پر غالب آیا یا فتحیاب ہونگی کچھہ امید بھی ہے اب ہم کیا کرین فیروز جنگ نے آداب بجا لاکر التماس کیا کہ جو کچھہ غلام سمجھتا تھا وہی پیش آیا کمترین نے حضور عالی کو پیشتر سے آگاہ کر دیا تھا چونکہ سلطان نے اس امر میں جاوید خان سے صلاح لی تھی لہذا اب اوس سے پوچھنا چاہیے کہ کیا کرنا چاہیے بادشاہ سلامت نے فرمایا یہہ تو سچ ہے مگر خطا انسان سے ہو ہی جاتی ہی اسوقت ہم کو یہہ نہین لازم ہے

بہم رسانی غلہ کی کرین تو بہت مناسب ہوگا نواب نے اس تجویز کو پسند کیا حافظ رحمت خان نواب سے
رخصت ہوکر سید جا سید کے پاس گیا سید مذکور نجیب خان کے قریب توپخانہ مین تھا اور جو تجویز
کیا گیا تھا اوس سے بیان کیا سید کو نواب کے پاس بولا لائے نواب نے اوسکو خط و تحائف
دیئے اور المورا کی طرف رخصت کیا سید کے پہونچنے سے قبل وزیر کا وکیل مہدی جنگل کے راہ سے
راجہ المورا کے پاس آیا وزیر کا پیغام یہہ تھا کہ ہمارے دشمنون نے دامن کوہ مین پناہ لی ہے ہم تمہاری
دوستی سے امید رکھتے ہین کہ اونکو رسد نہ پہونچنے پاوے بہ عوض اسکے روہیلیون کا تمام ملک
تمہاری ریاست شامل کردیا جاویگا جب سید معہ تحائف وہان پہونچا اور نواب کا خط دیا
المورا کے راجہ نے وزیر نے وزیر کے وکیل کو رخصت کیا اور کہا کہ یہہ انسانیت سے بعید ہے
کہ جو تمہارے یہان آکر پناہ لے ہم اوسپر کھانا بند کرین اوسنے فوراً اپنے کارندون کو حکم دیا
کہ جو گانون والے نواب کے لشکر سے قریب ہین اونسے کہو بہت جلد اناج لاد کر نواب کے لشکر
مین پہونچادین اور سید کو جواب دیکر رخصت کیا سید وہان پہونچنے ہی نہ پایا تھا کہ ہزارون
پہاڑی غلہ سرون پر لئے ہوئے نمود ہوئے اور بیچنا شروع کیا افغانون نے اس غلہ کو نعمت
عظمی تصور کیا اور بیچارے بھوکھون مر رہے تھے اوسکو بہت غنیمت جانا جتنا جس کو درکار تھا
خرید کیا اور شکر خدا بجا لائے اور کھانے پکانے مین مصروف ہوئے بعد ازان سید جواب خط
لیکر پہونچا اسکا مضمون سوائے خاص خاص لوگون کے اور کسی کو نہ سنایا گیا جب وزیر کو نگا بار
ہوا اوسنے ملہر راو کو سخت تاکید کی کہ اپنا لشکر لیکر دشمن کا تعاقب کرے لیکن مرہٹہ سردارون
بہ ایفاے اپنے قول کے توقف کیا اور یہہ عذر کیا کہ تا منتا گنگا دھر اور مغل افغانون کے تعاقب
مین گئے ہین لہذا مناسب یہہ ہے کہ اتنی انتظار کیجاوے کہ دشمن کسطرف کا ارادہ رکھتے ہین
جب معتبر خبر ملجاوے گی تو اوسوقت کوچ ملیغار کرنا مناسب ہوگا تھوڑے ہی عرصہ مین خبر مشہور
ہوئی کہ نواب احمد خان و روہیلے دامن کوہ کی طرف گئے مرہٹون نے بہ تعجیل تمام کوچ کیا یہانتک
کہ نواب احمد خان کے قیام کے تین کوس قریب جا پہونچے یہان پر اونہون نے مقام کیا اور دن

اوسوقت مین اوسپر حملہ کرونگا وزیر نے اوسکے حسب لخواہ حکم دیا راجہ اندگیر نے بڑھکر شیب مین مقام کیا اور منتظر موقع کا ہوا اور مغلوں نے نجیب خان کے مورچہ پر حملہ کیا لڑائی شروع ہوگئی مغلوں نے حتی المقدور بڑی جوانمردی کی مگر نجیب خان نے بڑی دلجمعی کے ساتھہ مقابلہ کیا اور اپنے دوستون سے کہا کہ ابھی گولہ باری موقوف کرو جب دشمن قریب آوے تو تلوار سے مقابلہ کرنا نجیب خان نے سردار خان و دوندے خان سے کہلا بھیجا کہ اپنے اپنی جگہین چھوڑکر آئیں کیونکہ وہ سمجھا تھا خاص حملہ میری طرف کیا گیا ہے حافظ رحمت خان نے یہہ دیکھکر کہ نجیب خان پر حملہ ہوا ہے سوار ہوکر نواب احمد خان کے پاس پہونچا مگر قبل اوسکے پہونچنے کے نواب احمد خان ہاتھی پر سوار ہوکر اپنے مورچہ کو جاچکا تھا رحمت خان نے نواب سے عرض کی کہ آج خاص حملہ نجیب خان کے مورچہ کی طرف ہے نواب نے جواب دیا کہ نجیب خان پر فقط دھوکے کا حملہ ہے اصل حملہ احمد خان پر قوم اٹہیٹہ کے ہاتھہ سے ہوگا لہذا تم اپنے مورچہ کو جاؤ اور اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ سب ہوشیار رہین ڈیڑھ گھنٹہ دن رہے اٹہٹوں کی فوج میدان مین آئی پٹھان تمنداروں نے اپنی سپاہ کی صف بندی کی اجازت چاہی نواب نے اونسے کہا کہ فاتحہ خیر پڑھکر ارادہ جنگ کا کرو چنانچہ افغانون نے دونون ہاتھہ آسمان کی طرف اُٹھائے اور فاتحہ خیر پڑھکر دشمن کی طرف چلے دونون جانب سے پیشتر بان و بندوق سر ہوئی اور ایک گھنٹہ تک اس صورت سے لڑائی ہوتی رہی آخر الامر پٹھان بڑھ کر دشمن پر جا پہونچے اور تلوار چلنے لگی افغانون نے اس سختی سے حملہ کیا کہ اٹہٹوں نے تاب نہ لاکر ہٹنا شروع کیا اسوقت اندرگیر کا چیلہ اٹہٹون پر حکمران تھا جب اوسنے دیکھا کہ ناگا اور اٹہٹوں نے منہہ پھیر لیا وہ گھوڑے پر سے اوتر پڑا اور اونکو مجتمع کرنا چاہا اور اپنے خاص خاص ہمراہیوں سے کہا تلوار لیکر حملہ کرو اونھوں نے اوس کے حکم کی تعمیل کی اور خوب جان بازی سے لڑے بھڑے اُن میں سے مارے گئے اور باقی منتشر ہوگئے تب خود اٹہٹوں کا سردار شمشیر بدست سامنے آیا اور ایک پٹھان فقط تلوار لیکر اوس کے مقابل ہوا تہوڑی دیر لڑکر پٹھان نے اوسکو مار لیا اور اوسکا سر تن سے جدا کر لیا جب اٹہٹوں نے دیکھا کہ اوسکا سردار قتل ہوا بھاگ

کہ مشورہ دینے سے انکار کرو تب فیروز جنگ نے کہا کہ صفدر جنگ کے نام ایک شقہ روانہ ہونا چاہیے کہ احمد شاہ درانی اس طرف آتا ہے لہذا تمکو لازم ہے کہ احمد خان سے صلح کر لو اور یہہ صلاح دی کہ علی قلیخان چھگا اس قاصدی پر بھیجا جاوے اور علی قلیخان شقہ لیکر روانہ ہوا ہے +

راجہ اندر گیرے اٹیون کا حملہ

وزیر نے اِس خبر کو اپنے معتمدوں سے بھی مخفی رکھا دوسرے روز اوسنے ملہر راو و آپا سیندھیا و تانتیا گنگادھر و سورج مل جاٹ کو طلب کیا اور کہا دو مہینے تو گذر گئے مگر ہنوز روز اول ہے تم ذرہ بھی آگے نہ بڑھے اور نہ کچھہ مدد دی آپا سیندھیا نے سب سے پہلے جواب دیا کہ ہم میدان کی لڑائی لڑتے ہیں اور نہ خارستان و قلعہ و خندق کے اندر گھیرتے کہا کہ تمہارا دشمن میدان مین ہے نہ وہ قلعہ مین ہے نہ خندق مین فقط پانی سد راہ ہے دو گوشون شرق و مغرب کی طرف پانی نہین ہے مشرق کی طرف نجیب خان و سید احمد کا توپخانہ ہے اور مغرب سمت نواب احمد خان ہے اگر کوئی شخص تھوڑی بھی تکلیف کرے تو اُنپر فتح حاصل کر سکتا ہے آپا سیندھیا نے کہا تم بھی تو نواب وزیر کے نوکر ہو تم اتنی تکلیف کیون نہین کرتے ہو اندر گھیرتے کہا کل مین نواب احمد خان کے مورچہ پر حملہ کرونگا اور بے مدد اوسپر قبضہ کر لونگا ۔ وزیر کے اقبال سے احمد خان کو زندہ گرفتار کر لاونگا یا اوسکا سر نیزہ پر لاؤنگا سردار مرہٹہ نے جواب دیا اس سے بہتر اور کیا ہے اور سب سردار رخصت ہو کر اپنے اپنے مقام کو گئے آپا سیندھیا نے نواب احمد خان سے کہلا بھیجا کہ کل راجہ اندر گیر تم پر حملہ کریگا اور مجھے امید ہے کہ یا تو وہ مارا جاویگا یا شکست کھاویگا جب رات ختم ہوئی اور آفتاب مشرق سے طلوع ہوا راجہ اندر گیر بجمعیت بیند سہ ہزار سوار و پیادہ تمامی از قوم اتیٹہ و ناگا مسلح بابان و بندوق وزیر کے روبرو گیا اور حملہ کرنے کا حکم پایا۔ قبل حملہ کرنے کے راجہ اندر گیر نے وزیر سے درخواست کی کہ مغل اور شیر بچہ کو حکم ہو کہ اول دے داؤ کا حملہ نجیب خان اور سید احمد کے مورچہ پر کرین تاکہ کل پٹھان اوسطرف متوجہ ہون اور نجیب خان کی مدد کو جاوین اور احمد خان کا جانب خالی چھوڑین اور پٹھان اوسکا کوئی معاون نرہے

دوسرے روز نواب راجہ کی ملاقات کو گیا راجہ اوس کے استقبال کو نکلا یہہ دونوں بڑے تپاک سے ہاتھہ مین ہاتھہ دیئے ہوئے راجہ کے خیمہ مین داخل ہوئے راجہ نے نواب کو بڑی بیش بہا مسند پر بٹھلایا اور کوہستانی اشیا نذر گذرانین مثلاً باز و جرہ و دیگر طیور شکاری نافہہاے مشک و جدوار و سوناسوگند یہہ ایک خوشبودار عطر گلاب کی ہے۔ اور رنگ برنگ کے نایاب رواس ٹانگن نذر کئے سواے اسکے راجہ نے طرح بہ طرح کے جواہرات قیمتی پیش کئے نواب نے انکو قبول کرنے سے انکار کیا تب راجہ نے کہا سید احمد سے کہ مین خود معترف ہوں کہ یے چیزیں محض بیقدر ہین لیکن اگر نواب توجہات سے قبول فرماوے تو مجھے نہایت درجہ خوشی حاصل ہوگی۔ تب نواب نے اوسکی خاطر سے سب چیزین قبول کرلین دوسرے روز راجہ رخصت ہوکر اپنے پہاڑ کو روانہ ہوا۔

عہد و پیمان بتوسط علی قلیخان

وزیر کو اس مہم مشکلات سے دن رات تردد رہتا تھا اسوقت علی قلیخان عباسی جو شاہان ولایت کی اولاد سے تھا وزیر کے لشکر مین بادشاہ دہلی کا شقہ لیکر داخل ہوا یہہ شقہ بدستخط خاص تھا جس میں یہہ تحریر تھا کہ احمد خان سے فوراً صلح کرلینا چاہیئے یہہ شقہ وزیر کو حوالہ کرکے علی قلی نے بادشاہ کا زبانی پیغام یعنے احمد شاہ درانی کی آمد کی خبر بیان کی وزیر نے کہا کہ اگر صلح کی درخواست میری طرفسے ہوگی تو اوس میں تمام عمر کے واسطے میری توہین ہوگی پس کس صورت سے صلح کرنا چاہیے علی قلیخان نے جواب دیا کہ مجھہ مین اور احمد خان غالب جنگ مین قدیم سے رابطہ اتحاد ہے اگر تمہاری مرضی ہو تو مین احمد خان سے ملاقات کرکے اوسکو صلح کی طرف مایل کروں وزیر اس تدبیر سے نہایت محظوظ ہوا علی قلیخان نے احمد خان کو ایک شوقیہ خط اس مضمون کا بھیجا کہ مجھے تمہاری ملاقات کی کمال آرزو ہے بوصول اس خط کے نواب نے حافظ رحمت خان و دیگر سرداران روہیلہ کو طلب کیا اور خط کا مضمون کہا سب نے یہی صلاح دی کہ چونکہ علی قلیخان یگانہ دوست ہے لہذا ملاقات مناسب ہے نواب نے جواب لکھا کہ آپ کے استفسار کی کیا ضرورت ہے

کھڑے ہوئے۔ راجہ اندر گیر بہہ برگشتگی طالع دیکھکر میدان جنگ سے پھرا پٹھانوں نے وزیر کے
لشکر تک اوسکا تعاقب کیا اور غروب آفتاب کے وقت وہان پہونچے۔ بعد غروب اسقدر تاریکی ہوئی
کہ ایک دوسرے کو شناخت نہ کرسکتا تھا نواب نے فوراً قاصد روانہ کیا اور حکم دیا کہ سب تعاقب سے
واپس آوین پٹھانوں نے وزیر کے توپ کی گاڑیون مین آگ لگادی اور معہ مال غنیمت اپنے لشکر میں
واپس آئے خاص خاص سردار نواب کے روبرو حاضر ہوئے اور اس فتح کی خوشی کی نذر پیش کی نواب
نے اونکی بہت تحسین و آفرین کی اور اونکی بہادری کا بڑا شکریہ ادا کیا جب وزیر نے اندر گیر کی
شکست کی خبر سنی نہایت افسردہ خاطر ہوا اور اپنے خیمہ مین سے نکلکر ہاتھی پر سوار ہوا اور کاشی پور
کی طرف بھاگا جب ملہر راو اور آپا سیندہیا کی تئین وزیر کے گریز کی خبر ملی بہت سی فوج لیکر اوسکا
تعاقب کیا اور کاشی پور پہونچکر اوسکی سدراہ ہوئے اور وزیر کے پاس جاکر بولے کہ شکست تو اندرگیر کو
ہوئی تمہاری اس بزدلی کا کیا باعث ہے اوسنے اپنے غرور کی واقعی سزا پائی غرض ملہر راؤ اور
آپا سیندہیا نے وزیر کو اس حرکت بزدلی سے جو بالکل منافی اوسکے مرتبہ کے تھی باز رکھا اور وزیر
واپس آکر پھر اپنی سابق جگہہ مین قیام پذیر ہوا۔

راجۂ الموڑا کی احمد خان سے ملاقات

سید احمد کی تحریک سے راجہ الموڑا احمد خان کے لشکر کو دیکھنے چلا گئے ہزار پیدل
سپاہی ساتھہ لئے ہوئے اور ایک زرنگار تخت پر سوار جواہرات سے لدا ہوا پہاڑ سے اوترا نواب
احمد خان اوسکی پیشوائی کو بڑھا جب نظر دوچار ہوئین دونون نے ایک ہی نہج ایک دوسرے کو
سلام کیا نواب راجہ کو اپنے قیام گاہ مین لیگیا اور ایک علیحدہ مسند پر بٹھلایا۔ ہندوستان کے نفائس
معہ ایک ہاتھی کے راجہ کے روبرو پیش کئے گئے منجملہ اونکے راجہ نے فقط دو رومال قبول کئے
اور باقی سب اشیا واپس کردین۔ سید احمد راجہ کی زبان سے واقف تھا چنانچہ جو کچھہ راجہ کہتا
تھا وہ نواب کو سمجھاتا جاتا تھا تھوڑی دیر کی ملاقات کے بعد راجہ رخصت ہوکر اپنے لشکر مین گیا

بساط ہی کیا ہی نواب نے پوچھا تمہارے اِس سوال سے غرض کیا ہی ملا سردار نے جوابدیا کہ معاملا صلح ایسے شخص کے توسط سے ہونا چاہیئے کہ جو خود کچھہ قوت اور اختیار رکھتا ہو کہ اگر ضرورت پڑے تو تعمیل شرائط مین مجبور کرے اور درصورت فسخ معاہدہ مقابلہ پیش آسکے اوسکا مطلب یہہ تھا کہ صلحنامہ ملہر راو و آپا سیندھیا کے توسط سے ہونا چاہیئے مگر کسی حال مین مجھے یہہ منظور نہین ہے کہ محمود خان دشمن کے لشکر گاہ مین جاوے حافظ رحمت خان کو اختیار ہی کہ چاہے جاوے یا نہ جاوے کیونکہ اوس مین اور وزیر مین مخفی اتحاد ہے احمد خان نے سردار خان کو جوابدیا کہ مین تمہاری صلاح کو بدل پسند کرتا ہوں اور اوسپر عمل کرونگا بعد ازان نواب اپنے لشکر گاہ مین واپس آیا اور دوسرے روز علی قلی خان سے کہا گو مجھے خود تم پر اعتماد کامل ہی مگر روہیلہ سردار میرے بیٹے کے بھیجنے مین رائے نہین دیتے ہین یہہ سُنکر علی قلی خان نے جوابدیا واللہ تمہارے سردار نہایت ذی ہوش اور دور اندیش ہین یہی میری خواہش تہی جو اونہوں نے صلاح دی میری مراد صلح سے بھی وہ حاصل ہی کیونکہ میری غرض صرف تم کو صلح کی طرف راغب کرنے کی تھی نواب نے جواب دیا کہ تمہاری دوستی میرے دل پر گویا نقش کالحجر ہے بعد اس ملاقات کے علی قلی خان رخصت ہو کر اپنے لشکر مین آیا اور وزیر سے ملاقات کی کل ماجرا مفصل بیان کیا اور کہا کہ مین نے احمد خان کو صلح پر تو راضی کر لیا ہے مگر شرط یہہ ہے صلحنامہ بتوسط ملہر راو و آپا سیندھیا کے ہونا چاہیئے لہذا کھانڈے راو محمود خان و حافظ رحمت خان کو لانے کیواسطے بھیجا جاوے وزیر نے ملہر راو و آپا سیندھیا کو طلب کر کے کہا کہ نواب کے بیٹے کے یہان لانے کی تدبیر کرو جب وہ یہان آویگا ہم کوئی تصفیہ کرینگے ان دونون سرداروں نے منظور کیا مگر یہہ کہا کہ ایسی کوئی بات نہ ہونے پاوے کہ پھر ہمکو وزیر سے مخاصمت پیدا کرنا پڑے وزیر نے باوجود اپنے مرتبے کے مجبور ہو کر قسم کھائی کہ اس سے میرا ارادہ دغا کا نہیں ہی تب ملہر راو نے اپنے بیٹے کھانڈے راو کو نواب کے بیٹے کے وزیر کے لشکر مین لانیکے واسطے بھیجا آپا سیندھیا نے احمد خان سے کہلا بھیجا تھا کہ اپنے بیٹے کو بھیجنے مین کوئی عذر نہ کرنا اب کھانڈے راو معہ ہمراہیون کے نواب کے

گھر آپ کا ہی جب یہہ جواب باصواب پہونچا علی قلیخان نے وزیر سے کہا وزیر نے اوس سے قسم لی
کہ ہرگز اشارہ صلح کا میری جانب سے نہ مقصود ہو- علی قلی خان نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو کیونکہ
مین سمجھتا ہون کہ تمہاری توہین عین بادشاہ کی اہانت ہی جب علی قلی خان نواب کے توپخانہ کے
قریب پہونچا نواب احمد خان کا بیٹا محمود خان استقبال کو آیا جب محمود خان وہان پہونچا دونون باہم
بغلگیر ہوئے اور ایک ہاتھی پر سوار ہو کر احمد خان کے خیمہ کی طرف روانہ ہوئے نواب اوٹھ کر لب فرش
استقبال کو آیا اور اوس سے بغلگیر ہوا ہاتھہ مین ہاتھہ دئے ہوئے مسند تک گئے بہت دیر تک
باہم دوستانہ گفتگو ہوتی رہی بعد ازان علی قلی خان کو ایک خیمے مین پہونچایا جو خاص اوسی کے آرام
کیواسطے استادہ ہوا تھا بعد ازان طعام ہر قسم کا تیار کر کے بھیجا گیا شام کو احمد خان علی قلی خان
کے خیمے کو گیا دوستانہ گفتگو کی بعد معاملات کا مذکور درمیان آیا علی قلی خان نے بادشاہ کا
دستخطی شقہ جو نواب احمد خان کے نام تحریر تھا نکالا احمد خان نے اس شقہ کو سر پر رکھا تعظیم کی
خاطر اپنی جگہ سے اُٹھہ کھڑا ہوا اور دہلی کی طرف منہہ کر کے آداب بجالایا بعد ازان شقہ کو کھولکر پڑھا
اسکا مضمون بجز خاص خاص سردارون کے اور کسی سے ظاہر نہ کیا شرائط صلح شروع ہونے سے
تھوڑے ہی دن بعد معلوم ہو گیا کہ سلطان نے صلح کر لینے کا حکم دیا ہے احمد خان نے شقہ شاہی کو
پڑھکر پوچھا آخر اس سے بادشاہ کا منشا کیا ہی علی قلی خان نے کہا کہ تم اپنے بیٹے محمود خان اور
حافظ رحمت خان کو میرے ہمراہ بھیجدیو تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ وزیر نے حکم شاہی کی بجا آوری مین
کوتاہی کی مگر احمد خان نے خود فرمان شاہی الامر فوق الادب سمجھکر اطاعت کی اور اپنے بیٹے
محمود خان اور خاص سردار کو نواب سعد اللہ خان کے ہمراہ وزیر کے لشکر مین بغرض صلح بھیجدیا
اس مین وزیر کی بھی آبرو بنی رہیگی اور مراتب شاہی بھی ملحوظ رہینگے احمد خان نے جوابدیا کہ اِس
امر مین بغیر مشورہ اپنے سردارون کے مین کچھہ نہیں کہہ سکتا ہون احمد خان نے فی الفور سوار ہو کر
سعد اللہ خان کی فرودگاہ مین آیا اور حافظ رحمت خان اور دوسرے سردارون کو طلب کر کے
امر مذکور مین صلاح پوچھی ملا سردار خان جو اوس سب مین عمر مین زیادہ تھا بولا کہ علی قلی خان کی

پر صاحبزادے نے توقف کیا اور اپنے ہمراہیون کو اندر جانے کا حکم کیا جب سب اندر پہونچ گئے
اوسکے بعد وہ اندر جاکر ٹھہرا تب ملہر راؤ و آپا سیندھیا نے آگے بڑھکر اوسکو پالکی سے اوتارا
اور اوسکے ساتھ چلے صاحبزادہ لبِ فرش پہونچکر آداب بجالایا وزیر نے کہا مرحبا اور دونون
ہاتھ پھیلاکر گلے سے لگایا اور پیشانی کو بوسہ دیا یہہ رسم سلام مغلون کی تھی کہ بوقت ملاقات
جسکو وہ زیادہ عزیز رکھتے ہین اوسکی پیشانی کو بوسہ دیتے ہین وزیر نے آگے بڑھکر اپنی داہنی جانب
کی مسند پر صاحبزادہ کو بیٹھنے کو کہا صاحبزادے نے اوسوقت چند اشرفیان ہاتھ مین لیکر
نذر گذرانین وزیر نے نہایت لطف و مہربانی سے نذر واپس کی مگر صاحبزادہ نے اسرار کیا تب
اونے تبسم کرکے نذر قبول کی اوسکے بعد صاحبزادہ بیٹھا وزیر نے اوسکا ہاتھ لیکر اپنے سینے
سے لگایا اور نہایت شفقت سے بات چیت کرنے لگا اِدھر اودھر کی باتون کے بعد وزیر نے
کہا کہ پٹھان بھاگا نہین کرتے ہیں تمہارا باپ کیون اتنی دور بھاگ گیا ہے محمود خان نے جواب
دیا کہ اوسکی وجہہ یہہ ہے کہ میرا باپ دوغلہ ہے وزیر نے پوچھا اسکے کیا معنی صاحبزادے نے
کہا کہ میرے والد کی مان قوم مغل سے تھی اور باپ پٹھان تھا چنانچہ جب وہ اصل پدری کی طرف
جاتا ہے بہادری سے میدان مین آتا ہے اور جب نسل مادری کی طرف رخ کرتا ہے بھاگ کھڑا
ہوتا ہے اس جواب سے وزیر خاموش ہوگیا کیونکہ وہ خود قوم مغل سے تھا اسکے بعد وزیر نے ملہر راؤ
و آپا سیندھیا کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ مین نے ابھی کچھہ کھایا نہین ہے آپ براہ عنایت بابا
محمود خانسے رخصت ہوجئے یہہ سنکر دونون سردار اپنے لشکر کو روانہ ہوئے وزیر تب محمود خان
و حافظ رحمت خان کو لیکر اپنے خاص خیمے مین گیا اور خاصہ طلب کیا نقار احمد خان نے مہمانون
کے واسطے کھانا بھیجا جب کھانے سے فارغ ہوئے وزیر نے اسمعیل خان کو حکم دیا کہ ہمارے سراچہ
کی داہنی جانب انکے واسطے خیمے استادہ کرو جب خیمے کھڑے ہو چکے محمود خان و حافظ رحمت خان
وزیر سے رخصت ہوئے جب ایک گھنٹہ رات گئی وزیر کے حکم سے کئی ہزار مغلون نے ان دونون
شخصون کے خیمون کو گھیر لیا جب نواب کے نوکرون نے یہہ حال دیکھا ہر ایکنے قرولا جا کر لئے

مورچہ کے قریب پہونچا اوسکے آنے کی خبر نواب کو پہونچی اونے اوسیوقت محمود خان کو طلب کیا اور
کچھہ اوسکے کان مین کہا اور دو سو سوارون کو اوسکی ساتھہ کیا اونمین حسام الدین بھی تھا جسکی
تصنیف سے ہم نے اِس کتاب مین نقل کیا ہے اور سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان بھیجا
جب کھانڈے راے نے اِس نوجوان کو یعنے محمود خان کو آتے دیکھا اپنے ہاتھی سے اوتر پڑا
اور اوس سے بغلگیر ہوا بعد ازان جب پھر سوار ہو گئے کھانڈے راؤ نے اپنا ہاتھی محمود خان کے
ہاتھی کے پیچھے رکھا اور اِسطرح سے مرہٹون کے لشکر گاہ مین پہونچے ملہر راؤ و آپا سیندھیا
تانتیا اور دوسرے سردار پیشوائی کو آئے جب وہ سامہنے پہونچے اوتر پڑے اور صاحبزادے
سے بغلگیر ہوئے بعد ازان ملہر راؤ نے اوس خیمہ مین لیجا کر ایک مسند پر بٹھایا اور مرہٹہ سردار اُسکے
گرد بیٹھے تب دکھن کے تحایف نذر گذرانے گئے چند اشیا تو اوس نے قبول کین باقی گھوڑا
و ہاتھی وغیرہ اوسنے واپس کردین بعد ازان سرداران مرہٹہ وزیر کے لشکر مین گئے اور کہا
سردار ذی مرتبہ صاحبزادے کو لانے کے واسطے روانہ کرو نواب سالار جنگ اور علی قلیخان
کو جانے کا حکم ہوا سرداران اونکے ہمراہ واپس آئے جب مناسب فاصلہ پر پہونچے صف
صف باندھکر کھڑے ہوئے اونکے آنے کی خبر سنکر محمود خان و رحمت خان لشکر سے نکلے اونکو
آتے دیکھکر نواب سالار جنگ آگے بڑھا اور جب قریب پہونچا اپنے ہاتھی سے اوتر پڑا اور
اونسے بغلگیر ہوا تب یہہ سب باہم وزیر کے لشکر مین پہونچے جب تھوڑا فاصلہ باقی رہا صاحبزادہ
ٹھہر گیا ملہر راؤ و آپا سیندھیا نے سبب پوچھا تب محمود خان نے کہا کہ آپ آگے جا کر وزیر
سے اجازت لیجیے کیونکہ مین یہہ چاہتا ہون میرے سب ہمراہی ملاقات کے وقت موجود ہون
وہ گئے اجازت مطلوبہ لائے۔ اور اسمعیل خان کو حکم ہوا کہ دروازے پر جا کر کھڑا ہو تا کہ نواب کے آدمیون
کو روکے نہ ہو وے بٹے صاحبزادے کو وزیر کے خیمے مین لیگئے یہان وہ منتظر ملاقات کا بیٹھا تھا اِس
سراچہ مین تین صحن تھے صاحبزادہ دو صحن سے گذر کر اپنے ہاتھی سے اوتر کر پالکی مین سوار ہوا
دوسرے سردار پہلے ہی دروازے سے ہاتھی سے اوترا اور کر پالکی مین سوار ہوئے تیسرے دروازہ

رہنیوالا محبوب عالم نام بڑا ذی علم اور عقیل تھا یہہ میر قدرت علی کی سفارش سے وزیر کے یہان نوکر ہوگیا تھا۔ اوسکی ذہانت کی وجہہ سے وزیر اوسکی صلاح کی بڑی قدر کرتا تھا۔ ایک روز وزیر نے اوس سے کہا کہ مین نے اِن افغانون کے زیر کرنے کی بہت کوشش کی مگر کلام مجید کا مضمون اس موقع پر راست آتا ہے کہ چند بیشمار پر غالب رہینگے تم عقیل آدمی ہو بتلاؤ کیا تدبیر ہے جس مین اپنے دشمن پر فتحیاب ہوسکون۔ سید نے جوابدیا کہ اس کج اندیش کے ذہن مین ایک تدبیر ہی مگر چونکہ کمترین ملازمان قدیم مین سے نہین ہے نیز اس خیال سے کہ شاید غلامان حضور کے پسند خاطر نہ آوے معرض عرض مین نہ لایا وزیر نے جوابدیا کہ ملازمان قدیم سے زیادہ تمکو تم پر اعتبار ہے جو کچھہ خیال تمہارے دل مین ہو بلا تکلف و بخطر بیان کرو تب سید مذکور نے دریافت کیا کہ آیا حضور کا منشا فقط احمد خان کے قتل یا گرفتاری کا ہے یا کل قوم افغانان کا قلع قمع ملحوظ خاطر ہے وزیر نے کہا کہ دشمن میرا احمد خان ہی مگر چونکہ دوسرے بھی اوس سے شریک ہوئے ہین لہٰذا مجھے تمام قوم افغان کے استیصال کرنی پڑی تب اوسنے پوچھا کہ اگر دوسرے پٹھان احمد خان کو چھوڑکر حضور کے روبرو حاضر ہون تو اونکے واسطے کیا تجویز ہوگا اوسنے کہا اونکے مرتبہ و عزت کے مطابق اونکے ساتھہ سلوک کیا جائیگا جو ذی رتبہ ہین اونکو رتبہ و جاگیر ہوگی اور باقی داخل لشکر کئے جاوینگے تب سید نے عرض کی کہ اگر حضور کی ایسی تجویز ہے تو کمترین کی گذارش یہہ ہے کہ ہر ایک شخص کے نام ایک ایک پروانہ بدستخط و مہر خاص لکھوا دیجئے اور یہہ پروانے مجھے عنایت ہون اور ساتھہ اِسکے ایک حکم بھی جیسا مناسب راے عالی ہو مجھے ملے وزیر نے سید نور کو حکم دیا کہ ہمارے منشی کے پاس ہمارا حکم لیجاؤ کہ حسب تجویز سید محبوب عالم پروانجات تیار کرے اور جب سب تیار ہوچکین سید موصوف کے حوالہ کرے میر قدرت علی و سید محبوب عالم تب رخصت ہوکر منشی کے پاس آئے جب پروانجات تیار ہوچکے وزیر کی خدمت مین بغرض منظوری پیش ہوئے اور بعد ازان میر قدرت علی کے خیمہ مین محبوب عالم کے حوالہ کئے گئے ایک شخص میر معز الدین نامی ولد شاہ ظہیر الدین گوالیاری حسام الدین کا چچا زاد بھائی تھا مگر اوسوقت

مالکونسے اطلاع کی مرہٹون کے جاسوسون نے معلوم کیا کہ کچھہ دغا کا ارادہ ہو رہا ہے لہذا نہایت
متردد ہو کر اپنے سردارون کو جا کر خبر دی کھانڈے راو یہہ خبر سنتے ہی بلا اطلاع اپنے والد کے بعجلت
تمام فوراً اوسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان نالائقون پر حملہ کر کے انکو منتشر کر دو یہہ حکم سنکر مغل
بھاگ کھڑے ہوئے سراپچہ پہونچکر کھانڈے راؤنے دیکھا کہ محمود خان اور حافظ رحمت خان تمام مسلح برائے
مقابلہ کھڑے ہین کھانڈے راؤ کو دیکھکر نواب محمود خان نے مسکرا کر کہا کہ مین خدا سے دعا مانگتا تھا
کہ مین کسیصورت سے وزیر تک پہونچ جاؤن اور خدا نے میری دعا قبول کی اب تم اپنے بہادر
سپاہی میرے تابع کر دو تاکہ وزیر کو اپنے زور کا مزہ چکھا دون کھانڈے راؤنے جواب دیا
جب وزیر فقط اپنے ہی بھر دسہ پر رہ جائیگا تو وہ آپ اپنے کئے کی سزا پاویگا اب تم کو لازم
ہے کہ فوراً یہانسے نکل چلو وہ سب سوار ہو کر چلے اور مرہٹہ کے لشکر کو بائین جانب چھوڑکر
دامن گوہ کی طرف روانہ ہوئے جب وے احمد خان کے لشکر کے قریب پہونچ گئے کھانڈے
راؤنے آکر اپنے باپ سے مفصل حال کہا کھانڈے راؤ کے واپس آنے سے قبل ملہر راؤ
وآیا سیندھیا وزیر کے پاس گئے اور کہا جب تم کو دغا منظور ہی تو ہم کو درمیان مین ڈالنے
کی کیا ضرورت تھی اور کسیقدر سخت کلامی سے گفتگو کی وزیر نے نرمی سے جوابدیا کہ تمہارا کیا
خیال ہے کہ بغیر دریافت حال اسقدر سختی سے بات چیت کرتے ہو جو اصل حال ہے وہ علی قلیخان
سے جو نواب احمد خان کا بڑا دوست ہے دریافت کرنیسے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے جب علی قلیخان وہان
آیا وزیر نے اوس سے کہا کہ انسے کیفیت مفصل بیان کرو اوسنے کہا کہ اس خیال سے کہ وزیر کے
سپاہیون کو افغانونسے عداوت قلبی ہے مبادا وہ اونکو کچھہ ضرر پہونچا لہذا مین نے وزیر سے مشورہ لیکر
ایک ہزار مغل سوارون کا پہرہ مہمانون کے خیمون کے گرد کر دیا ❊

افغانون کے لشکر مین محبوب عالم کی سازش

جب مجمعاہ کی اول کوشش مین ناکامیابی ہوئی تب دوسری تدبیر کی گئی ایک شخص شمس آباد کا

کفن بدوش لڑنے اور جان دینے پر تیار ہین بلکہ جان سے ہاتھ دھوئے بیٹھے ہین اور اسپہ کمربستہ ہین کہ یا تو فتح حاصل کرین یا میدان مین مرین آپ خود خیال کرسکتے ہین کہ جو شخص مرنے پر امادہ ہو اوسکا مارنا آسان نہین ہے **قطعہ** ہر کہ دست خویشتن از جان بشست ÷ خود بماند دشمن خود را بکشت مردہ می یابد نجات از دست موت ÷ زندہ با اورا نماید حملہ پشت ÷ وبالفرض یہہ بھی تسلیم کیا جاوے کہ وزیر تھوڑے عرصے مین احمد خان پر غالب آکر اوسکو اسیر یا قتل کریگا اب مین آپ سے پوچھتا ہون کہ اگر وزیر احمد خان کے ہاتھونسے خوف مین ہوتا اور مین تمکو لکھتا کہ تم وزیر کو چھوڑ کر ہماری طرف آکر اپنی جان بچاؤ تو کیا آپ کی حمیت اس بات کو قبول کرتی کہ باوجود سردار و سپہ سالار ہونے کے جان بچاکر آبرو خاک مین ملا دیتے مین سمجھتا ہون کہ آپ وزیر کا ساتھ چھوڑنا پسند نہ کرتے ہرچہ بر خود نہ پسندی بہ دیگرے مپسند مجھے آپ معاف رکھئے کہ ایسی نادانی کی تحریر مین منظور نہین کرسکتا ہون یہہ جواب بھائی خان کے حوالہ ہوا اور وہ لیکر صاحب داد خان کے خیمہ مین آیا اور اوسنے بھی جواب خط کا دیا اور تحریر کیا کہ مین نے تمہارے پروانے اور خطوط تقسیم کردئے جو کچھہ اوسکا نتیجہ ہوگا اوسسے بعد ازان اطلاع دیجائیگی مین قاصد کو نہین رکھہ سکتا ہون کہ اس سے مین خود آفت مین پڑجاؤنگا لہذا قاصد واپس بھیجتا ہون قاصد یہہ دونون خطوط لیکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا روہیلہ چیدہ و لوٹری جو سعداللہ خان و احمد خان کے لشکر کو دق کیا کرتے تھے دزدی و رہزنی مین طاق تھے اب اونہون نے یہہ اختیار کیا تھا کہ توپخانے داہنی و بائین جانب پوشیدہ رہتے تھے جب رات ہوئی تھی وزیر کے لشکر مین جاتے اور گھوڑا اور اونٹ و سامان جو کچھہ ملتا لوٹ لاتے واوسکو بیچکر پھر اپنے مقام معہود مین مخفی جا بیٹھے تھے اتفاقاً یہہ قاصد اونکے قریب سے ہوکر گذرا اور اونہون نے اوسکو گرفتار کرلیا اور نواب کے روبرو لائے نواب نے قاصد کو سامنے بلاکر پوچھا کہ تم کس غرض سے لشکر مین آئے تھے اوسنے جان کے خوف سے کل حال بیان کردیا اور دونون خط جو اوسکے پاس تھے حوالہ کئے جب نواب نے ان خطوں کو دیکھا اوسنے حسام الدین کو طلب کیا حسام الدین کو خبر پہونچ چکی تھی کہ قاصد کو افغانون نے گرفتار کیا ہے اور نواب کے روبرو لائے ہین جب حسام الدین روبرو نواب کے آیا نواب نے اوس سے

وزیر کے لشکر مین حاضر تھا میر قدرت علی او سپر بہت اعتماد رکھتا تھا اور اوسکی بڑی عزت کرتا تھا سبب اوسکا یہہ تھا کہ قدرت علی سید حسن دانشمند دائی پوری کی اولاد سے تھا اور یہہ سید حسن دانشمند خلیفہ میران حمید الدین حضرت محمد غوث گوالیاری کا تھا اتفاقاً میر معز الدین قدرت علی کے خیمہ مین آیا اور میر محبوب عالم اور معز الدین سے میر قدرت علی کے توسط سے دوستی پیدا ہو گئی عین گفتگو محبوب عالم کو یہہ معلوم ہوا کہ معز الدین حسام الدین کا چچا زاد بھائی ہے اور نہایت دوست بھی ہے محبوب عالم نے معز الدین سے کہا کہ تم حسام الدین کو لکھ بھیجو کہ تم نے احمد خان کی نوکری کیون اختیار کی ہے وہ تو تھوڑے سے عرصہ مین یا تو قتل ہو جاویگا یا گرفتار ہوگا لہذا مصلحت یہی ہے کہ تم فوراً وہانسے یہان چلے آؤ اور کل اسباب اپنا وہین چھوڑو یہان اور مہیا ہو رہیگا جسوقت تم یہان پہونچوگے اوسوقت وزیر سے تمہاری ملاقات ہو جاویگی اور تم کو جاگیر و منصب حاصل ہوگا میر معز الدین نے اس مضمون کا خط لکھکر محبوب عالم کے حوالہ کیا اور محبوب عالم نے بھی جتنے اوسکے دوست و آشنا تو دشمس آباد کے تھے اون سب کے نام چٹھیان لکھین اونکا مضمون یہہ تھا کہ مینے وزیر سے تمہاری سب کی سفارش کی ہے اور وزیر نے فرمایا ہے کہ سب کو موافق مرتبہ کے نوکری و منصب عطا ہوگا اور مین نے مضبوطی کے واسطے شقہ بمہر وزیر لکھوالیا ہے لہذا تمکو لازم ہے کہ فوراً وہانسے چلے آؤ سب پروانے اور اپنے خطوط اکٹھا رکھکر وزیر کے ایک قاصد کے ہاتھہ اپنے خاص نوکر بھائی خان کے ساتھہ احمد خان کے لشکر کو روانہ کئے صاحب داد خان خٹک و محبوب عالم دونون شیر خان چیلہ کے پاس نوکر تھے اور یکجائی کے سبب دونون مین بڑی دوستی ہو گئی تھی گویا ایک جان دو قالب تھے اور اس بھروسہ پر محبوب عالم نے اسقدر جسارت کی تھی بھائی داد خان خدمتگار صاحب داد خان کے خیمہ کو پہونچا اور کل خطوط و پروانجات اوسکے حوالہ کئے اور وہان حسام الدین کے خیمہ کی طرف چلا اور پہونچکر معز الدین کا خط حسام الدین کو دیا حسام الدین نے کھولکر اس خط کو پڑھا اور حسب ذیل جوابدیا آپ یہہ خیال فرماتے ہین کہ مین نواب احمد خان کی ملازمت مین ہونے سے خوف مین ہون یہہ تصور آپ اپنے دل سے دور رکھئے نواب احمد خان کے پاس کم و بیش ایک لاکھہ جوان ہین اور یہہ سب کے سب بڑے بہادر

مرگ مفاجات سے ہلاک ہوتے ہین چونکہ جان ہر شخص کو عزیز ہے اس سبب سے اونمین بڑا خوف
پھیل رہا ہے اب جو وہ احمد شاہ درانی کی آمد سُنینگے اور بھی پریشان ہونگے اور بھاگنا شروع
کرینگے اب وزیر کا کام یہہ ہے کہ اس امر کو انصاف کرے ہمارا کام فقط مان لینا ہے وزیر دریائے
حیرت مین ڈوبا اور بعد بڑے غور و تامل کے اوسنے کہا کہ مین نے اسکا تصفیہ تمہاری رائے پر
چھوڑا جو تمہاری رائے مین آوے سو کرو مرہٹون نے کہا اب تلوار میان مین کرنا چاہیے اور نواب
علی قلیخان کو لشکر مین بھیجنا چاہیئے وہ اوس سے جا کر کہین کہ وزیر بہ تعمیل حکم بادشاہ جنگ سے
دست بردار ہوا ہے لہذا اتمکو بھی لازم ہے کہ صلح کر لو احمد خان کو کل ملک موروثی اوسکو دیا جاتا ہے
بدین شرط کہ اوسکے عوض وہ بیس لاکھہ روپیہ بطور نذرانہ کے داخل کرے اور جب تک یہہ روپیہ
ادا نہ ہو نصف ملک مکفول رہے یہہ شرائط وزیر نے منظور کین اور مرہٹون سے کہا کہ کوئی معتمد
آدمی علی قلی خان کے ساتھہ ہو ملہر راو و آپا سیندھیا نے تانتیا گنگا دھر کو منتخب کیا اور دونون
ایلچی روانہ ہوئے۔ وزیر سے پوشیدہ ملہر راو و آپا سیندھیا نے تانتیا سے یہہ کہدیا کہ تم
احمد خان سے موقع مناسب پر ہماری طرف سے کہدینا کہ جو جو شرائط علی قلیخان پیش کرے تم
بلا رد و کد منظور کر لینا کیونکہ اسوقت یہی مناسب معلوم ہوتا ہے اور ہم تمہارے بہر حال ہوا خواہ ہین
اور اپنے بیٹے کو ہماری ذمگی پر وزیر کے لشکر مین بھیجدو جب یہہ دونون احمد خان کے لشکر مین پہونچے
علی قلی خان نے کہا ہم دونون ایک ساتھہ ملاقات کرین مگر گنگا دھر نے کہا کہ تم آج ملاقات کر لو
مین کل جاؤنگا علی قلی خان احمد خان کے پاس گیا بعد ادھر ادھر کی باتون کے معاملہ کی گفتگو
شروع ہوئی علی قلی خان نے پیغام بیان کیا اور کہا کہ گنگا دھر مرہٹون کا وکیل کل حاضر ہوگا تانتیا
دوسرے روز نواب کے روبرو حاضر ہوا اور روہیلہ سردار طلب ہوئے ملا سردار خان کی یہہ
رائے ہوئی کہ معاملہ ملہر راو و آپا سیندھیا کی رائے پر چھوڑنا چاہیے اسپر نواب راضی ہوا علی قلیخان
و تانتیا کو بلا بھیجا اور اونسے کہا ہم ملہر راو و آپا سیندھیا کو رضامند رکھنے کے واسطے اپنا نصف
ملک تا ادائے نذرانہ شاہی مکفول کرتے ہین بعد ازان نواب علی قلی خان کے خیمہ کو گیا اور

مخاطب ہوکر پوچھا یہہ معزالدین کون شخص ہے جس سے تم کتابت رکھتے ہو اوسنے جواب دیا حضور
سیرا بھائی ہے تب نواب نے پوچھا کہ اوسنے کیا لکھا تھا اوسنے جواب دیا جو کچھہ تحریر کیا تھا حضور
کے روبرو ہے اوسکے اعادہ کی ضرورت نہین ہے رستم خان بنگش و حاجی سردار خان و مستجاب خان
اوسوقت حاضر تھے اونکی طرف متوجہہ ہوکر نواب نے کہا کہ یہہ حسام الدین بڑا عالی نسب ہے اوس نے
کیسا حق نمک خوب ادا کیا دیکھو اوسنے کیا جواب اپنے بھائی کو لکھا ہے تب نواب نے وہ خط باواز بلند
پڑھکر سنایا اونہون نے سنکر حسام الدین کی بڑی تحسین و آفرین کی نواب نے حسام الدین کی طرف
پھر کر کہا کہ جو کچھہ مجھے تم سے امید تھی وہی تم نے کیا انشا اللہ بہت جلد وہ وقت آئیگا کہ مین تمہین اس
صداقت شعاری کا عوض دونگا بعد ازان حافظ رحمت خان و ملا سردار خان و دوندے خان و فتح خان
و سید احمد کو بلا کر نواب نے تمام حال کہا سید احمد نے عرض کی کہ میرے ماتحت کے لوگ دامن کوہ سے
لیکر پیلی بھیت تک متعین ہین مین اونکو حکم بھیجدونگا کہ اگر کوئی پٹھان بہ ارادہ گریز لشکر سے نکلے اوسکو
فوراً قتل کر ڈالو اور اوسکا اسباب ضبط کر لو اب پانچون روہیلہ سردار رخصت ہوئے نواب نے حاجی سردار
کو حکم دیا کہ قاصد کو لشکر سے نکالدو فوراً اوس حکم کی تعمیل ہوئی +

تجدید شرائط عہدنامہ وتکمیل صلح

غنیم کے لشکر کی صورت حال یہہ تھی کہ مغرب کے بعض راجگان نے ملہر راو و آپا سیندھیا کو لکھا
کہ احمد شاہ درانی قوم افغان کی مدد کو آتا ہے اور اوسنے دریاے سندھ کو عبور کیا ہے اور برسر یلغار
بڑھتا آتا ہے اِس خبر نے مرہٹون کو بڑے تردد مین ڈالا اور وہ سب واسطے مشورہ کے مجتمع ہوئے
اور متفق الراے ہوکر وزیر کے پاس گئے اور اوسکو ملامت کرکے کہا کہ تم نے احمد شاہ درانی کی آمد
ہم سے مذکور نہ کی اور اس خبر کو ہم سے مخفی رکھا اور اُنہون نے یہہ بھی کہا کہ یہہ تو بخوبی معلوم ہوچکا ہے
کہ ہماری اور تمہاری دونون کی سپاہ نے مہم کی صعوبت دیکھکر بالکل دل ہار دیا ہے اور
عاجز ہوگئی ہین سواے اسکے پہاڑ کے پانی نے اوس مین ایسا اثر پیدا کر رکھا ہے کہ وہ اکثر مرگ

کی تیاری کی دو روز مقام کر کے فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا۔ مقام کو پہونچکر اوسنے اپنے باپ کی ملازمت حاصل کی اور اوسکو جعفر خان کا مکان رہنے کو ملا بعد ازان وزیر لکھنؤ سے فرخ آباد اور وہان سے ملہر راؤ و سیندھیا کو ہمراہ لیکر براہ اٹاوا دہلی کی طرف روانہ ہوا اوسکے تھوڑے روز بعد احمد خان نے محمد جہان خان کو اپنے اہل و عیال کے لانے کے واسطے دہلی کیطرف روانہ کیا دولہن بیگم فی الفور فرخ آباد کو واپس آئی اوسکے بعد نواب کے بھائی بھتیجے چیلے رعایا اور سب نوکر غلام آ آکر اپنے اپنے گھرون مین بسنے لگے صاحب بیگم بیوہ قایم خان بھی واپس آئی اور قلعہ امیٹھی مین رہنے لگی مالیہ بیگم بی بی صاحبہ نے بلند محل مین سکونت اختیار کی یہہ مکان سابق مین اوسکے بیٹے قایم خان کے قبضہ مین تھا +

احمد خان کی دوسری شادی

جب نواب کا سب کار و بار درست ہوگیا تو وہ عیش مین مشغول ہوا اور نئی زوجہ کی فکر اوسے پیدا ہوئی اوسکے درباریون نے اوس سے کہا کہ ایک حسین لڑکی ہے جو آپ کے بستر کے قابل ہے ایک شخص عالی خاندان جو نواب خان جہان کی اولاد سے تھا اور جسکو عہد شاہ جہانی مین بڑا اقتدار حاصل تھا گردش زمانہ سے بگڑکر مفلسی مین مبتلا ہوگیا اتفاقاً اوسنے شمس آباد مین رہنا اختیار کیا بعد تھوڑے عرصے کے وہ اس دار فانی سے ایک بیوہ اور ایک بیٹی خیر النسا نام چھوڑکر رخصت ہوا ایسا اتفاق ہوا کہ یاقوت خان خان بہادر نے اس لڑکی کو اپنی تبنیت مین لیا یہہ لڑکی اب تک دوشیزہ تھی اور خان مرحوم کے گھر مین رہتی تھی۔ یہہ حال سنکر غائبا اوسپر عاشق ہوا اور اوسکو بلاکر خاص محل مین داخل کیا اور بعد تیاری اوسکے ساتھہ نکاح کیا اوسوقت سے وہ اوس سے ایک لمحہ جدا نہ ہوتا تھا اور اکثر یہہ شعر اوسکی زبان پر رہتا تھا۔ دو سالہ و محبوب چاردہ سالہ + ہمین بس است مرا صحبت صغیر و کبیر + بعد ایک زمانہ کے ۱۷۵۵ء تا ۱۷۵۶ء مطابق ۱۱۶۹ ہجری مین اوس سے ایک بیٹا پیدا ہوا اس خوشی سے

ادس سے کہا کہ فقط بادشاہ سلامت کی خوشنودی کے واسطے ہم صلح منظور کرتے ہیں اسکے بعد
اوسنے منشی کو طلب کیا اور خط مشعر شرایط مجوزہ سرداران مرہٹہ تحریر کردیا یہہ خط تانتیا کے
حوالہ کیا اور زبانی یہہ کہا کہ مین تمہاری ضمانت پر نواب محمود خان کو بھیجتا ہون - ایک نقل یون تھی
کہ شرایط تانتیا کی پتردن تانبہ پر کندہ کی گئی تھی جنکو احمد خان اور مرہٹون نے باہم تبدیل
کرلیا جب نواب محمود خان و حافظ رحمت خان مرہٹون کے لشکر مین قریب پہونچے ملہر راو
و آپا سیندھیا و پٹیل راو و اتما گیرد دوسرے سردارون کے استقبال کو آئے دوسرے روز ملہر راو
و آپا سیندھیا سوار ہوکر تھوڑی دور گئے اور تانتیا گنگادھر نے کہا کہ محمود خان و رحمت خانسے
کہو کہ وزیر کے لشکر کو چلین بعد ملاقات کے وزیر نے اپنی میر منزل کو حکم دیا کہ خیمہ خرگاہ روانہ
کرو ہمارا عزم کوچ کا ہے دوسرے روز کوچ شروع ہوا اور بعد چند روز کے وہ دریاے گنگا کے
کنارہ پر پہونچے اور یہان اوسنے ملہر راو و آپا سیندھیا کو قنوج جانے کا حکم دیا اور خود معہ
محمود خان و رحمت خان کو لئے ہوئے لکھنو کی طرف روانہ ہوا اوسنے کہا کہ جب معاملہ
کی تکمیل ہوجاویگی مین تم کو رخصت کرونگا - بموجب حکم کے مرہٹون نے دریاے گنگا کو عبور کرکے
قنوج کی روانگی کے بعد نواب احمد خان و نواب سعد اللہ خان دامن کوہ سے نکل نکل کر اوس مقام
پر خیمہ زن ہوئے جہان وزیر کی فوج قایم تھی وہان سے کوچ کیا اور فرخ آباد احمد نگر کو جا پہونچا
اوسکے واپس آنے کی تاریخ ابتدائی ۱۷۵۲ء ہوگی اس عرصہ مین وزیر لکھنؤ کو پہونچا چار پانچ روز
بعد اوسنے نواب محمود خان اور حافظ رحمت خان کو طلب کیا پہلے محمود خان کو خلعت ہفت پارچہ
عنایت کی بعد ازان اوسکے والد کا ملک بحال کردیا اور اوسکو قایم جنگ کا لقب بھی دیا حافظ
رحمت خان کو بھی خلعت عطا ہوا بعد ازان تانتیا کو سند اسبات کی کہ تا اداے نذرانہ شاہی
احمد خان کے نصف ملک پر قبضہ کرلے یہہ ملک اوسکو بہ عوض اوس بقایا کے ملا جو وزیر سے اوسکو
باقی تھا محمود خان و تانتیا رخصت ہوکر جانب مغرب روانہ ہوئے اور حافظ رحمت خان انولہ کی
طرف چلا جب محمود خان قنوج کے قریب پہونچا سب مرہٹے اوس سے ملنے کو آئے اور مہمانداری

یہہ مقام لکھنو سے ۸۰ میل ہی مگر آخرکار سعد اللہ خان روہیلہ کی حسن تدبیر سے فقط پانچ لاکھہ روپیہ نذرانہ دینے سے تصفیہ ہوگیا، شوال ۱۱۷۰ہجری مطابق ۲۵ جون ۱۷۵۷ء غازالدین معہ ہر دو شاہزادگان فرخ آباد مین داخل ہوا اس عرصہ مین احمد شاہ درانی یکبیک متھرا سے دہلی کو واپس آیا اور شاہ دہلی کے عماد الملک کی شکایت اور نجیب خان کی سفارش کرنے پر احمد شاہ درانی نے نجیب خان کو امیر الامرا کیا اور انتظام دار الخلافت اوسکے سپرد کیا عماد الملک نے اسکا عوض یون لیا کہ احمد خان کو امیر الامرا کا لقب دیکر اُسے کو عہدہ پر مامور کیا غازالدین خان اب دہلی کی طرف بڈھا اور کچھہ احمد خان کی فوج اور مرہٹون کی مدد سے اوسنے فوراً نجیب خان کو دہلی سے نکالدیا اس ملاقات سے غازالدین خان اور احمد خان مین نہایت درجہ اتحاد ہوگیا یہانتک کہ وزارت سے معزولی کے زمانے مین نو سال تک اوسنے احمد خان کے پاس پناہ لی اب اونکی دوسری ملاقات کا مذکور آگے چلکر ہوگا ÷

جنگ پانی پت مین احمد خان کی کارروائی

جب ۱۱۷۳ھ مطابق ۲۵ اگست ۱۷۵۹ء لغایت ۱۲ اگست ۱۷۶۰ء احمد شاہ درانی چھٹوین بار ہندوستان پر حملہ آور ہوا احمد خان معہ سرداران روہیلہ اوسکی ملازمت کو گیا چہارم ذی الحجہ ۱۱۷۳ھ مطابق ۱۷ جولائی ۱۷۶۰ء بمقام کویل اوس سے ملاقات حاصل ہوئی اسکے تھوڑے عرصہ بعد داتاجی سیندھیا کو شکست ہوئی احمد خان حملہ آور کا بخوبی مطیع ہوا ہوگا کیونکہ اوسنے با فراط رسد اوسکو اپنی فوج کے بدرقہ کے ساتھہ روانہ کی تھی۔ ہولکر جو اس شکست سے محفوظ رہا تھا اسوقت اگرہ میں تھا اس بدرقہ کی خبر سُنکر دریاے جمنا کے پار ہوا بہت سی رسد چھین کر اور برباد کرکے پھر جمنا پار چلاگیا افغانون کی ایک جمعیت اوسپر بھیجی گئی جنہون نے پاشنہ کوب اوسکا تعاقب کرکے بڑی خونریزی کے ساتھہ اُسے شکست دی احمد شاہ نے جمنا پار آگے بڑھکر انوپ شہر مین اپنی لشکرگاہ کا پڑاو ڈالا تھوڑے عرصہ بعد شجاع الدولہ بھی اطاعت کی طرف مایل ہوا ایک مورخ اوس مقام پر لکھتا ہی کہ اسکا باعث حافظ رحمت خان و احمد خان تھے تھوڑے ہی عرصہ بعد سداشو بہاو ایک لشکر عظیم بہ سرداری جنکوجی ولد اپاجی سیندھیا و ابراہیم

اوسنے غریبون اور مسکینون کو بہت کچہہ دیا لیا نواب نے لڑکے کے نام نکالنے کے لئے قرآن کھولا اوس مین حرف دال نکلا تب اوسنے نجومیون کو طلب کرکے کہا کہ لڑکے کا زائچہ کھینچو آخر اوسکا نام دلبر ہمت خان قرار پایا اوسکی خبر بادشاہ سلامت کو معہ تحائف مناسبہ بھیجے گئے بڑی دہوم دہام رہی اور چہہ روز تک بڑی ضیافت و مہمانی ہوتی رہی عاقلہ نام ایک دائی اوسکی رضاعت کے واسطے متعین ہوئے بادشاہ نے ماہی مراتب معہ لقب و خلعت لڑکا کو بھیجا نواب نے ایک گلال باڑی عیدگاہ مین قایم کیا اور لڑکا کو پالکی پر بٹھلاکر بادشاہ کی عطیات لے آنے کے واسطے لیگیا اوس لڑکے کو خلعت پہنایا گیا اور مظفر جنگ کا خطاب ملا توپین سلامی سر ہوئین نوبتخانے بجتے ہوئے و روپے اشرفیان لوٹاتے ہوئے آہستہ آہستہ قلعہ کو لوٹے جب لڑکا چار برس چار مہینے چار دن کا ہوا اوسکو بسم اللہ پڑھائی اور مکتب کو بھیجا اوسکو ایک اتالیق کے حوالے کیا اور علما اوسکی تعلیم کی خاطر مقرر ہوئے تھوڑے عرصے مین اوسنے علم حاصل کیا تب اوسکے باپ نے اوسکو امور ملک داری تعلیم کئے

غازالدین خان عمادالملک کی پہلی ملاقات

۱۱۷۴ھ ہجری مطابق ۲۶ ستمبر ۱۷۶۰ء لغایت ۱۵ ستمبر ۱۷۶۱ء احمد شاہ درانی نے پانچوین حملہ کے زمانے مین غازالدین نے اس امر کی اجازت حاصل کی کہ ملک مابین گنگا و جمنا سے کچھہ زر بطریق نذرانہ وصول کرے مگر اوس سے اوسکا اصل منشا یہہ تھا کہ شجاع الدولہ اودہ کے نواب وزیر سے روپیہ جبراً وصول کرے دہلی کے شاہزادون ہدایت بخش ولد عالمگیر ثانی و مرزا بابر برادر زادہ شاہ مذکور واغزالدین معہ افواج درانی زیر حکم جانباز خان ساتھہ لیکر غازی الدین فرخ آباد کی طرف بڑھا اور اپنی فوج بسرداری یحیی خان ولد زکریا خان روانہ کردی اس فوج نے تھوڑے عرصہ مین دریائے گنگا کو عبور کیا اور گرادہاری ندی تک جو ملک اودہ کے حدود کے قریب ہی جا پہونچی شجاع الدولہ لکھنؤ سے روانہ ہو کر حملہ آورون کے روکنے کے ارادے سے سانڈی پالی تک آیا

کیونکہ گوبند راو پنڈت بوندیل کھنڈ سے تین ہزار جوان لیکر آیا ہی اور جمنا ان اوتر کر دریاے مذکور کے کنارے پر خیمہ زن ہوا ہے اگر مین فوج وہان نہ چھوڑ آتا تو میری دار الریاست و میرا مکان لوٹ لیا جاتا ورای ازین مین نے اس مختصر فوج سے ایک مرتبہ صفدر جنگ معہ سورج مل و ہمت سنگہ و دیگر راجاؤن کے شکست دی ہی اور اگر مین چاہتا تو دہلی پر چڑھ جاتا مگر صرف بادشاہ کی عزت کا پاس کر کے اس مقصد سے باز رہا شاہ ولے نے جوابدیا جو کچھ تم نے اسوقت بیانکیا مین نے اسکی خبر کامل سُنی تھی آخر نواب یہہ کہکر خاموش ہوا کہ میری مختصر فوج کا حال بروز جنگ معلوم ہوگا احمد خان کے توپخانہ کے مقابل ابراہیم گاردی کا توپخانہ تھا اوسکے زیر حکم بارہ ہزار باقاعدہ پیدل فوج تھی واوسکی فوج قواعد دان ہونے کی وجہہ سے اوسکا لقب گاردی تھا یہہ انگریزی لفظ ہے ایک رات تاریکی شب مین ابراہیم نے یہہ دیکھکر کہ احمد خان کے زیر حکم فوج کم ہے یہہ حکم دیا ہم اوسپر شبخون مارینگے تھوڑی رات باقی رہے اوسنے احمد خان کے مورچہ پر یک بیک آپڑنی کی کوشش کی مگر احمد خان کی سب توپین چڑھی ہوئی تھین اور بعض بعض پر چادرین بھی تھین چونکہ موسم جاڑےکا تھا جابجا الاؤ لگے تھے اور اُنپر متعلقین لشکر تاپ رہے تھے اوہنون نے گھوڑون کی ٹاپون کی آہٹ سُنکر ایک دوسرے سے کہا کہ مرہٹے ہم پر آتے ہین یہہ کہکر اور چھوٹے ٹھیکرے مین الاؤ مین سے آگ نکالکر توپون کی سوراخ کی راہ سے توپون پر ڈال دی اور سب توپین یکبارگی چل گئین بہت سے دشمن ہلاک ہوئے اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے اور احمد خان کی جانب ایک متنفس کو بھی صدمہ نہ پہونچا یہہ سب ہوگیا مگر نواب کو جگایا بھی نہین صبحکو شاہ درانی میدان جنگ کے معائنہ کو آیا احمد خان اوسکے استقبال کو گیا تب شاہ نے کہا کہ جس بہادری کا مین نے تذکرہ سُنا تھا اپنی آنکھونسے دیکھی اوسنے اپنا جیغہ اوتارا اور نواب کو انعام دیا اسکے بعد نواب کے دشمن نادم و شرمسار ہوئے۔ ۷ جنوری سنہ ۱۷۶۱ء کو بروز جنگ عظیم احمد خان کو یہہ حکم ہوا چونکہ تمہاری فوج کم ہے لہذا تم عورتون کی حفاظت کرو نواب نے غصہ مین آکر جوابدیا کہ یہہ کام محلیون کا ہے میرا کام میدان مین لڑنے کا ہے تب شاہ ابدالی نے اوسکو داہنے بازو کی طرف بھیجا اور اس جانب اول

گاردی ملہر راو و دیگر سرداران کو لیکر دکہن سے داتاجی کی شکست کا انتقام لینے کے واسطے آیا
۲۵ - اکتوبر سنہ ۱۷۶۰ع احمد شاہ اوپر شہر سے روانہ ہوا اور دہلی سے بیس میل اوپر دریائے جمنان کو
عبور کیا احمد خان غالب جنگ بھی بجمعیت پانچہزار جوان حاضر تھا مرہٹے پانی پت کے مقام پر
اپنا لشکر ڈالنے اور خندق بنانے کے واسطے بڑھے اور احمد شاہ اونکے مقابل خیمہ زن ہوا روز
چھیڑ چھاڑ ہوتی رہی اور ایک دو چھوٹی لڑائیان بھی ہوئین اس مین دو مہینے کے قریب گذر گئے
اور مرہٹون کی رسد بھی اختتام کو پہونچی تب اونکو بمجبوری جنگ عام کرنا پڑی - نقل ہے کہ احمد شاہ
نے حکم دیا تھا کہ جو کوئی ایک مرہٹہ کا سر کاٹ لاوے اوسکو ایک روپیہ انعام ملے ہر روز دس ہزار
سوار گانون کو لوٹتے اور رسد کو روکنے کے واسطے بہیجے جاتے تھے ان سوارون کو جو سائیس
یا گھاس کاٹنیوالا یا مزدور یا کوئی چھوٹا بنیا ملجاتا اوسکو پکڑ کر اوسکا سر کاٹ لاتے اور ایک روپیہ
انعام لیتے جب یہہ خبر احمد خان کو معلوم ہوئی اوسنے اپنے عرض بیگی مشرف خان کو حکم دیا
کہ جو کوئی ایک مرہٹہ کو زندہ پکڑ لاویگا تو مین دو روپیہ فی قیدی دونگا تب درانی زندہ قیدی
لانے لگے اور دو روپئے لینے لگے آدھی رات کو اونکو چھوڑ دیا کرتا تھا جب یہہ لوگ بھاؤ کے
لشکر مین پہونچے تھے تو احمد خان کی بڑی تعریف کرتے تھے شجاع الدولہ و نجیب خان نے اوسکی
خبر احمد شاہ درانی کو پہونچائی اور اوس روز سے وہ نواب سے ناخوش ہوگیا ناراضگی بڑھانے کی
غرض سے ہر روز سرداران مذکور نے یہہ بھی کہا کہ احمد خان باوجود امیر الامرا و شاہی بخشی ہونیکے
نہایت مختصر فوج لیکر آیا ہے بادشاہ نے کچہہ جواب نہ دیا مگر شاہ ولے خان وزیر نے کہ خود خاندان
بنگش سے تھا احمد خان کو بلوا بھیجا جب وہ آیا وزیر اوسکی پیشوائی کو اوٹھا اور اوسکو اپنے پاس
جگہہ دی اور پھر اوسکی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا اے غالب جنگ تم ہندوستان کے بڑے امیرون
مین سے ہو مگر تھوڑی سی فوج لائے ہو اسکا باعث کیا ہے احمد خان نے جنگباز خان بنگش کی
زبانی سب برائیان سُنی تھین جو اوسکے دشمنون نے کہی تھین بجواب شاہ ولے خان وزیر کے سوال
کے کہنے لگا کہ مین بڑی فوج اپنے بخشی کے پاس فرخ آباد مین گھر کی حفاظت کے واسطے چھوڑ آیا ہون

سے تھا اوسنے نواب احمد خان کی بڑی سفارش کی اور اسی واسطے وہ پیشتر طلب ہوا جب دوسرے امیر وہان پہونچے بادشاہ نے احمد خان کو حکم بیٹھنے کا دیا۔

نواب کے آخر زمانے یعنی ۱۷۵۵ء سے لیکر ۱۷۷۱ء تک بہت سے ذی رتبہ لوگ وقتاً فوقتاً فرخ آباد مین آئے

بہت سے دہلی کے امرا نے وقت زوال شاہی و مرہٹوں کے دارالسلطنت پر قابض ہونے کے فرخ آباد مین پناہ لی جب عبداللہ خان ولد علی محمد خان روہیلہ نے حافظ رحمت خان کو قتل کرنیکی کوشش کی تب وہ بھاگ فرخ آباد مین پناہ گزین ہوا اور احمد خان کے درمیان پڑنے کے سبب سے اوسکا قصور معاف ہوا اور پرگنہ اوجہانے اوسکو گذارہ کے واسطے عطا ہوا۔ اور چونکہ احمد شاہ درانی نے ہندوستان سے جاتے وقت پرگنہ شکوہ آباد و بھپوند داٹا وا روہیلون کو مرحمت کئے تھے لہذا وہان جاتے وقت حافظ رحمت خان معہ اپنے بیٹے کے فرخ آباد سے ہوکر گذرا ۲۳ اکتوبر ۱۷۶۴ء مین جنگ بکسر کے بعد شجاع الدولہ تھوڑے دنکے واسطے فرخ آباد کو آیا اور ایک زمانہ مین نواب احمد خان کا فخر حد سے زیادہ تھا کہ اوسنے ایک ہی وقت دو معزول وزیرون کو اپنے شہر مین پناہ دی تھی یعنے عماد الملک کو ایک بھاٹک پر ٹھہرایا تھا بڑے ذی رتبہ فرخ آباد کے رہنیوالون مین ایک تو غازی الدین عماد الملک تھا اور اوسکے رشتہ دار اور احباب تھے جنکو اوسنے پناہ دی تھی اور اونکی کفالت بھی کی ان سبکا ہم تفصیل وار بیان کرتے ہین۔

عازی الدین عماد الملک میر شہاب الدین میر محمد شاہ کا بیٹا تھا اور لقب اوسکا غازی الدین خان فیروز جنگ پسر کلان نظام الملک آصف جاہ تھا اوسکی مان وزیر قمر الدین خان اعتماد الدولہ کی بیٹی تھی عماد الملک کے حالات ۱۷۵۲ء سے لیکر ۱۷۶۰ء تک بخوبی معلوم ہین مگر جب سے اسکا اقتدار جاتا رہا اوسوقت سے سوای اسکے اور کچھہ حال اوسکا معلوم نہین کہ اوسنے برج مل کے کسی قلعہ مین پناہ لی تھی لیکن ایک کتاب سے ہمکو معلوم ہوا ہے کہ وہ کرنل گاڈرڈ کو مقام بندر سورت مین ۱۷۷۹ء مین ملا تھا اور بحکم سرکار عالیہ وہ مکہ کو پہونچا دیا گیا اور وہان سے وہ لوٹ کر نہ آیا اب ہم بیان کرتے ہین کہ اس بیان کی صحت کہان تک ہے کتاب خزانہ امرا مین جو ۱۷۶۲ء سے ۱۷۶۳ء تک تحریر ہوئی عماد الملک کا حال

حملہ ہوا بعد تھوڑی لڑائی کے جس مین ابراہیم گاردی زخمی ہوا مرہٹے غالب رہے احمد خان اپنے
داروغہ مشرف خان کو احمد شاہ کے پاس بطلب مدد بھیجا جب قاصد بادشاہ کے پاس ہونچا شجاع الدولہ
اور نجیب خان نے کہا کہ احمد خان کے مقابل کچھہ دشمن کی فوج زیادہ نہین ہے بلکہ جناب علیخان
ولد حافظ رحمت خان کے مقابل دشمن کی بہت فوج ہے لہذا نواب کو کوئی ضرورت کمک کی نہین ہے
البتہ عنایت علیخان کو زیادہ کمک کی حاجت ہے جب مشرف خان نے جاکر نواب سے کہا کہ بادشاہ
نے کچھہ جواب نہین دیا اوسنے کہا کہ تم جاکر بہ اصرار کہو آخر کار دو دستون کو جانیکا حکم ہوا اونکی پہونچنے
سے میمنہ کو قوت ہوگئی اور مرہٹے ہٹنے لگے بسواس مارا گیا سداسیو بھاؤ بھاگا اور بڑا ہنگامہ برپا
ہوا اور قریب دو بجے دن کے میدان ہاتھہ آیا دائم خان چیلہ کہا کرتا تھا کہ جب بعد جنگ احمد خان
خلعت کیواسطے طلب ہوا مین خیمے کے دروازہ پر بیٹھا تھا شجاع الدولہ نے نواب کی تلوار کو لیکر
میان سے کھینچا تو بالکل باڑھ اوس مین نہ تھی کیونکہ کسی خاص ترکیب سے وہ اوسکو چلاتا تھا
شجاع الدولہ تمسخر کی راہ سے کہنے لگا کیا باون ہزاری ایسی ہی تلوار باندھتے ہین نواب نے جوابدیا
کہ اسکی کاٹ سے تمہارے والد خوب واقف ہین یعنے اوسنے وزیر کی شکست اور گریز کا اشارہ کیا
تب نجیب خان شجاع الدولہ کے دوست نے تلوار مانگی اور بطور ہجو ملیح کے اوسکی خوب تعریف کی اور کہا
یہہ تو مجھے عنایت کیجئے نواب احمد خان نے کہا کہ آپ ہی نے لیجئے نجیب خان نے کہا لوہا مفت
نہین لیتے ہین لہذا اوسنے ایک پیسہ منگوایا اور مسخرہ پن سے بڑے ادب کے ساتھہ اوسکو دونون
ہاتھوں پر رکھہ کے نواب کے روبرو پیش کیا نواب نے اس پیسہ کو اٹھا لیا اور کہا تمہارا اندر دیا
جاتا ہے اور بہت مناسب ہے کیونکہ تم سابق مین میرے باپ کے ملازم تھے - اور یہہ بات سچ
تھے کیونکہ نجیب خان نے پہلے محمد خان غضنفر جنگ کے پاس جمعدارون مین پانچ روپیہ ماہواری
کی نوکری کی تھی اور بعد ازان غازی الدین کلان کے پاس سات روپیہ ماہواری پر نوکر ہوا
پہلی ملاقات نواب احمد خان سے ہوئی اور اوسکو خاص اجازت تین آدمیون یعنے فخر الدولہ بخشی
و مہربان خان دیوان و دائم خان کو ساتھہ لانے کی ملی شاہ ولی خان وزیر چونکہ بنگش خاندان

اور ناصر خان بلوچ بھاولپور کو گئے اور چونکہ شاہزادہ کے مصاحب اکثر نالائق اور کمینے لوگ تھے اس
باعث سے عماد الملک مین اور شاہزادہ مین ناچاقی ہوگئی شاہزادہ ملتان مین رہا وہان اوسکو
مالیخولیا ہوگیا و بقیہ عمر اوسکی اوسجگہہ دیوانگی مین بسر ہوئی اس عرصے مین عماد الملک کا گذر علی بہادر
مرہٹہ ولد شمشیر بہادر کے پاس گئے تھوڑی فوج اور کچھہ ملک بوندیل کھنڈ مین تھا۔ انسے عماد الملک کو
باون موضع دیئے وہ مقام اب تک چھوٹی سی ریاست باونی کے نام سے مشہور ہے اور ہر جانب
سے پندرہ میل طول مین ہے اور کالپی سے مشرق سمت بارہ میل کے فاصلہ پر جمنا کے نزدیک واقع
ہے۔ عماد الملک دہم ربیع الثانی ۱۲۱۵ہجری مطابق یکم ستمبر ۱۸۰۰ء مین مقام کالپی مین
فوت ہوا اوسوقت اوسکی عمر ۶۸ برس کی ہوگی اپنی وصیت کے موجب وہ شیخ فرید شکر گنج کی درگاہ
مقام پاک پٹن مین مدفون ہوا جب ۱۸۰۳ء مین انگریزون نے بوندیل کھنڈ پر قبضہ کیا اوسوقت اوسکی
ریاست پر اوسکا بیٹا ناصر الدولہ قابض تھا اور حسب منشاے چٹھی صاحب گورنر جنرل بہادر مورخہ
۲۴ دسمبر ۱۸۰۶ء وہ ریاست اوسکے نام عطا ہوئی اس خاندان کا اور حال گزٹ سے معلوم ہوسکتا ہے
جس مین باونی کی حالات کے ضمیمہ مین مندرج ہے۔ عمدہ بیگم دختر معین الملک ولد قمر الدین خان
سے جو ۱۷۲۱ء سے ۱۷۴۹ء تک دہلی کا وزیر تھا اوسکے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام عالیجاہ
تھا اور بنو بیگم دختر علی قلی خان داغستانی سے جسکا تخلص والہ تھا اوسکے ایک بیٹا ناصر الدولہ
نام پیدا ہوا اور ایک دوسری بیگم سے غلام جیلانی نام ایک بیٹا تھا جو دہلی مین برف کھانے سے
مرگیا ماثر الامرا سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا بڑا گھرانا تھا اوسکا ایک بیٹا حیدرآباد کو پہونچا اور چونکہ
وہانکے حاکم سے اور اوس سے قرابت تھی اس سبب سے وہان اوسکو عہدہ پنجہزاری بلقب حمید الدولہ
عطا ہوا اور کچھہ زر نقد بھی مقرر کردیا گیا بنو بیگم عماد الملک ساتھہ فرخ آباد کو آئی وہ علی قلیخان شاعر کی
بیٹی تھی اور خود بھی شاعر تھی آگرہ سے ترسٹھہ میل کے فاصلہ پر بسمت جنوب مقام نور آباد مین اسکی
قبر ہے یہہ مقام گوالیار سے پندرہ میل جانب شمال ہے اسپر مختصر سا کتبہ درج ہے جسکا مضمون
یہہ ہے واے۔ بنو بیگم ۱۱۸۰ہجری مطابق ۲۵ مارچ ۱۷۶۶ء لغایت مارچ ۱۷۶۷ء (۲)

صرف وہان تک مذکور ہے جب کہ بھرتپور مین پناہ گزین ہوا مگر اس مین شک نہین کہ اوسکے قرابت دار
اور احباب فرخ آباد کو بھیجدیئے گئے اور وہ خود بھی ۱۷۶۲ء سے وہان آکر رہا و حصہ شہر کا جہان وہ رہتا
تھا یعنے قادری دروازہ اب تک غازی الدین کی چھاونی کی نام سے مشہور ہے اور جب تک وہ
فرخ آباد مین رہا نواب احمد خان پرگنہ بلہور کی آمدنی جس کی تعداد بارہ ہزار روپیہ ماہواری تھی اوسکو
دیتا رہا جب ۱۷۷۱ء مین احمد خان فوت ہوا اور سلطان شاہ عالم فرخ آباد کی طرف آیا غازی الدین نے
اس خوف سے کہ بادا بادشاہ اپنے والد عالمگیر ثانی کے خون کا انتقام لے فرخ آباد مین اوسوقت
ٹھیرنا نامناسب جانا اوسنے اپنے رشتہ دارون اور ملازمون کو وہین چھوڑا اور خود معہ چند معتمد نوکرون
کے وہانسے روانہ ہوا ہمکو معلوم نہین ہے کہ اوس زمانے مین اوس کی کیسی گذری مگر کتاب ماثر الامرا
مین تحریر ہے کہ ۱۱۹۸ ہجری یعنے مارچ ۱۷۸۳ء سے مارچ ۱۷۸۴ء تک وہ مالوہ مین تھا اور وہان
نے اوسکے گذارے کے واسطے چند محال اوسکو دیئے تھے اور تاریخ مظفری سے واضح ہوتا ہے کہ وہ
فروری ۱۷۹۱ء مین بمقام بندر سورت کرنل گادرو کو ملا تھا اور وہان سے براے حج بھیجدیا گیا۔ او
لوٹنے کے وقت بصرہ کی راہ سے وہ کابل قندھار مین آیا اور وہان اوسنے وہان کے حاکم تیمور شاہ
ولد احمد شاہ درانی سے ملاقات کی۔ اس زمانہ مین شاہزادہ احسان بخت ولد شاہ عالم ۱۷۸۸ء
سے غلام قادر خان کے خوف سے جس نے اوسکے باپ کو اندھا کیا تھا دہلی سے نکل بھاگا تھا
وہی خانمان وہان راجپوتانہ مین بیکانیر و جے پور و ملتان مین پھرتا پھرتا تیمور شاہ کے دربار مین پہونچا ملحوظ
اسکے کہ وہ تیمور اعظم کی نسل سے تھا اور شاہ عالم کا بیٹا تھا اور بہرصورت اس رتبہ کا مہمان تھا
کہ اوسکی خاطر و مدارات فرض تھی تیمور شاہ اوس سے بڑی توجہہ سے پیش آیا اوسنے اپنی کچہہ فوج
شاہزادہ عماد الملک کے ہمراہ ملتان تک کردی اور اقرار کیا کہ مین خود تھوڑے عرصے مین فتح ہند کے
واسطے لشکر کشی کرونگا اس سے تھوڑے ہی دن بعد وہ بادشاہ مرگیا اور اوسکا بیٹا زمان شاہ
اوسکا جانشین ہوا وہ اپنی رعیت کی بغاوت کے باعث گھر سے نہ نکل سکا جب احسان بخت و عماد الملک
سنہ ۱۷۹۳ء مین پہونچے کابلی فوج تیمور شاہ کی وفات کی خبر سنکر اپنے ملک کو واپس گئی عماد الملک

(۵) **نواب سلیم خان** اسکا مکان شہر میں تکونہ تھانے کے پیچھے ہے اوس مکان مین بعد ازان فیض اللہ نواب مظفر جنگ کا خواص آکر رہا تھا اور ۱۸۵۷ء تک اوسکی اولاد اوس مکان پر قابض تھی

(۶) **نواب بو علیخان** یہہ بنگالہ کا صوبہ دار تھا اور نواب عالیجاہ تھا یعنے نواب قاسم علیخان صوبہ دار بنگالہ چچازاد بھائی تھا ایک کٹرہ بو علیخان کے نام سے مشہور ہے شاید بعد اوسکی وفات کے اوسکے نام سے نامزد ہوا اوسنے نواب احمد خان کی وفات کے بعد ۱۷۷۱ء مین فرخ آباد کو چھوڑ دیا ۔

(۷) **چھوٹے صاحب**

(۸) **بڑے صاحب** بڑے صاحب وزیر قمر الدین خان کے ہمشیرہ چھوٹے صاحب اوسکی بیوہ تھی انکا مکان نواب عبد المجید خان کے گڈھی مین تھا ان دونون کو بالاشتراک پانچ سو روپیہ ماہوار ملتے تھے نواب احمد خان سال مین ایکدفعہ اونکی ملاقات کو جاتا تھا اور وے ایک طشت مین جواہرات نذر کرتی تھیں میان لال مظفر جنگ کا اتالیق اونکا خواجہ تھا وہ دونون فرخ آباد مین مرین اور اونکی قبرین پنڈت دیارام کے مکان کے پیچھے محلہ چھاونی مین احمد خان کے خانسامان شجاعت خان کے باغ مین ہین یہہ مقام مدرسہ کہلاتا ہے ۔ میان لال انکے پائنتی مدفون ہے میر بہادر علی کہتا ہے کہ انکے نام چھوٹے وبڑے مین یائے معروف تانیث کی نہین انکے نام ہمیشہ یائے مجہول سے لیے گئے

(۹) **حکیم سید امام الدین خان** ولد سید غریب اللہ ولد سید علام محی الدین ساکن خوتمنی ماتگر موہانی کا حاکم تھا یہہ حکیم محلہ لوہائی مین رہتا تھا اور پانسو روپیہ وظیفہ پاتا تھا ۔

(۱۰) **حکیم شفائی خان** کہتے ہین کہ جان علیخان چیلہ جسنے قلعہ دروازہ پر مسجد بنوائی اس حکیم سے بڑی محبت رکھتا تھا اور اوس سے پگڑی بدلی تھی جب حکیم دہلی کو چلا جان علی نے اوس سے پوچھا کہ مجھے کوئی نسخہ بتلائے جس سے میری قوت مین نقصان نہ آوے حکیم نے جواب دیا کہ تمام کتابین عطر یا جوہر مین تمکو بتلاتا ہون کہ صبحکو پاو سیر حلوان کا گوشت اور ایک چھٹانک روغن زرد حسب معمول پکواکر کھایا کرو اور شام کو دہوئی ماش کی ڈال اور چھٹانک گھی جان علیخان نے تمام عمر یہی خوراک رکھی اور اوسکی قوت مین کبھی نقصان نہ آیا ۔

نواب خادم حسین خان - اِس شخص کا مکان نواب اعظم خان کے مکان کے پاس تھا جب مراتب اوس مکان میں مدفون ہوا اوسکو پندرہ ہزار روپیہ کی جاگیر حاصل تھی ۱۷۵۶ع مین سراج الدولہ ناظم بنگالہ کی وفات کے بعد اوسکو پورنیہ کا صوبہ عطا ہوا مگر شرط یہہ تھی کہ وہ اپنے صرف سے اوسکو حاصل کرے وہ وہان کے حاکم سابق کا ملازم تھا جسکا نام سید احمد خان تھا وہ میر جعفر کا بھانجہ نہ تھا جیسا کہ اوسنے اپنے تئیں مشہور کیا تھا بلکہ سید خادم علی کا بیٹا ایک کشمیری عورت سے تھا اوسکے باپ نے بعد ازان میر جعفر کی ہمشیرہ سے شادی کی -

منتخب از سیر المتاخرین (۳) نواب میر جملہ عبد اللہ خان صدر الصدور یہہ میر جملہ فرخ سیری کا بیٹا اور شریعت اللہ خان کا بھائی تھا شریعت اللہ خان عظیم اللہ خان کی معزولی کے بعد صدر الصدور مقرر ہوا اور ۲ رجب ۱۱۵۸ء مطابق ۲۴ اگست ۱۷۴۵ع مین فوت ہوا و بتاریخ ۲۰ ذیقعد ۱۱۶۸ء مطابق ۲ دسمبر ۱۷۵۵ع عبد اللہ خان اوسکی جگہہ پر مامور ہوا جب یہہ نواب فرخ آباد مین پہونچا ولی اللہ نے اوسکو دیکھا اور اوسکے علم کی بڑی تعریف کرتا تھا نواب احمد خان کی وفات کے بعد اوسنے فرخ آباد کو چھوڑ دیا اور کہین اور رہنے کو گیا اور وہین فوت ہوا اوسکو پانچ سو روپیہ ماہواری ملتے تھے -

(۴) **نواب یحیی خان** یہہ خان بہادر ذکریا خان محتسب دہلی کا بڑا بیٹا تھا یہہ فقیر ہوگیا اور اسکا لقب یحیی شاہ ہوا بعد وفات یحیی گنج مین مدفون ہوا یحیی گنج شیخپور کے پاس کانپور کی سڑک پر ایک موضع ہے اور بعض کہتے ہین کہ کمال گنج مین ہے خواجہ داؤد خان یحیی خان کا بیٹا اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر کے بیٹی سے تھا اوسکی ما عماد الملک کی خالہ تھی اور خالہ بیگم کے لقب سے مشہور تھی داؤد خان فرخ آباد مین فوت ہوا شاہنواز خان یحیی خان کا چھوٹا بھائی لاہور مین مرا اوسکا بیٹا مرزا جان اور اوسکا دوست مولوی رحیم داد خان بخاری معہ دیگر اشخاص فرخ آباد کو آئے اور وہان رہے اور وہین مرے - میر مغل رحیم یار خان کا بیٹا نواب مظفر جنگ کا نایب ہوگیا اور بعد ازان جلاے وطن ہوا

سے واقع ہے بطور نانکار کے عنایت کی تھی معہ اوسکے وہ کل زمین بھی دی تھی جو ذوالفقار گڈھ کے متعلق ہے یہہ زمین تھوڑے عرصہ سے انگریزون نے واپس لی۔حیدر قلی خان کے پوتے احمدی بیگم ۱۹۰۶ع تک تاحیات تھی اور چینی والے محلہ مین اپنے لڑکون مرزا حیدر و مرزا محمد کے ساتھ رہتی تھی۔

(۱۵) **نواب جعفر قلی خان** یہہ نواب حیدر قلیخان کا برادر حقیقی تھا اسنے فرخ آباد مین انتقال کیا اسیمین مدفون ہوا۔

(۱۶) **راجہ جوگل کشور** یہہ شخص قوم کا جاٹ تھا مشہور ہے کہ اسنے اپنے لڑکے کی شادی مین اسقدر روپیہ لگایا کہ قیاس سے باہر ہے فقط مدارکی حقہ سفالی ہزارون روپیہ کے خرچ ہوئے یہہ شہر دہلی مین مہابت جنگ صوبہ دار بنگالہ کا وکیل تھا اور اوسکا تو مذکور ہم پیشتر ہی کر دیا ہے کہ بعد وفات قایم خان ملک فرخ آباد کے واپس لینے کیواسطے صفدر جنگ نے اوسکو مقرر کیا تھا ایک مرتبہ نواب احمد خان و غازی الدین و جوگل کشور رکن پور سے لوٹے ہوئے آتے تھے تینوں کے ہاتھی ایک ہی قطار مین تھے اتفاق سے رنوا کے میدان مین جہان سے یاقوت گنج سے شہر کی طرف رستہ جاتا ہے جاتا ہے اور جس جگہہ کہ اب بڑا جیل خانہ واقع ہے راجہ جوگل کشور بضرورت اپنے ہاتھی سے اوترا اوسیدم اوسکے ہاتھی نے اوسپر حملہ کرکے اوسے ہلاک کیا اوسکے نوکر چاکرون مین آہ واویلا مچا احمد خان نے اوسکا کل اسباب ضبط کرلیا۔ یہہ واقعہ بھی نواب احمد خان و غازی الدین کے باعث سے پیش آیا کیونکہ اونہون نے راجہ کے مہاوت کو اشارہ کیا سبب اسکا یہہ تھا کہ جوگل کشور نے اون دونون نوابون کی تعظیم مین کوتاہی کی۔ اور اس مین شک نہین کہ احمد خان کو ضرور اوس سے عداوت تھی کہ وہ صفدر جنگ کے زمانے مین اوسکی مخالفت مین شریک تھا جوگلکشور کا پوتا شتابو ۱۸۹۶ع تک زندہ تھا اوسکا مکان محلہ نونہائی مین تھا اور ہولی مین جوگیون کے سوانگ مین وہ جوگی کا سوانگ کرکے ناچتا تھا۔

(۱۱) **نواب ناصر خان** سنہ ۱۲۵۱ھ مطابق سنہ ۱۸۳۹ء امین کابل کا صوبہ دار تھا وہ محلہ کھنڈ جانی
مین رہتا تھا جہان سنہ ۱۸۳۹ء مین نوروز علی خان ولد سرفراز محل رہتا تھا اوسکا تین ہزار روپیہ ماہواری وظیفہ تھا
وہ فرخ آباد مین مرا اور حیات باغ مین نواب محمد خان غضنفر جنگ کی قبر کے پاس دفن ہوا وہ قبل سنہ ۱۸۵۱ء
کے فوت ہوا کہتے ہین کہ ناصر خان کا بڑا بیٹا شجاع الدولہ کی سرکار مین ملازم تھا اور اوسکو بہت کچھہ
ملتا تھا ایک روز شجاع الدولہ نے اوس سے کہا کہ تم اپنے باپ کو فرخ آباد سے بلوالو مین اوسکو اپنا
نایب مقرر کرونگا ناصر خان نے انکار کیا اور کہا کہ مین نواب احمد خان کے تین ہزار روپیہ تین لاکھہ
کے برابر جانتا ہون کیون کہ جب مین احمد خان کی ملاقات کو جاتا ہون احمد خان تعظیم کے واسطے اوٹھہ
کھڑا ہوتا ہے اور اگر مین شجاع الدولہ کی نوکری کرونگا اور کسی روز اوسکے دروازہ پر جاؤنگا خادم کہینگے
کہ نواب صاحب آرام مین ہین اور اوسوقت مجھے دروازے پر انتظار کرنا پڑیگا اور یہہ موت سے
بدتر ہے آخر لاچار ہوکر اوسکا بیٹا فیض آباد کو واپس گیا -

(۱۲) **حاجی عبد اللہ خان** روشن علی ملازم مظفر جنگ کے مکان کے مقابل رہتا تھا -

(۱۳) **میر اسلام بیگ** ہاتھی نشین ساکن دہلی یہہ حاجی عبد اللہ کے مکان کے متصل
رہتا تھا اور اوسے پانسو روپیہ ماہوار ملتے تھے اوسکا بیٹا مرزا خیر اللہ بیگ شاعر تھا اور بہت قابل
آدمی تھا اپنے باپ کی وفات کے بعد وہ فقیر ہوگیا اور اوسکا لقب کمتر شاہ ہوا اور تخلص کمتر تھا
یہہ نواب امین الدولہ کے امام باڑہ مین باواز بلند پڑھا کرتا تھا اور نواب امین الدولہ کے پرانے
قلعہ کے دروازہ پر رہتا تھا سنہ ۱۲۴۰ھ مطابق ۲۶ اگست سنہ ۱۸۲۴ء سے لغایت سنہ ۱۸۲۶ء مین فوت ہوا

(۱۴) **نواب حیدر قلیخان** سابق مین میر آتش تھا اور صوبہ دار گجرات کا تھا میر روشن علی
کا مکان اور اوسکا مکان ایک ہی گلی مین تھا اوسکو پانسو روپیہ ماہوار وظیفہ ملتا تھا اوسکا پوتا مرزا
ذہنی مفتی ولی اللہ کا مرید تھا اور شوکت جنگ کے زمانہ تک سنہ ۱۸۳۱ء لغایت سنہ ۱۸۳۳ء زندہ موجود تھا
اور مرزا ذہنی کے بیٹے مرزا صادق و مرزا جعفر سنہ ۱۸۳۹ء تک نواب رئیس کے سوارون مین سے
مرزا ذہنی کی دادی گمانی بیگم کو نواب مظفر جنگ نے حویلی ایسٹمی جو دریا پر درمیان شہر و محلہ گڈہ

ایک بیٹا مرزا مغل نام شاعر بھی تھا۔

(۲۲) **نواب دارا بخان** ترببیت خان امیر محمد شاہی کا بیٹا تھا فرخ آباد مین مرا اور مدفون ہوا۔

(۲۳) **سید حشمت علیخان** عہد محمد شاہ ۱۷۴۸ء سے ۱۷۴۹ء تک نواب آصف جاہ نظام الملک کی طرف سے دربار شاہی مین وکیل تھا ولی اللہ نے کئی بار اوس سے ملاقات کی بخشی نمراللہ ولہ کے زمانے مین ۱۷۵۱ء لغایت ۱۷۵۳ء فرخ آباد سے نکالدیا گیا۔

(۲۴) **منور خان** نواب روشن الدولہ بہادر سرور کا چھوٹا بھائی تھا تاریخ مظفری مین مذکور ہے کہ نواب روشن الدولہ کا ایک بیٹا انور خان نام ۱۷۵۳ء مین فرخ آباد مین موجود تھا۔

(۲۵) **غیاث الدینخان** سعید الدین خان کا بیٹا تھا اور محمد شاہ کے زمانے مین میر آتش تھا۔

(۲۶) **بہادر خان** اعظم خان کا بیٹا تھا۔

(۲۷) **غلام حسین خان** اِس شخص کا نام تاریخ مظفری مین مندرج ہے یہہ معین الدین دلدار خان نامر جنگ کا پوتا تھا اور معین الدولہ یحیی خان مضوری کا بیٹا تھا۔

(۲۸) **حکیم شیخ فخرالدین عباسی**۔ قمرالدینخان وزیر کے اطبع خاص کا دلروغہ تھا

(۲۹) **حکیم روح علی خان**

(۳۰) **حکیم محمد علیخان**

(+) اِس زمانے مین بہت سے جاگیردار و پنشن خوار و ارباب نشاط دہلی سے بھاگ کر فرخ آباد مین پناہ گزین ہوے علاوہ ازین راجہ بجے نگر و راجہ راٹھور و راجہ جودھپور و راجہ جاٹ یعنے سورج مل جو ڈیگ کا راجہ تھا و راجہ چھترپت گوہد کا راجہ بوندیل کھنڈ یعنے پنا و دتیا و سوندھا و چندیری و راجہ کوٹہ بوندی و شاہ آباد و راجہ بہدادر جگنبا پور وغیرہم وکلا بھی غازالدین خان عماد الملک کے دربار مین حاضر رہتے تھے۔

شجاع الدولہ و شاہ عالم کی فرخ آباد پر فوج کشی کی کوشش

جب شاہ عالم ناکام ہوکر بنگال کی مہم سے پھرا اب شجاع الدولہ ضلع بنارس مین کرمناسہ کے قریب

(۱۷) **نواب جلال الدولہ المعروف بہ میر سلیمان** اوسکا مکان محلہ بہت گنج مین تھا یہہ عماد الملک کا برادر دست تھا کہتے ہین کہ اسی کے اغواے عماد الملک نے احمد شاہ کو نابینا کیا و عالمگیر ثانی و انتظام الدولہ خانخانان عافیت محمود خان کو قتل کروایا - اسکو چار سو روپیہ ماہوار ملتے تھے اور اپنے مربی کے ساتھ فرخ آباد مین رہتا تھا -

(۱۸) **نواب رعایت خان** یہہ ظہیر الدولہ عظیم اللہ خان صوبہ دار مالوہ کا بیٹا تھا جو بعد ازان وہان کا صدر مقرر ہوا یہہ عظیم اللہ خان رعایت خان برادر محمد امین خان کا بیٹا تہا رعایت خان کی مان نور النسا بیگم ہمشیرہ اعتماد الدولہ قمر الدین خان کی تھی - رعایت خان نے قمر الدین کی بیٹی کے ساتھ شادی کی نواب احمد خان کی وفات کے بعد ۱۱۸۶ھ مین وہ فرخ آباد سے چلا گیا تاریخ مظفری مین مذکور ہے کہ اسکا ایک بھائی قطبی خان ۱۱۸۶ھ مین فرخ آباد مین تھا

(۱۹) **میر فخر الدین خان** یہہ شخص نواب شاہ جوگی لقب سے مشہور تھا یہہ اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر کا بیٹا تھا اوسکو مظفر جان برادر صمصام الدولہ خان دوران خان کی بیٹی بیاہی تھی اسکو ایکہزار روپیہ ماہوار ملتے تھے احمد خان کی وفات کے بعد وہ دہلی کو واپس گیا اور وہین فوت ہوا -

(۲۰) **نواب احمد علیخان** سید سعادت خان فرخ سیری کا بھانجا تھا جو صفدر جنگ کی وفات کے بعد تھوڑے زمانے تک امیر الامرا رہا تھا اوسوقت اوسکا لقب ذوالفقار جنگ تھا اور اوسکا بھانجا اوس زمانے مین احدیون کا بخشی مقرر ہوا احمد علیخان محلہ اسمعیل خان مین راجہ رائی گھر مین رہتا تھا اوسکا وظیفہ تین سو روپیہ ماہوار تھا فرخ آباد مین فوت ہوا -

(۲۱) **نواب عبد الباقی خان** حمید الدین نیمچہ عالمگیری کا بیٹا تھا محلہ بہت گنج مین کرایہ کے مکان مین سکونت رکھتا تھا وہ سید احمد علی ولد مفتی ولی اللہ کا بڑا دوست تھا اور ولی اللہ کو بھی بہت عزیز رکھتا تھا جب شاہ عالم دہلی کو واپس آیا نواب عبد الباقی خان بھی وہان گیا اور وہین سے ملک بقا کو راہی ہوا اوسکو فرزند بباعث ہم عمری ولی اللہ کے دوست تھے

نے نواب کو صلاح دی کہ اوسکو پناہ نہ دیجئے کیونکہ اسکے پاس فوج قوی ہے اور سوا اسکے
نواب کے پاس اسقدر روپیہ بھی نہین ہے - احمد خان نے جواب دیا کہ جو میرے پاس پناہ لیگا اوسکو
مین ہرگز نہ بھیجگا و نگا یہہ مجھہ سے کسی طرح ممکن نہیں ہے - اور امراؤگیر کو کاس گنج مین روشن خان
چیلہ معروف بہ میان صاحب کے پاس جو اوسوقت ساڑھے آٹھہ محال کا عامل تھا بھیجدیا امراؤگیر
کے سپاہی ہمت بہادر نے امراؤ سنگہ کو یہہ شکایت لکھہ بھیجی کہ تم نے اپنے مالک کو چھوڑکر جس نے
تمہاری پرورش کی تھی ایسے حاکم کی رفاقت اختیار کی جو تمہاری فوج کو تنخواہ بھی نہیں دیسکتا ہے
امراؤگر نے جواب دیا کہ صرف شجاع الدولہ کو رنج دینے کی غرض سے مین نے یہان چند مہینے کے
قیام کا ارادہ کیا ہے اور اگر نواب احمد خان کا کوئی کام میری مدد سے نہ نکلا تو مین اوس سے
تنخواہ بھی نہ مانگونگا ہمت بہادر نے یہہ خط شجاعت علیخان چیلے عرف میان عیسیٰ کو دکھلایا اور
اوسنے شجاع الدولہ سے اوسکا مذکور کردیا شجاع الدولہ نے ایک خط غضب آمیز احمد خان کو تحریر کیا
جس کا مضمون یہہ تھا کہ ہمارے چور کو فوراً اپنے ملک سے نکال دو احمد خان نے جواب لکھا کہ جو کچھہ
تمہارے کئے ہو سکے سو تم کرو مین امراؤگر کو بولانے نہین گیا تھا وہ از خود میرے ملک مین پناہ گزین
ہوا ہے اور پناہ لینے والے کو مین کبھی دور نہین کرتا ہون شجاع الدولہ نے اِس جواب پر بہت کچھہ
رنج کیا مگر چند مہینے تک اوسکا کچھہ حال نہ کھلا اس عرصے مین احمد خان کے امرا نے امراؤگر سے
کہا کہ تمہارا یہان سے چلا جانا مناسب ہے کیونکہ اگر کوئی بات ہو جاویگی تو زمانہ یہی کہیگا کہ امراؤگر
انکے یعنے خاندان بنگش کا تخریب کا باعث ہوا امراؤگر نے اونکی بات مانکر وہان سے چلے جانے
کا قصد کیا احمد خان نے کہا کہ اگر سو شجاع الدولہ پیدا ہون تو تمکو میرے ملک سے نکال نہیں سکتے
ولیکن اگر تمہارا اپنا ارادہ جانے کا ہے تو تمہارے پانون مین کسی نے زنجیر نہین ڈالی ہے امراؤگر
آگرہ کی طرف روانہ ہوا مگر تھوڑی ہی دور یعنے ایک ہی منزل گیا تھا کہ نواب شجاع الدولہ کی
چڑھائی کی خبر سنکر اوسکو پھر بلا بھیجا - شجاع الدولہ کو یہہ خبر پہونچی تھی کہ فرخ آباد مین فقط چار پانچ
ہزار فوج ہے اور باقی فوج جا بجا پرگنہ جات پر تعینات ہے - اوسنے مشہور کیا کہ مین ملک گری

سرائے سید راجہ تک اوسکے ہمقبال کو گیا اور الہ آباد اور جھونسی کی راہ سے جاجمئو کو لے آیا
بعد موسم برسات ماہ ربیع الثانی ۱۱۷۵ ہجری مطابق اکتوبر ۱۷۶۱ع شاہ عالم کالپی کی طرف روانہ
ہوا اور وہان سے جہانسی کو گیا۔ وہانسے بسمت الہ آباد واپس آتے وقت ۱۱۷۶ھ مطابق ۲۴
جولائی ۱۷۶۲ع ۱۲ جولائی ۱۷۶۲ع شجاع الدولہ نے بادشاہ کو یہہ ترغیب دی کہ فرخ آباد کے
نواب احمد خان پر فوج کشی کرے اور خود بھی ساتھہ ہوا۔ کہتے ہین کہ نواب احمد خان پر فوج کشی کے
واسطے تین وجوہ نکالی وجہہ اول تو محض بادشاہ کو برانگیختہ کرنے کی غرض سے تھی یعنے
ایک اخبار نویس نے روزانہ حال احمد خان کا شجاع الدولہ کو تحریر کیا اوسنے لکھا کہ احمد خان
پالکی مین سوار ہوتا ہے ہاتھیوں کی لڑائے دیکھتا ہے کلال باڑی تیار کروائی ہے اور بہت سے
مراتب شاہی اختیار کیے ہین شجاع الدولہ نے یہہ حال سنکر مثل سانپ کے پیچ وتاب کھایا اور
یہہ سب حال بالتفصیل بادشاہ سے مذکور کر دیا اور ایک جملہ اپنی طرف سے اضافہ کیا کہ
احمد خان کو فقط اب تخت پر قدم رکھنا باقی ہے بادشاہ کو احمد خان کا یہہ سب حال سنکر کمال
غضب آیا اور شجاع الدولہ کے ساتھہ فرخ آباد کی مہم کو چلنے کو مستعد ہو گیا دوسرے وجہہ
جو غالبًا اصل وجہہ بھی یہہ تھی کہ بابتہ قبض ملک جو مرہٹون نے پانی پت کی شکست واقع
جنوری ۱۷۶۱ء مین خالی کیا تھا تنازعہ واقع تھا مرہٹے ملک دوآب سے نکل گئے تھے اور نواب
احمد خان نے کل پرگنہ جات جو سابق مین اوسکے خاندان مین تھے اپنے قبضے مین کر لئے اور یہہ
کچھہ زیادتی نہ تھی جن پر اوسکو کچھہ حق بھی نہ ہو بخلاف اسکے شجاع الدولہ کا یہہ منشا تھا کہ احمد خان
صرف اسقدر ملک پر قابض رہے جو اوسکو بموجب صلحنامہ ۱۷۵۲ء کے تفویض ہوا ہے اور کل باقی ملک
جو واپس ملا ہے اوسپر اپنا حق ثابت کرتا تھا۔ ایک اور بھی وجہہ تھی جس سے شجاع الدولہ کو زیادہ تر
ملال تھا کہ احمد خان نے امراؤ گیر کو پناہ دی تھی۔ امراؤ گیر نواب کی طوائف یعنے اننتہ بام لکھنو سے
لے بھاگا تھا اور بارہ ہزار ناگا سپاہی لیکر فرخ آباد مین پناہ گزین ہوا وہ شہر کے متصل ایک باغ
مین خیمہ زن ہوا اور فخر الدین خان بخشی کے توسط سے ملازمت نواب کی حاصل کی نواب کے شکارون

ویسوے اوجہالی سے مدد طلب کی اسوقت حافظ رحمت خان اپنے حدود کے قریب پرگنہ بہرآباد
جواب ضلع شاہجہانپور مین ہی مقیم تھا نواب نے بخشی فخر الدولہ کو اُسکے پاس بھیجا اور افغانون کو
بیخرتی سے بچانے کے واسطے مدد مانگی حافظ رحمت خان نے بخوف اسکے کہ اگر احمد خان کو
شکست ہوئی تو میرے علاقہ کو جو میان دوآب واقع ہی یعنے اٹاوہ و شکوہ آباد و پھپھوند کو
نہایت ضرر کا اندیشہ ہے احمد خان کو مدد دینے مین بسر گرمی تمام مستعد ہوگیا اوسنے جواب دیا
کہ مجھے اسکی خبر پہلے ہی پہونچ چکی ہے اور اسیواسطے حدود پر مقیم ہون مین سب طرح سے شرکت کے
واسطے حاضر ہون مگر میری سپاہ کو تنخواہ نہیں ملی ہی اگر روپیہ ملے تو مین سعد اللہ خان و ملا سردار خان
و دوندے خان و فتح خان و دوسرے سردارون کو بھی طلب کرون اور اگر روپیہ نہ بھی ہوسکیگا
تو مین اپنی فوج سے حاضر ہون جب بخشی نے آنکر نواب احمد خان سے اپنی ملاقات کا حال بیان کیا
اوسنے بخشی مذکور کے ہاتھہ دو لاکھہ روپیے بھیجدیے اور کہلا بھیجا کہ تم یہہ اپنے صرف مین لاؤ
اور اقرار کیا کہ جب سعد اللہ خان وغیرہ آجاوینگے تب اور بھی روپیہ دیا جاویگا جسوقت روپیہ پہونچا
اوسوقت حافظ رحمت خان نے سعد اللہ خان و دیگر سرداران سے کہلا بھیجا کہ بلا توقف ایک
لمحہ کے اسطرف روانہ ہون اور اُس نے اپنے نایب مقیم اٹاوہ کو بھی لکھہ بھیجا کہ اپنی کل فوج لیکر
فی الفور کالی ندی کی طرف روانہ ہو اور خدا گنج کے نیچے مقام کرنے بخشی نے وہاں سے واپس آکر جو کچھہ
گذرا تھا بیان کیا اسکے بعد نواب نے غازی الدین خان عماد الملک کے نام خریطہ اس مضمون کا
روانہ کیا کہ اگر آپ مدد دیجیے وزیر مذکور اوسوقت سورج مل جاٹ کے ملک مین تھا خریطہ خواجہ خان
عماد الملک کے وکیل کے حوالہ کیا گیا اور نواب نے وکیل مذکور سے یہہ کہدیا تھا کہ اگر خدا
نخواستہ سورج مل کو اسکا حال معلوم ہو اور وہ سوال کرے کہ مجھے کیوں نہ طلب کیا تو اسکا جواب
یہہ دینا چاہئے کہ سابق مین تم نے حق ہمسائگی ادا نہین کیا ورنہ تم صفدر جنگ کے شریک
نہ ہوتے لہذا مناسب تو یہہ ہی کہ صفدر جنگ کے بیٹے شجاع الدولہ کی جاکر مدد کرو مجھے تمہارے
مدد کی چندان ضرورت نہین ہے جب خواجہ خان نگہم پہونچا اور خریطہ عماد الملک کو دیا عماد الملک نے

پر جاتا ہون یعنے جن جن زمینداروں نے مالگذاری نہین دی ہے اونسے روپیہ وصول کرنے جاتا ہون کچھہ فوج دوآب کی طرف بڑھی اور اثناے راہ مین موسی نگر کو جو دریاے جمنا پر واقع ہے لوٹ گیا خاص لشکر تھوڑے عرصہ تک خواجہ پل کی سراےمین قیام پذیر رہا شجاع الدولہ نے بھی آہستہ سے آہستہ اپنے ملک کے اندر اندر کوچ کرتا ہوا پرگنہ ملہور مین نانامئو گھاٹ تک پہونچا لشکر نو اور کر قنوج کیطرف بڑھا مگر شاہ عالم و شجاع الدولہ مکن پور ایک بنگلہ اور باغ مین مقیم رہے یہہ باغ احمد خان کا تھا اور مدار باڑی کے نام سے مشہور تھا جو مواضعات کہ قنوج و مکن پور کے آس پاس واقعہ تھے سب کے سب لوٹ لئے گئے - اخبار نویسون نے احمد خان کو یہہ خبر دی رکھی تھی کہ یہہ فوج فقط ملک گیری کے غرض سے روانہ ہوئی ہے - جب شجاع الدولہ مکن پور کو پہونچ گیا اور اوسنے دریافت کیا کہ یہانسے فرخ آباد تک پہونچنے مین کتنا عرصہ لگیگا تب اسکا حال کھلا محمدی کے راجہ گنگا سنگھ جو احمد خان کا بڑا دوست تھا احمد خان کو اطلاع بھیجنے کا قصد کیا اوسنے اپنے قاصد کو فقیر کا بھیس کروایا اور خط اوسکے جوتے مین رکھا اور کہا کہ نواب احمد خان کسی مقام مین اور کسی حال مین ہو تم اونکو یہہ خط پہنچا دو قاصد روانہ ہوا اور آدھی رات گذری احمد خان کی ڈیوڑھی پر پہونچا اور شرف خان داروغہ ڈیوڑھی کو اپنے آنے کی خبر دی اوسوقت نواب کھانا کھا کر سو رہا تھا اور کسی کو مجال جگانے کی نہ تھی آخر میان صاحب علیخان اندر گیا اور نواب کے پانون داب کر خط اوسکو دیا قاصد کو ایک سو روپیہ انعام دیئے بخشی بعجلت تمام طلب ہوئے اونھون نے کہا کہ نہایت قلیل فوج موجود ہے تب نواب نے حکم دیا کہ محررون کو بلاؤ اور ہر عامل اور فوجدار کے نام پروانجات جاری کرو کہ فوراً بلا توقف فرخ آباد مین آکر حاضر ہون اوسوقت فخر الدولہ معہ فوج کثیر ونا زمیندار کو کیطلے سے جو مارہرا کی جنوب سمت واقع ہے لڑ رہا تھا یہہ موضع پرگنہ سکندر راو ضلع علیگڈہ مین واقعہ ہے اور اس زمانہ مین وہان جنگل اسقدر گنجان تھا کہ بالشہ وہان پکڑے جاتے تھے سالہا سال سے انسان کا گذر وہان نہیں ہوا تھا پروانہ پہونچنے سے تھوڑے ہی عرصہ بعد بخشی معہ فوج فرخ آباد مین آپہونچا تو شمش آباد و عطائی پور و تلہر و شاہجہانپور و بریلی و بداون

سالا سالار جنگ قاصد ہو کر آیا شجاع الدولہ کا قیاس یہہ تھا کہ روہیلے ہمارے طرفدار ہیں مگر جب وے
آ سکے کہ روہیلے سالار جنگ کی بات سُنیں اُنہوں نے اُسکو قید رکھا عماد الملک نے اسوقت
یہہ صلاح دی کہ دشمن پر حملہ کرنا چاہئے مگر نواب نے پیشدستی کرنے سے عذر کیا اور کہا کہ اگر اول
حملہ میری جانب سے ہوگا تو چونکہ بادشاہ اسوقت شجاع الدولہ کا شریک ہی لوگ یہہ بھی کہینگے کہ اسنے
بادشاہ پر خروج کیا اور بڑا کور نمک ہی لہذا مناسب وقت یہہ معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ کو شکایت لکھ بھیجیں
دیکھیں کیا جواب آتا ہی جیسا کچھہ جواب اویگا ویسی کارروائی کیجاویگی - ایک عرضداشت تیار ہوئی
جسکا مضمون یہہ تھا کہ غلام سلطنت کا نمکخوار قدیم ہی شجاع الدولہ نے کمترین سے ناحق عداوت پیدا
کرلی ہی شجاع الدولہ نے جو غلام کی گلال باڑی تیار کرنے اور ہاتھی لڑانے اور بے اجازت پالکی میں
سوار ہونے کی شکایت حضور میں کی ہی اُس سے اُن کل شکایتوں کا ثبوت طلب فرمایا جاوے اگر مست
ہاتھی زنجیر توڑ کر جنگ کو بھاگ جاویں اور وہاں جاکر لڑیں تو اس میں کسکا قصور ہی گلال باڑی کے
نسبت عرض یہہ ہی کہ یہہ محض غلط فہمی ہی پٹھان چونکہ قاعدہ ادب آداب سے واقف نہیں ہیں لہذا
چند لکڑیاں کھڑی کر کے ہین وہاں اُنکو قطار سے کھڑا کر کے قاعدہ سلام وغیرہ سکھلایا جاتا ہی
اور پالکی اس عاجز کو خود حضرت خلد مکان عالمگیر ثانی نے عطا کی ہی جس زمانہ میں کہ غلام کو بخشی
سلطنت مقرر فرمایا تھا اور شجاع الدولہ خاکسار سے اس باعث سے ناخوش ہی کہ احمد شاہ درانی نے
کمترین کو اور جہان خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے مقرر فرمایا تھا شجاع الدولہ کو
حاضر ہونا منظور نہ تھا مگر بہ مجبوری جانا پڑا اور ہم دونوں بباعث حکم اکید کے مجبور تھے اسوقت سے
شجاع الدولہ کمترین سے رنج رکھتا ہی نجیب خان جوکہ سابق میں کمترین کا ملازم تھا اب اسقدر بڑھا ہی
کہ دعوی ہمسری کا رکھتا ہی اور چونکہ کوئی اُسے ہمسر تصور نہیں کرتا اس باعث سے وہ عداوت رکھتا ہی
اِس عرضے میں احمد خان نے اون لوگون کی اُوس سازش کا بھی مذکور کیا جو انہوں نے احمد شاہ
درانی کو نواب احمد خان سے ناراض کرنے کے لئے کی تھیں - بعد ازان اُسنے انصاف چاہا تھا
کہ سلطان خود امور متذکرہ بالا پر توجہ مبذول فرمادیں اور تھوڑی دور اس مقام سے کسیطرف

فوراً سورج مل کو طلب کیا اور اوس سے کل حال بیان کر کے کہا کہ مجھے احمد خان کی مدد کو جانا ضرور
ہے راجہ نے پوچھا مجھے کس واسطے نہ بلایا تب خواجہ خان نے لفظاً لفظاً نواب کا پیغام اوس سے
کہدیا راجہ نے کہا جو کچھہ نواب نے کہا سچ ہے مگر مضی ما مضی اب میں بے مانگے مدد دیتا ہوں
اور تین ہزار سوار چیت چالاک روانہ کرتا ہون اور حکم دیتا ہوں کہ وہ جاکر کول مین مقیم ہوں اگر شجاع الدولہ
قنوج سے آگے بڑھے تو وہ کوچ در کوچ چلکر احمد خان کے شریک ہو جاویں - علاوہ ازین مین چند
ہزار سوار وزیر معزول کے ہمراہ روانہ کرونگا - یہہ سب روانہ ہوئے جب عماد الملک شہر کے قریب
پہونچا احمد خان خود اوسکے استقبال کو آیا او اسکو اوس خیمہ حیات باغ میں لیگیا بجواب پروانہ جات
فوجین دور و نزدیک سے شہر مین آنا شروع ہوئین - اور معہ افغانان شاہجہانپور و شاد آباد وغیرہ
کے کل تیس چالیس ہزار فوج مجتمع ہوئی جب حافظ رحمت خان بریلی سے آیا اوسکا خیمہ فتحگڈھ کے
قلعہ مین استادہ ہوا - ذو الفقار گڈھ کے نیچے شہر کے پاس ایک پل کشتیون کا تیار ہوا اور
ملا سردار خان اور دوندے خان معہ فوج اوسکے ذریعہ سے اتر آئے توپخانہ باہر نکالا گیا
درست کیا گیا بعد ازان یاقوت گنج کے اوس پار نگار ندی کے کنارہ پر بھیجدیا اس مقام پر کل خیمے
جو صفدر جنگ کے دبول رائے کی لوٹ سے ہاتھہ مین آئے تھے لگائے گئے تب نواب نے
اپنی فوج کو ساتھہ لیکر کوچ کیا ایک رات باہر رہکر اپنے بخشی کے زیر حکم کر کے خود قلعہ کو واپس آیا
روشن خان و امراو گر کو یہہ حکم ملا کہ چار ہزار جوان ساتھہ لیکر کالی ندی کے کنارے خداگنج کے
نیچے فیچ کبیر سے جاکر شریک ہون تھوڑے ہی عرصہ مین شجاع الدولہ مکن پور مین پہونچا اوسکا
ایک خواجہ سرا فرخ آباد مین آیا اور لال سرا مین ٹھہرا یہہ محض اوس حصہ ملک کا دعوی کرنے کے
واسطے آیا تھا جسپر حال مین نواب احمد خان نے قبضہ کر لیا تھا نواب نے اپنی چار پانچ ہزار فوج
روہیلی کی جملہ سرداران پناہ گزین و ناصر خان صوبہ دار معزول کابل کو مجتمع کر کے خواجہ سرا کو طلب
کیا خواجہ سرا نے ایک فرمان شاہی نکالا جو نواب نے مہربان خان کے ہاتھہ مین دیا جسنے اوسکو
باواز بلند پڑھا نواب نے اوسکا جواب شجاع الدولہ بڑے غیض و غضب سے لکھا دوسری مرتبہ وزیر کا

ملاقات کرنا چاہتا ہون اُوسنے جواب دیا کہ میری تمہاری ملاقات شمشیر بدست ملاقات ہوگی شجاع الدولہ کے مدد کو آئے ہوا اور ہم سے ملاقات کی تمنا رکھتے ہو دوسرے روز نجیب خان بغیر ملاقات کئے ہوئے وہان سے روانہ ہوا اور قنوج میں پہونچا شجاع الدولہ نجیب خان کو بادشاہ کے حضور مین لیگیا اور تدابیر کے دفتر کھلے نجیب خان نے وزیر سے کہا کہ افسوس ہی کہ تمہاری تاخیر سے احمد خاں کو موقع تیاری کا مل گیا اور اُسنے فوج مجمع کرلی اور کہنے لگا کہ اگر لڑائی نہین جاری کی تو پہلے مین سید امین جاونگا مگر مجھے اندیشہ ہی کہ میرے افغان روہیلون سے دل سے نہ لڑینگے اسواسطے میری تجویز عہد و پیمان کی ہے دو تین روز کے بعد نجیب خان اپنی سپاہ کو لیکر فرخ آباد کی طرف بڑھا یہہ سنکر شیخ کبیر نے اُسے پیام بھیجا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا کل میں تمہاری مدارات کرنیوالا ہون نجیب خان نے جواب دیا کہ مین لڑنے نہین آیا ہون مین صرف حافظ رحمت خان سے ملاقات کرنے آیا ہون شیخ کبیر نے جواب دیا کہ اس صورت مین تم کو اجازت ہی مگر بے فوج جاو نجیب خان اپنی فوج چھوڑکر آگے بڑھا اور کالی ندی اُترکر اپنے خیمے کھڑے کئے دوسرے روز پھر روانہ ہوا جب وہ فخر الدولہ کے لشکر کے قریب پہونچا اُسنے بخشی مذکور کو ہاتھی پر سوار دیکھا اور اوسکی تمام فوج صف باندھے ہوئے آمادہ بجنگ تھی نجیب خان انکو دیکھتا گذر گیا اوسکو معلوم ہوا کہ سپاہ بے شمار تھی اور اس فوج مین خود اسکی فوج کی نسبت زاید سردار فیل نشین تھے نجیب خان نے سلام علیک کی مگر کسی نے اُسکا جواب نہ دیا بڑھکر نجیب خان کشتیوں کے پل سے دریاے گنگا کے پار ہوا اور سعد اللہ خان اور فتح خان و ملا سردار خان و حافظ رحمت خاں و دوندے خان سے ملازمت حاصل کی - اوسکے خسر دوندے خان نے نجیب خان کو ملامت کی کہ بخلاف قوم پٹھان تم نے شجاع الدولہ کی رفاقت اختیار کی اسکا اُسنے یہہ جواب دیا کہ جب مرہٹوں نے سکر تال میں مجھہ پر حملہ کیا تھا اوسوقت شجاع الدولہ نے بڑے نازک حال میں میرے مدد کی تھی تمام رات تو شورہ مین گذری نجیب خان نے کہا کہ اگر روہیلے احمد خان کی مدد سے کنارہ کشی کرین تو بعد فتح اونکو بنگش کا ایک ثلث ملک مرحمت ہوگا مگر حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ مین اپنے دوست احمد خان کا ساتھہ نہ چھوڑونگا آخر تصفیہ

نہضت فرماوین تاکہ ہم متخاصمین میدان جنگ مین باہم تصفیہ کرلین جو باقی رہے ملازمت غلامان
حضور سے شرف اندوز ہو یہہ عرضداشت بصحبت مہتاب خان ارسال ہوئی یہہ مہتاب خان نہایت
لیئق آدمی تھا اور صلح اور معاہدہ وغیرہ کے کام مین اپنا نظیر نہ رکھتا تھا ایک آدمی اوسکی جلو مین
جانے کے واسطے متعین کئے گئے تھے اور نواب نے اوس سے یہہ بھی تاکید کردی تھی کہ
اگر تین روز مین جواب ملے تو بہتر ورنہ بلا حصول رخصت وہانسے چلے آنا مہتاب خان وہان پہونچکے
خدمت شاہی مین باریاب ہوا منشی نے بآواز بلند عرضداشت لفظاً لفظاً پڑھ سنائی سنکر بادشاہ
نے مہتاب خان کو رخصت کیا اور شجاع الدولہ کو طلب فرمایا وزیر کی یہہ رائے ہوئی کہ اسکا کچھہ
جواب نہ دینا چاہئے خاموشی بہتر جواب ہی مہتاب خان نے دو روز انتظار کیا جب کچھہ جواب نہ ملا
تو بلا اجازت وہانسے چلا آیا اور فرخ آباد مین پہونچکر کل حال بیان کیا دوسرے روز نواب احمد خان
اور عماد الملک نے باہم مشورہ کیا عماد الملک کی یہہ صلاح ہوئی کہ بلا توقف بڑھنا چاہیے
اوسوقت یہہ خبر پہونچی کہ نجیب خان نبی گنج میں آپہونچا ہی نبی گنج چھوٹا سا قصبہ مابین بیورو
چھبرامئو کے فرخ آباد سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہی نجیب خان جو کسی وجہہ سے دہلی میں تھا
براہ سکیٹ ملک دوآب کی طرف برسم یلغار کہنے کو چلا تا ہوا اور موضعات مسمار کرتا ہوا بڑھا نجیب خان
شجاع الدولہ کا پگڑی بدل بھائی تھا۔ احمد خان ارسال ہائی سو خوان کھانے کے ایک پچیس کہارون
پر بہمراہی شاہ محمد خان جمعدار و گلشیر خان سو ٹیوا لے کے بھیجے اور پیغام دیا کہ طعام تو نجیب خان
کے خرچ کے واسطے ہی اور ملک اوسکی سپاہ کے صرف کے لئے ہی کیونکہ بھائی بھائیون میں تکلف
نہین ہوا کرتا ہی نجیب خان نے غضب مین آکر کہا کہ کھانا یہان سے اٹھاؤ اور اسیر اپنے نواب کا
فاتحہ پڑھو کہتے ہیں کہ مقام نبی گنج مین چھہ ہزار پٹھان سوارون نے نجیب خان کی نوکری چھوڑ دی
نواب احمد خان نے اونکی بڑی خاطر و مدارات کے خلعت دی اور روزانہ کھانا مقرر کردیا دوسرے
روز نجیب خان نے وہاں سے کوچ کرکے کالی ندی کے کنارے خدا گنج مین شیخ کبیر و راجا امراد گیر
و روشن خان سے ایک میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا نجیب خان نے شیخ کبیر کو پیغام بھیجا کہ مین تم سے

حاضر ہوئے بعد ازان شجاع الدولہ کے پاس گئے اور اوس سے کہا کہ تم کو لازم ہے کہ جانب مشرق واپس جاؤ۔ غرض شجاع الدولہ و بادشاہ نے جانب مشرق کوچ کیا اور واپس گئے جب کوڑہ مین پہونچے نجیب خان و حافظ رحمت خان نے رخصت چاہی نجیب خان دہلی روانہ ہوا اور حافظ رحمت خان اپنی لشکرگاہ کو واپس آیا دوسرے روز نواب سعداللہ خان و دیگر سرداران روہیلہ نواب کے خدمت مین بہ غرض حصول رخصت حاضر ہوئے نواب نے انکو انعام دیکر رخصت کیا عبداللہ خان و دیگر سواران شاہجہانپوری کو بھی نواب نے انعام و اکرام و خلعت عطا کرکے رخصت کیا۔

شجاع الدولہ کے فرخ آباد مین پناہ گزین ہونے کا بیان

شجاع الدولہ ۲۳ اکتوبر ۱۷۶۴ع کو جنگ بکسر مین شکست کھاکر پہلے روہیلون کے پاس بریلی مین مدد مانگنے گیا اور اپنے اہل و عیال کو معہ زیورات و جواہرات وہان پناہ لینے کے واسطے بھیجا مگر روہیلون نے انگریزون کا مخالف بنکر اوسکا معین ہونا قبول نہ کیا تب وزیر و حافظ رحمت خان احمد خان کے پاس فرخ آباد مین آئے جب کوئی پٹھان اوسکے شریک نہ ہوئے شجاع الدولہ وہان سے پھر جانب مشرق روانہ ہوا اور بار دیگر کوڑہ جہان آباد مین ۱۷۶۵ع مین شکست کھائی اور پھر فرخ آباد کی طرف بھاگا تب حافظ رحمت خان اور احمد خان نے اُسے صلح کی ترغیب دی اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ اگست ۱۷۶۵ع مین مقام الہ آباد ایک صلحنامہ تیار ہوکر دستخط ہوا جو فقط طویل تقریر احمد خان نے شجاع الدولہ سے انگریزون کے ساتھہ مصالحت کرنے اور اوسسے ترک عداوت کے باب مین کی تھی کتاب سیر المتاخرین مین درج ہے یہان چند حکایات شجاع الدولہ کی فرخ آباد مین آنے کی مذکور ہوئی ہین شجاع الدولہ کا مقام بیشتر حیات باغ مین تھا بعد ازان فتحگڑھ مین ہوا ایک روز پٹھانون نے یہہ تجویز کی کہ اُوسے قتل کر ڈالیں کیونکہ اوسکے باپ صفدر جنگ نے نواب کے پانچ بھائیون کو قتل کیا ہے کہتے ہین کہ نواب نے یہہ جواب دیا کہ ہماری قوم کا یہہ کام نہین کہ دغا کرین اگر فضل خدا سے مین نے اپنے دشمنون کو مارا ہی تو میدان مین مارا ہی ایکبار شجاع الدولہ

اسپر ٹھہرا کہ شجاع الدولہ اور احمد خان مین صلح ہونا چاہیے حافظ رحمت خاں نے اقرار کیا کہ مین
کل احمد خان کی ملاقات کو جاؤنگا جب رحمت خان نواب کے حضور مین پہونچا اوسنے نواب کو اس
خبر خوش کی مبارکباد دی نواب نے پوچھا کہ یہہ مبارکباد کیسی ہی۔ حافظ رحمت خاں نے
جوابدیا کہ ہمیں بے جنگ فتح نصیب ہوئی ہماری تیاریوں سے شجاع الدولہ نے خوف کھاکر نجیب خان کو
سعد اللہ خاں کے پاس صلح کرنے کی غرض سے بھیجا ہے احمد خان نے جواب دیا کہ کچھہ تمہاری
راے ہوگی میں تو اُسپر رضامند ہون مگر اسباب مین عماد الملک مشورہ لینا ضرور ہے چنانچہ وہ
سب غازی الدین کے لشکر مین گئے اوسنے کہا کہ شجاع الدولہ و نجیب خان امید کامیابی کی نہ دیکھہ کر مائل
بہ صلح ہوے ہین مگر یہہ خیال رکھنا چاہیے کہ جب کبھی موقع ملا اونکی نزدیک نقض عہد کوئی بات
نہین ہی حافظ رحمت خاں نے کہا یہہ بالکل صحیح ہی مگر ایسا اتفاق ہوگا تو اُسکو جیسی اسوقت
سزا دی جاسکتی ہی اُسوقت مین بھی ممکن ہی اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ صلح مبارک ہی تب
عماد الملک نے کہا کہ اگر تمہاری یہی راے ہے تو مجھے بھی اتفاق ہے اب معاملہ صلح یون
طی ہوا کہ جو کچھہ طی پایا تھا حافظ رحمت خان نے اوسکی اطلاع نجیب خاں کو دی۔ اور کہا کہ صرف
بادشاہ سلامت کی موجود ہونے کے سبب سے افغان صلح منظور کرتے ہین ورنہ انکو کسی
حال مین صلح منظور نہ تھی۔ تمکو لازم ہے کہ وزیر سے کہو کہ فی الفور پٹھانوں کی حدود سے چلا جاوے
نجیب خان نے کہا کہ تم خود چلکر شجاع الدولہ کو واپس جانے کی ترغیب دو حافظ رحمت خان نے
جواب دیا کہ مین نواب احمد خان کا نوکر ہوں بلا اجازت نواب کے کیسے جاسکتا ہون نجیب خان نے
کہا تم نے ایسی ذلت کیون اختیار کی حافظ رحمت خاں نے کہا برادر دوسرے بھی اسی صورتسے
ملازم ہین سعد اللہ خان اور اُسکی کل فوج کی مدد احمد خان نے خریدی ہی اور اُنکے کل اخراجات اپنے
خزانہ سے ادا کئے ہین اور آجکی تاریخ تک سات لاکھہ روپیہ دیا ہے خیر مین کل احمد خان کے پاس
جاؤنگا اور اُس سے اجازت حاصل کرونگا احمد خان نے کچھہ تعرض نہ کیا دوسرے روز حافظ
رحمت خان و نجیب روانہ ہوے خداگنج پہونچکر شیخ کبیر کو اپنے ساتھہ لیا اول خدمت مین بادشاہ کے

تم اُوسکے یہان مظفر خان کی شادی کا پیغام لیجاؤ وہ عورت وہاں گئی اور ادھر اودھر کی باتین کرکے پیغام کا مذکور درمیان مین لائی نواب نے کچھہ جواب نہ دیا بعد ایک لمحہ کے عورت نے کہا ای خدابندہ خان کیون نہین بولتے ہو فوراً منظور کیون نہین کرتے نواب خدابندہ خان نے جوابدیا کہ نور النسا کو اسد علیشاہ نے گود لیا ہی اس سبب سے مین لاچار ہون اب منظور کرنا نہ کرنا اوس بزرگ کے اختیار مین ہی اگر وہ منظور کرے تو مجھے کوئی عذر نہین ہی خانم نے کہا آپ شاہ صاحب کے پاس جاکر اس پیغام کا مذکور کیجیے وہ البتہ منظور کرینگے نواب خدابندہ خان نے کہا مین آج شام کو جاؤنگا خدابندہ خان وہان گیا سید نے پوچھا تمہاری کیا مرضی ہی نواب نے کہا مین نے تمہاری مرضی پر محول کیا ہی سید نے دیکھا کہ نامنظوری مین قباحت ہی لہذا اُسنے کہا مجھے بدل منظور ہی نواب خدابندہ خان نے قابلہ خانم سے آکر کہا کہ سید نے اوس پیغام کو منظور کیا یہہ خبر سنکر نواب محمد خان نے بی بی صاحبہ یعنے بیوہ محمد خان کے پاس گیا اور اوس سے اپنا منشا ظاہر کیا اور پوچھا کہ کل آپ خدابندہ خان کے یہان رسم چڑھاوا کی واسطے تشریف لیجاوینگی اوسنے اپنی رضامندی ظاہر کی اور دوسرے روز بڑے دھوم دھام سے خدابندہ خان کے یہان پر گئے اور رسوم معمولی ادا کین دوسرے روز فریق ثانی کی طرف سے مستورات کچھہ توشہ کو لیکر آئین اور رسوم بجا لائین بعد ازان نواب احمد خان نے نواب خدابندہ خان کو طلب کیا اور بڑے تپاک سے اوس سے بغلگیر ہوا دوستانہ گفتگو شروع ہوئی تب نواب نے بخشی فخر الدولہ کو طلب کیا اور کہا کہ قصبہ سکراوان کی معافی ہمارے عزیز بھائی خدابندہ خان کے نام کرو و منشی سے کہو کہ اپنے کاغذ تیار کرے اور سب منشیون کے دستخط کے بعد کاغذ میرے سامنے پیش ہو جب کاغذ معافی نامہ تیار ہوکر آیا نواب نے خدابندہ خان کے حوالہ کیا کہ یہہ سابق کی جاگیرون کے علاوہ ہے اسکے بعد خدابندہ خان رخصت ہوا اب تیاریان شادی کی ہونے لگین و مہربان خان کو حکم ہوا کہ پہلے روز سے تا روز نکاح برابر طعام انواع واقسام کا سب مسلمانون کو جایا کرے ہندؤن کو شیرینی و بادام کا مربا بھیجا جاوے خانسامان نامدار خان کو حکم ملا کہ امراے دہلی کے واسطے

اور نواب احمد خان میں اتفاق ملاقات کا ہوا میر اکبر علی اوستاد نواب سعادت علیخاں نے مصنف لوح سے کہا کہ مین بھی اسوقت شجاع الدولہ کے ہمراہ تھا شجاع الدولہ کی عمر اوسوقت مین بیس سال کی تھی نواب احمد خاں نے کچھہ اسلحہ اپنے سلح خانہ سے منگوائی جن کی بہت تعریف ہوئی بعد ازان جواہرات طلب کیے ایک موتیوں کا ہار جسکو قایم جنگ نے پہنا تھا سب کو بھلا معلوم ہوا اور سب نے اس کی تحسین کی احمد خان نے وزیر کی گردن میں ڈالدیا شجاع الدولہ غصہ سے لال ہوگیا اور اُس ہار کو اُتار کر دیر تک ہاتھہ مین لئے رہا اور ہر ایک دانہ کو گھوما گھوما کر دیکھا بعد ازان ہار کو تکیہ پر رکھہ کر اُٹھہ کھڑا ہوا اور کہا مین رخصت ہوتا ہون نواب احمد خان اور عماد الملک بھی اُٹھہ کھڑے ہوئے شجاع الدولہ فتحگڈھ کو روانہ ہوا اور آکر اپنے درباریوں سے کہا کہ احمد خاں نے یہان تک زیادتی کی کہ مجھے ہار موتیونکا بطور خلعت کے دینے چلا دوسرے روز احمد خان ملاقات کو گیا دونوں سردار باہم بیٹھے دایم خان چیلہ احمد خاں کے گود مین تھا شجاع الدولہ نے پینے کے واسطے پانی مانگا دایم خاں نے کہا مین بھی پیونگا اوسوقت میان الماس خواجہ سرا پانی پلانے پر مقرر تھا وہ جڑاؤ صراحی و پیالہ لیکر آیا شجاع الدولہ نے حکم کیا کہ پہلے چھوٹے نواب کو پلاؤ بعد ازان خود شجاع الدولہ نے پیا اوسوقت سے الماس علیخان دایم خاں کی بڑی عزت کرتا تھا اور ۱۲۰۶ء لغایت ۱۲۱۹ء میں آصف الدولہ سے دایم خان بکباد ان واقعہ پرگنہ شاہ پور اکبر پور ضلع کانپور کی جاگیر دلوائی +

مظفر جنگ کی شادی

جب نواب احمد خان کو یہہ خیال ہوا کہ اپنے بیٹے مظفر جنگ کے واسطے دولہن تلاش کرے اُسنے قابلہ خانم مظفر جنگ کے زمانے کی ایک عورت کو طلب کیا اور اوس سے پوچھا کہ ہمارے بھایُون میں کس کس کی بیٹیان ہین اور کہان ہین اپنے بیٹے مظفر جنگ کی شادی کردن قابلہ خانم نے جواب دیا کہ تین لڑکیان مرتضی خان کی ہیں اور تین ہی لڑکیان خدابندہ خان کی ہین نواب نے کہا مرتضی بد مزاج آدمی ہے اگر عذر کریگا تو رنجش پیدا ہوگی خدابندہ خان البتہ نیک مزاج اور حیا دار آدمی ہے

چڑھایا اور برات اُسی دھوم دھام توزک و احتشام سے واپس چلی خدابندہ خان کے پاس جسقدر اسباب وظروف تھے سب اپنی بیٹی کو جہیز میں دیئے قلعہ میں پہونچکر تمام امرا و سردار و مہاجن و صرعت نواب کو مبارکباد دینے لگے اور نذرین گذرانین دوسرے روز نقالون وطوایفون و بھانڈون کو بہت کچھ انعام واکرام دیا ہر امیر و نواب کے بھائی بھتیجون وخاندان بنگش کے جملہ سرداروں کو اور سب ملازمین کو جوڑے دیئے۔

حالات قوم مرہٹہ

۱۷۵۲ء تا ۱۸۰۱ء جو کسیقدر الجھاؤ کا بندوبست ۱۷۵۲ء کے صلح میں ہوا تھا اُسکا ذکر ہم کر چکے ہین صفدر جنگ مرہٹوں کا بیس لاکھ روپیہ کا مقروض تھا اور بعض کہتے ہین کہ اسی لاکھ کا اور یہہ قرضہ بابت اوس نوکری کے تھا جو اُنہون نے اوس زمانہ مین کی تھی۔ بار اس قرضہ کا احمد خان کے دوش پر ڈالا گیا اور اسکے ادا کی ضمانت کیواسطے منجملہ ۳۳ محال کے ملک فرخ آباد سے ساڑھے سولہ محال مرہٹون کے قبضہ مین کرا دیے گئے مرہٹے بدستور تو اس سے خود کم منتفع ہوتے تھے اور صفدر جنگ کو بجز اس خوشی کے کہ اپنے دشمن کو تباہ کیا ہے اور کچھ حاصل نہوا کہتے ہین کہ اسوقت مین ریاست فرخ آباد مین چوالیس محال تھے اُنمین سے گیارہ محال کا جاننا محال ہے کیونکہ اُنکے نام تک نہین معلوم ہین منجملہ ۳۳ محال کے ساڑھے سولہ تو مرہٹوں کے قبضہ مین اور باقی ساڑھے سولہ محال نواب کے قبضہ مین اور اُنکی بابت دونون جانب سے ایک ایک دستاویز تلنے کے پیتر پر تحریر ہوئی تھی اور ایکنے دوسرے کو دی تھی معافی نواب بیٹے محمود خان کے نام سے تھی اور اقرار یہہ تھا کہ تا زمانیکہ خاندان بنگش کا ایک غلام تک بھی باقی رہیگا ان سب محال مین مرہٹون کی جانب سے کسی نوع کی دست اندازی نہوگی تفصیل ۳۳ محال حسب ذیل ہے۔

اول شمش آباد واقع ضلع فرخ آباد یہہ تین حصون مین منقسم ہے۔ شمش آباد خورد جسمین تحصیل قایم گنج اور شمش آباد نواب و پرگنہ محمد آباد جو صدر تحصیل ہے نواب کے زمانہ مین اسمین پٹہ اعظم نگر بھی شامل تھا جو ابتک ضلع ایٹہ مین ہے

قلعہ مین خیمہ استادہ ہون تاکہ ہر ایک کا جلسہ علیحدہ علیحدہ ہو۔ طوائفین دور نزدیک سے جمع کیے گئے
تاکہ ہر خیمہ مین ایک ہی وقت مین ناچ ہوتا رہے رات کو اُمرا طلب ہوئے اور ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ
خیمہ دیا گیا ہر ایک کیواسطے دو دو چیلے مامور ہوئے تاکہ اونکی ضروریات کو پورا کرین نواب احمد خان
اپنے دالان میں چند ذی رُتبہ امیران مثل ناصر خان معزول صوبہ دار کابل نواب شاہ جی ولد قمر الدین خان
وزیر و نواب اعتقاد الدولہ سلطان احمد شاہ کے پھوپھی کا بیٹا و نواب منور خان برادر روشن الدولہ کو لیکر
بیٹھا تمام شب بڑی عیش و کامرانی سے ناچ و رنگ و نقل و گانے میں گذری روشنی کے واسطے رستے میں
دو رویہ بانس کی ٹٹیان قلعہ کے دروازہ سے خدابندہ خان کے یہانتک لگائی گئیں یہہ ٹٹیان
ابرک سے آراستہ تھیں اور اُنپر کنول چڑھے تھے اور تخت روان جنپر زربفت کے فرش اور ریشمی چادرین
پڑی ہوئی تھیں اسواسطے تیاری ہوئی تھی کہ طوائفیں اُنپر ناچتی ہوئی چلین اور اسکا انصرام حاجی سردار خان
و نامدار خان کلان کے سپرد ہوا تھا آتشبازی کا انتظام ناصر خان کے حوالہ تھا شفیع خان داروغہ فیلخانہ
کو حکم ہوا کہ ہودے و بنگلے و عماریان چاندی سونے کے کام کی طیار کرا دی ہاتھی قلعہ کے دروازہ پر
طیار رہین بخشی فخر الدولہ و دیوان مہربان خان کو حکم ہوا کہ جسوقت نوشہ اپنے ہاتھی یعنی سگڈمر پر سوار ہو
اُسوقت امرائے دہلی بھی اپنے ہاتھیوں پر سوار ہو جاوین تمندار و جمعدار سجے سجائے اپنے اپنے مرتبے
کے لائق ہمراہ تھے جسوقت بارات طیار ہوئی اور روشنی کا حکم ہوا روشنی کا یہہ عالم تھا کہ قلعہ سے اور
نواب خدابندہ خان کے یہانتک ایک شعلہ آتشین نظر آتا تھا رستہ پر دو رویہ ابرک کے کنول
اور قمقمی روشن تھے سامنے پانچ پانچ چھہ چھہ شاخوں کے جھاڑ بھی جو تعداد مین پچاس ساٹھہ ہزار کے
قریب ہونگے۔ طوائفین تخت روان پر ناچتی ہوئی چلی جاتی تھیں غرض بڑی شان و شوکت و دھوم دھام
سے برات قدم بقدم روانہ ہوئی آگے جابجا آتشبازی چھوٹتی جاتی تھی ہر دو جانب سے سونے
چاندی کے پھول نوشہ پر لوٹائے جاتے تھے آخر امر دولہن کے دروازہ پر پہونچی نواب و نوشہ
و امراء داخل مکان ہوئے دوسرے سردار باہر کھڑے رہے اب ناچ گانا شروع ہوا تمام شب یہی عالم
رہا علی الصباح نوشہ بغرض ادائی رسوم معمولی محل میں گیا جب نوشہ وہانسے باہر آیا دولہن کو چنڈول پر

۱۸ امرت پور - گنگا پار تحصیل علیگڑہ ضلع فرخ آباد مین ہے -

۱۹ چھبرامئو - تحصیل چھبرامئو ضلع فرخ آباد مین ہی -

[illegible] سکندر پور - اب چھبرامئو مین شامل ہوگیا ہے ضلع فرخ آباد مین -

۲۱ سورکھہ - تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہی -

۲۲ سکراوا - تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہے -

۲۳ سکت پور - تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہے -

۲۴ اوریا پھپھوند - ضلع اٹاوا مین ہے -

۲۵ سوج - پرگنہ کرہل ضلع مین پوری مین ہے اور مین پوری سے ۲۴ میل ہو پرگنہ قدیم منقسم ہوکر ۲۵ موضع مین پوری مین شامل ہوئے اور ۱۰ موضع کرہل مین -

۲۶ اٹاوا - واقع ضلع اٹاوا سابق مین اسمیں کرہل و برنایل شامل تھا -

۲۷ بھوجپور - صدر تحصیل فرخ آباد مین ہی اس مین پرگنہ پہاڑہ شامل تھا -

۲۸ تالگرام - تحصیل چھبرامئو ضلع فرخ آباد مین ہی اُسی زمانہ مین اس مین تعلقہ ٹھٹھیا تروا شامل تھا -

۲۹ قنوج - تحصیل قنوج ضلع فرخ آباد مین ہے -

۳۰ بلہور - ضلع کانپور مین ہی یہہ پرگنہ قنوج کے مشرق ہی -

۳۱ شاہ پور اکبر پور - ضلع کانپور کے مغربی حصہ مین ہے -

۳۲ شیوراجپور - ضلع کانپور مین بلہور کے قریب سمت مشرق ہے -

۳۳ موسی نگر بھوگنی ضلع کانپور سے جنوب دریاے جمنا کے بائین کنارے پر واقع ہے اور

اور لوح تاریخ مین عبارت پرگنہ جات بنگش کی حسب ذیل معلوم ہوتی ہے -

شمس آباد برور کمپل پٹیالی سہاور مارہرا نصف مدہ پور تربا سونہار کوراولی

کرسانہ کھاکھٹ مئو دہلیا چھبرامئو سکندر پور سکراوہ سوج بھوجپور شدہ پور

یہہ معلوم نہین ہی کہ ان مین سے کونسا ساڑھے سولہ محال مرہٹون کے حوالہ ہوئے تھے انتظام کل کا

۲ بروز قدیم یہی نام قدیم پرگنہ بیور ضلع مین پوری مین واقع ہے۔

۳ بہونگام اسکو بھون گانون کہتے ہین ضلع مین پوری مین ہی اوس زمانہ مین اس مین پرگنہ مین پوری اور کشنی نبی گنج بھی شامل تھی۔

۴ کمپل۔ اسکو اب کمپل قائمگنج کہتے ہین تحصیل قائمگنج ضلع فرخ آباد مین ہی۔

۵ پٹیالی۔ ضلع ایٹہ مین واقعہ ہے۔

۶ سہاور۔ اب سہاور کرسانہ کے نام سے مشہور ہے ضلع ایٹہ مین ہے۔

۷ سکیٹ۔ اب ایٹہ سکیٹ کہلاتا ہی ضلع ایٹہ مین ہے۔

۸ مارہرا۔ نصف پرگنہ اب ضلع ایٹہ مین ہی زمینداران قوم سید جنکو پرگنہ مذکور زمان فرخ سیر مین سنہ ۱۷۱۳ء مین جاگیر مین ملا تھا ایک سو ستر موضع و شہر کے بیگران بیٹے نواب فرخ آباد کے نام سے باقی اور ساٹھ موضعات وہرون بیٹے صفدر جنگ کے نام سے ٹھیکہ لکھدیا اور اور سنہ ۱۷۴۳ء مین زمینداران قوم سید جنکو پرگنہ مذکور کا ٹھیکہ لکھدیا تھا اور سنہ ۱۷۵۲ء مین دیہات اول الذکر جو بنام قسمت اول مشہور تھا نواب وزیر نے قبضہ کرلیا۔

۹ سورون بدریا واقع ضلع ایٹہ۔

۱۰ اوسیت گنگا پار ضلع بدایون مین واقع ہے۔

۱۱ بدہ پور۔ جسے میاؤ بھی کہتے ہین ضلع ایٹہ مین ہے۔

۱۲ نرباسونہار۔ ضلع ایٹہ مین ہے۔

۱۳ کوراولی۔ ضلع مین پوری مین ہی۔

۱۴ سڈہ پورہ۔ ضلع ایٹہ مین ہے۔

۱۵ کرسانہ۔ اب شامل سہاور ہے اور ضلع ایٹہ مین ہی۔

۱۶ کھاکھٹ مئو دہلیا۔ گنگا پار تحصیل علیگڑہ ضلع فرخ آباد مین ہی۔

۱۷ مہرآباد۔ گنگا پار ضلع شاہجہانپور کے جنوب مین ہی سابق مین پرگنہ شمس آباد مین شامل تھا۔

یہہ دیکھکر کہ میرے بیٹے کی جاگیر واقع اٹاوہ پر حملہ کا خوف ہے قادر چوک کی طرف جو دریاے گنگا کے
کنارے پر واقع ہے کوچ کیا۔ یہان اوسے خبر معلوم ہوئی کہ بخت خان جلیل ہو کر وہین سے نجیب آباد
کی طرف روانہ ہوا راستہ پر ضلع میرٹھہ مین ہاپڑ کے قریب نجیب خان نے اکتوبر ۱۷۷۰ع مین اِس
جہان سے رحلت کی اُسکا بڑا بیٹا ضابطہ خاں مرہٹوں کے ساتھہ فرخ آباد کی طرف بڑھا حافظ رحمت خان
نے پندرہ ہزار سوار و پیادے احمد خان کی مدد کو بھیجے جب کہ یہہ خبر پہونچی کہ مرہٹے پٹیالی تک
آپہونچے ہیں جو فرخ آباد سے چالیس میل کے فاصلہ پر ہے حافظ رحمت خان خود فرخ آباد کو آیا اور دریاے
گنگا کے مشرقی کنارے پر خیمہ زن ہوا حافظ رحمت خان و احمد خان مین مشورہ ہو کر ایک پل کشتیونکا
دریاے گنگا پر تعمیر ہوا اور بیس ہزار سپاہ سوار و پیادہ دریاے گنگا کے پار ہوئی اور فتحگڑھ اور فرخ آباد کے
درمیان میں مقیم ہوئی اس عرصہ میں ضابطہ خان نے لکھہ بھیجا کہ مین مرہٹون کے ہاتھہ میں اسیر ہو گیا ہوں
اُنکے چھوڑانے اور مرہٹوں کے ملک سے چلے جانے کی بابت گفتگو شروع ہوئی مرہٹوں نے اٹاوہ
و شکوہ آباد مانگا یہہ دونون مقام قبل ازان کہ حافظ رحمت خان کو بطور جاگیر کے ملے مدت سے
مرہٹوں کے قبضہ میں تھے اس زمانہ مین بخت خان کی فوج غوث گڈہ و نجیب آباد سے آئی ضابطہ
خان موقع پا کر مرہٹوں کی فوج سے نکل بھاگا اور اپنے فوج میں آکر اپنے گھر کی راہ لی۔ اب صرف
مرہٹے جنگ کرتے رہے چند لڑائیوں میں اُنھوں نے افغانون کو جو اسوقت اچھی طرح سے مقابلہ
نہیں کر سکی شکست دی آخر کار قریب تھا کہ روہیلے گنگا پار ہو کر بھاگ جاویں کہ مرہٹے وہان سے
اٹاوہ کی طرف روانہ ہو گئے حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان سے کہا کہ اٹاوہ کی جاگیر
چھوڑ دی اُسنے انکار کیا اور آزردہ ہو کر بریلی مین گوشہ نشین ہوا دوندے خان نے شکوہ آباد کو چھوڑ دیا
شیخ کبیر کو حکم پہونچا کہ اٹاوہ کا قلعہ مرہٹون کو خالی کر دے شیخ کبیر نے اس عرصہ مین چند بار مرہٹون کو زک
دی تھی لہذا معہ شرایط اوسنے اُنسے حاصل کئے اور فرخ آباد میں حافظ رحمت خاں سے آملا
اور روہیلے بعد غیر حاضری آٹھہ مہینے کے یعنی اکتوبر ۱۷۷۰ع لغایت مئی ۱۷۷۱ع پھر بریلی میں آپہونچے
اوسوقت سندیہا نواب کے ملک مین داخل ہوا اور نبی گنج کے قریب خیمہ زن ہوا یہہ مقام فرخ آباد سے

احمد خان کے سپرد تھا مگر اسمین شک ہی کہ آیا کل محال کا انتظام اُسکے اختیار مین تھا یا فقط ساڑھے
سولہ محال کا لیکن ہم نے سُنا ہی کہ بعد منہای اخراجات انتظام و تنخواہ افواج جو کچھہ باقی بچتا تھا وہ ملہر راو
کے حوالہ کیا جاتا تھا مرہٹون کی جانب سے دو صراف جنکو وہ   کہتے مین متعین تھے ایک قنّوج
مین رہتا تھا اور دوسرا علیگنج پرگنہ اعظم نگر مین جو بقایا مرہٹوں کو واجب ہوتا تھا اُنہیں صرافوں کو
دیا جاتا تھا اور یہہ ملہر راؤ کے حوالہ کر دیتے تھے اور ہر سال کی رسید نواب کے پاس بھیجدی
جاتی تھی اس صورت سے چند سال برابر روپیہ ادا ہوتا رہا جبتک سنہ ۱۷۶۱ع پانی پت کی لڑائی سے
روپیہ دینا موقوف ہوا مرہٹے ہندوستان چھوڑ کر جمنا پار ہو کر دکھن کو چلے گئے چند مدت تک مرہٹے
خانگی جھگڑوں اور نربدا کے جنوب مین لڑائیون مین مصروف رہے اسمین کل ملک واپس ملنے کا موقع
ملا جو جانب ہندوستان جو مرہٹون کے قبضہ مین آگیا تھا سنہ ۱۷۶۱ع سے سنہ ۱۷۶۳ع تک شجاع الدولہ نے
میان دوآب کے نیچے کے حصے سے اونکے مقامات کو بالکل صاف کر دیا اور بوندیلکھنڈ مین
جہانسی تک بڑھگیا اور نواب احمد خان نے اسیطور کل پرگنہ جات جو کسی زمانہ میں اُنکے باپ کے قبضہ مین
تھے لے لئے اور پھر کبھی مرہٹوں کو چوتھہ یعنی چہارم حصہ دیا مگر اٹاوا اور پھپھوند و شکوہ آباد جو احمد شاہ
درانی نے حافظ رحمت خان کو عطا کئے تھے فقط ہمیشہ کے واسطے ملک فرخ آباد سے نکل گئے
آٹھہ سال زائد تک مرہٹے شمالی ہندوستان مین نظر نہ آئے فقط سنہ ۱۷۶۴ع مین تھوڑے عرصہ کے
واسطے دہلی مین یا سنہ ۱۷۶۶ع مین جنگ کورہ مین تو البتہ مرہٹے معلوم ہوتے تھے مگر سنہ ۱۷۶۹ع مین ایک
فوج تعدادی پچاس ہزار دریاے چنبل پار ہوئی یہہ فوج زیر حکم ویساجی کشن و رام چندر گنیش و جی
سندہیہ و تکاجی ہولکر کے تھی اس فوج نے پہلے راجگان راجپوتانہ سے بقایا زر چہارم وصول کیا
بعد ازان بھرت پور کے قریب اونسے اور جاٹ راجاؤں سے ایک جنگ ہوئی جسمین مرہٹوں نے
فتحیاب ہو کر دس لاکھہ روپیہ ان جاٹوں سے بھی وصول کئے نجیب خان نے مرہٹوں سے صلح کرلی
اور یہہ تجویز کیا کہ ہم دونوں کی افواج متفق ہو کر فرخ آباد مین کوچ کریں۔ ابتدای سنہ ۱۱۸۴ ہجری مطابق
۲۷ اپریل سنہ ۱۷۷۰ع لغایت ۱۶ اپریل سنہ ۱۷۷۱ع میں   خان دہلی سے روانہ ہوا حافظ رحمت خان نے

یہہ خیال آیا کہ فقرا کو کھلانے پلانے سے کیا عجب ہے کہ میری مراد دلی برآوے لہذا اوسنے بخشی فخرالدولہ و مہربان خان کو حکم دیا کہ قلعہ کے اندر خیمہ کھڑے کریں اور طعام اقسام اقسام کا طیار کرا کر فقیرون و مسکینون کو کھلاویں۔ ایسا ہی کیا گیا فقیروں نے اُسکے واسطے دعا کی چالیس روز تک ایسی طور سے کھانا کھلایا گیا۔ حسام الدین نے بہت سی تمثیلین بیان کی جن مین دعا بزرگوں کی مستجاب ہوئی ہے مگر کہتا ہے کہ خاص اس امر مین دعا قبول نہ ہونے کا یہ باعث ہے کہ اونمیں کوئی ولی نہیں ہے تھوڑے عرصہ کے بعد ایک چالاک بدمعاش پنجاب سے آیا اور نواب کی خدمت مین بتوسط رحمت خان ولد جہان خان کے حاضر کیا گیا اُسنے اقرار کیا کہ جو شئی مانع بصارت ہے مین اُسے صاف کر دونگا اُسنے تھوڑا پانی چلو مین لیا اور اُسپر کچھہ پڑھکر نواب کی آنکھون مین لگایا اسیطرح کئی روز کیا آخر خیرات کرنے کے حیلہ سے طلب کیا چنانچہ کچھہ روپیہ و اشرفیان اُسے ملین وہ دو تین روز کی رخصت لیکر گیا اور پھر واپس نہ آیا۔ دوسرا بیکار سید باقر تھا اوسنے ایک جعلی خط لکھنو کے ایک بزرگ کی جانب سے اس مضمون کا خان علی کے نام بھیجا کہ مین نے سنا ہے نواب احمد خان کی بینائی جاتی رہی ہے اور بحز دعاء اولیا اور سب طرف سے اوسے بالکل مایوسی ہو گئی تھی نظر بران مین تم کو اطلاع دیتا ہون کہ اس زمانہ مین فرخ آباد مین ایک درویش کامل تشریف رکھتے ہین کہ جنکو اگر سر گروہ اولیاے عصر کہیے تو بجا ہے نامی اُوس بزرگ کا سید باقر ہے اگر اوس سے رجوع کیجاوے تو البتہ اوسکی دعا کے اثر سے نواب کی مراد دلی برآنا ممکن ہے اور وہ بزرگ نواب کو بینائی دلسکتا ہے۔ جانعلی خان یہہ خط لیکر نواب کے پاس آیا بخشی فخرالدولہ و جانعلیخان اس بیکار کے پاس گئے اور بڑی عزت و حرمت سے نواب کے پاس لائے فقیر نے کہا محتاجون مسکینوں کو طعام تقسیم ہو اور مین چلہ کھینچتا ہون اسکے واسطے کوئی تنہا مقام مجھے بتلایا جاوے نواب نے جان علیخان کو حکم دیا کہ اپنے باغ مین درویش کو جگہہ دین تب درویش بیکار نے نواب سے اقرار کیا کہ بروز عید الفطر تم کو بینائی حاصل ہو گی۔ جان علی خان اپنے باغ مین درویش کو لیگیا اور اپنے نوکر اُسکی نگرانی کیواسطے متعین کئے جب وقت مقررہ قریب پہونچا ایک رات رمضان کے آخر مین درویش مذکور باغ کی پشت کی دیوار پر سے کود کر بھاگ گیا بروز

بس مبل جنوب مین ہی بخشی فخرالدولہ نے چاہا کہ چالیس ہزار فوج مجتمع کرکے ادسے مقابلہ کرے لیکن
نواب احمد خان چونکہ اب پیر ضعیف و نابینا ہوچکا تھا کہنے لگا کہ یہہ تو مجھے بخوبی معلوم ہو کہ تم آخر تک
لڑوگے مگر بخشی مجھہ پیر نابینا کا عصا ہی اگر خدانخواستہ عصا ٹوٹا تو مجھہ نابینا کی پوری خرابی ہی
اور تاریخ بیان واقعہ کے ملاحظہ سے واضح ہو کہ نواب احمد خان ایک پاؤن سے کسیقدر لنگڑا تھا
لہذا میری رائے یہہ ہی کہ کسی صورت سے صلح کرلینا چاہیے بخشی فخرالدولہ غازالدین خان عمادالملک
کو ہمراہ لیکر مرہٹون کے لشکر مین گیا اور اُنسے پوچھا کہ تم کس شرط پر صلح کرتے ہو مرہٹون نے
ساڑھے سولہ محال طلب کئے جو عہدنامہ سابق مین اُنہیں ملے تھے اور کہا کہ اِس مرتبہ ہم محال اپنے
قبضہ مین رکھینگے اور اسکا انتظام خود کرینگے جب نواب کے ہاتھہ مین انتظام تھا سالہا سال گذرگئے
مگر کچھہ روپیہ وصول نہوا بحالت مجبوری ساڑھے سولہ محال حوالہ کئے گئے نواب نے کہا گو ملک
نصف رہگیا ہی مگر فوج کم نہو تین سال مین میری آنکھین اچھی ہوجاوینگی اسوقت مرہٹون سے انتظام
لے لونگا مگر چونکہ آمدنی کم رہیگی اور اخراجات بدستور بنے رہے لہذا جو روپیہ خزانہ مین تھا وہ بھی خرچ ہوگیا

احمد خان کی بطلان بصارت و وفات

انتقال سے دو ایک سال قبل احمد خان کو آشوب چشم شروع ہوا اور رفتہ رفتہ نظر بالکل زائل ہوگئی
بسنت رائے کحال نے اسکا معالجہ کیا مگر کچھہ سود مند نہوا اول اُسکی آنکھون مین درد شروع ہوا اور تھوڑے
عرصہ مین ضعف بصارت مین ہوچلا دو ایک سال اسی حال مین گذری مگر روز بروز اسکی بینائی گھٹتی
گئی اوسنے اس عیب کو جہان تک اوسکے امکان مین تھا مخفی رکھا وہ اپنے مقام معمولی مین بیٹھا کرتا تھا
اور سلام اور مجرا سب کا لیا کرتا تھا درباریون نے اُسکی بعض حرکات خلاف عادت دیکھہ کر معلوم کیا
کہ اُسکی بصارت مین نقصان ہی مگر کچھہ نہ کہا آخرالامر نقص چھپ نہ سکا نواب کے بعض ملازمین نے حکیم
نور خان محمد شاہی کی سفارش کی اور کہا کہ اس حکیم کو عوارض چشم کے علاج مین دستگاہ کامل ہی نواب نے
حکیم مذکور کو بلوایا دو تین مہینے اُسنے معالجہ کیا مگر کچھہ فائدہ نہوا ایک روز نواب کے دل مین

حکایات دربارِ احمد خان کے خلق و عادات و حرکات و سکنات

احمد خان کا پورا خطاب جو ایک توپ پر کندہ نظر آیا حسب ذیل تھا یہہ توپ سنہ ۱۱۷۳ ہجری مطابق اگست ۱۷۵۹ء
تا نہایت اگست سنہ ۱۷۶۰ء مین ڈھالی گئی تھی اور سنہ ۱۸۳۰ء تک موجود تھی بخشی الملک امیر الامرا غضنفر الدولہ
محمد احمد خان بہادر غضنفر جنگ سردار الملک ظفر اقتدار شیر بند بہادر غالب جنگ اور تاریخ مظفری سے
معلوم ہوتا ہی کہ سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین قیام الدولہ کا لقب زیادہ کر دیا گیا تھا۔ ظاہر ہوتا ہی کہ احمد خان بالطبع
حوصلہ مند نہ تھا اصل تو یہہ ہی کہ وہ اون اشخاص مین سے تھا جنہون نے خود حصول جاہ و عظمت کیواسطے
کوشش نہ کی مگر از خود جاہ و جلال اونپر ٹوٹ پڑا اور اونکے حالات کے مذکور مین ہمنے خیال کیا ہی کہ اپنے
بزدلی اور بخل پیش بینی کے سبب سے تھوڑی سی فتحمندی پر اکتفا کر کے گھر مبیٹھ رہا رام چتونی کی جنگ
کے بعد الیسا تزلزل اور پریشانی خاص دار السلطنت مین پھیل رہی تھی اور وہان ایسی بے سروسامانی
تھی کہ اگر احمد خان چکنی چپڑی باتون مین گرویدہ نہ ہو جاتا بلکہ بخلاف اسکے دہلی کیطرف بڑھ جاتا تو
بہ آسانی بادشاہ دہلی کو اسیر کر لیتا پھر جو تدابیر کہ بعد دیگرے غازی الدین خان نجیب خان و نجف خان
برتھونیکی تھین۔ اگر وہ بھی ایسی ہی تدابیر عمل مین لاتا تو اوسے سوای کامیابی حاصل ہوتی دوسرے
یہ کہ جب سلام خان چیلہ کا سکنج کا عامل تھا اوسنے میان دوآب کے اوپر کے حصے مین ایسے ایسے
یورش کئے کہ اگر اوسکو اچھی طرح مدد دیجاتی تو بیشک وہ اپنے آقا کو دہلی کا مالک بنا دیتا اور خود
بادشاہ کو اوسکے اختیار مین کر دیتا۔ ایک نقل یہان مذکور ہوتی ہی جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ یا تو احمد خان
بڑا تنگ مزاج تھا یا بڑا سادہ لوح۔ نواب کو صاف صاف اور نئے روپیہ کا کمال شوق تھا چنانچہ یہہ اوسکی
عادت تھی کہ وہ روپیون کے تئین دھوپ مین پھیلاتا تھا تاکہ وہ سیاہ نہ ہو جاوین اور ایک چھجے ذرہ
نوکھے پر بیٹھ کر خود اوسکی نگرانی کرتا تھا جب وہ پانی خواہ پان خواہ حقہ منگواتا چیلے اپنے پیرون مین
موم لگا کر جاتے اور اس صورت سے پانچ چھ گھنٹے کے عرصہ مین وہ کئی سو روپئے لے آتے جب
روپیہ شمار ہو کر رکھا جاتا بعض تھیلی خالی رہجاتی تب نواب متعجب ہو کر ہوتا نہین معلوم یہہ کیا بات ہو گئی

متعین جان علیخان درویش کو بُلانیکواسطے بھیجا گیا جب وہ باغ میں گیا اور سب طرف پوکارا لیکن کچھہ جواب نہ پایا اوسنے سب جگہہ باغ مین تلاش کیا مگر کہین اوسکا نشان نہ پایا ہاتھہ ملتا ہوا خجلی باغ سے نکلا اور اپنے پھاٹک پر جا بیٹھا شرم کے باعث نواب کے روبرو نہ جاسکا نواب نے لغرض دریافت حال آدمی بجا لعل خان کے پاس بھیجا تب بہ مجبوری خان علی خان کو نواب کے پاس جانا پڑا اُسنے نواب سے اس مکر و فریب کا حال مذکور کیا اُسوقت سے نواب نے شکوہ و شکایت ترک کیا اور خدا پر بھروسہ کیا اور کہا کہ مرضی مولی از ہمہ اولی بالآخر ۲۸ ربیع الاول ۱۱۸۵ھ ہجری مطابق ۲۸ جولائی ۱۷۷۱ء کو نواب احمد خان نے اس دار ناپائدار سے رحلت کی اُسی روز علی گوہر شاہ عالم الہ باد سے دہلی کو جاتے ہوئے مقام خدا گنج مین پہونچا مرتضی خان کے فساد برپا کرنے کے باعث تھوڑی دیر توقف ہوا بعد ازان بہشت باغ مین ایک مقبرہ مین جو نواب نے اپنے حین حیات اپنے واسطے بنوا رکھا تھا مدفون ہوا تاریخ اُسکے وفات کی یہہ ہے کنند گریہ خلایق بہ نالہ و افغان ملایک آہ کشند از وفات احمد خان ۱۱۸۵ بعد تخرجہ عدد آہ یعنے ۶ کے کم کرنے سے ہوتے ہین اور پورے الفاظ ۱۱۹۱ ہوتے ہیں۔ دیگر۔ ہے ہے حاتم طائی ثانی نماند

۱۱۸۵ھ ہجری

دوسرے روز بادشاہ معہ پانچ ہزار ہمراہیون و شجاع الدولہ و دوسرے سرداروں کے روانہ ہوکر موضع سریا پرگنہ پہاڑہ میں پہونچا یہہ موضع شہر کے باہر گوشہ جنوب مغرب مین واقع ہے بخشی فخر الدولہ نے نواب کے بیٹے مظفر جنگ کو ہاتھی پر بٹھا کر حضور سلطانی نذر گذرانے کیواسطے لیگیا اس ملازمت مین فرزند بہادر کا لقب مظفر جنگ کو عنایت ہوا بعد ازان یہی لقب مہر پر کندہ ہوا چونکہ خزانہ مین بالکل روپیہ نتھا لہذا فخر الدولہ نے سونے چاندی کا موجود اور دوسرے نقرئی و طلائی ظروف گلا کر تین لاکھہ روپیہ کو فروخت کئے یہہ سب روپیہ اور سات ہاتھی اور گیارہ گھوڑے بادشاہ کو نذر دے اور رسول خان نے تصفیہ کرنے کے عوض میں ایک لاکھہ روپیہ لیا بائیس روز قیام کرکے شاہ عالم نبی گنج کی طرف روانہ ہوا اور یہان مہاجی سندھیہ کے دہلی سے آنے تک تین مہینہ مقیم رہا۔

شخص جواب دیتا تھا کہ حضور میری ہڈی ہڈی میں درد ہوتا ہے بالکل چور ہو گیا ہوں تب اوسکو
حسب حیثیت نقد و جنس انعام ملتا تھا نواب بھاگ کے راگ کا از حد شایق تھا نواب کی سالگرہ کے
روز ڈوم و میراثی بھگت ہر جگہ سے آکر مجتمع ہوتے تھے قریب پہر رات گئے نواب بیش بہا
زیور و جواہر پہنکر اور جھالردار فتح نصیب نام پالکی مین سوار ہوکر دیوان خانے مین ہمیشہ
آتا تھا پالکی کا نام فتح نصیب اسوجہہ سے تھا کہ جب اوسنے عبد المغفور صفدر جنگ کو شکست
فاش دی اسے مین سوار تھا پالکی کے اردگرد پٹھان سردار و نواب کے بھائی بھتیجے ساتھ چلتے تھے
اوس شب کو بڑی روشنی ہوتی تھی اور خوب آتشبازی چھوٹتی تھی اوسوقت سواے بھاگ کے اور
کوئی دوسرا راگ گانے نہ پاتا تھا نواب کو آراستگی مکان کا بھی بڑا شوق تھا اور جہان وہ رہتا تھا
خود اسکے اور اسکے احباب کی تصویرون سے دیوارین آراستہ رہتی تھیں اپنے عمر مین اوسنے چھہ محل
تعمیر کروائے اول خاص محل جس مین ۱۸۳۹ع مین بی بی اچپل بیوہ مظفر جنگ رہتی تھی اور کہتے ہیں کہ
اوسکے کواڑ راجہ ہرگوپال کے قلعہ مقام جھونسی سے نقل کردئے گئے تھے - دوم مبارک محل - سوم
طلابت محل یہہ مکان موتی مسجد کی پشت پر واقع تھا ابتدا مین دروازے اور چھت ملمع کار تھے لیکن
۱۸۵۷ع کے قبل اسکا رنگ اڑ گیا تھا کیونکہ سونا لینے کی غرض سے لوگون نے اوسکو چھیل ڈالا تھا
چہارم دیوان خانہ یہہ مبارک محل مین تھا اور ۱۸۵۹ع اس مین ولایتی بیگم بیوہ نواب ناصر جنگ سکونت
رکھتی تھی پنجم قلعہ کا کھمانیا پھاٹک ۱۸۰۰ع یا ۱۸۰۵ع مین ایک پتھر اس مین سے اوکھاڑکر صدر تحصیل
مین رکھا گیا ہے یہہ بصورت اوس پتھر کے جو حاشیہ سڑک پر واسطے رہنمائی کے گاڑا جاتا ہے اور اوسپر
اوبھرے ہوئے حرفون مین یہہ عبارت لکھی ہے زہے باب دولت برافراشتند + بنالیش چو قطب فلک
ساختند + بر و نور ریزد ز چرخ برین + چو باران رحمت بروی زمین + متین محکم و استوار آمدہ + چو
افتادہ فلکے قرار آمدہ + مہ و سال آن ہاتف دلنواز + بگفتہ درفیض دیدیم باز +
۱۱۷۲ ہجری

دیگر نواب این دروازہ را تعمیر چون فرمودہ است + یکہزار و یکصد و ہفتاد اثنا بودہ است +
۱۱۷۲ ہجری

مینے خود اسکی حفاظت کی مگر یہہ روپیہ کم کیونکر ہو گئے شاید یہہ دھوپ مین دیر تک رہے اور زیادہ
سوکھہ گئے خیر توڑے لیجا کر خزانہ مین رکھو۔ نواب کی عادت یہہ تھی کہ ہر روز دو بار شہر کو جایا کرتا
تھا کبھی ہاتھی پر سوار ہو کر اور کبھی پالکی مین اور کبھی شہر سے باہر جا کر ہاتھیون کی لڑائی دیکھتا
تھا جب وہ راستے سے گذرتا تھا اوسکے نوکر خیرات کیواسطے روپیہ کی تھیلی لئے اوسکے ہمراہ رہتے
تھے حکم یہہ تھا کہ محتاج و مسکین نابینا بیمار لنگڑے لولے سب کو پاس آنے دو ہر ایسے آدمی کو روپیہ دیا
جاتا تھا ایک متنفس بھی باقی نہ رہتا تھا نواب کی خاص نظر توجہہ گھوپے والون کی جانب تھی غالباً
اسکے معنے یہہ ہین کہ جو فقیر زمین کھود کر گھر بناے اُنکے لئے سو گھر تھے اور قلعہ سے مُوکے
پھاٹک تک رہستہ پر اور قلعہ کے نیچے سے قدم شریف تالاب کے کنارے تک بستے تھے
یہ سب قوم کے لوگ تھے اور قحط سالی مین دہلی سے نواب کے ساتھہ آے تھے جب نواب
دہلی مین تھا تب اوسنے قحط کے زمانہ مین اونکو پانچہزار روپیہ یعنی خوراک مین دئے تھے اور یہہ گھوپے
والے اس سبب سے کہلاتے تھے کہ وہ مٹی کے خام گھر بنا کر رہتے تھے اتنی مقدرت اُنکو نہ تھی
کہ مکان معمولی بناوین نواب اُنکو اکثر روپیہ بھیجا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ چونکہ گھر چھوڑ کر یہہ میرے
ساتھہ آئے ہین لہذا یہہ مناسب نہین ہے کہ یہہ غریب فاقون رہین جب نواب کی سواری نکلتی تھی تو
اُسکے ہمراہ سلاح بردار و برچھی بردار و بھالا بردار و چوبدار و نقیب و باد فروش و کڑکا گو اور گانیوالے
چلتے تھے سواری کے آگے نقیب نواب کا لقب مع پکارتا جاتا تھا سواری سے تھوڑی دور
آگے چند لوگ بانس کی چھڑیان رنگ برنگ کی کچھہ سنہری کچھہ لال کچھہ سادی کچھہ پھولدار لئے ہوئے
رہتے تھے اور یہہ چھڑیاں اوپر سے دو ہاتھہ چری یعنی شگاف ہوتی اگر کوئی سواری کے آگے
آجاتا تھا خواہ غریب ہو خواہ امیر ہو اوسکو ان چھڑی سے مارتے تھے اور جو شخص نواب کے عتاب
مین مبتلا ہوتا تھا اوسپر بھی یہی چھڑی پڑتی تھین ان چھڑیوں کی ضرب کی آواز بقدر ہوتی تھی کہ
یادکوس تک جاتی تھی لیکن اوس سے کوئی زخم نہین ہوتا تھا جس کسی پر مار پڑتی تھی گویا اوسکا ستارہ
اوج پر ہوتا تھا کیونکہ نواب اوسے ضرور طلب کرتا تھا اور اوس سے کہتا تھا کہ تمہارے چوٹ نہین لگی وہ

تین لاکھہ روپیہ ماہواری سپاہ و شاگرد پیشہ کی تنخواہ دیجاتی تھی اور ایک لاکھہ روپیہ ماہواری مین ہرسہ بیگمان کو خرچ دیا جاتا تھا جواہرات و زیورات خرید ہوتے تھے اور محتاجون کو کھانا دیا جاتا تھا ایک لاکھہ گھوڑے ہاتھی اونٹ اور توپخانہ مین صرف ہوتا تھا۔ چھوٹی بڑی پانچسو توپین ہر وقت تیار رہتی تھین اور کارخانہ گولہ بارود سازی ہمیشہ جاری رہتا تھا غرض نواب کا کم از کم پانچ لاکھہ روپیہ ماہواری کا خرچ تھا اور اگر کبھی کچھہ باقی بچتا تھا وہ داخل خزانہ ہوتا تھا۔ احمد خان کی آخر عمر مین بخشی فخر الدولہ کو اوسکی ریاست مین بڑا اقتدار حاصل تھا کل ملک اوس کے اختیار مین تھا اوسکی یہہ بڑی تعریف تھی کہ اُسنے تمام شوریدہ پشت لوگون کو زیر کیا کبھی کبھی میانصاحب میان روشن خان بھی کسیطرف بغرض انتظام جایا کرتا تھا یہہ میانصاحب کا لقب نواب کے بڑے عزیز مصاحب کو ملتا تھا بہت سے اشخاص باری باری سے اس خطاب سے ملقب ہوئے سب سے پہلے سعادتمند خان نے یہہ لقب پایا یہہ پدم سنگہ نام ایک لڑکا تھا اور روشن خان جب شیرپور کو تاراج کرنے گیا تھا تب وہان سے اسکو گرفتار کر لایا تھا جب احمد خان نے اُسے دیکھا تو اُسکی نظر توجہہ اُسکی طرف ہوئی اور فوراً مشرف باسلام کیا اور سعادتمند خان نام رکھا ایک برس بعد اُسنے اُسے بڑے مرتبہ پر پہونچایا اور امیرزادہ اسکو خطاب دیا اور بخشی فخر الدولہ کو حکم دیا کہ جو کام امیرزادہ سعادتمند خان کرے قطعی سمجھا جاوے اوسمین کوئی مداخلت نہ کرے اوسکا والد منڈل سنگہ قنوج کا حاکم مقرر ہوا دوسرے لوگ جنکو میانصاحب کا لقب ملا یہہ تھے (۱) سعادت خان آفریدی (۲) سید نور علیخان (۳) میر جان علیخان (۴) روشن خان فقط سعادت خان برادر محمود خان بخشی قایم جنگ کا تھا اوسکو یہہ خطاب بہاڑ کی جنگ کے زمانہ مین ۱۷۵۱ء مین ملا ایک روز نواب نے اُسے سید نور علیخان کے بازار مین دیکھا اور بلوا بھیجا ایک روز نواب کتاب دیکھہ رہا تھا اور سعادت خان پیچھے جانب راست بیٹھا مورچھل سے مکھیان جھل رہا تھا مکھیان ہانکتے ہانکتے اوسنے ایک مورچھل نظر حقارت سے نور علی کے سر پر ماری جو اوسکے پاس بیٹھا ہوا تھا نواب نے یہہ دیکھکر کہا کہ بزرگی فقط اللہ پاک کی ذات کو ہے اور یہہ شعر پڑھا ۔

بچشم حقارت مبین سوی کس + کہ او منتقم ہست فریادرس + سعادت خان کی یہہ عادت تھی

ششم بعض اور مکانات تعمیر کروائے اور مرشد آباد کے قلعہ کی مرمت کرائی جواب بالکل نابود
ہیں نواب قلعہ و شہر پناہ کی مرمت و حیات باغ کو از سر نو بنوانے کی طرف متوجہ ہوا تھا باغ میں نواب
کا باپ محمد خان اور اوسکا برادر قایم خان مدفون ہین دیوان خانے کے پھاٹک اور قلعہ کی دیوار کے درمیان
مین جو جگہہ ہے وہاں گلال باڑا استادہ کیا جہان سردار و فوجدار و تمندار آ کر کھڑے ہوتے تھے اور
اداب و مجرا بجالاتے تھے اُنکی حاضری لینے کے بعد نواب   اجلاس فرماتا تھا بہشت باغ جو مئو
سرلے کے جنوب شہر پناہ کے پاس ہے احمد خان نے لگوایا ہے۔ شہر کے مساجد سے یہہ مسجد
نہایت خوشنما اور بہت بڑی ہے اسکے ایک طرف حمام گرم کے نشانات باقی ہین جو محلہ کہ اسکے جنوب
کی طرف ہے احمد گنج کھانڈیا کے نام سے مشہور ہے اسمین کاچھی رہتے ہین مسجد کے علاوہ وہاں احاطہ
کے اندر نو بڑے بڑے گنبد دار مقبرے ہین مقبرہ نمبر ایک مین اشخاص مفصلہ ذیل کی قبرین ہین احمد خان
و دل دلیر خان و بنارسی نواب و اُسکا بیٹا و ظہور علیخان ولد بنارسی نواب و امداد حسین خان ولد دل
دلیر خان برآمدہ مین ہمت علیخان ولد دل دلیر خان و تین خورد سال بیٹیان احمد خان کی و نواب ہمت بہادر
احمد خان کا پوتا نواب چھوٹے خان ولد نواب قایم جنگ۔ مقبرہ نمبر ۲ مین اشخاص ذیل مدفون ہین نواب
محمود خان احمد خان کا پسر کلان و اُسکا ایک بچہ و اوسکی بیگم۔ مقبرہ نمبر ۳ اسمین بیگمات دفن ہین بی بی
صاحبہ بیوہ نواب محمد خان غضنفر جنگ و دو اور بیگمین اور برآمدہ مین ستارہ بیگم دختر احمد خان و فیروز
جنگ کی ماں یعنی زوجہ نواب بلاقی و بی بی اچپل زوجہ مظفر جنگ اور پانچ اور بیگمین جنکے نام نامعلوم ہین
مقبرہ نمبر ۴ مین قابلہ خانم کی قبر ہے مقبرہ نمبر ۵ مین شوکت جنگ کی معشوقہ مدفون ہے مقبرہ نمبر ۶ مین
قبرین ہین نام نامعلوم مقبرہ نمبر ۷ مین رانی صاحبہ کی قبر ہے جسکو احمد خان شرق سے لایا تھا مقبرہ
نمبر ۸ مین احمد خان کے چیلون طالع ور خان و روشن خان کی قبرین ہین۔ مقبرہ نمبر ۹ مین بخشی
فخر الدولہ کی قبر ہے جو ۱۲۰۲ھ لغایۃ ۱۲۰۳ھ مین قتل ہوا لوح تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۲۳ تشخیص محال کی
آمدنی علاوہ معافی و جاگیر وغیرہ کے اسی لاکھ روپیہ سالانہ تھی حسام الدین نے لکھا ہے کہ نواب کی آمدنی
ساٹھ لاکھ سالانہ تھی اور خرچ حسب تفصیل ذیل تھا۔

کی بیٹی کون ہی جسکی نسبت بلونت نامہ مین مذکور ہے کہ ۱۱۶۲ھ ہجری مین نواب کی بیگمات مین تھی اوس کتاب مین یہہ بھی لکھا ہی کہ کرم زمان خان شیر زمان خان کا بھتیجہ تھا لہذا ممکن ہی کہ جس کرم خان کا مذکور فرخ آباد کی کتابون مین ہی وہ بیگم کا حقیقی بھائی نہو بلکہ چچازاد بھائی ہو اس صورت مین فخر النسا جو بیوی بیگم ہو سکتی ہے۔

اولاد نواب احمد خان

نواب کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی اول محمود خان یہہ اپنے باپ کے سامنے فوت ہوا اور بہشت باغ مین دفن ہے محمود گنج واقعہ قصبہ چھبرامئو اوسکا بسایا ہوا اوسنے ایک بیٹا چھوڑا جسکا نام ہمت بہادر تھا جسنے عمدہ بیگم دختر مظفر جنگ کے ساتھہ شادی کی اور ۱۲۴۰ھ ہجری مطابق ماہ اگست ۱۸۲۴ع لغایت اگست ۱۸۲۵ع مین فوت ہوا وہ ایک لڑکی ریاضت النسا نام چھوڑ گیا جسکے دو نکاح ہوئے اول احسن خان ولد دل ظفر خان سے اور نکاح ثانی ہمت علیخان شوہر اول کے برادر خورد سے۔ ۲۔ دلیر ہمت خان مظفر جنگ جو اپنے باپ کا جانشین ہوا جسکا مذکور آئندہ ہوگا۔ ۳۔ دل دلیر خان وہ ۱۷۹۶ع مین بنارس چلا گیا اور کہتے ہین کہ اوسنے وہان جنوری ۱۷۹۹ع مین وزیر علیخان کے بغاوت کے زمانہ مین خودکشی کی اسکا بیان جلد ثانی مین آویگا۔ اجنٹی کے کاغذات سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ ۹ شعبان ۱۲۱۴ھ ہجری مین فوت ہوا جو مطابق ۱۰ جنوری ۱۸۰۰ع کے ہی اور یہہ واقعہ ٹھیک علیجان کی بغاوت سے ایک برس بعد ہوا اوسنے چار بیٹے اور تین بیٹیان چھوڑین اسکے بیانات و تعلقات و اولاد اوس نقشہ سے معلوم ہونگی جو اس کتاب کے آخر مین منسلک ہی۔ ۴۔ ستارہ بیگم۔ محمد زمان خان ولد مرتضی خان برادرزادہ نواب محمد خان کے پسر چہارم کے ساتھہ منسوب تھی جبمری تو قاسم باغ مین اپنے پھوپھی روشن جہان نواب محمد خان کے بڑی بیٹی کے پاس دفن ہوئی کہتے ہین کہ اسکے اور اسکی پھوپھی کے نام سے بھوت و جن بھاگتے ہین بعض لوگ کہتے ہین کہ اوس کی قبر بہشت باغ مین ہی۔

نواب احمد خان کے چیلون کا بیان

حسب رواج اپنے خاندان کے نواب احمد خان نے بھی چار سو اطفال ہنود کو مسلمان کیا ان مین سے جو لڑک

کہ پانچوین چھٹوین روز اسٹھی مین اپنے گھر کو ایک رات کے واسطے جایا کرتا تھا اور صبح کو واپس آیا تھا بعد اس حرکت کے جو ابھی مذکور ہوئی سعادت خان رخصت لیکر اپنے گھر کو گیا اُس رات نے نواب نے نور علیخان کو سعادت خان سے دوچند دولت و مرتبہ عطا کیا سعادت خان واپس آکر کیا دیکھتا ہے کہ [illegible] نور علی خان زیورات سے آراستہ نواب کی مسند کے گوشہ پر داہنی جانب بیٹھا ہے یہہ دیکھکر وہ نہایت حیران ہوا جب وہ قریب آیا تو نواب نے اوس سے کہا اوس مسبب الاسباب کی کارسازی دیکھو اور کل کی بات یاد کرو **نظم** چنان ہست آن خالق بے نظیر + بیک لحظہ سازد گدا را امیر + مکن ہیچ کس از حقارت نگاہ + کند از گدا شہان را فقیر + یہہ سنکر سعادت علی نے شرم سے سر نیچا کر لیا تھوڑی روز بعد وہ ایک تمن تعدادی دو ہزار پر حاکم مقرر ہوا نور علی کو میاں صاحب کا لقب عنایت ہوا اور سب درباریوں سے دولت و عزت اوسکو زیادہ نصیب ہوئی بعد ازان اوس جگہہ پر میر جان علی مقرر ہوا اور وہ تبدیل ہوکر دیرہ پور نگل پور کے محال پر بھیجا گیا یہ دونوں مقام کانپور کے ضلع میں واقع ہین جان علی کے والد کو میر فتح اللہ نے متبنی کیا تھا جب نواب نے جان علی کو دیکھا نہایت پسند کیا اور اپنے دربار مین رکھا اوسکا خطاب میاں صاحب جان علیخان تھا خاص بازار سے نکلکر قلعہ مین تحصیل کو جاتے وقت بائین جانب جو مسجد ہے اوسکی تعمیر کروائی ہوئی ہے تھوڑے زمانہ بعد نواب کی نظر عنایت اوس سے منتقل ہوکر محمد روشن کی جانب ہوئی جو فتح گڑھ کا رہنیوالا تھا میاں صاحب کا لقب پاکر اُسنے بھی بہت سی دولت مثل شالیقین حاصل کی اوسکو میاں صاحب روشن خان بہادر کے خطاب سے ملقب کرتے تھے۔

از بیگمات نواب احمد خان

نواب کی چار بیبیان تھیں - اول دولہن بیگم - سحر خان پٹھان زمیندار رود این پرگنہ کمپل کی بیٹی تھی دوم رانی صاحبہ اسکو نواب شرق سے بوقت محاصرہ قلعہ الہ آباد سے لایا تھا - سوم بی بی فخر النسا کرم خان کی ہمشیر تھی - چہارم بی بی خیر النسا مظفر جنگ اول دلیر خان کی مان تھی - علاوہ انکے بہت سی حرم تھین جو بیبیان کہ خود ہوتین انمین سے نہین معلوم ہوتا ہے کہ شیر زمان خان دلازاک کی بیوی

شمال کی طرف ہے اس مین احمد یار خان نایب رہتا تھا جو ۹ دسمبر سنہ ۱۸۳۹ء مین فوت ہوا اور سنہ ۱۸۳۰ء مین
یہہ مکان ہمت بہادر کے مکان کے نام سے مشہور تھا (۴) دایم خان کی محلسرا قلعہ کی ایک جانب
غریب مین تھی اسکے چار طرف غربا کے گھر تھے اور اوس سے متصل ایک خانہ باغ تھا اوس کی
اولاد نے کھود کھود کر اس مکان کی اینٹ لکڑی سب فروخت کر ڈالی اور زمین کاشتکارونکے حوالہ
کردی (۵) اوسنے مئو کے پھاٹک پر ایک باغ چار باغ نام لگایا تھا جو نواب رئیس کے قبضہ
مین تھا (۶) اوسنے ایک باغ مدار دروازہ کے پاس لگایا اور اوسمین پختہ کنوان بنوایا جسمین
چار لاٹ تھے اسکے نشانات سنہ ۱۸۳۶ء تک باقی تھے۔ (۷) چھبرامئو کے پاس دایم گنج نام
ایک موضع ہے جو اوسنے اپنے نام سے بسایا ہے جب تک یہہ پرگنہ فرخ آباد کے نواب کے قبضہ
مین تھا تب تک دایم خان پرگنہ ساہور اکبرپور کا برائے نام عامل رہا اب پرگنہ مذکور ضلع کانپور
مین واقع ہے جاگیر بکھرایان واقع پرگنہ مذکور پٹھان الماس علیخان عامل اودھ نے اوسکے قبضہ مین
رہنی دی یہہ جاگیر اوسکی اولاد کے قبضہ مین سنہ ۱۸۵۲ء تک رہی کہ اوس سن مین بہ اجرای ڈگری
دیوانی نیلام ہوگئے اور مثل جنٹی متعلقہ نومبر سنہ ۱۸۵۰ء کے دیکھنے سے واضح ہے کہ جسمین سوال دلیر علیخان
پسر دایم خان شامل ہے کہ بعد وفات دایم خان جاگیر ضبط ہوکر بذریعہ چٹھی ۲۶ جنوری سنہ ۱۸۵۰ء
وثیقہ سو روپیہ ماہواری منظور ہوا دایم خان اپنے کام کیطرف توجہہ نہیں کرتا تھا اور کل کام اپنے کارندون
کے بھروسے پر چھوڑ دیا تھا اور وہ خوب گلچھرے اڑاتے تھے اسوقت نواب دایم خان اپنی جیب خاص
سے مالگذاری ادا کرتا تھا یا احمد خان سے التجا کرنی پڑتی تھی اوسکو شب و روز اپنے کام سے
فرصت نہین ملتی تھی اوقات شبانہ روزی شکار مین یا باز و جرہ و بہری کے شکار مین تیسرے چیتے
کے شکار مین کشتی بازی و ورزش مین اور گانا سننے اور ناچ دیکھنے مین بسر ہوتی تھی نواب
احمد خان نے اسکو لاکھوں روپیہ نقد و جنس میں دیا تھا مگر سب اوسنے عیش و عشرت مین اڑا دیا
منی بی بی سے اوسکے تین بیٹے پیدا ہوئے اول دلیر علیخان جسکا لقب فتح جنگ تھا دوم
رستم علیخان سوم احمد علیخان۔ دلیر علیخان کے مدار خان نام ایک بیٹا تھا جو فقیہ ہوگیا اور تب

مواضعات و محال وغیرہ پر متعین ہوئے اُنہون نے بہت روپیہ کمایا مگر جنکو فقط تنخواہ و عطا ملتی رہی اُنہین کچھ حاصل نہین ہوا یہہ سب غالب بچہ کے نام سے موسوم تھے (۱) ذوالفقار خان احمد خان کے عہد مین تین نوابون کے دروازہ پر نوبت بجانے کی اجازت تھی ایک تو نواب احمد خان جنکو بڑے نواب کہتے ہین - دوسرے ذوالفقار خان جنکو منجھلے نواب کہتے ہین - تیسرے دایم خان جنکو چھوٹے نواب کہتے ہیں - ذوالفقار خان کا لقب یہہ تھا شرف الدولہ ذوالفقار خان بہادر شمشیر جنگ اوسکی مہر پر یہہ شعر کندہ تھا۔ شعر آنکہ در بازوے پاکش قوت خیبری در ہست + از عطای احمدی خوش ذوالفقار حیدر ہست ٭ وہ پرگنہ شمس آباد کا عامل تھا اور اوسکا لشکر علیگنج پٹنہ اعظم نگر مین رہتا تھا جو اب ضلع ایٹہ مین ہے ۱۸۶۳ء تک ایک عمدہ عمارت و باغ و محلسرا وہان موجود تھی اوسنے شہر پناہ و قلعہ تعمیر کردہ یاقوت خان کی جہان جہان سے مسمار ہوگئی تھی درست کروائی - (۲) دایم خان اسلام خان چیلہ شمشیر خان جو نواب محمد خان کا چیلہ تھا اوسکے دو بیٹے تھے روشن خان و دایم خان روشن خان نواب احمد خان کے درباریون مین سے تھا جب دایم خان چیلہ سات برس کا تھا ایک روز روشن خان کو اوسنے اپنی پالکی مین بٹھلا کر نواب کے حضور مین لیگیا نواب نے پوچھا کہ یہہ کسکا بیٹا ہے روشن خان نے جواب دیا کہ یہہ میرا چھوٹا بھائی ہے نواب نے اوسکا نام پوچھا کہا دایم نواب نے کہا مین اسے متبنٰی کرتا ہون اور اسکا لقب اعظم جنگ محمد دایم خان بہادر مقرر کرتا ہون - مگر یہہ علی العموم چھوٹے نواب کے نام سے مشہور ہوا جب وہ سن شعور کو پہونچا تو اوسکی شادی بڑے دہوم سے منی بی بی دختر بخشی فخر الدولہ کے ساتھہ ہوئی اوسکے بچپن مین احمد شاہ بادشاہ نے اُسے گود مین لیا تھا اور اپنے ہاتھہ سے اوسکو کھلایا تھا اور اوسکے کندھے پر نقارہ اور ڈھول کے رکھے تھے گویا اوسے اس صورت سے نوبت عطا کی ۱۷۹۳ء مین اس چیلہ کی تعمیر کروائی ہوئی عمارتین موجود تھیں (۱) اسکا بنایا ہوا ایک پختہ پل وسط شہر مین جو باوجود کثرت سے آمدرفت تجارت کے نشتر اسی برس تک باقی رہا اور نام اوسکا پل پختہ مشہور ہے (۲) ایک باؤلی معہ زینہ کے واقعہ مو دروازہ کے پھاٹک اوسکا بنوایا ہوا ہے اور اگرچہ بے مرمت ہے مگر ہنوز موجود ہے (۳) ایک مکان قلعہ کے اندر امام باڑہ کے

اوسنے دربار عام مین سب سے کہا مین فقط روپیہ پیدا کرنے کے واسطے آیا ہون لہذا آٹھہ روز کے عرصہ
مین جتنے مالدار ہین سب ملکر ایک لاکھہ روپیہ مہیا کر دین اور مین ایک تمسک لکھہ دونگا کہ زر مذکور مالگذاری
سے ادا ہوتا رہیگا سب نے عذر کرنا شروع کیا تب اوسنے ایک کو کوڑے لگوانا شروع کیا تب آبرو
کی ڈر سے دوسروں نے کہا کہ ہم روپیہ دیتے ہین سب نے متفق ہو کر ایک لاکھہ کی فکر کر دی اور
اسلام خان نے انکو تمسک لکھدیا تب اوسنے شمس آباد و قایم گنج کے پٹھانوں کو لکھہ بھیجا کہ
جو لوگ نوکری کرنا چاہین انکو میرے پاس بھیجدو اور بارہ سال کی عمر سے ساٹھہ برس کی عمر تک جسکو
نوکری کی خواہش ہو میرے پاس آوے اور اگر کوئی انکار کرے تو اوسپر لعنت ہے ایک مہینہ مین اوسکے پاس
پانچ ہزار آدمی جمع ہو گئے تب اوسنے کاسگنج سے ماہرا کیطرف کوچ کیا اور ہاتھرس اور مرسان کے
راجاؤن کے موضعات لوٹنے شروع کئے یہہ دونوں مقام اب ضلع علیگڈہ مین واقع ہین لوگون نے
کہنا شروع کیا کہ یہہ کس قسم کا تحصیلدار ہے کہ بجاے اسکے کہ اپنے پرگنہ کی خبرگیری کرے یہہ
فوج جمع کر کے لڑنے گیا ہے۔ نواب احمد خان کو خبر پہونچی کہ اسلام خان نے کاسگنج کے مہاجنون کو دھمکا کر
اُنسے ایک لاکھہ روپیہ وصول کر کے ایک فوج جمع کی اور مرسان کے جاٹوں کے گانون لوٹ لئے
اور کہتے ہین کہ وہ فیروزآباد کو پہونچ گیا ہے اور اپنے سوارون سے اوسکا محاصرہ کر لیا ہے اور جبتک
بیس ہزار روپیہ نہین لے لئے وہان سے نہین ہٹا۔ نواب احمد خان نے شتر سوار کے ہاتھہ ایک
پروانہ اس مضمون کا بھیجا کہ مین نے تم کو اسواسطے مقرر کیا کہ تمہاری اوقات بسری اچھی طرح سے
ہو تم نے یہہ کیا کر رکھا ہے غیرون کے ملک کو سب طرف سے لوٹ کر تم نے ہمین بدنام کر رکھا ہے
اسلام خان نے جوابدیا کہ آپ کی ناراضامندی کی کوئی وجہہ نہین ہے دو مہینے کے عرصہ مین آپکو
مین دہلی کے تخت پر بٹھلا دونگا اب میرے پاس دس ہزار آدمی کے قریب جمع ہو گئے ہین ہاتھرس
کے راجہ نے نواب کو شکایت لکھہ بھیجی کہ ہمارے ملک پر پٹھانون نے حملہ کیا ہے نواب نے جوابدیا
کہ ایک چیلہ یعنی ہو گیا ہے تم اوسکو سزا دو تب ہاتھرس کے راجہ نے بہرتپور کے راجہ سے کہ وہ بھی
جاٹ تھا اور اوس سے رشتہ رکھتا تھا مدد مانگی اور اوسنے ایک ہزار آدمی بھیجے کئی لڑائیان

اوسکا لقب مہدی شاہ ہوا۔ رستم علیخان لاولد رہا لیکن ایک زوجہ پیاری بیگم نامے چھوڑی۔
احمد علیخان کی فقط ایک بیٹی مبارک النسا بیگم تھی جسکی شادی کوئل کے متصل ایک گانون کے پٹھان کے
ساتھہ ہوئی تھی۔ دایم خان کے بہت سے حالات ہمکو نہیں ملتے جو کہ بہادر علی نے کہ وہ بھی کتاب مجع
تاریخ کی تصنیف مین شریک تھا مجتمع کئے ہین اوسکا دادا سید غلام حسین چالیس برس تک دایم خان کا
نوکر رہا اور فرخ آباد مین دایم خان کے پھاٹک پر سکونت رکھتا تھا غلام حسین مذکور نے سنہ ۱۲۲۶ ہجری
مطابق سنہ ۱۸۱۱ تا سنہ ۱۸۱۲ء مین جہان سے انتقال کیا (۳) فخر الدولہ یہہ شخص نواب محمد خان کا چیلہ
تھا یہہ نواب احمد خان کا بخشی اول تھا نواب احمد خان کے آخر عمر مین اور مظفر جنگ کے ابتداے عہد
مین زمانہ اس سے بہت مساعد رہا سنہ ۱۷۷۲ء لغایت سنہ ۱۷۷۳ء مین قتل ہوا بہشت باغ مین مدفون ہوا
(۴) رحمت خان یہہ نواب محمد خان کے چیلہ جہان خان کا بیٹا تھا یہہ دوسرا بخشی مقرر ہوا تھا یہہ اہل علم
کا دوست تھا تمام عمر اپنی صوم و صلواۃ مین بسر کی یہہ شخص سخاوت و شجاعت مین شہرت رکھتا تھا۔
(۵) حاجی سرفراز خان یہہ شخص تیسر البخشی تھا اس شخص کا تکیہ کلام یہہ تھا کہ ہر جملہ کے ساتھہ
بسم اللہ کہتا تھا۔ (۶) نامدار خان نواب محمد خان کے چیلون مین اسکا نمبر ۲۹ ہے یہہ چوتھا بخشی تھا
(۷) مہربان خان یہہ نواب کا دیوان تھا اور یہہ شخص کسی راجہ کا بیٹا تھا جسکے پدر نے الہ آباد
کے محاصرہ مین اسکو نواب کے نذر کیا یہہ شاعر تھا اور صاحب دیوان ہوا ہے نہایت فصیح و فن تھا
مفتی ولی اللہ نے کچھہ اوسکی نظم سے منتخب کیا ہے۔ اوسوقت کے مشہور شعرا مرزا رفیع السودا و میر سوز
عرصہ تک اوسکے ملازم رہے ہین (۸) اسلام خان کسی زمانہ مین یہہ تیسر البخشی تھا قلعہ مین بلند محل
کے قریب اسکا ایک مکان تھا جس مین سنہ ۱۷۹۶ء مین نواب تجمل حسین خان ظفر جنگ سکونت رکھتا تھا ایکبار
نواب احمد خان نے اوس سے پوچھا کہ تمہارے کئے بیٹے ہین اُس نے جواب دیا کہ میرے پانچ بیٹے
ہیں اماناً کرمنا لعقوا رحمنا ترمنا نواب نے اسکے بہت عیال دار ہونے پر ہمدردی کرکے
اُسے کاسگنج کا فوجدار مقرر کردیا کاسگنج ضلع ایٹہ مین واقعہ ہے اسلام خان حسب معمول نواب کے جھنڈ
یادی اور معہ ضرب توپ لیکر اوسطرف روانہ ہوا جب صراف اور زمیندار فوجدار کو نظر دینے آئے اوسنے

کہنے لگا تمہارے داماد یعنے پٹھان تمہارے شہر اور قلعہ پر قبضہ کرنے آتے ہیں (۹) دلاور خان اسکو چیونٹی کہتے ہین بباعث اسکے زود رنج ہونے کے معلوم نہین کہ یہہ وہی دلاور علی خان ہو جسکا مذکور کالی رائے کی کتاب مین ہو کہ وہ عظیم نگر کا عامل تھا وہ شخص قوم کا ٹھاکر دہان سنگہ کا بیٹا تھا اور تیج سنگہ کا بھائی تھا (۱۰) سلیمان خان داروغہ اشتران (۱۱) شجاعت دل خان اسکو شجاع الدولہ بھی کہتے ہین خانساماں کے عہدہ پر متعین تھا (۱۲) شرف خان میر ترک یہہ محمد خان کو قیمت کا چیلہ تھا (۱۳) جواہر خان عرض بیگی (۱۴) بخت بلند خان ظاہر مین یہہ یار بہادر کا بیٹا معلوم ہوتا ہو جسکا مذکور کالی رائے نے کیا ہو (۱۵) مبارک خان (۱۶) بارید خان خانساماں (۱۷) صوفی خان اصل مین یہہ دولت آباد پرگنہ سکراوہ کا ٹھاکر گوہر سنگہ نام تھا پرگنہ سکراوہ مین مجھہ پور اوسکے جاگیر مین تھا (۱۸) کیفی خان (۱۹) جمال خان (۲۰) کمال خان (۲۱) ظرافت خان امراو زادہ فرخ آباد اور قنوج کے راستے پر اوسنے ایک گانون بسایا ہو لیکن ۱۸۳۰ء مین بجز ایک پختہ پھاٹک کے اور کچھہ نشان باقی نہ تھا (۲۲) آفتاب خان (۲۳) طالعور خان (۲۴) شمشیر خان (۲۵) بارا خان مسجد والے (۲۶) مہتاب خان (۲۷) پہاڑ خان (۲۸) شادلخان (۲۹) بادل خان (۳۰) منگل خان (۳۱) نیکنام خان (۳۲) مظفر دل خان (۳۳) منور خان (۳۴) کالیخان عرض بیگی (۳۵) محمد یار خان دائی پوری علاوہ انکے سیکڑون غلام تھے کوئی طلائی عصا بردار تھے اور کوئی رنگین بانس لیکر چلتے تھے بعض کے سر پر قزلباشی کلاہ رہتی تھی بعض تو اسباب و آلات حرب پر متعین تھے اور دوسرے ذاتی کامون پر مامور تھے کوئی آبدار تھے کوئی مہتمم حمام تھے کوئی وضو کرانیوالے کوئی تسبیح لینے والے کوئی مگس ران کوئی پان بنانیوالے کوئی جوتا لینے والے اسی طرح کی خدمات پر متعین تھے نواب کی خوابگاہ پر ایک معتمد خادم شادی بیگ خان بنگش مقرر تھا اور اندرونی و بیرونی ڈیوڑھی کے پہرہ پر شمشیر خان و گلشیر خان و بختاور خان چیلے مامور تھے قلعہ کی حکومت میر محمد فضل علی سپرد تھی ۔

ہوئین اور دونو جانب سے بہت سے آدمی کام آئے آخرالامر اسلام خان کی فوج نے شکست
کھائی اور اسکا سب روپیہ صرف ہوگیا تب اسلام خان اپنے ایرانی گھوڑے پرسوار ہوکر
ایک روز مین مرسان سے فرخ آباد میں پہونچا اوسکے آنے کی خبر سنکر نواب نے اسکو طلب کیا
اور اُس سے کہا کہ تمنے یہہ کیا بدذاتی کا کام کیا کہ ملک کو لوٹنا شروع کیا اوسنے جواب دیا کہ مین
نے یہہ منصوبہ کیا تھا کہ دہلی کو فتح کرکے نواب کو تخت شاہی پر بٹھالون مگر کیا کیا جاوے کہ
قسمت مین ایسا نہ تھا نواب مسکرایا بعد مدت دراز پر اوسکو بخشی کا عہدہ ملا اوسکی کل فوج دُبدرا
ہوکر منتشر ہوگی کہتے ہین کہ یہہ چیلہ قوم کا کلار تھا اسکے پانچون بیٹے شیعہ ہوگئے اور دوان مین سے
فرخ آباد کی کربلا مین محرم مین قتل ہوئے اونکے نام یہہ ہیں ابراہیم خان رحمن خان
ایک بیٹا رحمت خان سوار لڑائی کے دروازہ پر خانہ جنگی مین مارا گیا چوتھا بیٹا اپنی موت سے مرا
پانچوان بیٹا امان خان نام ۱۸۳۹ء تک یعنے جب کہ بہادر علی نے کتاب لکھی ہے زندہ موجود تھا
اسلام خان بارہ لڑائیون مین گیا تھا اور بہت سے زخم کھائے تھے ہر روز وہ شراب پیتا تھا
مگر مظفر جنگ کے زمانہ مین فرخ آباد مین شراب پینا معیوب نہ تھا اگر کوئی دوست اوس سے
اوسکا مذہب پوچھتا تو وہ کہتا کہ اللہ کے سواے مین کسی کو نہین جانتا میرا کلمہ یہہ ہے
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدْ خَانْ رَسُوْلُ اللہِ کیونکہ اوسنے مجھے ہندو سے
مسلمان کیا ہے وہ شراب کا اسقدر عادی تھا کہ مرتے وقت تک اوسکے پاس صراحی و پیالہ
موجود تھا اور وہ گھنٹہ دو گھنٹہ قبل ازموت اپنے بیٹون سے مانگ مانگ کر پیتا جاتا تھا
اوسوقت ایک بیٹے نے کہا خانصاحب یہہ آپ کی موت کا وقت ہے آپ شراب سے توبہ کیجیے
خدا غفور الرحیم ہے آپ کو معاف کریگا اوسنے جواب دیا بیٹا حالت صحت مین مین نے توبہ نہ کی تو
اب کیا کرون جام لاؤ اور لب تک بھرو اوسنے اوس جام کو پیا اور ذرہ دیر مین مرگیا چونکہ وہ
آزاد منش آدمی تھا ایک مرتبہ اُسنے مومین کو توال مقرر کرکے بھیجا اور وہان اوسنے بخوبی انتظام
کرلیا ایک روز ایک پٹھان نے اوسکے ایک چھڑی ماری وہ وہان سے چلا آیا اور نواب سے

اب مرتضی خان اور عبد المجید خاں نے اور زیادہ تر ہنگامے برپا کئے نواب قایم جنگ کی بیوہ عورت کو اپنے ساتھہ شریک ہونے کی ترغیب دی اُسنے آفریدیون کو بھرتی کیا اور اسیٹھی مین جو کہ عین محوالیہ شہر مین ہی اپنی سکونت کے لئے قلعہ بندی کرنا شروع کیا - فخر الدولہ نے اپنی فوج سے اوس مقام پر پہونچکر حملہ کیا - مرتضی خان زخمی ہوا اور قید کر لیا گیا - بعد ازان وہ قید خانہ مین مرگیا اُسکے تھوڑے عرصہ کے بعد فخر الدولہ کو نامدار خان چیلہ نے جو کہ مرتضی خان کا رفیق تھا قتل کیا بخشی کو بحیلہ ایک ضروری پیغام کے شب کو اُسکے مکان سے بولا یا اور اوسکے باہر آتے ہی اُسکا سر کاٹ لیا بعد ازان قاتل اوسکا دربار عام مین مرتضی خان کے مکان پر قتل کیا گیا اوسوقت مین ۱۷۷۱ و ۱۷۷۲ء بنگش اودھ کی سلطنت کا خراج گذار رہا اور اس امر کی خاص وجہہ تحقیق نہین ہوئے اوسوقت سے نواب شجاع الدولہ کو سالانہ چار یا ساڑھے چار لاکھہ روپیہ فرخ آباد سے ملنے لگا بعد چندے ایک جزو اس خراج کا انگریزی فوج کے کمپنو کی تنخواہ کیلئے تعین کیا گیا جو کہ فوج فتحگڈھ مین متعین تھی حمت خان جو فخر الدولہ کے بعد مقرر ہوا کچھہ فرخ آباد سے لشکر لیکر اکتوبر ۱۷۷۳ء مین سراج الدولہ کے اٹاوہ فتح کرنے مین شریک ہوا - نواب مظفر جنگ نے بذات خود اٹاوہ جانے مین اصرار کیا اور وہان نواب وزیر کے اُسکے ساتھہ تعظیم و تکریم سے پیش آیا - اور ہمراہ نواب وزیر کے نواب مظفر جنگ ضلع علیگڈھ مین کوریا گنج و ہردوا گنج کو روانہ ہوا - اوس سال مین محرم کے رسومات اُسی ضلع کے قصبہ جلالی مین جو کہ شیعون کی بستی ہی انجام دیئے گئے حکایت یہہ ہی کہ نواب مظفر جنگ اسی موقع پر شیعہ ہوگیا فی الحقیقت اس لڑائی مین نواب شجاع الدولہ نے پرگنہ جات فرخ آباد جنوبی ضلع قنوج مین سے تالگرام و تروا و چھبرا اور سکت پور اور کسیقدر حصہ سارخ سے مرہٹونکو بیدخل کردیا جو ٹکڑہ زمین کہ اسطرح سے اودھ مین حاصل کی گئی تھی وہ کل فرخ آباد مین کالی ندی کے دکھن شامل ہوگئی ماسوائے چھبرامئو و سکراوان کے اور شاید بہت سے حصہ سارخ کے اون دو پرگنون مین شامل ہین - بعد تھوڑے عرصہ کے الماس علی خواجہ سرا جو اوس زمانہ کا مشہور شخص تھا ملک مفتوحہ کا حاکم مقرر کیا گیا - عام نتیجہ اوسکی حکومت کا یہہ تھا کہ اوسنے اپنے ماتحتون کو یہہ جرات دلائی کہ راجپوتون کی زمین کو جنکی وہ قدیم مالک ہین چھین لیوین

حالات نواب مظفر جنگ

جب نواب مظفر جنگ اپنے باپ کا جانشین ہوا اُسوقت اوسکی عمر صرف ۱۳ خواہ ۱۴ برس کی تھی لیکن انتظام حکومت کو چند عرصہ تک بخشی فخر الدولہ نے دیانتداری سے انجام کیا جسکا پہلا کام یہہ تھا کہ اوس ہنگامی کو کہ جسکو مرتضی خان نواب محمد خان کے لڑکے نے اُٹھایا تھا فرو کرے اوس زمانہ مین انکی حالت بہت نازک تھی سلطان شاہ عالم دہلی کو جاتے ہوئے اثناء راہ مین قنوج مین تھے جبکہ اُنہون نے محمد خان کے وفات کا حال سنا۔ اوسکی خاص مشیر کار حسام الدین خان نے باراده لینے ملک فرخ آباد کے ایک ضروری پیغام بغیر اجازت مہداجی سیندہیا کے بھیجا جو کہ اوسوقت دوآب کی شمالی جانب مقیم تھا اور بادشاہ دفعتاً خدا گنج کی راہ سے ہوتے ہوئے فرخ آباد کو روانہ ہوئے اور عین مقام موضع سریا مین خیمہ زن ہوئے۔ اور دوسری جانب سے فخر الدولہ نے پٹھانوں کی ایک بڑی فوج اکٹھا کی اور قوی مقابلہ کے لئے ایک سامان کیا اوسوقت اوسنے بادشاہ کو بغرض مصالحت ہو جانے کے عاجزی سے تحریر کیا۔ حسام الدین خان نے بامید اسکے کہ مرہٹوں کے پہونچنے پر مین اپنے خاص طور سے اس معاملات کے طے کرنے کے قابو رکھونگا ہر قسم کی عداوت برپا کی اوسوقت فخر الدولہ نے نواب نجف خان سے اسکی گفتگو شروع کیا جو سلطان کے جلو مین تھا اور چند لاکھہ روپیہ بادشاہ اور ایک لاکھہ نواب نجف خان کو دیکر نواب مظفر جنگ نے جانشین کرانے مین کامیابی حاصل کیا نواب مظفر جنگ بہمراہی اپنے ۲۲ بھائیوں اور خاص خاص آدمیوں کے بادشاہ کے لشکر مین بحفاظت تین ہزار فوج کے داخل ہوا۔ نواب اور اوسکے بھائی دل دلیر خان حاضر ہوئے اور معمولی خلعت اُنکو عنایت ہوئے اوسوقت سلطان شاہ عالم نبی گنج کو جو کہ ضلع مین پوری مین ہے روانہ ہوا جہان کہ وہ تین مہینے تک مقیم رہا وہان مہداجی سیندہیا بھی بیس ہزار فوج اور پچاس ضرب توپ لیکر پہونچا اور شریک ہوا اگرچہ وہ مرہٹا اپنے آنے سے پہلے اوس معاملہ کے طے ہو جانے اور اس امر کے دیکھنے سے کہ میری دوسری تدبیرین فرخ آباد سے انتقام لینے مین رک گئی نہایت رنجیدہ ہوا

سالانہ خرچ نواب اودہ کا اس مین ۲۳ لاکھہ روپیہ پڑتا تھا ۱۷۸۶ء مین نواب اودہ نے اس کمپو کی
خرچ سے سبکدوشی پانے کی التجا کی لیکن اونکی درخواست نامنظور ہوئی بعدازان اس فوج نے راجہ
چیت سنگہ بنارس کے معاملہ مین بھی اچھی کارگذاری کی - ۱۹ ستمبر ۱۷۸۱ء اقرارنامہ کے بموجب
وہ چند روزہ کمپو کمپنی بہادر کے ملک مین واپس آنیوالا تھا مسٹر ہیسٹنگ نواب گورنر جنرل نے اوس
شرط کو پورا نہین کیا لیکن انہون نے ۱۷۸۷ء کو لکھنو مین جاکر عہدنامہ کی تجدید کی - جو حکم کہ
اس معاملہ مین ہوا تھا اوسکو انہون نے رزیڈنٹ کے حوالہ کیا - کلکتہ مین پہونچکر صاحب ممدوح کو
دریافت ہوا کہ اوسکی تجویز کونسل سے منسوخ ہوئی - پھر معرفت حیدر بیگ خان کے جو خاص اس
غرض کیواسطے کلکتہ مین تعینات کئے گئے تھے لارڈ کارنوالس کے حضور مین دوبارہ استدعا کی گئی
لیکن نتیجہ اوسکا ویسا ہی بے سود ہوا - نواب مظفر جنگ کی بقیہ عہد سلطنت مین یہہ بات خاص
کر کے مشہور تھی کہ نایب یعنی وزراے اعظم یکے بادیگرے کثرت سے مقرر ہوتے آے ان نایبون
مین سے اٹھارہ کے نام لکھے ہوئے ہین بہت سے پھانسی دیئے گئے اور دیگر جلاے وطن کئے
گئے - بلکہ نواب کے سسر خدابندی خان اور اونکے سالے امین الدولہ بھی تھوڑی مدت تک
اوس کام کے لایق انجام کرنیکے نہ تھے - منجملہ اور ظلموں کے ایک یہہ ظلم تھا کہ نواب نے تمام وظیفہ اور
جاگیرین جو کہ اونکے چچیرے بھائیون یعنی اولاد محمد خان کو ملی تھین ضبط کرلیا - اونہون نے
بارہ برس تک اپنی کوئی دادرسی نہین پائی اور نہایت مفلس ہوگئے - یہہ صرف انگریزون ہی کے ذریعہ
سے ہوا کہ اونہوں نے اپنے حقوق کو واپس پایا - تھوڑے عرصہ کے بعد چار لاکھہ روپیہ خراج کا جو
انگریزوں کے لئے مقرر کیا گیا تھا باقی پڑا - ایک انگریزی رزیڈنٹ ۲۲ مئی ۱۷۸۰ء کے بعد فرخ آباد
مین مقرر کیا گیا اور کسیوقت مین مسٹر سی صاحب بھی اوس عہدہ پر تھے - بعدازان مسٹر جان ولس صاحب
مقرر ہوکر ۲۵ فروری ۱۷۸۵ء کو فرخ آباد مین پہونچے اور پھر وہ سولہہ ۱۶ ماہ کے بعد واپس کئے گئے
جبکہ لارڈ کارنوالس گورنر ہوئے امین الدولہ اونکی عہد وراثت مین وزیر لکھنو کے ساتھہ کلکتہ روانہ
ہوئے اور تھوڑے عرصہ کے بعد جب کہ رزیڈنٹ یعنی سزاول جیسا کہ اوسوقت ہندوستانی اسکو کہتے تھے

راجہ ترواو ٹھٹھیا ونیز چودھری لشنگڈہ کو اس کارروائی سے کل جاہ ومنصب پیدا ہوا - کالی ندی
کے جانب شمال مین جہانتک نواب بنگش کا علاقہ تھا وہان کوئی تعلق اوس قسم کا اور اوس ظالمانہ
کارروائی کا نہین ہونے پایا فی الحقیقت کہ سلطنت مین تفرقہ ہونے سے ایک بڑا اختلاف زر عمل
کی حالتون مین پیدا ہوا اسمین شبہہ نہین کہ اوس دریا کے اوتر کنارہ کے رہنیوالونکی بہ نسبت دکھن کنارہ
کے رہنیوالون پر انتظام حکومت زیادہ تر خراب ہوگیا - اس فتح سے واپس آتے ہوئے نواب شجاع الدولہ
مئو ہوتے ہوئے طرف شاہ آباد ضلع ہردوئی کے گیا جہان وہ انگریزی فوج بھی جا ملا جو کہ رحمت خان
اور روہیلون کے مقابلہ کو جاتی تھی اور لڑائی موضع کٹرا مین جو ضلع شاہجہانپور مین واقع ہے جہان حافظ
رحمت خان مارا گیا - نواب مظفر جنگ موجود تھا اور سرداران روہیلہ کی بہت سے سر ۱۷۷۴ء مین
بنگش نواب کے پاس واسطے شناخت کے لائے گئے اور یہہ واقعہ ۱۷۷۴ء مین وقوع مین آیا
بوقت واپسی فرخ آباد کے نواب مظفر جنگ اپنے ساتھہ قواعد دان فوج لکھنو کی لایا جسکی اعانت سے
اوسنے بنگش کے سپاہیوں کو جو کہ اوسکی دار السلطنت کے محلہ بنگش پورہ مین آباد تھے سخت بزاری
اور قریب قریب سب کو خارج کردیا - چونکہ اس وجہہ سے کہ قوم مذکور بر وقت شامل ہونے مہم اٹاوہ کے
اونہونے نہایت بدطریق سے برتاو کیا وہ باغی ہوگئی اسوجہہ سے کہ اونکی تنخواہ باقیات ادا نہین کیگئی
اور ایک قرآن شریف کو ہاتھی پر رکھہ کر یہہ اشتہار دیتے ہوئے کہ ہم کسی نواب کی اطاعت نہ کرینگے
لشکر مین دھوم دھام مچائی اس زمانہ مین انگریزون کا تعلق اوس ضلع کے ساتھہ ہونا شروع ہوگیا
اور فتحگڈہ کے بازار کی بنیاد اور چھاونی کی تعمیر بھی ہونے لگی - بذریعہ عہدنامہ فیض آباد کے جسپر
شروع ۱۷۷۵ء مین اودہ کے نواب آصف الدولہ نے دستخط کیا تھا یہہ اقرار کیا گیا کہ اودہ کے ملکون
مین کمپنی کی ایک قواعد دان فوج مقیم رہنا چاہیے - نواب آصف الدولہ نے پھر دوسری فوج
کے واسطے درخواست کی جسمین انگریزی افسر حکمران اور چھہ پلٹن سپاہیون کی اور ایک توپخانہ اور
ایک حصہ سوارون کا شامل رہے جو لشکر کہ اس طور سے تیار ہوئے وہ ۱۷۷۷ء مین کمپنی کے لشکر
مین شامل ہوئے اور فتحگڈہ مین تعینات ہوئے یہہ چند روزہ لشکر کے نام سے موسوم ہوا اور

سر رابرٹ ابرکومی کے دریاے گنگ کے پار کوچ کرتے ہوئے رامپور کے باغیون کو بریلی کے قصبہ
بھتورہ مین شکست دی۔ نواب مظفر جنگ نے ۳۸ برس کی عمر مین ایک خفیف علالت کے بعد
بتاریخ ۲۲ اکتوبر ۱۷۹۶ء انتقال کیا۔ زہر دینے کا شبہہ کیا گیا۔ نواب آصف الدولہ اور مسٹر لیڈن
صاحب بہادر رزیڈنٹ لکھنؤ اس معاملہ کی تحقیقات کرنے اور جانشین تجویز کرنے کے لئے فرخ آباد
مین آئے۔ جرم نواب کے بڑے لڑکے رستم علیخان پر ثابت ہوا جو لکھنؤ مین جلاوطن کیا گیا جہان
وہ ۱۸۲۳ء کے بعد مر گیا اس معاملہ کی تفصیل ایک خط مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۸۲۳ء مین جو کہ منجانب امین الدولہ
حسب فہمایش ایجنٹ بحضور نواب گورنر جنرل صاحب تحریر کیا گیا لکھی گئی ہے اوسوقت مین کہ جب رستم علیخان
فرخ آباد کو واپس آکر نواب شوکت جنگ کے انتقال پر گدی نشینی کا دعوی پیش کیا تھا لیکن اوس وقت
مین خونریزیان اوس ضلع مین عام ہو گئی تھین ۱۷۹۸ء مین رعایا کی شکایتین نسبت ڈاکوؤن کی اور اونکی
بیشمار خونریزیون کی تحریر ہونے لگین۔ نواب مظفر جنگ کی زوجہ اولی امراؤ بیگم دختر خدابندہ خان کی
تھی جو جاگیردار قصبہ سکراوان اور بارھوین بیٹے نواب محمد خان کی تھی۔ نواب مظفر جنگ نے ۱۷۷۶ء
مین اوسسے شادی کی اور اونکے بطن سے پانچ لڑکیان اور کئی لڑکے پیدا ہوئے مگر لڑکے اپنے
باپ کے حین حیات مین انتقال کر گئے۔ امراؤ بیگم جسنے بتاریخ ۱۱ نومبر ۱۸۱۰ء کو انتقال کیا اپنی کل
جائداد مذکور مطابق رپورٹ صاحب کلکٹر ۱۹ نومبر ۱۸۱۰ء مشتمل اوپر ۴۰۰۰ ایکڑ اراضی واقع پرگنات
شمس آباد و بھوجپور و کمپل و محمد آباد و حاجط سو دہپاڑہ اپنے لڑکے اور اپنے بھائی نواب دلاور جنگ
ولد حسین علیخان ولد امین الدولہ کو چھوڑ گئے۔ نواب مظفر جنگ کی چار اور بیبیان تھین اول اشرف محل
مادر امداد حسین جو اونکا جانشین ہوا دوئم بی بی کریما سوئم جنسرہ چہارم بی بی اچپال جو
۱۸۲۳ء تک زندہ تھی موجب دستور خاندان کے اونکی لڑکیون نے اپنے چچازاد بھائیون سے شادی
کی۔ ساڑھے سولہہ پرگنہ جات مشہورہ جو کہ فرخ آباد کے ملک مین شامل تھا احمد خان کے گذشتہ
سنوات سے لیکر ۱۸۰۲ء مین قایم رہا ہے سابق حالات مین مذکور ہو چکی ہین منجملہ ۲۲ محال سابق جو
مقبوضہ احمد خان کے تھے مفصلہ ذیل ضایع ہو گئے اول ۱۷۹۲ء مین اور بعدہ بطور دوامی ۱۷۹۶ء

بولایا گیا تو نایب نے اپنی بہ نسبت یہہ مشہور کیا کہ ہماری کوشش سے یہہ ہوا ہی لیکن زیادہ یہہ سمجھنا چاہیے کہ حکام کلکتہ کی رای سے زیادہ تر یہہ تبدیلی ہوئی اور اس زمانے مین معلوم ہوتا ہے کہ نواب کا چھوٹا بھائی دل دلیر خان مخفی طور پر نواب مظفر جنگ کے خلاف سازش رکھتا تھا نواب مظفر جنگ کے مخالف چند معاملون مین ہوئے اوسکا وظیفہ بند کر دیا گیا اور جبکہ انگریزی رزیڈنٹ چلا گیا تو اونہون نے بھی فرخ آباد کو چھوڑ کر بنارس مین قیام اختیار کیا۔ اوسکو ایک معقول وظیفہ فرخ آباد سے ملنے لگا اور وے اوسوقت تک بنارس مین مقیم رہے جبکہ اونہون نے جنوری سنہ ۱۸۰۹ع مین خودکشی کی فرخ آباد کے معاملات وارن ہیسٹنگ صاحب کے الزام کا پانچوان دفعہ قایم ہوا یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اس الزام کے قایم ہونے کی بنیاد یہہ تھی کہ رزیڈنٹ کو مقرر کیا باوجود اسکے کہ اوسکو بولا لینے کا وعدہ کیا تھا یہہ بیان ہوا کہ نواب ایک کمزور اور ناتجربہ کار جوان آدمی تھا۔ ملک کے نسبت یہہ مذکور ہے کہ الماس علیخان عامل اودہ نے قصبہ دھرہرہ کو ایک غیر کافی خراج پر لے لیا تھا۔ پرگنہ حافظ مئو اور سوج ہمیشہ تاراج ہوتے رہتے فتحگڑھ کے قریب کے گھاٹ اور ترنے کے محصول کو نواب وزیر کے افسرون نے زبردستی لے لیا تھا اور اوسوقت چار پرگنون کے زمینداران نے اپنے اپنے قلعہ مین اپنے کو مضبوط کر رکھا تھا۔ فرخ آباد ویران ہو گیا۔ وہان پر کوئی مستقل حکومت کئی برسون تک نہین رہی نواب وزیر اور اوسکے نایب اور لکھنؤ اور فرخ آباد کے رزیڈنٹون اور فتحگڈہ کے کمپو کے حاکمون اور نواب مظفر جنگ اور منشی دیوان یعنی صلاح کارون نے باری باری سے دست اندازی کی تھی اپنے عہد سلطنت کے اخیر حصہ مین نواب مظفر جنگ نے چار لاکھہ روپیہ خراج کے تخفیف لکھنؤ سے حاصل کرنے مین بہت کوشش کی۔ اگرچہ وہ بذات خود ایک مرتبہ وہان گئے لیکن اونکی کوشش نے کچھہ فائدہ نہیں اوٹھایا وہ اوس شخص کے ہاتھہ سے تھوڑا بچ گیا جسکو کہ وہ یقین کرتا تھا کہ آصف الدولہ نے روپیہ دیکر اوسکے قتل پر آمادہ کیا تھا ایک شخص بھاگو خان نامی جس نے اس مشکل مین اوسکی جان بچائی تھی ابتک سنہ ۱۸۲۳ع مین زندہ تھا اور مبلغ ایکہزار دو سو روپیہ سالانہ پنشن پاتا تھا۔ سنہ ۱۷۹۶ع میں فرخ آباد کے کمپو نے تدبیر حکومت

جیسا کہ پیشہ ور گویا۔ شاعروں اور گویون کا ایک ماہانہ جلسہ اوسکی یہاں ہوا کرتا تھا اور اوسکی حالیقیہ
اوقات پتنگ اور کبوتر اُوڑانے مین بالکل صرف ہوتی تھی وہان بیکے بادیگرے بہت سی عورتین بھین
جنکا سپردی اختیار تھیں۔ سب سے زیادہ مشہور بی بی شرفو اور بی بی غنیمون تھین۔ نواب نے ایک
مہر کندہ اور منقش بی بی غنیموں کو عطا کی تھی۔ یہہ بات دیکھکر کہ نواب صاحب اس ضعیف الحرکاتی
میں مبتلا تھے۔ امین الدولہ نے مبلغ پچاس ہزار روپیہ تانکار سے پچیس ہزار روپیہ سالانہ مقرر کیا
حکایت یون مشہور ہی کہ بہ سبب اس تخفیف وظیفہ کے خود بخود ایک جھگڑا پیدا ہوا جسکی بنیاد ظاہرا ایک
نارنگی بلا اجازت نواب امین الدولہ توڑ لینا بیان کیا جاتا ہے جس کے جہت سے ۱۸۰۲ء مین
بریلی تک جانے کی نوبت پہونچی جہان آنریبل ہنری ولیسلی صاحب اوسوقت نئے ملکون کے بندوبست
کے لئے مقرر کئے گئے تھے جسکو نواب وزیر نے سپرد کمپنی انگریز کیا تھا۔ بذریعہ عہد نامہ مورخہ ۱۰ نومبر
سنہ ۱۸۰۱ء کے صرف نواب وزیر کے پرگنہ جات واقع ضلع ہذا سپرد نہین کئے گئے۔ بلکہ اوس آدھی
چار لاکھ روپیہ خراج کے ساتھہ جو کہ فرخ آباد سے حاکم اودہ کو ملتا تھا اب نواب امداد حسین نے یہہ
قصد کیا کہ ہمارا ملک فرخ آباد بھی انگریز کے سپرد کر دینگے چنانچہ بتاریخ ۴ جون سنہ ۱۸۰۲ء مقام بریلی
مین ایک عہد نامہ پر نواب کا دستخط ہوا جسکے ذریعہ سے نواب نے اپنے ملک کو بعوض مبلغ ایک
لاکھ آٹھہ ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ کے جسکو واسطے اپنے اور اپنے متعلقین کے مقرر کیا سپرد کیا
عبارت عہد نامہ بتفصیل ذیل ہے عہد نامہ درمیان آنریبل الیسٹ انڈیا کمپنی اور نواب امداد حسینخان
کے واسطے سپرد کرنے آنریبل الیسٹ انڈیا کمپنی کو دائمی حکومت کے لئے صوبہ فرخ آباد اور اوس کے
متعلقات کو بعوض خراج باداے مالگذاری نواب مذکور سے آنریبل کمپنی کو طے پایا ایک جانب بذریعہ
آنریبل ہنری ولیسلی صاحب لفٹنٹ گورنر سپرد شدہ صوبہ جات اودھ کے باختیار کامل جو اسکو
دیا گیا نواب گورنر جنرل سے اوس غرض کے لئے اور دوسرے جانب نواب امداد حسین خان
بہادر نصیر جنگ بذات خود اور اوسکے ورثہ اور اوسکی جانشینون کے۔

مین قبضہ سے نکل گیا۔ اول بھون گانون سکیٹ شورون ادساخت تالگرام قنوج
بلھور شاہ پور اکبرپور شیوراجپور موسی نگر بھوگنی پور سارن سکت پور ارنی چھپوند
اٹاوا مہر آباد امرت پور لیکن بحال دو اور تین اور سترہ کے ضایع ہونیکے نسبت جواس فہرست
مین ہے شبہہ ہے اونکے جو موقع وقوع سے معلوم ہوتا ہے کہ وے علاقہ نواب بنگش بدستور شامل
تھے۔ نواب مظفر جنگ کے زمانہ مین بیان کیا جاتا ہے کہ مالگذاری ساڑھے سولہ محال کے قریب
پندرہ لاکھ روپے کی تھی۔ نواب مظفر جنگ کے ایک لڑکے نے اپنے باپ کو زہر دیا اور دوسرے
لڑکے نواب نصیر جنگ نے اپنے موروثی ملک کو انگریزون کے سپرد کر دیا یہہ امر صاف صاف
ذیل کے فارسی بیت مین جو اوس خاندان کے ایک شخص کی زبان سے سنا گیا ہے درج ہے
از نواب شد دو پسر بدنہاد * یکے زہر داد و یکے شہر داد * یعنی یہہ کہ نواب کے دو اولاد مین
سے ایک نے زہر دیا اور دوسرے شہر دیا۔ گدی کے دو دعویدار ہوئے۔ چیلہ کان پریل اور
محمدی خان نے نواب سابق کے مجھلے لڑکے امداد حسین نصیر جنگ کو پیش کیا جو اوسوقت مین
۱۳ خواہ ۱۴ برس کا تھا۔ دوسری طرف سے امراؤ بیگم نواب مظفر جنگ کی پہلی زوجہ نے
مددگاری اپنے بھائی امین الدولہ کی اپنے بیٹے بڑے بھتیجے دلاور جنگ بیٹے امین الدولہ کو
پیش کیا فریقین مقابل نے نواب آصف الدولہ کی توجہہ اور مہربانی حاصل کرنے کی کوشش
کی آخرش وہ نزاع بذریعہ مصالحت کے طے پائی جس کے بموجب نواب ناصر جنگ بنگرانی امین الدولہ
جانشین ہوا اور یہہ شرط ہوئی کہ نئے نواب کو مبلغ پچاس ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ ملنا چاہیئے
لیکن اور دوسرے معاملات مین امین الدولہ اختیار تام رکھین۔ لارڈ ولیہ صاحب بہادر جو
ماہ اگست ۱۸۰۲ء مین فرخ آباد کو تشریف لیگئے تھے کہ جس سے بیان کرتے ہین کہ امین الدولہ
نے اپنی ذاتی کجی اور اوس خراب طریقہ اپنے بھتیجے کو فریب دیا تھا انگریزون مین ریچرڈ سیوم کا
خطاب حاصل کیا۔ ریچرڈ سوم کا قصہ صفحہ ۱۴۹ مین علیحدہ درج ہے۔ نواب ناصر جنگ اکثر اپنی
اوقات گویون کے ساتھہ برباد کرتا اور خود بھی اونکے فن مین ماہر تھا وہ ایسا ہی اچھا گاتا تھا

وہ تفصیل وار فہرست جسکو کہ نواب نے تمامہ متعلقین اور مصاحبین خاندانی کیواسطے پنشن کے دیا۔
فہرست پیش کردہ خردمندان سے بہت امورات میں مختلف ہیں اور بموجب ارادہ برٹش گورنمنٹ کے
وہ شرط اُن اشخاص کے لئے کی گئی جنکے استحقاق پنشن کی پوری بنیاد اسکے ہو یہہ شرط کیجاتی ہے
کہ حقوق مختلف دعویداروں کا بذریعہ اوس سول افسر کے تحقیقات کیجاویگی جسکو کہ برٹش گورنمنٹ مقرر
کرے بشمول نواب کے اور اسناد بدستخط اور مہر شرکہ منظور کیجاویگی کہ جنکے اسناد کی روسے پنشن یافتہ
لوگ نواب کے ذریعہ سے روپیہ پایا کرینگے جو کہ کمپنی کے سول افسر کو انکی رسید دیوینگے۔

شرط ششم

عدالت کی حکومت نواب کی ذات پر موثر نہین ہو سکتی لیکن اُنکے توابعین اور متعلقین کے تفصیل نہیں
کیجاتی اور بموجب منشار برٹش گورنمنٹ کے بلا جانب داری حکومت انصاف فرخ آباد کے صوبہ کے
درمیان جاری رہے اسلئے یہہ اقرار کیا جاتا ہے کہ جو کوئی دعوی بنام متعلقین نواب کے پیش کیا جاوے
تو اول مرتبہ نواب کے پاس حوالہ کیا جاویگا اور بحالت نہ ہونے وادرسی یعنی بر ناراضی فیصلہ نواب
وہ دعوی عدالت دیوانی سے فیصل کیا جاویگا۔

شرط ہفتم

بموجب درخواست نواب اشخاص مذکورہ ذیل کو وظیفہ دیا جاویگا اور اوس وقت تک قایم رہیگا جب تک
اونکی چال چلن برٹش گورنمنٹ اور نواب کے نزدیک خوشنودی کی ہو۔ امام خان مبلغ پانچہزار روپیہ
سالانہ ہرمل خان اور محمد خان پانچہزار روپیہ سالانہ۔ حار بخش سے وکیل منجانب جسکو کہ حاضری عدالت
وغیرہ کے لئے فرخ آباد مین مقرر کیا چار ہزار روپیہ سالانہ۔ احمد بخش اور محمد صالح دو ہزار روپیہ سالانہ

شرط ہشتم

شرط اول

یہہ اقرار اور شرط کیجاتی ہو کہ صوبہ فرخ آباد اور اوسکے متعلقات دائمی حکومت کے لئے آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کے سپرد کیا جاوے من ابتداے سنہ ۱۲۱۰ فصلی نواب اپنے حقوق اور ملکیت کو باستثناے ذیل کے کمپنی کو منتقل کرتے ہیں۔

شرط دوم

بنظر پرورش اور اقتدار نواب امداد حسین خان بہادر کے یہہ اقرار کیا جاتا ہو کہ اونکو نو ہزار روپیہ ماہواری یعنے ایک لاکھ آٹھہ ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ ملا کریگا جو کہ اونکے ورثہ اور جانشینون تک جاری رہیگا اور کسو جہہ موجہہ سے اوسمین کوئی تخفیف نہ ہوگی اور یہہ بھی اقرار کیا جاتا ہی کہ نواب مذکور کے ساتھہ تمام مواقعہ بموجب اونکے درجہ کے اعزاز و اکرام کا برتاو منجانب برٹش گورنمنٹ بطور ایکدوست کے کیا جاویگا۔

شرط سوم

آنریبل لفٹنٹ گورنر جنرل بہادر یہہ اقرار کرتے ہین کہ دو ہزار روپیہ سالانہ واسطے اخراجات امام باڑہ کے دیا جاویگا اور تین ہزار چھہ سو روپیہ سالانہ نواب مظفر جنگ کے دیگر محل کے وظیفہ مین جسکو کہ امراو بیگم اب تک دیتی آتی بعوض نواب کے ذریعہ سے تقسیم کیا جاویگا جو کہ کمپنی کے سول افسر کو اوسکی رسید دیوینگے بشرطیکہ دیکھا جاے کہ یہہ وظیفہ امراو بیگم برابر ادا نہین کرتی تھین

شرط چہارم

نواب کی خواہش کے بموجب باغات جو کہ سابق مین انکے باپ کی ملکیت تھی اور موضع سرایہ خیمہ پور اور فرخ آباد کے قلعہ کے مکانات اور رانی صاحبہ کی جائداد ملکیت جداگانہ سمجھی جاوینگی بشرطیکہ کوئی دوسرا شخص اس ملکیت کا جائز طور پر مستحق نہ ہو۔

شرط پنجم

جنہون نے اُنکی خواہش پوری کرنے مین انکار کیا تھا لیکن مرہٹہ کی پہلی لڑائی اس ضلع مین ایک تماشا
بعوض جانثاری کے ہوئی ماہ دسمبر مین جب دشمنون سے صلح ہوگئی اسمین بارہ پرگنے اور شامل کردیے
گئے جو کہ دوسری برس نوآباد ضلع علیگڑھ مین منتقل کئے گئے۔ لڑائی ختم ہوجانے کے قبل کہی اور
جگہہ قحط شروع ہوا تھا اور بعد قحط بند ہوجانے کے دوآب مین مرہٹون نے ایک جدید لڑائی سے
اوس ضلع کو پریشان کیا باعث ہنگامہ اسوقت ہولکر تھا جسنے شاید یہہ خیال کیا کہ برٹش کی قوت
سیندھیا کے عاجز کرنے مین گم ہوگئی ہے۔ شرائط مذکور کے بعد جو نزاع سے پہلے ہوئی تھی اوس مین
اٹاوا اور دواب کے اکثر اضلاع کی دست برداری کے طلب کرنے مین اوسنے گستاخی کی تھی۔
جواب اوسکا جنگ تھا اور ماہ اکتوبر ۱۸۰۴ء مین ہولکر نے دہلی کا بذات خاص محاصرہ کیا تھا۔ مگر
لیک صاحب کے پہونچنے پر اوسنے جلدی سے دریاے جمنا کو عبور کیا بارادہ اسکے کہ دوآب کو
آگ اور تلوار سے غارت کرے۔ لیک صاحب کے تعاقب کرنے سے وہ دو روز قبل روانہ ہوا تھا
دونون فوجون نے اپنے اپنے پیدل سپاہیون کو پیچھے چھوڑ دیا اور کسی نے اون مین سے زیادہ
سامان لشکر نہین لیا تھا۔ یہانتک کہ اب یہہ دیکھا گیا کہ اُن دو عمدہ فوجون مین سے مرہٹے کی فوج
موافق اپنی شہرت زود روی کے بہت تیز کوچ کر رہی تھی۔ ملک کے پورب طرف ہولکر اون گانون کو
جو اوسکے رستہ مین پڑتے تھے جلاتا ہوا بھاگا۔ اوسکے پیچھے ہر ایک شخص نے اپنی چھہ روز کی
خوراک لیکر آگے جلدی جلدی بڑھتے جاتے تھے جنکے پیچھے توپ خانہ اور سوار لیک صاحب کے تھے تعاقب
کرتے تھے اور سولہہ نومبر کی شام کو جب انگریزی فوج ضلع ایٹہ کی علیگنج مین پہونچی تو اوسنے دیکھا
کہ وہ قصبہ ابتک جل رہا ہے۔ مرہٹہ اوس شب کو شراب پی رہے تھے اور دیکھہ رہے تھے کہ ایک
بڑی فوج فرخ آباد کے نزدیک ڈہلاول مین ۳۶ میل پر ہے اور لیک صاحب کے سوار ۲۴ میل فی
روز آے تھے۔ باوجود اسکے اوسنے دشمنون پر رات کو چھاپہ مارنے کا ارادہ کیا نو بجے شام کو
اوسنے بغیر خیمہ یا کسی دوسرے قسم اسباب کے آگے بڑھا جب اوسکے سوار گھوڑے پر چڑہ رہے
تھے تو یہہ خوشخبری پہونچی کہ اونکی پیدل فوج نے ماتحت جنرل فریزر صاحب کے ہولکر کی پیدل

معافی اراضیات اور روزانہ اور سالانہ پنشن اور جاگیر بحال رہیگی اگر تحقیقات جائز سے یہہ معلوم ہو
کہ وہ نواب ظفر جنگ کے انتقال کے پہلے سے مقرر کئے گئے تھے۔

شرط نہم

یہہ صلحنامہ مشتمل اوپر نو شرائط کے شہر بریلی مین ۱۴ رجون سنہ ۱۸۰۲ء مین مطابق ۱۳ صفر سنہ ۱۲۱۷ھ
کے طے پایا ازبل ہنری ولیسلی لفٹنٹ گورنر جنرل بہادر سپردشدہ صوبہ جات اودہ نے
نواب امداد حسین نصیر جنگ بہادر کو ایک نقل اسکی انگریزی اور فارسی مین مصدق بمہر و دستخط
اپنے عنایت کیا اور نواب ممدوح نے ازبل ہنری ولیسلی لفٹنٹ گورنر بہادر سپردشدہ صوبجات
کو اوسکی دوسری نقل بہ ثبت اپنے دستخط اور مہر کے عنایت کیا ازبل ہنری ولیسلی لفٹنٹ گورنر
بہادر اقرار کرتے ہین کہ تین روز کے عرصہ مین ایک تصدیق صلحنامہ کی بہ ثبت مہر اور دستخط
حضور نواب گورنر جنرل بہادر کے دیوینگے۔ تصدیق اقرارنامہ منجانب گورنر جنرل بہادر ۲۴
جون سنہ ۱۸۰۲ء دست برداری کے ایکسال گذرنے سے پہلے جب ہنری ولیسلی صاحب
حاصل شدہ ضلع کے انتظام مین مصروف ہوئے تو اونکے بھائی ارتھر صاحب دکھن مین
مرہٹہ کی سازش دور کرنے کے طیاری کر رہے تھے۔ جنگ کے شروع ہونے پر لڑائی کا انتظام
دکھن ہند مین جنرل لیک صاحب کے سپرد کیا گیا۔ ماہ اگست سنہ ۱۸۰۳ء مین اونسے کانپور سے
علیگڈھ کو کوچ کیا اوسوقت جان بار فرانسیس پیرن سیندھیا کی طرف سے مقابلہ کے مقرر ہوا تھا
اور قلعہ پر دھاوہ کرنیکے بعد مین اوس کے ضلع مین ایک دستہ فوج کا بعرض چھوڑ لینے شکوہ آباد
کے مرہٹہ رسالون کے ہاتھون سے بھیجا اس بات کے تصور سے جرات پاکر کہ برٹس کی فوج ہمہ تن مصروف
ہی جیبر سال راجہ تھسیا نے بغاوت کی۔ اوسکے قلعہ پر محاصرہ اور حملہ کیا گیا مگر کمانڈر رنگ افسر اور محاصرہ
کرنے والے نقصان ہوئے۔ باغی کا ملک ضبط کر لیا گیا جبکہ وہ جمنا کے پار دکن جانب کو بھاگا خاص
ہنگامہ سے فائدہ اوٹھاکر میواتیون نے ضلع کے پچھم مین خفیف حملہ کیا تمام زمینداروں کو لوٹ لیا

روز مبارک تھی کیونکہ سرکش پٹھان اوس قصبہ اور ضلع کے فتحگڑھ کے قلعہ کا محاصرہ کئے تھے جہان
انگریزی رزیڈنٹوں نے اور اونکی کمزور ہندوستانی فوج کے سپاہیوں نے پناہ لی تھی - اوس شہر
کے پولیس کا خاص افسر دریاے گنگ کے پار بھاگ گیا تھا - نواب کے خاندان کے دو امرا و
مرہٹون کے شریک ہوگئے تھے منجملہ اونکے ایک سرست خان جدید شکست مین قتل کیا گیا تھا خود
نواب نے ہولکر کی ملاقات کی حکم کی تبعیت کی تھی - اور جب کہ جج مجسٹریٹ نواب سے بڑی توپ
مانگنے آیا تو اوسکے جواب مین عذر پیش کیا گیا مسٹر باٹ فتحگڑھ کو واپس آتے ہوئے چند مرہٹون سے
جنہوں نے اونکا پیچھا کیا تھا بمشکل بچگئے - چھاونی میں رسالہ کا اصطبل اور قدیم برف خانہ اور
انگریزی افسروں کے بنگلوں کو پھونک دیا - یہہ ضلع جیسا کہ اوپر مذکور ہوچکا ہے اول ہی اول باغی
ہوا - قلعہ کے محاصرہ کرنے کی غرض سے باغیوں نے لام باندھا تھا اور تین ضرب توپ کی سلامی
واسطے اظہار فتحیابی جنرل فریزر صاحب کے کی گئی اور بعد ازان انگریزی فتحیابی کے لئے لیک
صاحب نے ۲۰ نومبر کو ہولکر کا تعاقب کیا - اوسکا راستہ واپسی کا دہلی کی طرف سے تھا اور اگرچہ
سنہ ۱۸۰۵ء تک صلح نہین ہوئی تھی تاہم اوسکی روانگی کے بعد اوس ضلع پر حملہ نہیں کیا گیا جنگ کی
سابق تواریخون مین فتحگڑھ ایک مشہور توپخانہ کے طور پر ذکر کیا گیا ہے اور فرخ آباد کی ٹکسال ہونے کا
ثبوت اس واقعہ کے ذریعہ سے دیا گیا ہے کہ بھرتپور کے راجہ پر دو لاکھ روپیہ سکہ بنانے کے لئے
جرمانہ کیا گیا تھا سنہ ۱۸۱۱ء مین صاحب بورڈ نے نواب کے مکان آسائش کا خرچ ساٹھ ہزار روپیہ
منظور کیا لیکن سنہ ۱۸۱۳ء مین نواب نصیر جنگ نے انتقال کیا - اگرچہ وہ صرف ۲۰ برس کی عمر کی
تھی جب اونہوں نے انتقال کیا تاہم وہ بہت سے اپنی یادگاریان چھوڑ گئے - ایک مکان اندر
قلعہ کے - ایک نقارخانہ امام باڑہ کے اندر - ایک پائین باغ معہ ایک مکان عمدہ اور چہار دیواری کے
ایک مکان شکار اندر رمنہ کے جواب منہدم ہوگیا - چند اصطبل تارن دروازہ پر - بازار بنام نصیر گنج
احاطہ جو نصیر گنج سے پائین باغ تک ہے - وہ اپنے گھرانہ کا آخر شاہزادہ تھا - اور سابق تواریخ مین
اوسکے خاندان کا بہت ہی مختصر ذکر ہے - اونکا بیٹا نواب خادم حسین اونکی عزت و تعلقہ جات جانشین ہوا

سپاہیوں کو مقام ڈگ میں شکست دیا اس خبر نے اُنکے جوش کو مغرور مرہٹہ کے رسالہ پر حملہ کرنے میں
دو چند کر دیا۔ میکفرشن صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ماہتاب بلند تھا اور رات خوشنما معلوم ہوتی
تھی جب وے لوگ سڑک پر چلے جا رہے تھے وے لوگ اس خبر کے سننے سے بہت خوش
تھے کہ دشمن اپنی لشکر گاہ میں بلا حس و حرکت اور ہمارے آنے سے بالکل ناواقف ہی ۱۷ تاریخ کی
صبح کو اوسکی فوج کا سردار مرہٹہ کے لشکر کے دامن پر پہونچ گیا۔ مرہٹوں کے گھوڑے میخوں میں بندھے
تھے اونکی بغلوں میں آدمی پڑے سو رہے تھے۔ جب ہمارے سپاہیوں نے چند گراپ کی آوازیں کی
اور اونکی گولیاں لشکر غنیم میں گریں تب اونکو لیک صاحب کی آمد کی خبر ہوئی۔ بندوق کی آوازوں
نے اُنہیں جگا دیا مگر اکثر کو دائمی خواب میں ڈال دیا۔ بادشاہ کے آٹھویں لائٹ ڈراگون نے پہلے
اونپر حملہ کیا اور ہر چہار طرف اُنکو کاٹ کر گرا دیا۔ ہماری دوسری رجمنٹ نے بھی معاً آنے کے ویسا
ہی کیا یہانتک کہ قلیل عرصہ میں تمام لشکر کو قتل اور زخمی کر ڈالا خود ہولکر سب سے پہلے بھاگ گیا
اور اوسکے پیچھے تھوڑے سے سوار جو کہ گھوڑے پر چڑھنے کے قابل تھے وہ بھی بھاگ گئے اور
ہولکر نے جبتک کہ کالینی دریا کو عبور نہ کیا اپنے گھوڑے کی باگ کو نہ روکا جو کہ ۸۰ میل کے
فاصلہ پر پایاب تھا۔ جب آنے مرتبہ اوسنے جمنا کو عبور کیا تھا تو اوسکے ساتھ ۶۰ ہزار سوار تھے
اور پھر کالینی کے عبور کے بعد وہ دس ہزار فوج نکل سکا تین ہزار فوج اوس کی چھاپہ میں کام آئی اور
باقی بھاگ گئی اور منتشر ہو گئی اور پھر ہرگز اوسکے شریک نہ ہوئی۔ بلا تکان لیک صاحب نے اپنی کامیابی
کے واسطے ہولکر کا ۱۰ میل تک تعاقب کیا۔ جب لیک صاحب نے شکار کو چھوڑ دیا تو اونہوں نے
کہا کہ میں نے ۲۴ گھنٹہ میں ۷۰ میل اور ۳۵۰ میل گذشتہ دو ہفتوں میں طے کیا صرف دو انگریز
اوسکے ساتھ کے مارے گئے تھے اور کوچ کی تکان اور انکے گھوڑوں پر سخت ہوئے تھے منجملہ
اوسکے پچھتر مر گئے خواہ بیکار ہو گئے اُنکے نقصان کا کم خیال ہوا کیونکہ مرہٹوں نے اپنے بہوتیرے
گھوڑے کام کے لائق پیچھے چھوڑے تھے۔ کرنل ڈنس کے پیدل فوج کے پہونچنے پر جسے لیک نے خیال
کی حتی الوسع جلد روی میں پیروی کی تھی سوار و پیدل شہر فرخ آباد میں داخل ہوئے۔ اونکی آمد نے

حالات رچرڈ سیوم

بعد بادشاہ اڈورڈ پنجم کے ریچارڈ سیوم جو کہ خاندان پلنٹجنٹ کا آخر بادشاہ تھا تخت انگلستان کا مالک ہوا یہہ بادشاہ ۱۳۶۷ء میں پیدا ہوا تھا اور ۱۳۷۷ء مین تخت نشین ہوا اول بار معہ اپنی زوجہ کے شہر ویسٹ منسٹر مین تخت پر بیٹھا۔ چونکہ اوسنے چند آدمیون کے مدارج دربار مین از حد بڑہائے اسلئے اورون نے بوجہہ حسد کے اس سے بھی بغض رکھنا شروع کیا اور علاوہ اسکے یہہ اوس خزانہ کو جسے کہ شاہ اڈورڈ نے بڑی جانفشانی سے جمع کیا تھا فضول و محض بیجا صرف کرنے لگا اسوجہہ سے اور بہت سے لوگ اس سے ناراض ہوے آخر کو یہہ نتیجہ ہوا کہ سب نے باہم مشورہ کر کے اس سے بغاوت اختیار کیا مگر چونکہ یہہ بادشاہ نہایت ہوشیار تھا بطور دورہ کے ہر شہرون مین جہان کہ اوسکے خلاف سازش ہوتی تھی معہ سپاہ کے گیا اور یہہ اشتہار کیا کہ ہم چاہتے ہین کہ کل کام ہماری عملداری مین انصاف کی رو سے ہو اور ہماری رعایا امن اور چین سے بسر کرین اور اوسکے انجام کے لیئے وہ دوبارہ شہر یارک مین تخت نشین ہوا مگر قبل اسکے کہ یہہ بادشاہ یارک مین داخل ہو ایک سانحہ عظیم وقوع مین آیا جس سے رہے سہے لوگون کی کمر کو بھی اوسکے خلاف بغاوت سے چست باندھا یعنی جمیس ٹرل داروغہ اصطبل شاہی وارویک سے ایک شاہی نامہ بنام سر برکنبری افسر قلعہ لندن کے اس مضمون کا لیگیا کہ مکتوب الیہ فوراً بمعائنہ حکم شاہی حامل نامہ کو قلعہ کی کنجی چوبیس گھنٹے کے لئے دیدے اوس قلعہ مین اڈورڈ وارث بادشاہ سابق معہ اپنے بھائیون کے نظربند تھا ٹیرل نے چند بدمعاشون کو پہلے سے مقرر کر رکھا تھا اور کنجی لیکر اونکو قلعہ مین بھیجکر بیچارے قیدیون کو قتل کرایا اور اونکی لعشون کو زینے کے نیچے دفن کر دیا اسکی سازش کا حال زبانی قاتلون کے معلوم ہوا مگر جب بادشاہ نے سنا اوسنے محض لاعلمی بیان کی اور بہت سے ثبوت اس امر کے پیش کئے کہ یہہ امر بالکل اوسکی بے اجازت ہوا اور اسمین اوسکی کچھہ سازش نہ تھی گو کہ بادشاہ تو اوسوقت ظاہرا بچ گیا مگر تاہم لوگون کے دلون مین شک نے جگہہ لیا کچھہ تو پہلے سے اوسکی بے اعتنائی سے رنجیدہ خاطر تھے اب تو ظاہرا بہت لوگ باغی ہو گئے اور یہہ سازش کرنے لگے کہ ہنری ہفتم کو جو کہ رچمنٹ کا امیر تھا بادشاہ کرین روز بروز

جنکا لقب شوکت جنگ ہوا اور اوسوقت اوسکی عمر دس برس کی تھی - اس لڑکے کی بابت صرف اتناہی بیان کرنا ضرور ہے کہ اوسنے نواب گورنر جنرل بہادر سے بیلیسبہت مین ملاقات کی اور سنہ ۱۸۴۳ع مین اوسنے دہلی مین وفات پائی جہان وہ بغیر اجازت جنٹ نواب گورنر جنرل بہادر کے گیا تھا در حقیقت اوسکی موت بوجہہ عارضہ چیچک کے ہوئی لیکن بہت سے واہیات وجوہات بیان کیجاتی ہین بعض کہتے ہین کہ اوسکو جن کا دخل ہوگیا جب کہ وہ اوس مسجد مین جہان کہ جن رہتا تھا نشہ کی حالت مین گیا دوسرے یہہ بیان کرتے ہین کہ ایک ہندو جوگی نے خفا ہوکر بددعا دی جب کہ نواب نے ایک سانڈ کو گولی مار دیا تھا - تیسرا قصہ یون ہو کہ کسی عورت نے اوسکے گہر زہر دیا - اوس کا لڑکا نواب تجمل حسین جو کہ ایک برس کا بھی نہین تھا اوسکے جانشین ہوا لیکن پھر نواب تجمل حسین سنہ ۱۸۴۶ع مین ۲۰ برس کی عمر مین لاولد مرگیا اور اوسکا چچازاد بھائی نواب تفضل حسین اوسکا جانشین ہوا - نواب تفضل حسین نواب عنایت حسین نصرت جنگ کا لڑکا تھا جو کہ نواب شوکت جنگ کا چھوٹا بھائی تھا - نواب در سنہ ۱۸۵۵ع میں رئیس گورنمنٹ سے ہائے نس کا خطاب حاصل کرنے کے لئے حتی المقدور کوشش کر رہے تھے

ہم کو اب دوسرے قانون کی بابت بیان کرنا ہے

لائے سٹر مین کری فزاری کے گرجے مین دفن ہوئی اس بادشاہ کو تمام مورخین نے نہایت ظالم و دغاباز سفلہ طبیعت لکھا ہی اور اس سے بہت سے قصور از حد بیجا و ناحق ہوئے اور اوسکے مزاج کی خلقی خاصیت خبث اور دشمنی جانب مائل تھی ۔

خطرہ ترقی پذیر تھا ایک بیک اون لوگون نے بھی جوکہ بادشاہ کے جانثار اور یار غار تھے اوس سے سرکشی کرنا شروع کیا اور تمام باغی جمع ہوکر ہنری کے پاس گئے اور اوسکو اپنا سردار بناکر بادشاہ پر حملہ کرنا چاہا لیکن بوجہ طوفان و سیلاب کے اوسکے جہاز کنارہ پر نہ آسکے اور اس باعث سے وہ لوگ ناکامیاب رہے لیکن جب کہ باغیوں نے یہہ امر چاہا کہ ہنری کی شادی شاہزادی الیزبتہ کے ساتھہ کرکے اوسکے حق کو اور مستحکم کردین اوسوقت بادشاہ نہایت گھبرایا اور مخوف ہوا کیونکہ اوسکا یہہ ارادہ تھا کہ اوس شاہزادی کی شادی اپنے بیٹے سے کرنا مگر قضا کار وہ لرکا مرگیا اب اوسنے ارادہ کیا کہ اوسکی شادی وہ خود اپنے ساتھہ کرے کیونکہ وہ خوب سمجھتا تھا کہ جب ہنری کی شادی الیزبتہ کے ساتھہ ہوجاویگی تو وہ ضرور مستحق تخت کا ہوجاویگا اس خبط مین پڑکر اوسنے اپنی زوجہ کو زہر دیکر مار ڈالا اور بندش کی کہ اپنی شادی الیزبتہ کے ساتھہ کرے مگر ان کو کچھہ اور ہی منظور تھا اودھر باغی دن بدن خوب بگڑتے جاتے تھے یہان تک کہ بڑی فوج کے ساتھہ بادشاہ کے قتل پر امادہ ہوئے اور بادشاہ کی خاص خاص لوگ سب سرکش ہونے لگے بقول شخصے جب تقدیر بگڑتی ہے تو اپنا بیٹا ہی خون کا پیاسا ہوتا ہے چنانچہ لارڈ اسٹنلی جوکہ بادشاہ کا ہمراز و دمساز تھا بادشاہ سے کچھہ سرکشی کرنے لگا اور بادشاہ کو بھی اوسکی جانب سے شبہہ رہنے لگا اب بادشاہ کی بُری حالت ہوئی اسطرف باغیون کا روز اودھر اپنی بی بی کو ایک خیال موہوم پر مار ڈالنا اور احباب کا ساتھہ چھوڑ دینا ان چند باتون نے بادشاہ کو بہت گھبرایا اوسپر خواب و خور حرام ہوگیا یہانتک کے یہہ خبر سُنی گئی کہ باغی لوگ معہ ہنری کے حملہ کرنے کو آتے ہین بادشاہ نے بھی بہت سے سوارون کو اونکے جاسوس و خبر رسانی کے لئے تعینات کیا دم بدم یہی خبر پہونچتی تھی کہ اب آئے تب آئے غرض یکم اگست ۱۴۸۵ع کو سب لوگ شہر ملفودھون معہ ہنری کے داخل ہوا۔ بعد پندرہ روز کے موسل ورد میں لڑائی شروع ہوئی اور یہی روز کے اخیر لڑائی تھی عین حالت لڑائی مین جو ہین رچاڈ نے رجمنٹ پر حملہ کرنا چاہا رجمنٹ نے خود ہی اوسپر حملہ کرکے کام تمام کیا اوسکا تاج کھاڑ میں پایا گیا اور لارڈ اسٹنلی نے اُسے بڑے دھوم دہام سے فاتح کے سر پر پہنایا اور رچاڈ کی لعش شہر

شجرۃ النسب سعادتخان برہان الملک

سید محمد نیشاپوری
جوکہ مشہد سے ۵۰ یا ۶۰ میل جانب پچھم ہے

- مرزا ناصر
  - مرزا محمد باقر سعادت خان
    جوکہ ۱۱۵۲ھ مطابق جون ۱۷۳۹ء
    جون ۱۷۳۹ء کو فوت
    ہوا
    - نثار محمد خان
      شیر جنگ
      صوبہ دار کشمیر
  - مرزا محمد امین
    سعادتخان
    برہان الملک
    - خانم صاحبہ سے
      - دختر
        زوجہ صفدر جنگ
    - بی بی صاحبہ سے
      - بہنچگا بیگم
        زوجہ
        نصیر الدین حیدر
      - محمدی بیگم
        زوجہ محمد قلیخاں
        بھتیجا صفدر جنگ
      - امینہ بیگم
        زوجہ
        سید محمد خان
      - بندی بیگم
        زوجہ سعادت قلیخان
        پسر سعادتخان کلان
  - دختر
    زوجہ
    جعفر بیگ خان
    - مرزا محمد مقیم
      صفدر جنگ
- مرزا یوسف
- نام نامعلوم
  دیکھو عماد السعادت صفحہ ۲۹
  سطر ۹ و ما بعد
  - شاد میر
    زوجہ دختر مرزا ناصر کی
    اور ہمشیرہ برہان الملک
    سعادتخان کی
    - ناصر الدین حیدر
      زوجہ دختر برہان الملک
      سعادت خان

جدول نوابزادگان فرخ آباد جو سنہ ۱۷۱۳ء سے سنہ ۱۸۵۷ء تک حکمران رہے

نمبر شمار	نام معہ ولدیت	ماں کا نام	تاریخ پیدائش	تاریخ تخت نشینی	تاریخ وفات
۱	نواب محمد خان غضنفر جنگ ولد ملک علی خان	نامعلوم	نامعلوم	۲۵ شوال سنہ ۱۱۲۵ ہجری مطابق ماہ جنوری سنہ ۱۷۱۳ء و جنوری سنہ ۱۷۱۴ء	۲ ذیقعد سنہ ۱۱۵۶ ہجری مطابق ۹ دسمبر سنہ ۱۷۴۳ء
۲	قایم خان ولد نمبر ۱	ماہ بانو عرف بے بے حضور	ایضاً	ذیقعد سنہ ۱۱۵۶ ہجری مطابق ماہ دسمبر سنہ ۱۷۴۳ء	۱۲ ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۱ ہجری مطابق ۲۳ نومبر سنہ ۱۷۴۸ء
۳	امام خان ولد نمبر ۱	نامعلوم	مقام پیدائش محمد آباد تاریخ نامعلوم	۱۶ ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۱ ہجری مطابق ۲۷ نومبر سنہ ۱۷۴۸ء	سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ماہ نومبر سنہ ۱۷۴۹ء و نومبر سنہ ۱۷۵۰ء
۴	احمد خان غالب جنگ ولد نمبر ۱	ایضاً	ایضاً	شعبان سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق جون و جولائی سنہ ۱۷۵۰ء	۲۸ ربیع الاول سنہ ۱۱۸۵ ہجری مطابق ۱۲ جولائی سنہ ۱۷۷۱ء
۵	دلیر ہمت خان مظفر جنگ ولد نمبر ۴	خیر النسا بیگم	سنہ ۱۱۷۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۸ و ۱۷۵۹ء	۲۸ ربیع الاول سنہ ۱۱۸۵ ہجری مطابق ۱۲ جولائی سنہ ۱۷۷۱ء	۸ ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۱ ہجری مطابق ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۷۹۶ء
۶	امداد حسین خان ناصر جنگ ولد نمبر ۵	نامعلوم	مقام فرخ آباد سنہ ۱۲۰۹ ہجری مطابق سنہ ۱۷۹۴ و ۱۷۹۵ء	۲۳ اکتوبر سنہ ۱۷۹۶ء مطابق ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۱ ہجری	۲۸ محرم سنہ ۱۲۲۸ ہجری مطابق یکم فروری سنہ ۱۸۱۳ء
۷	خادم حسین خان شوکت جنگ ولد نمبر ۶	سرفراز محل	۱۷ رمضان سنہ ۱۲۱۲ ہجری مطابق ۲۰ مارچ سنہ ۱۷۹۸ء	محرم سنہ ۱۲۲۸ ہجری مطابق فروری سنہ ۱۸۱۳ء	۲۹ شوال سنہ ۱۲۳۸ ہجری بمقام دہلی مطابق ۱۲ جولائی سنہ ۱۸۲۳ء
۸	تجمل حسین خان ظفر جنگ ولد نمبر ۷	ممتاز محل	جمادی الثانی سنہ ۱۲۳۵ ہجری مطابق ۱۲ جنوری سنہ ۱۸۲۰ء	ذیقعد سنہ ۱۲۳۸ ہجری مطابق ۱۲ جولائی سنہ ۱۸۲۳ء	۱۸ ذیقعد سنہ ۱۲۶۲ ہجری مطابق ۹ نومبر سنہ ۱۸۴۶ء
۹	تفضل حسین خان ولد نصرت جنگ پوتہ نمبر ۷	سلطان عالیہ بیگم	۵ ربیع الثانی سنہ ۱۲۴۳ ہجری مطابق ۲۶ اکتوبر سنہ ۱۸۲۷ء	ماہ دسمبر سنہ ۱۸۴۶ء	اور سنہ ۱۸۵۹ء میں جلا وطن ہو کر مکہ معظمہ کو بھیجے گئے اور وہاں سنہ ۱۸۸۲ء میں وفات پائی

پشت نامہ صفدر جنگ

یوسف خان

شاہجہان

بیداغ شاہ

حسن علی مرزا

منصور مرزا
جوکہ نیشاپور تبریز سے بھیجا گیا

محمد قلی بیگ

محمد شفیع خان بیگ

جعفر خان بیگ
زوجہ ہمشیرہ برہان الملک
سعادت خان

مرزا محسن عزت الدولہ
زوجہ ہمشیرۂ نواب نجف خان
جو ربیع الاول ۱۱۶۲ھ
مین فوت ہوا

مرزا محمد مقیم صفدر جنگ
زوجہ دختر سعادت خان
برہان الملک جو ۱۷۵۴ء
مین فوت ہوا

محمد قلیخان
(نائب الہ آباد ۱۷۴۳ء
۱۷۵۸ء) زوجہ
دختر برہان الملک

فاطمہ بیگم
زوجہ
مرزا اسمعیل
برادر نجف خان

جلال الدین حیدر شجاع الدولہ
جو جنوری ۱۷۷۵ء مین
فوت ہوا

مرزا امانی
آصف الدولہ جو ۱۷۹۷ء مین
فوت ہوا

سعادت علیخان
جو ۱۸۱۴ء مین فوت ہوا

